اشرف الادب

مترجم وشرح اردو

نفحۃ العرب

تالیف

حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب رحمہ اللہ

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشرف الادب عکسی

مترجم وشرح اردو

نفحۃ العرب
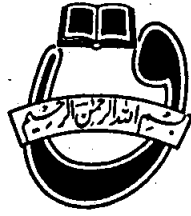
تالیف

مولانا عبد الحفیظ صاحب فاضل دار العلوم دیوبند

ناشر

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی

فہرست مضامین اشرف الادب شرح اردو نفحۃ العرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف رحمہ اللہ کا اجمالی تعارف

نام محمد اعزاز علی اور لقب اعزاز العلماء ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ اعزاز علی بن محمد مزاج علی بن حسن علی بن خیر اللہ۔ آپ ضلع مراد آباد کے مشہور قصبہ امروہہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ کمبوہ سے ہے جو ہندوستان کا مشہور قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۳۰۰ھ میں ہندوستان کے معروف اور مشہور شہر بدایوں میں غروب آفتاب کے وقت ہوئی اور نانا جان نے اعزاز نام رکھا۔

آپ دارالعلوم سے فراغت کے بعد اپنے مشفق استاذ حضرت مولانا سہول صاحب بھاگلپوری کی کوشش سے ۱۳۳۰ھ کے اوائل میں پچیس ۲۵ روپئے کے مشاہرہ پر دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس شاہ جہاں پور سے تشریف لائے اور دارالعلوم کے ابتدائی مدرس مقرر کئے گئے۔ اور علم الصیغہ، مفید الطالبین، نور الایضاح وغیرہ کا درس دینا شروع کیا۔ پھر آپ مولانا حافظ احمد صاحب کے ساتھ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ چونکہ حضرت حافظ صاحب اپنی ضعیف العمری کیوجہ سے افتاء سے متعلق تمام امور کو انجام دینے سے معذور تھے۔ اس بناء پر ۱۳۳۹ھ میں آپ کو دارالعلوم چھوڑنا پڑا۔ ابھی ایک ہی سال گذرا تھا کہ ۱۳۴۰ھ میں حضرت مولانا حافظ احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ادھر دارالعلوم کے شعبۂ افتاء میں مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے الگ ہونیکی بناء پر کسی ذکی و ہوشیار شخصیت کی ضرورت تھی۔ ۱۳۴۰ھ کی مجلس شوریٰ وانتظامی کمیٹی میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی نے اس خدمت باعظمت کیلئے ان کا نام نامی پیش کیا۔ کمیٹی کے ہر رکن نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ آپ ۱۳۴۰ھ میں حیدر آباد سے پھر دیوبند تشریف لائے اور تاحیات دارالعلوم میں خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ درس کے وقت کے بہت زیادہ پابند تھے۔ سردی ہو یا گرمی، جاڑا ہو یا برسات، بیماری ہو یا تندرستی، خوشی ہو یا غمی بہر صورت آپ کا درس جاری رہتا تھا۔ گھنٹہ بجانیوالے کے گھنٹہ بجانے سے فارغ ہونے سے پہلے ہی آپ درس گاہ پہنچ جاتے تھے اور سبق شروع فرما دیتے، اور گھنٹہ بجنے پر کتاب فوراً بند کردیتے۔ مزید برآں آپ کو شاعری کے اندر یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے مزاج میں انکساری، فروتنی اور تواضع بیحد تھی۔ غالباً آپ کو حضرت گنگوہی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور حضرت شیخ الاسلام سے اجازت۔

آپ نے ۱۳ رجب بروز منگل بوقتِ صبح صادق ۱۳۷۴ھ میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ اور اب آپ مزارِ قاسمی (دیوبند) میں آرام فرما ہیں۔

ادب کی لغوی تحقیق واصطلاحی تعریف وغرض وغایت اور موضوع

ادب کے لغوی معنی بلانے کے ہیں۔ المحیط میں الادب کے معنیٰ لطافت طبع اور خوش اطواری کے بیان کئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے اَدَّبَہٗ اس کو سکھایا۔ اَدُبَ بہٖ اس سے سیکھا۔
اور ادب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ادب اس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ کلام کی لفظی اور کتابی غلطیوں سے بچا جاسکے، لفظ یا کتابت کی غلطی سے زبان کے اندر جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس سے حفاظت ہو۔
اور علم ادب کی غرض وغایت یہ ہے کہ متکلم اپنے دل کی بات کو مکمل طور پر نہایت مؤثر انداز سے دوسروں تک پہنچا سکے۔ اور علمِ ادب کے موضوع کے بارے میں محققین کا یہ کہنا ہے کہ اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ ابن خلدون نے ادب کے موضوع سے انکار کرتے ہوئے حسب ذیل عبارت لکھی ہے۔
هٰذا العلم لاموضوع لہٗ لینظر فی اثبات عوارضہٖ او نفیھا یعنی علم ادب کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ جس کے عوارض ذاتیہ سے مثبت یا منفی انداز میں بحث کی جائے۔ منشاء یہ ہے کہ موضوع اسی علم کا متعین کیا جا سکتا ہے جس کی تمام قسموں کی موضوعات تباین صنفی یا نوعی کے باوجود کسی ایک جنس قریب میں مطلق کے تحت داخل ہوں۔ اور یہاں علم ادب کا حال بالکل اس کا برعکس ہے۔ اس کی تمام قسموں کے موضوعات کسی ایک جنس قریب کے تحت داخل نہیں ہیں۔ اس بنا پر علم ادب کا موضوع اب تک متعین نہیں ہو سکا اور مجبور ہو کر محققین کو موضوع کا انکار کرنا پڑا۔ اور ابن خلدون نے بھی اپنی مذکورہ عبارت کے ذریعہ صاف انکار کر دیا۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اسی کو حق قرار دیا ہے۔
بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ علم ادب کا موضوع طبیعت یا فطرت ہے۔ طبیعت یا فطرت سے مراد واردات اور تأثرات ہیں جس سے انسان کا اس مادی دنیا میں تصادم ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے انسان خارجی حقائق کا مظہر ہے اور طبیعت اندرونی کیفیات کی داخلی یا خارجی احوال وعمل کی منظر کشی اور عکاسی کا نام طبیعت یا فطرت ہے۔ یہی ادب کا موضوع ہے۔ لیکن اس قول کو علماء نے مرجوح قرار دیا ہے اور محققین کی رائے کو راجح بتایا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جن کا ذکر ابھی ابھی کیا جاچکا۔

بعض اصحابِ تاریخ کا مختصر تعارف جنکے بارے میں صاحب کتاب نے سکوت یالاعلمی کا اظہار کیا ہے

(الف) (۱) شیخ ابوعثمان حیری

قَالَ الشیخ هو شیخ مشهور عالم زاهد من سکناء الحیرة ص۶۲ حاشیہ ۵۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب وقت، خراسان میں بڑے باوقعت اور علم طریقت وشریعت کے ماہر تھے۔ آپ کے ہمعصر اہل طریقت کا قول ہے کہ دنیا میں تین مرد ہیں۔ نیشاپور میں عثمان (ابوعثمان) حیری، بغداد میں جنید، شام میں ابوعبداللہ جلاء۔ عبداللہ ابن محمد رازی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید، رویم، یوسف بن حسین، محمد بن فضل، ابوعلی جرجانی وغیرہ کو دیکھا لیکن حضرت عثمان (ابوعثمان) حیری کو سب سے زائد خداشناس پایا۔ آپ ہی کی ذات سے خراسان میں تصوف کا چرچا ہوا ہے۔ حضرت یحیٰی بن معاذ، حضرت شجاع کرمانی، ابوحفص عمر حداد آپ کے شیوخ طریقت ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲) احمد بن ابی خالد

یہ ادب وکتابت میں بہت نامور، نہایت نیک مخلص اور دانشمند شامی غلام تھا۔ جسقدر خلیفہ مامون کا خیرخواہ تھا اسی قدر رعایا کا ہمدرد تھا۔ تاریخ اس کا صرف ایک عیب دکھاتی ہے اور وہ یہ کہ یہ کھانے کا سخت حریص تھا۔ ۲۱۱ھ میں اس نے وفات پائی اور مامون خود اس کے جنازہ میں شریک ہوا، دعا کی اور دفن کے بعد اس کی تعریف کی۔ (تاریخ امت)

(۳) حافظ ابن تیمیہ

شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم بن مجدالدین عبدالسلام ابن عبداللہ بن ابی القاسم۔ مولود ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ وناقد حدیث، صاحب تصانیفِ کثیرہ، عابد وزاہد ہیں۔ دمشق اور مصر میں عرصہ تک درس حدیث میں مشغول رہے۔ بارہا آپ کا امتحان کیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئی، مصر، قاہرہ، اسکندریہ، دمشق کے قلعوں میں آپ کو قید رکھا گیا۔ آپ نے ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ میں قید خانہ میں

ہی وفات پائی۔ اور اب آپ اپنے بھائی شرف الدین عبد اللہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۷۴)

(ب) (۴) شوذب خارجی

قال الشیخ " لمّا اطلع علی ترجمتہ " ص ۱۲۴ حاشیہ ۵ : اس کا نام بسطام ہے اور شوذب لقب ہے۔ نہایت فسادی شخص تھا۔ جب مسلمہ بن عبد الملک کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے شوذب کی شکایت کی۔ مسلمہ نے مشہور شہ سوار سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شوذب کے پاس بھیجا۔ اس وقت وہ اپنے مکان میں تھا، لشکر کی اس کثیر تعداد کو دیکھ کر شوذب گھبرا گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ جو شخص متمنی شہادت ہے سو اس کیلئے شہادت کا موقع آپہونچا اور جو دنیا کا خواہشمند ہے سو یاد رہے کہ دنیا ختم ہو چکی۔ غرض یہ کہ سعید بن عمرو کے لشکر نے شوذب کو اور اس کے اصحاب کو پیس کر رکھدیا (تاریخ کامل ص ۱۶۷)

(ج) (۵) جعفر طیارؓ

جعفر طیارؓ بن ابی طالب ہاشمی مشہور جلیل القدر صحابی، حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچازاد بھائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برادر بزرگ، صاحب فضائل کثیرہ اور قدیم الاسلام ہیں (دیکھو ہدیۃ المزجاۃ ص ۲۲)

(ح) (۶) حرث بن کلدہ

حرث بن کلدہ بن عمرو بن حلاج بن ابی سلمہ بن عبد العزیز بن غیرہ بن عوف بن ثقیف۔ جاہلی دور کا مشہور طبیب ہے۔ اس کا نظریہ تھا کہ ہر مرض کی دوا بھوکا رہنا ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاج کیلئے بلایا تو اس نے شراب تمر دوا تجویز کی۔ (ومن اشعارہ) ؎

واما اذا استغنیتم فعدوکم ٭ وادعی اذا نابت علیکم نوائبہ ٭ فان یک خیر فالعبید بنالہ ٭ وان یک شر فابن عمک قاربہ ٭

(معجم الشعراء ص ۱۰۲ و منجد ص ۱۵۶)

(ے) (۷) حمّاد بن زید

حماد بن زید م ۱۷۹ھ امام کبیر، محدث شہیر امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے زمانہ میں ائمۃ الناس چار تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں، اور حماد بن زید بصرہ میں۔ خالد بن خداش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب میں سے تھے۔ یزید بن زریع نے انکی موت پر کہا کہ سید المسلمین کی موت ہوئی ہے۔ تہذیب ص ۹ ج ۳ وجواہر ص ۳۱ ج ۱ و ص ۲۲۵ ج ۱)

(۸) حکیم بن حزام

حکیم بن حزام بن خویلد قریشی صحابی حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے ہیں۔ اصحابِ فیل کے واقعہ سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئے اور اکیسویں برس کی عمر میں سنہ ۵۴ھ میں یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایام جاہلیت اور اسلام میں معززین قریش میں سمجھے جاتے تھے۔ نہایت عاقل، سخی اور نسب کے بڑے واقف کار تھے (ہدیۃ المزجاۃ ص۳۲)

(خ) (۹) خلیل بن احمد

یہ غالباً خلیل بن احمد فراہیدی ازدی مشہور نحوی اور امام لغت و ادب مولود ۱۰۰ھ متوفی ۱۶۰ھ ہے۔ علم کی بابت اس کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ اسی کا قول ہے کثّر من العلم لتعرف وتقلّل منہ لتحفظ و قال ایضاً: اجعل تعلیمک دراسۃ لعلمک واجعل مناظرۃ المتعلم تنبیہاً لک علی ما لیس عندک

(ر) (۱۰) رویم

انکی کنیت ابو الحسن ہے۔ اور نام رُوَیم، والد کا نام یزید ہے۔ آپ عالم بالقرآن، واقفِ اسرار و مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت عبد اللہ خفیف آپ سے وصیت کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جان نثار کردے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اقوال صوفیہ پر عمل نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار دوپہر کو بغداد کے بازار میں مجھے پیاس معلوم ہوئی، ایک گھر سے پانی مانگا، لڑکا پانی لایا میں نے پانی پی لیا، اس نے کہا دیکھو صوفی نے دن میں پانی پی لیا۔ اس روز سے میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا۔

آپ نے عین شباب میں ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ اولیاء ہامش کامل ص۱۵۳)

(ز) (۱۱) زیاد

قال الشیخ: لم اطلع علی ترجمتہ مع بذلنا وسعینا (ص۲ حاشیہ ۵)۔ انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام زیاد، والد کا نام عبد الرحمٰن ہے اور شبطون کے ساتھ مشہور ہیں۔ صاحب نفح الطیب نے کہا ہے کہ اندلس میں سب سے پہلے امام مالک کے مذہب کو انھوں نے داخل کیا ہے۔ اس سے قبل اہل اندلس مذہب اوزاعی کے متبع تھے۔ امیر ہشام نے انکو قرطبہ کا قاضی بنانا چاہا تو یہ جان بچاکر بھاگ گئے۔ امیر ہشام نے کہا کاش تمام لوگ زیاد کیطرح ہوتے۔ انکی وفات ۲۰۴ھ یا ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ یا ۱۹۵ھ میں ہوئی ہے۔ (دائرۃ المعارف، انسائیکلوپیڈیا ص۳۱۳/۹)

(۱۲) ابو النضر سالم

ابو النضر سالم بن ابی امیہ مولیٰ عمرو بن عبید اللہ تیمی متوفی ۱۲۹ھ ثقات تابعین اور جلیل القدر علماء میں ہیں اکابر ائمہ دین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ تمام صحاح ستہ کی کتابوں میں ان سے احادیث مروی ہیں۔

سفیان بن عیینہ ان کے فضل وعقل اور عبادت کی بہت تعریف کرتے تھے۔ (ہدیۃ المزجاۃ ص۵۳)

(۱۳) ابن دارہ شاعر

قال الشیخ "نام شاعریست کہ از دلاوران عرب بود ص۴۷ حاشیہ ۲۰"۔ اس کا نام سالم ہے، اور باپ کا نام مسافر (یا مسافع)۔ دارہ اس کی ماں کا نام ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھی۔ دارہ چونکہ بہت جمیلہ تھی اس لئے دارۃ القمر سے تشبیہ دیکر اس کا نام دارہ رکھ دیا گیا۔ سالم بن مسافر اسی کیطرف منسوب ہے۔ ابن دارہ عدی بن حاتم کا بڑا مداح تھا۔ ایک مرتبہ اس نے عدی کی تعریف کی ؎ نحن تلوصی فی معد و انما ؛ تلاقی الربیع فی دیار بنی ثعل ؛ و ابقی اللیالی من عدی بن حاتم ؛ حساما کلون الملح مثل من الخلل ؛ ابوک جواد لایشق غبارہ ؛ وانت جواد ماتعذر بالعلل ؛ فان تتقوا شرا فمثلکم فعل ؛ وان تفعلوا خیرا فمثلکم فعل۔ عدی نے کہا بس بس میرے پاس صرف ایک ہزار صائنہ، دو ہزار درہم، تین غلام اور ایک گھوڑا ہے۔ اس سے زیادہ مال نہیں ہے۔ دارہ عنی الکمیت بن معروف فی قولہ ؎ خذوا العقل ان اعطاکم العقل قومکم ؛ وکونوا کمن سیم الهوان فاربعا ؛ ولاتکثروا فیہ الضجاج فانہ ؛ محا السیف ما قال ابن دارۃ اجمعا۔

ابن دارہ نے کسی موقع پر ثابت بن رافع فزاری کی ہجو میں یہ شعر کہدیا

لا تأمنن فزاریا خلوت بہ ؛ علی قلوصک واکتبہا باسیار۔

ثابت بن رافع نے غیظ وغضب میں زمیل بن عبد مناف کے ہاتھوں اسے قتل کرادیا (الشعر والشعراء لابن قتیبہ ص۱۴۹)

(ط) (۱۴) طاشتکین

قال الشیخ "علم امیر من امراء بغداد" ص۱۶ بین السطور۔ طاشتکین عراقی امیر حاج م ۶۰۲ھ کا لقب مجیر الدین ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں ۲۶ حج کئے ہیں۔ نہایت بہادر، سخی، بردبار اور کم گو شخص تھا۔ ایک ایک ہفتہ گذر جاتا تھا کہ یہ بات نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس سے کسی نے استغاثہ کیا اس نے بات نہیں سنی، اس نے کہا خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی ہے۔ اس نے کہا تو موسیٰ نہیں ہے۔ اس نے کہا تو خدا تو نہیں ہے۔ پس طاشتکین نے اس کی فریاد رسی کی۔ (شذرات الذہب ص۵)

(۱۵) طویس مغنی

یہ ایک مشہور ڈوم اور گویا تھا جو بعنوائے قول مشہور "برعکس نہند نام زنگی کافور"۔ انتہائی بدصورت ڈیل ڈول کریہۃ الاعضاء، اور آنکھ سے کانا تھا۔ اس کے نام اور کنیت میں شدید اختلاف ہے۔ حافظ ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں حضرت عامر بن عبداللہ صحابی کے مناقب کے ذیل میں اس کا نام عبدالمطلب اور

کنیت ابو عبد المنعم بتائی ہے۔ ابو الفرج اصبہانی نے کتاب الاغانی" میں اس کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ اور لقب طویس بتایا ہے۔ ابو القاسم عبد الملک معروف بابن بدرون نے شرح قصیدہ ابن عبدون میں اس کی کنیت ابو النعیم مانی ہے۔ علامہ جوھری نے صحاح میں کہا ہے کہ اصل میں اس کا نام طاؤس ہے مگر جب یہ ہیجڑا ہو گیا تو لوگوں نے طویس کر دیا۔ طویس جس طرح گانے میں ضرب المثل ہے اسی طرح نحوست و بدبختی میں بھی ضرب المثل ہے۔ اسکا انتقال بعمر بیاسی سال ۶۲ھ میں سویدا مقام میں ہوا ہے۔ یاقوت حموی نے کتاب المشترک میں ذکر کیا ہے کہ اس کی قبر سقیا الجزل) میں ہے لیکن سقیال الجزل کہاں ہے یہ ذکر نہیں کیا۔ و ذکر العلامۃ ابو القاسم الصوت الذی غنی بہ و ہو ہٰذا ؎ قد براني الشوق حتی ؛ کدت من شوقی اموت

(ع) (۱۶) سُہیلیؒ

قال الشیخ "لم یتیس لنا تجمعتہ" ص۸۹ حاشیہ ۳۔ ان کا نام عبد الرحمٰن ہے اور والد کا نام عبد اللہ ہے۔ علامہ کمال الدین دمیری نے باپ کا نام محمد لکھا ہے۔ پورا نسب یوں ہے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد بن حسین بن سعدون۔ انکی تین کنیتیں ہیں ابو القاسم، ابو زید، ابو الحسن۔ سہیل مالقہ کے قریب ایک بستی ہے جو سہیل ستارہ کے نام پر موسوم ہے۔ کیونکہ یہ ستارہ سوائے اس پہاڑی کے جو اس بستی کے قریب ہے بلاد اندلس میں کسی اور جگہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ علامہ سُہیلی تقریباً ۵۰۸ھ میں سہیل بستی میں پیدا ہوئے۔ اور ابو داؤد سلیمان بن یحییٰ، ابو عبد اللہ بن معمر، قاضی ابو بکر بن العربی، شریح بن محمد وغیرہم سے تحصیل علم کی۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب "الروض الانف" شرح سیرت ابن ہشام جو چار جلدوں میں ہے موصوف نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس کی تالیف ایک سو بیس کتابوں سے کی ہے۔ اس کے علاوہ نتائج النظر، کتاب التعریف والاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء الاعلام، کتاب الفرائض، مسئلہ رویۃ اللہ تعالیٰ، مسئلہ رویۃ النبی، مسئلہ السر فی عور الدجال الامالی بھی آپ ہی کی تصانیف ہیں اور یہ سب اس وقت ہے کہ سترہ سال کی عمر میں آپکی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ ۲۵ شعبان ۵۸۱ھ میں آپکی وفات ہوئی ہے۔ صاحب نفح الطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے بارہا انکی قبر کی زیارت کی ہے۔ ابو الخطاب ابن دحیہ کہتے ہیں کہ مجھے علامہ سہیلی نے چند اشعار سنائے اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہ اشعار پڑھ کر حق تعالیٰ سے دعا کرے تو اس کی ضرورت ضرور پوری ہوگی۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

یامن یری ما فی الضمیر ویسمع ؛ انت المعد لکل ما یتوقع ؛ یامن یرجی للشدائد کلھا ؛ یامن الیہ المشتکی والمفزع
یامن خزائن رزقہ فی قول کن ؛ امنن فان الخیر عندک اجمع ؛ مالی سوا فقری الیک وسیلۃ ؛ فبالافتقار الیک فقری ادفع
مالی سوی قرعی لبابک حیلۃ ؛ فلئن رددت فای باب اقرع ؛ ومن الذی ادعو واھتف باسمہ ؛ ان کان فضلک عن فقیرک یمنع
حاشا لجودک ان تقنط عاصیا ؛ فالفضل اجزل والمواہب اوسع ؛

(تذکرۃ الحفاظ ص۱۳۴، المستطرفہ ص۹۰، حیوۃ الحیوان ص۵۷)

(۱۷) عبداللہ بن سوار

قال الشیخ لانہ ہی من ہو ص۴۴ حاشیہ ۵ ۔ یہ عبداللہ بن سوار عبدی ہے جو ثغر ہند پر معاویہ کا عامل تھا۔ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اہل تیعان سے جنگ لڑی اور مال غنیمت حاصل کر کے معاویہ کے پاس آیا اور مال غنیمت سے حاصل کردہ گھوڑے اس کو ہدیہ کر کے پھر واپس ہوا، اہل تیعان نے ترک کی مدد حاصل کر کے اس کو قتل کر دیا۔ وکان کریماً فی الغایۃ لم یکن احدٌ سواہ یوقد النار فی عسکرہٖ (دائرۃ المعارف ص۱۱)

(۱۸) العرجی

قال الشیخ "العرجی منزلیست براہ مکہ معظمہ ازاں منزل ست": عبداللہ بن عمرو بن عثمان العرجی شاعر ص۴۹ حاشیہ لہ یہ بنی امیہ کا بہت بڑا شاعر تھا۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی کی بہت ہجو کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے پکڑوا کر اس کو قید کر دیا۔ نو سال تک قید میں رہا، بالآخر وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔ قال العرجی وہو محبوس ؎

کانی لم اکن فیہم وسیطا ؛ ولم تک نسبتی فی آل عمرٍو ؛ اضاعونی وای فتی اضاعوا ؛ لیوم کریہۃ و سداد ثغر۔

(الشعر والشعراء ص۲۲۴)

(۱۹) عبید بن شریۃ

مسکوت عنہ ہے۔ عبید بن شریۃ جرہمی وہی ہے جو عربی نثر کا ماہر مؤلف تھا جس نے ۶۸ھ میں معاویہ کیلئے اخبار الیمن وشعرائہا وانسابہا تالیف کی تھی۔ جس کے مخطوطے یمن میں موجود ہیں۔ امیر معاویہ نے اس کو صنعاء یمن سے بلوایا اور متقدمین ملوک عرب وعجم کے حالات دریافت کئے۔ جب اس نے امیر معاویہؓ کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیا تو معاویہ نے اس کو انکے حالات و اخبار مدون کرنیکا حکم دیا (منجد حاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین)

(۲۰) عدی بن حاتم

عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرؤ القیس ابوطریف صحابی ہیں ۔ ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمانہ ردت میں انھوں نے اپنی قوم کو فتنۂ ارتداد سے روکے رکھا، اور اپنی قوم کا حال اور زکوٰۃ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے صحابہؓ بہت خوش ہوئے۔ یہ اپنے نامور والد محترم کیطرح نہایت سخی اور جواد تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کے زمانہ میں برابر جہاد میں مصروف رہے۔ انھوں نے ایک سو بیس برس کی عمر میں ۶۸ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی۔ ان کی سخاوت کے دلچسپ قصوں میں سے جو بروایت معتبر مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت سے اشعث بن قیس نے ان سے حاتم کی دیگیں عاریۃً منگوائیں۔ انھوں نے دیگوں کو (غلہ یا چاندی سے) پُر

کر کے بھیجدیا۔ اشعث بن قیس نے کہلایا کہ میں نے خالی دیگیں مانگی تھیں۔ عدی نے کہا کہ میں خالی دیگیں نہیں دیا کرتا ہوں۔
(تہذیب التہذیب ۱۶۶، ہدیۃ المرجاۃ ص۱۱)

(۲۱) شیخ ابو حفص عمر حدّاد

قال الشیخ انما نظن انه عمر النیسابوری ص۶۳ حاشیہ ۵۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب عالم شیخ اکرم تھے۔ حضرت ابوعثمان حیری آپ کے مرید ہیں۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی آپ کی ملاقات کو آئے اور آپ کے ہمراہ بغداد جاکر مشائخ کاملین کی ملاقات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی، حضرت محش، ابوتراب بخشی آپ کا بہت اکرام کرتے تھے۔ آپ ایک دینار روز کماتے تھے اور درویشوں کو دیدیا کرتے تھے یا بیوہ عورتوں کے گھر میں پھینک آتے اسطرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ دینار کون پھینک گیا۔ حضرت عبداللہ سلمی نے وصیت کی تھی کہ میرا سر حضرت ابوحفص کے قدموں پر رکھنا۔ آپ نے ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲۲) علی بن حسین بن واقد

علی بن حسین بن واقد مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۲۱۱ھ یا ۲۱۲ھ، ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ ابن حبان نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ میں صبح و شام ان کے پاس کو گذرتا تھا اور ان سے کوئی روایت نہیں لکھتا تھا۔ انھوں نے اپنے والد ہشام بن سعد، نوح بن ابی مریم، ابن المبارک، خارجہ بن مصعب، ابوحمزہ کسائی سے روایت کی ہے۔
(تہذیب التہذیب ص۳۸/۷)

(ل) (۲۳) کثیر حضرمی

ممکن ہے کہ یہ کثیر بن مرہ حضرمی ہوں جن کی کنیت ابوشجرہ یا ابوالقاسم ہے۔ ابن سعد نے ان کو تابعین شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔ حضرت معاذ ابن جبلؓ، عمرؓ بن الخطاب، عبادۃؓ بن الصامت، ابوالدرداءؓ، تمیم الداری، عقبۃؓ بن عامر، ابوہریرہ سے انھوں نے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۴۲۸)

(م) (۲۴) محرز مولیٰ ابی ہریرہ

محرز بن جعفر حجازی منصوری شاعر ہے۔ علامہ مرزبانی نے عبدالعزیز بن محمد کے مرثیہ میں اس کے یہ اشعار نقل کئے ہیں ؎

لانوم فارق قلبی التہاما ۞ ان الرزیۃ ارزتنا العاما ۞ لوردد شفق حمام نیۃ ۞ لرددت عن عبدالعزیز حمایا

فلابکینک ما دعت قمریۃ ۞ تدعوا فی فنن الغصن حماما (معجم الشعراء ص۳۸۰)

(۲۵) ابن الصّائغ

قال الشیخ ھو علم بعض شعراء الادب ص۳۱ بین السطور۔ اس کا نام محمد ہے اور کنیت ابو بکر اور ابن باجہ کے ساتھ مشہور ہے۔ سرقسط میں پیدا ہوا پھر وہاں سے فارس کیطرف منتقل ہو گیا تھا۔ تدبیر المتوحد شرح ارسطو وغیرہ اسی کی ہیں۔ یہ فلاسفہ کا بڑا حامی تھا اور الحاد کے ساتھ متہم۔ فتح ابن خاقان نے اس کی ایسی ہجو کی ہے کہ شاید ہی کسی نے آج تک کسی کی ایسی ہجو کی ہو۔ (شذرات الذھب ص۱۰۳/۴ منجد ص۵/۲)

(۲۶) مختار بن ابی عبیدہ

ص۲ حاشیہ ۵ میں انکو مختار بن ابی عبیدہ کہا ہے۔ صحیح مختار بن ابی عبید ہے۔ یہ ۱ھ میں پیدا ہوا تھا مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ یہ شرار تابعین میں سے ہے یہاں تک کہ اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو لشکر دیکر بھیجا۔ انھوں نے کوفہ کے قریب ۶۷ھ میں اس کو قتل کر دیا۔ (کمال ص۱۵۸)

(۲۷) ابو بلال خارجی

قال الشیخ لــم نقف علیٰ ترجمتہ ص۱۴۲ حاشیہ ۴۔ ابو بلال خارجی حنظلی تمیمی کا نام مرداس ہے اور اس کی ماں کا نام ادیّہ ہے، باپ کا نام حُدَیر یا حدیر ہے۔ یہ خارجیوں میں بڑا عابد، زاہد، مجتہد، عظیم المرتبت تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہا ہے۔ ابن زیاد نے اولاً اس کو قید کیا پھر اس کو اور اس کے بھائی عروہ بن ادیہ کو دیگر خوارج کے ساتھ قتل کرا دیا تھا۔ ایک مرتبہ یہ ایک اونٹ کے پاس کو گذرا جس پر قطران ملا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور جب افاقہ ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھی "سرابیلھم من قطران وتغشیٰ وجوھھم النار" جب معاویہ نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی بنایا تو اس نے اس سے بغاوت کی۔ کیونکہ بلجائے خارجیہ کے ساتھ جو ظلم وستم ہوا تھا اس پر صبر نہ کر سکا تھا چنانچہ اس نے اپنے لوگوں میں عام اعلان کیا کہ بخدا ہم ان ظالموں کے درمیان ہرگز نہیں رہ سکتے، یہ کہہ کر بغاوت شروع کر دی اور یہ شعر پڑھنے لگا ۔ ابعد ابن وھب ذی النزاھۃ والتقی ؛ ومن خاض فی تلک الحروب المھالکا ؛ احب بقاءً او ارجی سلامۃ ؛ وقد قتلوا زید بن حصن و مالکا ؛ فیارب سلم نیتی وبصیرتی ؛ وھب لی التقی حتی الاقی اولٰئکا ؛۔ اس پر ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کی سپہ سالاری میں مقابلہ کیلئے دو ہزار کا لشکر بھیجا جن کو ابو بلال اور اس کے ساتھیوں نے شکست دیدی۔ حالانکہ یہ لوگ صرف چالیس آدمی تھے، اس کے بعد ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کی سپہ سالاری میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جب نماز کا وقت آیا تو ابو بلال نے نماز پڑھنے کی مہلت چاہی لیکن جب

یہ لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے تو عباد اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا۔ وَقد رثاہ عمران بن حطان بقولہ ؎ یا عین بکی لمرداس ومصرعہ ؛ یارب مرداس اجعلنی کمرداس ؛ ترکتنی ہائمًا ابکی لمرزئتی ؛ فی منزل موحش من بعد ایناس ؛ انکرت بعدک من قد کنت اعرفہ ؛ مالناس بعدک یا مرداس بالناس ؛ اما شربت بکأس دارا ولہا ؛ علی القرون فذاقوا جرعۃ الکاس ؛ فکل من لم یذقہا شارب عجلا ؛ منہا بانفاس ورد یعد انفاس۔ (دائرۃ المعارف ص ۴۹/۲، حاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین ص ۵/۲)

(ن) (۲۸) ابو برزہ

ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمیؓ صحابی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد غزوات میں شریک رہے۔ وفات شریف کے بعد یہ بصرہ چلے گئے، اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی جہاد میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ خراسان پر جہاد کیا اور مرو میں یا بصرہ میں ۶۵ھ میں یا اس کے قبل وفات پائی۔ (ہدیۃ المزجاۃ ص ۱۳)

(کا) (۲۹) ہشام بن عبد الحکم

قال الشیخ: لم اقف علی ترجمتہ ص ۴۷ حاشیہ ۱۵۔ اس کی کنیت ابو محمد ہے اور نام ہشام۔ یہ کبار شیعہ میں سے تھا۔ اس نے کوفہ میں نشو و نما پایا، اس کے بعد بغداد چلا آیا اور یحییٰ بن خالد برمکی اور ہارون الرشید کی قربت حاصل کی۔ اس کی کچھ تالیفات بھی ہیں جو سب مفقود ہیں۔ (منجد ص ۵۵۲/۲)

(۳۰) ہشام ابن الکلبی

یہ محمد بن سائب الکلبی (صاحب کتب کثیر اور مشہور اخباری) کا بیٹا ہے، یہ دونوں باپ بیٹے مشہور اخباری اور راوی انساب تھے۔ امام جاحظ البیان والتبیین ص ۲۵۶/۱ پر لکھتے ہیں: "ومن نسابی کلب محمد بن السائب وہشام بن محمد بن السائب" اور ص ۲۸۱ پر لکھتے ہیں "ومنہم من الرواۃ والنسابین والعلماء شرقی بن القطامی الکلبی ومحمد بن السائب الکلبی وعبد اللہ بن عیاش الہمدانی وہشام بن السائب الکلبی" کتاب الاصنام اور دیگر کتب جیدہ اسی کی ہیں۔ امام جاحظ نے ص ۱۲۳ پر ابو یعقوب خزیمی سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے تین آدمیوں جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ وہ خود تو دوسروں کو کھا جانیوالے تھے لیکن تین آدمیوں کو دیکھ کر اس طرح پگھل جاتے تھے جیسے پانی میں نمک یا آگ میں رانگ۔ ہشام بن الکلبی، ہثیم بن عدی کو دیکھ کر اور ہثیم بن عدی، موسیٰ ضبی کو دیکھ کر اور ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن سیف علویہ، ابو المہنا مخارق مغنی کو دیکھ کر۔
(البیان والتبیین مع حاشیہ حسن سندوبی)

(۳۱) ہیثم بن عدی

قال الشیخ لماطلع علی ترجمتہ ۱۱/۱۴۲ حاشیہ ۲۵ - ابو عبدالرحمن ہیثم بن عدی طائی کوفی مولود ۱۲۸ھ متوفی ۲۰۹ھ مشہور مؤرخ اور اخباری شخص ہے اور خارجیوں کا ہمنوا ہے۔ مجالد، ابن اسحٰق وغیرہ سے روایت کرتا ہے مگر حدیث میں ضعیف ہے۔ قال ابو داؤد السجستانی کذابٌ اس نے بنو الحارث بن کعب کی ایک عورت سے شادی کرلی تھی۔ بنو الحارث کے معزز لوگ ہارون الرشید کے پاس آئے اور انھوں نے تفریق کا مطالبہ کیا۔ ہارون الرشید نے کہا کہ یہ وہی شخص تو ہے جس کی بابت شاعر نے کہا ہے ؎

اذا نسبت عدیا فی بنی ثعل ٭ فقدم الدال قبل العین فی النسب -

لوگوں نے کہا جی حضور! یہ وہی شخص ہے۔ اور شاعر ذہل بن ثعلبہ شیبانی کوفی ہے۔ اس پر ہارون نے اپنے قائدین میں سے داؤد بن یزید کو حکم کیا کہ ان میں تفریق کرادو۔ پس لوگوں نے اس کو پکڑ کر خوب پیٹا یہانتک کہ اس نے بیوی کو طلاق دیدی۔ وفی ذٰلک یقول علی بن جبلۃ العکوک ؎ للہیثم بن عدی نسبۃ جمعت ٭ آباءہ فاراحتنا من العدد ٭ اعدد عدیا فلوما البقارلہ ٭ ماعم الناس لم ینقص ولم یزد ٭ نفسی فداء بنی عبدالمدان وقد ٭ تلوہ للوجہ واستعلوہ بالعمد ٭ حتی ازالوہ کرہا عن کریمتہم ٭ وعرفوہ بذل ابن اصل عدی ٭ یا ابن الخبیثۃ من اہجوا فضہ ٭ اذا ہجوت وما تمنی الی احد (شذرات الذہب ۲/۱۹۲ و تاریخ کامل ۵/۲۰۴، وحاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین ۱/۱۲ و ۲/۱۸۷)

(ی) (۳۲) ابو محمد یحییٰ بن مبارک یزیدی

یہ یزید بن منصور حمیری کے لڑکے کو پڑھاتے تھے، اس لئے انکو یزیدی کہتے ہیں۔ یزیدی نحوی، لغوی قاری شاعر ہی ابو عمرو ابن العلاء، خلیل حضرمی وغیرہ کے شاگرد تھے۔ ایک روز یزیدی خلیل کی ملاقات کو آئے، خلیل اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے مگر گدی ایسی نہیں تھی جس پر دو آدمی آسائش سے بیٹھ سکیں۔ اس پر بھی خلیل فرطِ محبت میں گدی سے سرک گئے۔ یزیدی نے پاس ادب سے عذر کیا کہ آپکو تکلیف ہوگی۔ خلیل نے مسکرا کر کہا۔ بیٹھو کہیں دوستوں میں بھی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ خلیل ایسے شخص نہ تھے جو ہر کس و ناکس کو اپنی گدی پر بٹھائیں مگر یزیدی ایسے رتبہ کے شاگرد تھے جن کے لئے خلیل مسند سے سرک گئے۔ ایک روز ایک خوبصورت و خوش آواز عورت مامون کے پاس اشعار پڑھ رہی تھی۔ جب خوبصورتی و خوش آوازی جمع ہوتی ہے تو سننے والے کے دل سے اس کی کیفیت پوچھئے ؎

خوبی رو د خوبی آواز ٭ می برد ہر یکے بہ تنہا دل ٭ چوں شود ہر دو جمع در یکجا ٭ کار صاحبدلاں بود مشکل

مامون از خود رفتہ ہو کر چیخ اٹھا پھر سنبھل کر کہنے لگا، کیوں استاد کیا سماں ہے، کیا دنیا کی کوئی چیز اس سے بہتر ہو سکتی ہے؟ یزیدی نے کہا ہاں شکر نعمت میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر

نعمت میں مزہ نہیں ملتا۔ مامون نے کہا سچ ہے۔ ابھی ایک لاکھ درہم اہل حاجات کو خیرات کئے جائیں۔

یزیدی نے قریب ایک سو سال کی عمر میں ۲۰۲ھ خراسان میں وفات پائی۔ کتاب النوادر، جامع شعروادب، کتاب النقطہ وغیرہ آپکی تصانیف ہیں۔

(۲۳) شیخ یوسف

قال الشیخ" لکم نطلع علی ترجمۃ" ص ۶۲ حاشیہ ۱۳ھ۔ شیخ یوسف نہایت حسین اور بڑے باکمال اولیاء میں سے ہیں۔ حضرت ذوالنون سے آپ بیعت ہیں اور ابو تراب، ابو سعید خزار جیسے مشائخ سے فیض صحبت رکھتے ہیں حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں غیبی ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہدو کہ تو راندۂ درگاہ ہے۔ خواب سے بیدار ہوا تو ان سے بیان کرتے ہوئے شرم آئی، تیسری بار خواب میں کہا گیا کہ اگر تو نے ان سے نہ کہا تو تجھ کو ایسی سزا ملے گی کہ زندگی بھر تکلیف میں مبتلا رہیگا۔ میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کوئی شعر سناؤ میں نے شعر پڑھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ لوگ میرے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے مگر مجھے رقت نہ ہوئی اور اس شعر نے مجھے بے قرار کر دیا۔ لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں، سچ ہے اور خطاب باری "راندۂ درگاہ ہے" میرے حق میں درست ہے۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا اور اسی پریشانی میں میں صحرا کیطرف نکل گیا۔ راستے میں حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین تیغ عشق الٰہی سے گھائل ہیں اور علیین انکی جگہ ہے۔ اللہ کی راہ میں ایسا مرتبہ حاصل کرنا چاہیئے کہ اگر متنزل بھی ہو تو علیین ہو۔ نزع کے وقت آپ نے فرمایا اے اللہ! میں نے خلق کو قولاً اور نفس کو فعلاً نصیحت کی۔ میرے نفس کی خیانت کو خلق کی نصیحت کے عوض میں معاف کردے۔

(تذکرۃ الاولیاء میں ان کے ساتھ ابو عثمان حیری کی فریفتگی کا قصہ بھی مذکور ہے)

حَمدًا القادرٍ جَعلَ عِلمَ الادب شمسًا منيرۃً آمِنۃً مِنَ الافولِ وَ الکسوفِ وقمرًا مُضِیئًا لَایُدرِکُہُ المُحاقُ وَلا الخسوف وفلکًا بریئًا من الخرقِ وَ الالتئام وَارضًا تُرَبِّی اَھلَھَا وَتصونھُم مِنْ قطوبِ الانامِ وخطوبِ الایّام
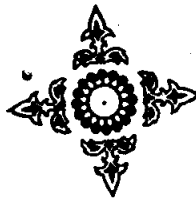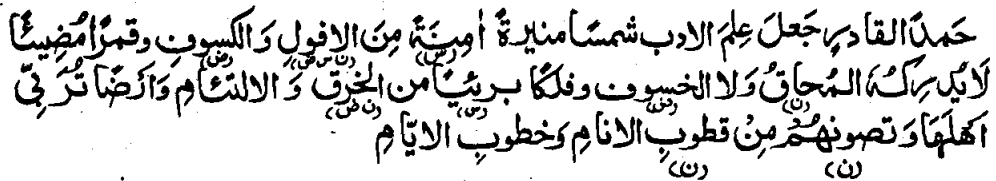
لغوی تحقیق

حمدًا مفعول مطلق ہے جس کا عامل حذف کر دیا گیا ہے اس لئے کہ جب مصدر فاعل یا مفعول کیطرف بواسطہ جار یا بغیر واسطہ جار مضاف ہوتا ہے تو اس کا عامل وجوبًا محذوف ہوتا ہے۔ اس جگہ حمدا اپنے مفعول کیطرف لام کیواسطے سے مضاف ہے اس لئے عامل حذف کر دیا گیا ہے۔ ای نحمد حمدًا (س) محمدًا ومحمدۃً ومحمِدۃً: خوبی کی بناء پر تعریف کرنا۔ محمّدٌ: بہترین خصلتوں والا۔ قادر۔ صفت کا صیغہ ہے۔ قدَرَ (ن، ض)، قدِر (س) قدرًا، قدرۃً، مقدرۃً علی الشئ: توانا ہونا، قوی ہونا۔ (ض)، قدرًا الامر: تدبر کرنا۔ الشئ: اندازہ کرنا۔ جَعَلَ سے خطوب الایام تک پورا کلام لفظ قادر کی صفت ہے۔ اور جعل صیر کے معنٰی میں ہے۔ علم الادب۔ یہ جعل کا پہلا مفعول ہے اور شمسًا دوسرا مفعول ہے۔ اور اگر جعل خلق کے معنٰی میں ہو تو شمسًا حال ہونیکی بناء پر منصوب ہوگا۔ شمس: آفتاب۔ ج شموس۔ شمَسَ (ن)، شموسًا وشماسًا: انکار کرنا، باز رہنا (ن، ض)، شمسًا (س)، شمسًا وشمس الیوم: دھوپ والا ہونا۔ منیرۃ۔ انار الشئ انارۃ: روشن کرنا، روشن ہونا۔ آمنۃ۔ امن سے صیغۂ صفت مؤنث ہے (س) امنًا وامانًا: محفوظ ہونا، مطمئن ہونا۔ الافول (ن، ض، س) افولًا القمر: غروب ہونا۔ الکسوف (ض) کسفت الشمس: سورج میں گہن لگنا۔ قمرًا قمر (س) قمرًا الشئ: بہت سفید ہونا۔ تین رات کے بعد آخری مہینہ تک چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس سے پہلے ہلال، اور چودہویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔ ج اقمار مضیئًا: روشن۔ اضاءۃ البیت۔ ضاء، یضوء ضوءًا وضیاءً القمر: روشن ہونا۔ چمکنا۔ المحاق۔ محق (ف) محقًا الشئ: باطل کرنا۔ امحق المال۔ ہلاک کرنا۔ الخسوف۔ خسف (ض)، خسوفًا القمر: گہن لگنا۔ فلکًا: آسمان۔ ج فلک، افلاک۔ الخرق (ن، ض) خرقًا الثوب: پھاڑنا۔ فلانا بالرمح: نیزہ مارنا۔ الالتیام۔ التم الشئ: ملنا۔ ارضًا: زمین۔ ج اروض، ارضون، اراض وآراض۔ تربی۔ تربیۃ: پرورش کرنا۔ تصونہم (ن)، صونًا۔ صیانۃً: حفاظت کرنا۔ قطوب: ترش روئی۔ انام: مخلوق۔ خطوب۔ ج خطب: حالت، معاملہ۔ اکثر اہم اور ناپسندیدہ امور میں مستعمل ہوتا ہے۔

توضیح

ہم اس صاحب قدرت ہستی کی حمد بیان کرتے ہیں جس نے علم ادب کو منور سورج بنایا جو غروب اور گہن سے مامون ہے، اور ایسا روشن چاند بنایا جسے تاریکی اور بے نوری لاحق نہیں ہوسکتی اور

ایسا آسمان بنایا جو پھٹن اور پیوند سے منزہ ہے اور ایسی زمین بنائی جو اپنے باشندوں کی پرورش کرتی ہے اور انھیں مخلوق کی ترش روئی اور زمانے کے حوادثات سے بچاتی ہے۔

فائدہ :- مصنف نے اپنی کتاب کو تسمیہ و تحمید ہر دو کے ساتھ شروع کیا ہے جس میں کلام الٰہی کی اقتداء ہے کہ اس کا آغاز ہر دو کے ساتھ ہے، نیز اس میں حدیث کی بھی اتباع ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ وفی روایۃ بحمد اللہ الخ۔ جو مہتم بالشان کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

وَصَلٰوۃٌ عَلٰی فَصِیْحٍ بَلِیْغٍ اَدِیْبٍ کَاَنَّہٗ فَحْوٰی قَوْلِ اَبِی الطَّیِّبِ فِیْ مَمْدُوْحِہٖ ؎

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ نَاطِقٌ فِیْ لَفْظِہٖ ✽ ثَمَنٌ تُبَاعُ بِہِ الْقُلُوْبُ وَتُشْتَرٰی

جَاءَ بِالْبَیِّنَاتِ وَالْوَاضِحَۃِ الْبَادِیَۃِ حِیْنَ دَہِمَتِ الدُّنْیَا مَصَائِبُ الْکُفْرِ السَّوَادِ الدَّاہِیَۃُ وَاَتٰی بِالْبَرَاہِیْنِ الْقَاطِعَۃِ وَالْحُجَجِ الرَّاجِحَۃِ وَحَمَی حِمَی الدِّیْنِ وَمَحَا اٰثَارَ جُمُوْعٍ لِاَنْیَابِہَا غَیْظًا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حَارِجَۃٍ وَبِمَکَائِدِہَا الَّتِیْ تُزِیْلُ الْجِبَالَ الرَّاسِیَاتِ لِاَفْئِدَتِہِمْ جَارِحَۃٍ۔

لغوی تحقیق

وصلوٰۃ حمدًا پر معطوف ہے اور عامل حمدًا کیطرح محذوف ہے۔ ای نصلی صلوٰۃ، درود بھیجنا۔ فصیح، خوش بیان۔ ج فصحاء (ک)، فصاحۃ: خوش بیان ہونا۔ بلیغ۔ ج بلغاء (ک) بلاغۃ: بلیغ ہونا۔ فحویٰ، مضمون کلام۔ فحا (ن) فحوًا: اپنے کلام سے کسی مضمون کیطرف اشارہ کرنا۔ بابی۔ باء تعدیہ کی ہے جار مجرور محذوف متعدی کے متعلق ہے جو ناطق کی خبر مقدم ہے۔ لفظہ مصدر بمعنی ملفوظ خبر مقدم ہے۔ ثمن مبتداء مؤخر موصوف ہے۔ تباع جملہ صفت ہے۔ البینات ج بینۃ کی: دلیل۔ مراد معجزہ ہے۔ بان۔ (ض) بیانا: واضح ہونا، ظاہر ہونا۔ صفت بیّن: واضح۔ الواضحۃ۔ واضح کا مؤنث: نمایاں، روشن۔ البادیۃ: جنگل۔ یہاں بمعنی نمایاں، روشن۔ (ن) بدوًا۔ بداءۃ: ظاہر و نمایاں ہونا۔ صفت بادٍ۔ دہمت (س ف) دہمًا: اچانک آپڑنا۔ الداہیۃ: بری بات، سخت مصیبت، بڑا معاملہ۔ ج دواہ۔ دواہی الدہر: زمانہ کے حوادث۔ البراہین۔ برہان کی جمع ہے بمعنی دلیل۔ الحجج۔ حجت کی جمع۔ بمعنی دلیل میں غالب آنا۔ صفت حاج۔ احتج، دعویٰ کرنا، استدلال کرنا۔ الراجحۃ۔ راجح کا مؤنث (ف ن ض) رجحانًا۔ رجوحًا الرای، غالب آنا۔ حمی (ض) حمیًا حمیۃ وحمایۃ الشئ: بچانا، روکنا۔ صفت حامی ج حماۃ۔ حمی، چراگاہ ہر وہ چیز جسکی نگہداشت کی جائے (ن) محی الشئ: مٹانا۔ آثار۔ ج اثر: نشان۔ جموع۔ جمعٌ کی جمع۔ بمعنی جماعت۔ انیاب۔ جمع ناب۔ دانت۔ حارجۃ۔ مؤنث حارج (ن)، جموع موصوف ہے۔ اور حارجۃ اس کی صفت ہے۔ لانیابہا حارجۃ کا مفعول بہ ہے۔ اس پر لام برائے تقویت عامل ہے۔ مکائد۔ ج مکیدہ بمعنی مکر، دھوکہ، خیانت۔ راسیات۔ ج راسیۃ: راسخ ثابت۔ رسا (ن) رسوًا و رسوًا: گڑنا ثابت ہونا۔ لافئدتہم۔ ج فؤاد بمعنی دل۔ فادہ (ن)، فادًا: دل پر مارنا۔ جارحۃ مجرور ہے جموع کی صفت ہونیکی وجہ سے۔ جرح (ف) جرحًا: زخمی کرنا۔ جرح

بلسانہ: عیب لگانا۔ جرح (س) جرحًا: زخمی ہونا۔ جرح : زخم۔ ج جروح۔

توضیح اور ہم درود بھیجتے ہیں ایسی فصیح و بلیغ اور ادیب ہستی پر گویا کہ وہ ابوالطیب کے قول کے اس کے ممدوح کے سلسلہ میں مصداق ہیں۔ شعر۔ میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں وہ اس طرح الفاظ زبان سے نکالتے ہیں کہ جو قیمت ہیں جس سے دل خریدے جاتے ہیں اور بیچے جاتے ہیں۔ وہ ظاہر و باہر دلائل لانیوالے ہیں اس وقت جبکہ عالم پر اچانک آپڑی تھیں کفر کی زبردست تاریکیاں، اور آپ نے واضح اور قطعی دلائل پیش کئے اور دین کی حفاظت فرمائی اور مٹادیا ایسی جماعتوں کے نشانات کو جو غصہ کے مارے دانت پیس رہی تھیں مسلمانوں پر اور مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کرنیوالی تھیں وہ جماعتیں اپنی ایسی تدبیروں کے ذریعہ جو ہٹا دیتی تھیں جمے ہوئے پہاڑوں کو۔

اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلٰی مَنْبَعِ الْعُلُوْمِ لَا سِیَّمَا الْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ الْاَدَبِیَّۃِ وَعَلٰی مَنْ حَذَا حَذْوَہٗ مِنْ ذُرِّیَّاتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَصَحَابَتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّا بَعْدُ فَلَقَدْ رَأَیْتُ طِبَاعَ الْمُسْتَفِیْدِیْنَ مَائِلَۃً اِلٰی رِسَالَۃِ تَہْذِیْبِ الْاَخْلَاقِ کَاَنَّ قُلُوْبَھُمْ قُلُوْبُ اُولِی الْاِمْلَاقِ وَالسِّنَۃُ الطَّاعِنِیْنَ فِیْ عِلْمِ الْاَدَبِ مُتَفَوِّھَۃٌ بِاَنَّ عِلْمَ الْاَدَبِ عِلْمٌ یُفْسِدُ الْعُقُوْلَ وَیَفْتِکُ بِالْاَلْبَابِ مُسْتَدِلِّیْنَ بِقَوْلِ الْمَلِکِ الضِّلِّیْلِ ؎ فَمِثْلِکِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ الخ وَبِقَوْلِ الْمُتَنَبِّیْ ؎ مَا اَنْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّۃَ الخ وَغَیْرِ ذٰلِکَ۔

لغوی تحقیق اللّٰھم: بصریوں کے نزدیک اسکی اصل یا اللہ ہے، حرف ندا حذف کرکے میم مشدد لے آئے۔ اور یہ لفظ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے لہٰذا نہیں کہا جاسکتا زیدمّ بکرمّ کوفیوں کے نزدیک اس کی اصل یا اللہ امنا بخیر ای اقصدنا بخیر ہے پھر یہ حیھلاً کیطرح مرکب امتزاجی بنالیا گیا ہے۔ ابورجاء عطاردی کا کہنا ہے کہ اللّٰھم کے میم میں اللہ تعالےٰ کے ستر نام جمع ہیں، ابن ظفر کا کہنا ہے کہ اسی کو اسم کہا گیا ہے، نضر بن شمیل کا قول ہے کہ جس نے اللّٰھم کہا اس نے گویا اللہ کو اس کے جمیع اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارا۔ منبع: چشمہ ج منابع۔ منبع (ن، س، ک) نبعًا، نبوعًا الماء: چشمہ سے پانی کا نکلنا۔ لاسیما: بمعنیٰ خصوصًا۔ سیّ بمعنیٰ برابر۔ کہا جاتا ہے ہماسیان وہ دونوں برابر ہیں۔ ما زائدہ یا موصولہ یا موصوفہ سے سیّ مرکب ہے۔ لاسیما کی یاء میں تشدید اور تخفیف دونوں لغتیں ہیں، کبھی لا کو حذف بھی کردیا جاتا ہے مگر یہ لغت ضعیف ہے۔ لاسیما نحویوں کے نزدیک کلمۂ استثناء شمار ہوتا ہے اور اس کا استعمال اکثر واؤ کے ساتھ ہوتا ہے۔ نیز عام طور پر خصوصًا کے معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے، اس کے مابعد میں رفع، نصب، جر تینوں جائز ہیں۔ رفع مبتدا یا مبتدا محذوف کی خبر ہونیکی وجہ سے اور نصب بر بنائے استثناء اور جر بر بنائے اضافت۔ ملا جلال نے

امرؤالقیس کے قول " ولاسیما یوم بخاۃ جلجل " کو تینوں طرح سے نقل کیا ہے۔ علامہ رضی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع قلیل ہے۔ لیکن صاحب الیضاح نے تصریح کی ہے کہ لاسیما کے مابعد اسم کو نصب دینا خلاف قیاس ہے۔ حذا، حذاہ (ن) حذوًا: پیروی کرنا۔ صحابۃ۔ صحب (س) صحبۃ: ساتھی ہونا۔ صاحب: ساتھی، مالک والا۔ ج صحب، اصحاب، صحابہ، صحبان۔ جج اصاحیب۔ صحابہ: وہ لوگ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بحالتِ ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان پر خاتمہ بھی ہوا ہو۔ طباع۔ جمع طبع بمعنی طبیعت الاخلاق۔ جمع خلق: فطری خصلت۔ الاملاق۔ املق الرجل: حاجتمند ہونا، محتاج ہونا۔ السنۃ۔ جمع لسان بمعنی زبان۔ الطاعنین۔ طعن (ن، ف) طعنًا فی الرجل وعلیہ: طعنہ مارنا، عیب لگانا، اللیل: ساری رات چلنا۔ متفوہۃ۔ فاہ (ن) فوہًا وتفوہ بکلمۃ: بولنا۔ یفتک (ن، ض) فتکا وفتکا وفتکا وفتوکا الرجل: بہادر ہونا، دلیر ہونا۔ بفلان: اچانک پکڑنا یا قتل کرنا۔

توضیح اے اللہ رحمتِ کاملہ نازل کیجو علوم کے سرچشمہ پر، خاص کر علوم عربیہ ادبیہ کے سرچشمہ پر اور ان لوگوں پر جو ان کے قدم بہ قدم چلے۔ ان کی ذریات اور ازواج مطہرات اور صحابہ اور قیامت تک آنیوالے متبعین پر۔ بہر حال سلام وصلوٰۃ کے بعد یہ کہنا ہے کہ میں نے دیکھا استفادہ کرنے والوں کی طبیعتوں کو مائل ایسی کتاب کی جانب جو اخلاق کو شائستہ بنائے اور گویا کہ ان کے دل ضرورت مندوں کے دل کیطرح ہیں اور جب میں نے دیکھا علم ادب پر طعن کسنے والوں کی زبان کو بولتی ہوئی کہ علم ادب ایسا علم ہے جو عقلوں کو خراب کر دیتا ہے اور عقلوں کو ختم کر دیتا ہے۔ استدلال کرتے ہوئے ملک الضلیل امرؤالقیس کے قول سے۔ شعر۔ تجھ جیسی بہت سی حاملہ عورتوں اور دودھ پلانیوالی عورتوں کے پاس میں رات کو آیا۔ اور متنبی کے قول سے استدلال کرتے ہوئے۔ شعر۔ لوگوں نے ضبہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا الخ اور اس کے علاوہ اقوال سے استدلال کرتے ہوئے۔

وَهٰؤُلَآءِ الشِّرْذِمَةُ الْقَلِيْلَةُ ضِفَادِعُ حِيَاضٍ لَمْ تَرِدِ الْاَ السَّمَاءَ الْوَاصِلَ اِلَى الْكَعْبِ فَلُوْمُ الْخَفَافِيْشِ لَا يَضِيْرُ الشَّمْسَ وَعُوَاءُ الْكَلْبِ لَا يَظْلِمُ الْبَدْرَ، وَلَمَّا كَانَ سَهَرُ اللَّيَالِي مِمَّا جُبِلَ عَلَيْهِ عُطْشُ الْعُلُوْمِ وَجُبَارِيْ مَيَادِيْنِ الْكَمَالِ سَهِرْتُ لَيَالِيَ لَا نَوْمَ فِيْهَا لِاَحَدٍ وَحَدٍ وَهُمْ وَاَحْشَى مَعَهُمْ يَوْمَ لَا ظِلَّ فِيْهِ اِلَّا قَادِرٌ جَبَّارٌ وَاقْتَبَسْتُ مِنْ كُتُبِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْ نَوَادِرَ، وَاَرَدْتُّ اَنْ اَعْرِضَهَا عَلٰى اِخْوَانِيْ مِنْ طَلَبَةِ الْعِلْمِ وَمَا قَصَدْتُ بِهٰذِهِ الْاَوْرَاقِ اِلَّا تَطْهِيْرَ الْاَخْلَاقِ وَلَمْ اُرِدْ بِهٰذِهِ الْحِكَايَاتِ وَالْاَمْثَالِ اِلَّا تَحْصِيْلَ الْفَضَائِلِ فَاِنَّ الصِّبْيَانَ الْوَاحِ قُلُوْبِهِمْ اَشَدُّ قَبُوْلًا لِمَا نُقِشَ عَلَيْهَا وَاِنِّيْ مَعَ اعْتِرَافِيْ بِقُصُوْرِ الْعِلْمِ وَضِيْقِ الْبَاعِ اجْتَهَدْتُ كُلَّ الْاِجْتِهَادِ فِيْ تَحْلِيَةِ الْبَيَانِ وَتَجْلِيَةِ التِّبْيَانِ فَهَاهِيَ فَوَائِدُ حَفَرْتُ الْيَوَاقِيْتَ وَاللَّآلِيْ وَلَنْ تَجِدَ مِثْلَهَا عَلٰى مَرِّ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيْ۔

لغوی تحقیق الشرذمۃ، قلیل جماعت ۔ ج شراذم وشراذیم ۔ ضفادع ۔ جمع ضفدع : مینڈک ۔ حیاض ۔ جمع حوض ۔ لم ترد (ض) ورودًا الماء : پانی پر آنا ۔ وردت الحمی : باری سے آنا ۔ لوم ۔ لام (ن) لومًا : ملامت کرنا ۔ لائم ۔ ج لوائم ۔ الخفاش ، چمگادڑ ۔ ج خفافیش ، خفش ۔ (س) ، خفشًا : تنگ آنکھ والا ہونا ۔ پیدائشی کمزور نظر والا ہونا ۔ خفش ، اخفش ۔ عواء ۔ عوی ۔ (ض) عواءً وعوۃً وعویۃً ۔ الکلب : کتے کا بھونکنا ۔ الکلب : کتا ۔ ج کلاب ۔ جج اکالیب ۔ کلب ۔ (س) کلبًا : پیاسا ہونا ۔ الکلب : دیوانہ ہونا ۔ سہر (س) سہرًا : ساری رات جاگتے رہنا ۔ ساہرۃ : ڈراؤنا بیابان ۔ لانوم ۔ نام (س) نومًا ونیامًا ، اونگھنا یا سونا ۔ ص نائم ۔ ج نوم ، نیام ، نوم ۔ عطشی ۔ ج عطشان ۔ عطش (س) عطشًا : پیاسا ہونا ۔ الیہ : مشتاق ہونا ۔ ص عطشی ۔ عطشان ۔ ج عطاش ۔ حیاری ۔ حار (س) حیرۃً الرجل : چکاچوند ہونا ۔ ص حیران ، مؤنث حیری ۔ ج حیاری ۔ میادین ۔ جمع میدان ۔ احشر ۔ صیغۂ متکلم مضارع ۔ حشر (ن ، ض) حشرًا الناس : جمع کرنا ۔ اقتبست العلم : استفادہ کرنا ۔ قصدت (ن) قصدًا : ارادہ کرنا ۔ (ض) قصدًا ۔ الرجل ولہ والیہ : توجہ کرنا ۔ القصیدۃ من الشعر : سات یا دس اشعار سے زائد ۔ نظم ج قصائد ۔ الواح ج لوح ، تختی ۔ قصور (ن) ناقص ہونا ۔ الباع : دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار ۔ فرائد ۔ ج فریدۃ : یکتا موتی ۔ فرد (ن ، س ، ک) اکیلا ہونا ۔ الیواقیت ۔ ج یاقوت ۔ اللآلی ۔ جمع لؤلؤ : موتی ۔

توضیح یہ چھوٹی سی جماعت حوض کے مینڈک کیطرح ہے جو نہیں آتے مگر اسی پانی میں جو ٹخنہ تک پہنچنے والا ہے تو چمگادڑ کا ملامت کرنا سورج کو نقصان نہیں پہنچاتا اور کتے کا بھونکنا چاند کو تاریک نہیں بناتا اور جبکہ تمہارا راتوں کا جاگنا اس چیز میں سے جس پر پیدا کیا گیا ہے علوم کے پیاسوں کو اور کمال کے میدانوں کے سرگردانوں کو تو میں نے شب بیداری کی جس میں نیند نہیں تھی تاکہ میں ان کے قدم بقدم چلوں اور ان کے ساتھ جمع کیا جاؤں اس دن کہ جس میں کوئی سایہ نہیں ہے مگر کامل القدرت اور جبار ہستی کا سایہ ۔ اور میں نے متقدمین کی کتابوں سے اقتباس کیا ہے چند نادر اشیاء کا ، اور میں نے چاہا کہ انھیں پیش کروں اپنے بھائیوں کے سامنے طالبین علوم میں سے اور میں نے ان واقعوں سے نہیں ارادہ کیا ہے مگر اخلاق کو پاک کرنیکا اور میں نے ان قصوں اور مشہور اقوال سے نہیں ارادہ کیا مگر فضیلتوں کے حاصل کرنیکا چونکہ بچے ان کے قلوب کی تختیاں بہت زیادہ قبول کرنیوالی ہیں ان چیزوں کو جن کا نقشہ بنایا جائے ان کے دلوں پر ۔ میں نے اپنی علمی کوتاہی اور مہارت کے فقدان کا اعتراف کرنے کے باوجود پوری کوشش کی بیان کو سنوارنے میں اور تبیان کو واضح کرنے میں تو خبردار ہو جاؤ یہ ایسے موتی ہیں جنھوں نے یاقوت اور لولوؤں کو ذلیل بنادیا اور تم ہرگز نہیں پاؤگے ان موتیوں کیطرح دنوں اور ساری راتوں کے گذرنے تک ۔

وَسَمَّيْتُ نفحةَ العَرَب وجَعَلْتُهَا على بابَيْنِ الاول المنثور والثاني المنظوم فان هبّت عليها قبولُ القبول وَاقبلت اليها قلوب الفحول فهو بمحاسن اخلاقهم خليق وَان عصفت عليها

صَرَاصِرُ الرَّدِّ وَالنَّكِيْرِ فَهُوَ بِمَنْ جَاءَ بِهَا جَدِيْرٌ وَاللّٰهُ اَسْئَلُ سُؤَالَ مُتَضَرِّعٍ خَاضِعٍ خَاشِعٍ اَنْ يَّنْفَعَهُمْ وَاِيَّايَ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اٰمِيْنَ۔ وَاَنَا عَبْدُهُ

المستکفی بکفایت ولیہ محمد اعزاز علی غفرلہ

من سکنا امروہہ من مضافات مراداباد (بلدۃ شہیرۃ فی الھند)

لغوی تحقیق

وسُمّیت۔ ماضی مجہول ہے چونکہ اس کتاب کا نام حضرت مولانا مدنیؒ نے تجویز کیا تھا اس لئے صاحب کتاب نے فعل مجہول سے تعبیر کیا۔ المنثور۔ مفعو من الکلام، ضد منظوم (ن، ض) نثرا الشیٔ، بکھیرنا۔ ہبت (ن) ہبوًا الغبار: غبار کا بلند ہونا۔ ہبوبا الریح: ہوا کا چلنا۔ قبول۔ القبول۔ قبول اول بمعنی پروا ہوا ہے، قبلت قبلاً وقبولاً، ریح القبول، پروائی ہوا کا چلنا۔ ثانی قبول بمعنی قبول کرنا۔ الفحول: فضیلت والا۔ عصفت۔(ض) عصفًا وعصوفًا الریح: ہوا کا تیز چلنا۔ ص عاصفۃ۔ صراصر۔ جمع صرصر: بہت زیادہ ٹھنڈی ہوا۔ آندھی۔ جدیر (ک) جدارۃً بکذا، مناسب ہونا، لائق ہونا۔ ص جدیر۔ ج جُدرا۔ متضرع۔ تضرع الی اللہ: عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔ خاضع (ف) خضعًا، خضوعًا وخضعانًا: عاجزی کرنا، فروتنی کرنا۔ ص خاضع۔ ج خُضّع۔

توضیح

اور اس کا نام نفحۃ العرب رکھا گیا (یہ نام حضرت مدنیؒ نے رکھا تھا)[1] اور ان کو میں نے دو بابوں پر کر دیا۔ پہلا منثور اور دوسرا منظوم۔ تو اگر اس پر قبول کی پُروا ہوا چلے اور ارباب فضل وکمال کے دل اس کیطرف مائل ہوں تو ان کے اخلاق حسنہ کے لائق ہے، اور اگر رد وانکار کی آندھی چلے تو یہ اس شخص کے لائق ہے جو اسے لایا اور اللہ سے میں درخواست کرتا ہوں گریہ وزاری کرنیوالے خشوع وخضوع کرنیوالے کیطرح کہ ان کو اور مجھے اللہ تعالٰی نفع دے دنیا اور آخرت میں۔ اے اللہ اس دعا کو قبول کر۔ (آمین بمعنی اِسْتَجِبْ)۔

---

[1] خود مصنفؒ نے اس کا نام "خبز الشعیر" (جو کی روٹی) رکھا تھا۔ اللہ اللہ سادگی کی حد ہوگئی۔ ۱۲

الباب الاول فی النثر

:- باب اول نثر میں :-

السیف بالساعد لا الساعد بالسیف

تلوار (کی خوبی) بازو سے ہے نہ کہ بازو (کی قوت) تلوار سے

مطلب یہ ہے کہ اگر قوت بازو ہے تو تلوار کا جوہر نمایاں ہوگا ورنہ تنہا شمشیر براں کس کام کی۔ ع دست نادر باید شمشیر آبدار

؎ گر انگشت سلیمانی نباشد ؛ چہ خاصیت دہد نقش نگینہ

قال العتبی: بعث عمر بن الخطاب الی عمرو بن معدیکرب ان یبعث الیہ بسیفہ المعروف بالصمصامۃ فبعث بہ الیہ فلما ضرب بہ وجدہ دون ما کان یبلغہ عنہ فکتب الیہ فی ذلک فرد علیہ انما بعثت الی امیر المومنین بالسیف ولم ابعث بالساعد الذی یضرب بہ

لغوی تحقیق

السیف: تلوار۔ ج اسیاف، سیوف، سافہ (ض) یسیفہ سیفا وتسیفہ: تلوار سے مارنا۔ ساعد: بازو۔ کہا جاتا ہے ساعد الطیر پرندہ کا بازو۔ ج سواعد۔ قال (ن) قولا، قولۃ ومقالا ومقالۃ: کہنا، بولنا (ض) قیلولۃ: دوپہر کو آرام کرنا۔ اسی سے ایک مثل مشہور ہے اذا قال الرجل تحت الشجرۃ نقض وضوءہ۔ العتبی۔ ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ متوفی ۲۲۸ھ مشہور ادیب لبیب اور فصیح وبلیغ شاعر تھے۔ کتاب الخیل، کتاب اشعار الاعاریب، کتاب الاخلاق وغیرہ آپکی یادتازہ کرتی ہیں۔ بعث (ف) بعثا: بھیجنا۔ المیت: دوبارہ زندہ کرنا۔ یوم البعث: روز قیامت۔ عمر بن الخطابؓ۔ خلفاء اربعہ میں دوسرے نمبر پر مشہور جلیل القدر صحابی جن کی فضیلت میں نبی کریمؐ نے فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر، آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ جام شہادت نوش کیا۔ عمر بن معدی کرب۔ ابوثور بن عبداللہ زبیدی سادات اہل یمن سے ایک صحابی ہیں مشہور شاعر بھی تھے اور جانباز بھی۔ یہ شعر آپ ہی کا ہے۔

؎ وکل اخ مفارقہ اخوہ ؛ لعمر ابیک الا الفرقدان۔ ابو العباس مبرد نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے دریافت کیا۔ من اجود العرب: عرب میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ حاتم! آپ نے پوچھا فمن فارسہا؟ ان میں سب سے بڑا شہسوار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا عمر بن معدیکرب۔ آپ نے پوچھا فمن شاعرہ؟ ان میں سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا امرؤ القیس۔ آپ نے پوچھا فای سیوفہا امضی؟ لوگوں نے کہا عمر بن معدیکرب کی تلوار۔ صمصامہ: ایسی تلوار جس کی دھار نہ مڑے۔

دون، کمتر، گھٹیا۔ ردّ علیہ: جواب دینا۔

توضیح عتبی نے بیان کیا کہ عمر بن الخطابؓ نے بھیجا عمرو بن معدیکرب کے پاس یہ کہ وہ بھیج دیں حضرت عمرؓ کے پاس اپنی تلوار جو صمصامہ کے نام سے مشہور تھی تو انھوں نے وہ تلوار بھیجی۔ جب حضرت عمرؓ نے اس تلوار سے مارا تو پایا اس کو اس سے کم جو بات ان تک پہنچی تھی اس تلوار کے بارے میں تو حضرت عمرؓ نے ان کے پاس لکھا اس کے بارے میں تو حضرت عمروؓ بن معدیکربؓ نے جواب دیا کہ میں نے امیرالمومنین کے پاس تلوار بھیجی ہے اور میں نے نہیں بھیجا ہے وہ بازو جس سے تلوار چلائی جاتی ہے۔

(فائدہ اولیٰ) منقول ہے کہ جنگ قادسیہ میں شاہ فارس یزدجرد نے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے رستم کو آگے بڑھایا تھا اس کے مقابلہ کیلئے حضرت عمرو بن معدیکربؓ نکلے، رستم ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار تھا۔ حضرت عمرو نے ایک ہی وار میں ہاتھی کی چاروں ٹانگیں صاف کردیں۔ رستم ہاتھی کی پشت سے نیچے گرا اور ہاتھی رستم کے اوپر گر پڑا یہانتک کہ رستم کو قتل کردیا گیا اور فارسیوں کو شکست ہوگئی۔ علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری صاحب کتاب حیوٰۃ الحیوان اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "وہذہ الضربۃ لم یسمع بمثلہا فی الجاہلیۃ ولافی الاسلام"۔

(فائدۂ ثانیہ) علامہ سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ کے قریب جرہم وغیرہ کے دفینہ سے ایک لوہے کا ٹکڑا برآمد ہوا تھا حضرت عمرو بن معدیکرب کی تلوار صمصامہ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار اسی لوہے کی بنی ہوئی تھی۔ یہ تلوار دراصل شاہ یمن عمرو بن ذی قیعان کی تھی۔ وفیہ یقول عمرو ے وسیف لابن ذی قیعان عندی تخیر نصلہ من عہد عاد۔ آپ کو حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ نے عطا کی تھی جو آپکی اولاد کے پاس رہی یہانتک کہ ان سے خلیفہ مہدی نے اسّی ہزار درہم کے عوض میں خرید لیا۔ اس کے بعد بطریق وراثت منتقل ہوتی رہی یہانتک کہ آخر میں واثق باللہ کے پاس پہنچی اس نے اس کو صیقل کرانا چاہا تو خراب ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ شاہِ روم کیطرف سے ہارون الرشید کے یہاں بطور ہدیہ کچھ تلواریں آئیں، ہارون الرشید نے صمصامہ تلوار منگوائی اور رومی قاصد کے سامنے ان کی ایک ایک تلوار کو صمصامہ پر مارا پھر قاصد کو صمصامہ تلوار دکھائی اس نے دیکھا کہ صمصامہ کی دھار میں ایک بھی نشان نہیں تھا۔ ے

تیغے کہ آسمانش از فیض خود دہد آب ۔ تنہا جہاں بگیرد بے منت سپاہی (حافظ)

الکفُّ عنِ الدّنیا
دنیا سے اعراض

كَانَ بِبَغْدَادَ رَجُلٌ مُتَعَبِّدٌ اِسْمُهٗ رُوَيْمٌ فَعُرِضَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ فَتَوَلَّاهُ فَلَقِيَهُ الْجُنَيْدُ يَوْمًا فَقَالَ: مَنْ اَرَادَ اَنْ يَسْتَوْدِعَ سِرَّهٗ لِمَنْ لَا يَشْبَهُ فَعَلَيْهِ بِرُوَيْمٍ فَاِنَّهٗ كَتَمَ حُبَّ الدُّنْيَا اَرْبَعِيْنَ سَنَةً حَتّٰى قَدَرَ عَلَيْهَا۔

لغوی تحقیق

الکف (ن) الشئ: جمع کرنا ۔ ہ عن الامر: باز رکھنا ۔ کف: ہتھیلی ۔ ج اکُف ۔ کف بصرہ: اندھا ہونا
مکفوف: اندھا ۔ ج مکافیف ۔ الدنیا ۔ ج دُنیٰ ۔ دنی (س) دنایۃً: ردی ہونا ۔ ص دنیّ ۔
ج ادنیا ۔ دنا (ن) دُنوًا: قریب ہونا ۔ بغداد: ایک مشہور شہر ہے جس کا نام مدینۃ السّلام ہے ۔ متعبد ۔ عبد (ن) عبادۃً،
عبودیۃً: عاجزی اور پرستش کرنا ۔ تعبّد: عبادت کیلئے علیحدہ ہونا ۔ متعبد اسی سے اسم فاعل ہے ۔ رویم ۔ عالم بالقرآن تھے
کنیت ابوالحسن، نام رویم ہے ۔ عرض (ض) عرضًا: پیش کرنا ۔ فتولاہ: تولیا: ذمہ داری لے لینا، کسی کام کیلئے تیار ہونا ۔
التولیۃ: والی بنانا ۔ فلقیہ (س) لقاءً: ملاقات کرنا ۔ الجنید ۔ وحید العصر عارف باللہ ابوالقاسم جنید بن محمد قواریری متوفی ۲۹۷ھ
مشہور عابد و زاہد ہیں، سب سے پہلے لوگوں کو علم اشارہ سے آپ ہی نے واقف کیا، آپ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے اور
مرید ہیں ۔ کسی نے حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا کیا مرید کا مرتبہ پیر سے زائد بھی ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں آگاہ
ہو کہ جنید گو میرا مرید ہے مگر رتبہ میں مجھ سے زائد ہے ۔ ان یستودع: ہ مالًا: کسی کو بطور امانت مال دینا ۔ سر: بھید
ج اسرار ۔ یقال "صدور الاحرار قبور الاسرار" احرار کے سینے بھید کیلئے قبریں ہیں ۔ لاافشیہ ۔ افشا سرہ: بھید ظاہر کرنا ۔
کتم (ن) کتما، کتمانًا: پوشیدہ رکھنا، چھپانا ۔ حب: محبت ۔ حب (ض) حبًّا و حبا الشئ: رغبت کرنا ۔ حبّ (س) الیہ
محبوب ہونا ۔ احبہ: محبوب بنانا ۔ محبت کرنا ۔

توضیح

بغداد میں ایک عبادت گذار آدمی تھا، نام اس کا رویم تھا اس پر منصب قضا پیش کیا گیا، اس نے قبول
کر لیا، ایک دن اس سے حضرت جنید ملے اور انھوں نے کہا جو ارادہ کرے اپنے راز کو امانت رکھنے
کا اس شخص کے پاس جو اسے نہ ظاہر کرے تو وہ لازم پکڑ لے رویم کو چونکہ اس نے دنیا کی محبت
کو چالیس سال تک چھپائی یہاں تک کہ وہ اس پر غالب آگیا ۔
(تنبیہ) حضرت رویم نے آخر عمر میں دنیاداروں کا لباس اختیار کیا اور منصب قضا اپنے ذمہ لیا ۔ اس پر حضرت
جنید نے عارفانہ طنز کیا مگر حضرت رویم کا مقصد طلب دنیا نہ تھا بلکہ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ خود لوگوں
کیلئے سپر بن جائیں، خود حضرت جنید فرماتے ہیں کہ ہم لوگ فارغ مشغول ہیں اور رویم مشغول فارغ ہے ۔ سہ

درروے کہ من از عشق تو دارم حاصل ۞ دل داند و من دانم و من دانم و دل

۵ اُعجُوبَۃ

تعجب خیز بات

قرأ بعضُ المُغفّلینَ "فی بُیُوتٌ" بالرّفع فقال لہ شخصٌ یا اخی! انما القراءۃُ "فی بیوتٍ" بالجر فقال یامغفل! اذا کان اللہ سبحانہ وتعالیٰ قال: فی بیوت اذِنَ اللہ اَنْ تُرفَعَ تجرّھا انت لماذا؟

لغوی تحقیق | الاعجوبۃ: تعجب خیز بات۔ ج اعاجیب۔ المغفلین۔ جمع مغفل: ناسمجھ

توضیح | ایک مغفل شخص نے "فی بیوت" پیش کے ساتھ پڑھا، اس سے ایک آدمی نے کہا کہ اے بھائی! قرأت فی بیوت کسرہ کے ساتھ ہے تو اس نے کہا کہ اے بیوقوف جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع" تو تو اسے کیوں کسرہ دیتا ہے۔

تشریح | رفع کے دو معنیٰ ہیں ایک رفع الکلمہ (ف) بمعنیٰ کلمہ کو پیش دینا، دوسرے رفع (ف) رفعا بمعنیٰ بلند کرنا ہے۔ نیز "بیوت" سے مراد بیوت نہیں بلکہ اس سے مراد مساجد ہیں۔ وہ یہ سمجھا کہ یہاں رفع کے معنے پیش دینا اور بیوت سے مراد لفظ بیوت ہے جس میں رفع کی اجازت دی جا رہی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ "وہ ایسے گھروں میں جا کر عبادت کرتے ہیں جنکی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور انہیں اللہ کا نام لیا جائے"

وحکی العسکری فی کتاب التصحیف انہ قیل لبعضھم: ما فعل ابوك بحمارہ۔ فقال باعِہ (مکان باعَہ)، فقیل لہ: لم قلت باعِہ؟ قال، فلم قلت انت بحمارہ؟ فقال انا جررتہ بالباء فقال فلم تجر باءك؟ وباءی لا تجر، ومثلہ من القیاس الفاسد ما حکاہ ابوبکر التاریخی فی کتاب اخبار النحویین ان رجلا قال لسماك بالبصرۃ: بکم ھٰذہ السمکۃ؟ فقال بدرھمان (مکان بدرھمین) فضحك الرجل۔ فقال السماك۔ انت احمق سمعت سیبویہ یقول ثمنھا درھمان وقلت یوما: ترد الجملۃ الاسمیۃ الحالیۃ بغیر واو فی فصیح الکلام خلافا للزمخشری کقولہ تعالیٰ ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ فقال بعض من حضر: ھٰذہ الواو فی اولھا، وقلت یوما الفقہاء یلحنون فی قولھم البائع بغیر ھمزۃ، فقال قائل قد قال اللہ تعالیٰ فبایعھن وقال المامون لابی علی المعروف بابی یعلی المنقری بلغنی انك اُمّیٌّ وانك لا تقیم الشعر وانك تلحن فی کلامك فقال: یا امیر المؤمنین اما اللحن فربما سبقنی لسانی بالشیٔ منہ واما الامیۃ وکسر الشعر فقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیا وکان لا ینشد الشعر، فقال المامون، سألتك عن ثلاث عیوب فیك فزدتنی عیبا رابعا وھو الجھل، یا جاھل ان ذٰلك فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضیلۃ وفیك وفی امثالك نقیصۃ وانما منع ذٰلك النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنفی الظنۃ عنہ لا لعیب فی الشعر والکتاب وقد قال تبارك وتعالیٰ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینك اذا لارتاب المبطلون ۔ وکان عمر بن عبد العزیز جالسا عند الولید بن عبد الملك وکان الولید لحانا فقال ادع لی صالح، فقال الغلام، یا صالحا؟ فقال لہ الولید انقص الفا: فقال عمر: وانت یا امیر المؤمنین فزد الفا ودخل علی الولید بن عبد الملك

رجلٌ من اشراف قریش فقال له الولید من خَتَنَكَ؟ قال له: فلان الیهودی- فقال، ماتقول؟ ویحك. قال: لعلك ان تسال عن خَتَنِی، یا امیرالمومنین! هوفلان بن فلان.

توضیح اور عسکری نے کتاب التصحیف میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک بیوقوف سے کہا گیا کہ تیرے والد نے اپنے گدھے کو کیا کیا تو اس نے جواب دیا "باعِہٖ" باعَہٗ کے بدلے میں تو اس سے پوچھا گیا کہ تو نے باعِہٖ کیوں کہا؟ تو اس نے کہا کہ تم نے بحمارِہٖ کیوں کہا تو اس نے کہا میں نے اس کو باء کی وجہ سے جر دیا تو اس نے کہا کہ کیوں تمہاری باء جر دیتی ہے اور میری باء جر نہیں دے گی۔ اور اسی طرح فاسد قیاس کے متعلق وہ ہے جسے ابوبکر نے تاریخی کتاب اخبار النحویین میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے ایک مچھلی فروش سے بصرہ میں کہا کتنے کی یہ مچھلی ہے تو اس نے کہا بدرھمان۔ بدرھمین کے بدلے تو وہ آدمی ہنسا، تو مچھلی فروش نے کہا تو بیوقوف ہے میں نے سیبویہ کو یہ کہتے سنا ہے ثمنہا درہمان۔ ایک دن میں نے کہا کہ جملہ اسمیہ حالیہ واؤ کے بغیر بھی کلام فصیح میں آجاتا ہے زمخشری کے برخلاف۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللّٰہ وجوههم مسودۃ تو حاضرین میں سے کسی نے کہا ھذہ الواو فی اولہا۔ ایک دفعہ میں نے کہا فقہاء اپنے قول البائع میں بغیر ہمزہ کے غلطی کرتے ہیں تو کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فبایعھن۔ اور مامون نے ابوعلی سے کہا جو ابوالعلی المنقری سے مشہور ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تو اَن پڑھ ہے تو شعر صحیح نہیں کہہ پاتا اور تو اپنے کلام میں غلطی کرتا ہے تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین جہاں تک غلطی کا تعلق ہے تو کبھی کبھی سبقت لسانی ہو جاتی ہے، اور رہا اَن پڑھ ہونا اور شعر نہ کہنا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اُمّی تھے اور شعر نہیں کہا کرتے تھے۔ تو مامون نے کہا میں نے تجھ سے تیرے اندر پائے جانیوالے تین عیب کے بارے میں پوچھا تو نے میرے سامنے چوتھے عیب کا اضافہ کیا اور وہ جہالت ہے۔ اے جاہل یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فضیلت ہے اور تیرے اور تجھ جیسے کے حق میں نقص ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے روکا گیا آپ سے تہمت دور کرنے کیلئے نہ کہ شعر گوئی اور کتابت میں عیب کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وماکنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینك اذًا لارتاب المبطلون عمر بن عبدالعزیز ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ولید بہت غلطی کرتا تھا تو اس نے کہا ادع لی صالح تو غلام نے کہا یا صالحًا ولید نے اس سے کہا الف گرادے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا اے امیر المؤمنین آپ ایک الف بڑھا دیجئے۔

ولید بن عبدالملک کے پاس قریش کے معزز لوگوں میں سے ایک شخص آیا اس سے کہا ولید نے مَنْ خَتَنَكَ تو اس نے جواب دیا فلاں یہودی۔ تو اس نے کہا تو کیا کہہ رہا ہے تیرا ناس ہو، تو اس شخص نے کہا شاید آپ میرے داماد کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ اے امیر المؤمنین وہ فلاں بن فلاں ہے۔

مسئلۃ

تقول: اکلت السمکۃ حتی راسھا (برفع السین ونصبھا وجرھا) اما الرفع فبان تکون حتی للابتداء ویکون الخبر محذوفا بقرینۃ اکلت وھو ماکول، واما النصب فبان تکون حتی للعطف وھو ظاھر، والثالث اظھر وکان الفراء یقول اموت وفی قلبی من حتی لانھا ترفع وتنصب وتجر۔

لغوی تحقیق مسئلہ، ضرورت، مطلب، قضیہ، حل، طلب کا مطالبہ۔ ج مسائل۔ اکلت (ن) اکلا۔ ماکلا، کھانا۔ السمکۃ، مچھلی۔ ج اسماک۔ راس، سر۔ ج رؤس۔ فراء، مشہور نحوی کا لقب ہے جس کا نام یحیٰی اور باپ کا نام زیاد ہے اور کنیت ابو زکریا۔ یہ تعجب خیز و حیرت انگیز گفتگو کرتا تھا اس لئے اسکا لقب فراء ہو گیا۔ اہل لغت کے یہاں یہ معلم اول شمار ہوتا ہے، اس نے فن ادب میں ایک کتاب "کتاب المعانی" لکھی ہے۔ جس کے املاء کے وقت حاضرین اس کثرت سے تھے کہ صرف قاضیوں کو گنا تو اسی تھے۔

توضیح تو کہے گا اکلت السمکۃ حتی راسھا (سین کے ضمہ، نصب اور جر کے ساتھ) بہرحال ضمہ تو اس بناء پر کہ حتی ابتداء کیلئے ہو اور خبر محذوف ہو اکلت کے قرینہ سے اور وہ ماکول ہے اور بہرحال فتحہ اس طور پر کہ حتی عطف کیلئے ہو اور یہ ظاہر ہے اور تیسرا وہ تو بہت ہی زیادہ ظاہر ہے اور فراء کہتا تھا کہ میں مروں گا اور میرے دل میں حتی کے بارے میں کچھ ضرور ہو گا چونکہ حتی رفع بھی دیتا ہے نصب اور جر بھی۔

فائدہ:۔ لفظ حتی بقول فراء عجب چوں چوں کا مربہ ہے۔ عمل کی تین ہی صورتیں ہیں رفع، نصب، جر۔ حتی کا مابعد مرفوع، منصوب، مجرور تینوں طرح آتا ہے گویا حتی رافع بھی ہے ناصب بھی ہے جار بھی ہے۔ بصورت رفع حتی ابتدائیہ ہوتا ہے جسکے بعد از سر نو جملہ کا آغاز ہوتا ہے حتی ابتدائیہ جملہ اسمیہ، فعلیہ مضارعیہ ماضویہ تینوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے گذشتہ مثال میں حتی راسھا ای ماکول۔ ثانی جیسے قول باری عزاسمہ "حتی یقول الرسول" برفع یقول علی قراءۃ نافع، ثالث جیسے آیت "حتی عفوا" ابن مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ ان آیات میں حتی حرف جر ہے۔ اور اذا اور ان جو ان میں مضمر ہے وہ مجرور ہے مگر اکثر علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ دوسری صورت عطف کی ہے۔ حتی عاطفہ بھی ہوتا ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کہیں قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ حتی کے ساتھ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی وجہ سے نحویان کوفہ نے اس کا انکار کر دیا حتی عاطفہ بمنزلہ واؤ عاطفہ کے ہوتا ہے لیکن تین اعتبار سے فرق ہے پہلا فرق یہ ہے کہ حتی کے معطوف کیلئے تین شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ اسم ظاہر ہو مضمر نہ ہو۔ دوم یہ کہ اس کا ماقبل جمع ہو اور معطوف اس کا بعض ہو۔ یا حتی کا معطوف کل کا جز ہو یا مثل جز ہو۔ فالاول کقولک قدم الحاج حتی المشاۃ، والثانی کقولک اکلت السمکۃ حتی راسھا، والثالث کقولک اعجبتنی الجاریۃ حتی حدیثھا۔ ان تینوں شرطوں کو یوں تعبیر کرد کہ حتی وہیں داخل ہو سکتا ہے جہاں استثناء کرنا صحیح

ہو جہاں استثناء صحیح نہ ہوگا وہاں حتیٰ کا آنا بھی صحیح نہ ہوگا۔ سوم یہ کہ حتیٰ کا معطوف اپنے ماقبل کیلئے غایت ہوتا ہے۔ امافی زیادۃ اونقص فالاول نحومات الناس حتی الانبیاء والثانی نحو زارک الناس حتی الحجامون وقد اجتمعافی قولہ

شعر : قہرناکم حتی الکماۃ فانتم تہابوننا حتیٰ بنینا الاصاغرا

دوسرا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے ذریعہ سے جملے کا عطف نہیں ہوتا کیونکہ حتیٰ کے معطوف کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے ماقبل کا جزء ہو یا مثل جزء ہو (کما قدمناہ) ولایتاتی ذالک الافی المفردات۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ جب حتیٰ کے ذریعہ کسی مجرور پر عطف کیا جائے گا تو جار کا اعادہ ضروری ہوگا۔ فتقول مررت بالقوم حتیٰ بزید۔ تیسری حالت جر کی ہے، حتیٰ جارہ تین معنیٰ کیلئے آتا ہے۔ ۱۔ مرادف الیٰ جیسے آیت لن نبرحَ علیہ عاکفین حتیٰ یرجع الینا موسیٰ۔ یعنی موسیٰ کے واپس آنے تک۔ ۲۔ مرادف کَیْ جیسے آیت ولا یزالون یقاتلونکم حتیٰ یردوکم۔ ۳۔ مرادف اِلّا جیسے آیت ومایعلمان من احد حتیٰ یقولا۔

اَلْفٌ فِی الْمَاءِ وَاسْتٌ فِی السَّمَاءِ

ناک پانی میں اور سرین آسمان میں

یہ ایک کہاوت ہے جو ایسے شخص کیلئے بولی جاتی ہے جو ذی وقار نہ ہو اور اپنے آپ کو صاحب عزت خیال کرتا ہو جیسے ہمارے یہاں کہا جاتا ہے "رہیں جھونپڑوں میں اور خواب دیکھیں محلوں کے"۔

کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر دیکھتے ہیں جھونپڑوں میں بیٹھ کے محلوں کے خواب

سمع المامون یوماً بعض الکنافین وھو یقول وکان مارًا فی مرکبۃ : لقد سقط ھٰذا من عینی من حین غدر (ن ض س) باخیہ، فقال المامون، ھل لی من یشفع لی الی ھٰذا الرئیس لِاَرْفع الی عینیہ بعد سقوطی ؟

لغوی تحقیق

الانف : ناک۔ ج آناف۔ الف کل شئ، ہر چیز کا ابتدائی حصہ۔ الف الجبل : پہاڑ کا نکلا ہوا گوشہ۔ الماء : پانی۔ اصلہ موہٌ۔ ج میاہ، امواہ۔ ماہ (ن) موہًا الرجل، پانی پلانا۔ الشئ بالشئ، ملانا۔ است : سرین۔ السماء : آسمان۔ ج سمٰوٰت۔ سما (ن) سموًا : بلند ہونا۔ المامون، ابوالعباس عبداللہ بن ہارون رشید۔ پیدائش ۱۷۰ھ میں ہارون کے خلیفہ ہونے کے دن میں ہوئی۔ ہارون نے تیرہ سال کی عمر میں امین کے بعد ولی عہدی کا فرمان لکھا اور اسے خراسان کا مستقل حاکم بنا دیا۔ مامون جملہ خلفاء عباسیہ میں حلم وعفو میں بے نظیر تھا، علم سے بہت زیادہ دلچسپی تھی اس لئے ہمیشہ اپنے ساتھ اہل علم کی ایک جماعت

رکھتا تھا اور ان سے علمی مباحثہ کیا کرتا تھا۔ ۴۸ رسال کی عمر میں ۲۱۸ھ میں انتقال ہوا اور طرطوس میں دفن کیا گیا۔ مدت خلافت ۲۰ سال ۵ ماہ تین دن رہی۔ الکنافین۔ ای اصحاب الکنافین بمعنی بھنگی۔ کنف (ن) الدار : گھر میں پاخانہ بنانا۔ الکنیف : پاخانہ۔ جانوروں کا باڑہ۔ ج کُنُف۔ وہو یقول۔ ہو کا مرجع بعض ہے اور کان جملہ حالیہ ہے اور کان کی ضمیر مامون کیطرف راجع ہے۔ مارًا صیغۂ صفت ہے۔ مرّ (ن) مرورًا : گذرنا۔ فی مرکبہ : سواری۔ ج مراکب رکب (س) رکوبًا : سوار ہونا۔ ص راکب۔ ج رکبان۔ سقط وہو یقول کا مقولہ ہے۔ (ن) سقوطًا : گرنا۔ من عینی میری نظروں سے گذر گیا یعنی حقیر ہوگیا۔ ساقط، فرومایہ۔ ج سُقاط۔ حینَ، وقت۔ ج احیان۔ حانَ (ض) وقت آنا۔ غدرَ (ض ن س) غدرًا : خیانت کرنا۔ ص غادر۔ ج غدرۃ۔ یشفعَ (ف) شفاعۃً : سفارش کرنا۔ ص شفیع ج شفعاء۔ شفعًا : جوڑا کرنا۔ الرئیس، سردار۔ ج رُؤساء، رؤس (ک)، ریاسۃً : رئیس ہونا (ض) سردار ہونا لارفع (ف) رفعًا : بلند کرنا (ک) رفعۃً، رفاعۃً : عالی مرتبہ ہونا۔

توضیح مامون نے ایک دن ایک بھنگی کو سنا کہ وہ بھنگی کہہ رہا ہے جبکہ مامون گذر رہا تھا اپنی سواری کے ذریعہ کہ یہ میری آنکھوں سے گر گیا جب سے اس نے بیوفائی کی ہے اپنے بھائی کے ساتھ تو مامون نے کہا کیا میرے لئے کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے لئے سفارش کرے اس سردار سے تاکہ میں اٹھایا جاؤں اس کی آنکھوں تک میرے گرنے کے بعد۔

فائدہ :۔ ہارون الرشید نے اپنے تینوں بیٹوں محمد امین، عبداللہ مامون، قاسم موتمن کو یکے بعد دیگرے ولیعہد بنا کر ولی عہدی کے پیمان کو خانہ کعبہ میں رکھدیا تھا۔ امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد بنا دیا اور حج کے موسم میں ایک امیر کو مکہ بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور مامون و موتمن کی ولی عہدی کے عہد نامے جو ہارون نے لکھوا کے خانہ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کر دیئے امین کیطرف سے حجاز کا عامل داؤد بن عیسیٰ تھا، اس نے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ میں اہل قریش علماء فقہاء اور حجاج کعبہ کو جمع کر کے کہا کہ ہارون نے عہد ولایت کو اس مقدس گھر میں بطور امانت رکھ کر ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا اور عہد لیا تھا کہ اگر اس کی خلاف ورزی ہو تو تم مظلوم کا ساتھ دینا۔ لہٰذا امین نے چونکہ ظلم کیا ہے اور عہد شکنی کی ہے اس لئے ہم کو مامون کا ساتھ دینا چاہئے، حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور امین کو خلافت سے معزول کر کے مامون کی خلافت پر بیعت کی، اہل مدینہ نے بھی یہی کیا۔ قصہ کوتاہ، مامون کی فوج نے اس کے غلام طاہر بن حسین اور ہرثمہ کی قیادت میں دونوں سمت سے آکر بغداد کا محاصرہ کر لیا، ہر سمت سے منجنیق اور قلعہ شکن آلات نصب کر کے شہر پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے بیشتر عمارتیں خراب ہوگئیں اور اہل شہر شدت محاصرہ سے تنگ آگئے۔ امین نے مجبور ہو کر ہرثمہ سے اپنی جان کی امان طلب کی اس نے منظور کر لیا لیکن طاہر نے امان مسترد کر دی، امین نے اپنے درباریوں کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی کہ مخفی طور پر ہرثمہ کے پاس پہونچ کر اس کی حمایت میں آجائے۔ ہرثمہ بھی اس پر راضی تھا اس نے بھی اپنے آدمی وہاں بھیجدیئے۔ امین

جس وقت قصر سے نکل کر کشتی میں سوار ہوا تو ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے اور پتھر پھینکے یہانتک کہ کشتی ڈوب گئی ہرثمہ کو اس کے ساتھیوں نے نکالا، امین پانی میں تیرنے لگا اس کو طاہر کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اس کے حکم سے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۵ھ میں ہوا ہے۔ عبارت "حین غدر باخیہ" سے اسی کیطرف اشارہ ہے۔

الحِلمُ

بردباری

بردباری خزانۂ خردست ❊ ہرکرا حلم نیست دیو و دوست

شتم رجلٌ اباذرٍ الغفاری رضی اللہ عنہ فقال لہٗ ابوذرٍ: یا ھٰذا ان بینی و بین الجنۃ عقبۃ فان انا جزتہا فواللہ ما ابالی بقولک وان ھو صدّنی دونہا فانی اھلٌ لاشد مما قلت لی۔

(ج) (نافیہ) (ای اللہ) (ن) معنی

لغوی تحقیق

الحلم (ک) حلماً: بردبار ہونا، متحمل المزاج ہونا۔ حُلُم۔ ج احلام: خواب۔ اباذر: جندب بن جنادہ متوفی ۳۲ھ جلیل القدر صحابی ہیں متقی اور زاہد تھے۔ ضرورت سے زائد مال جمع کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ الغفار۔ قبیلہ بنو غفار کیطرف منسوب ہے۔ عقبۃ، دشوار گذار گھاٹی۔ ج عقاب۔ جزتہا (ن) جوزاً، جوازاً: گزرجانا۔ ما ابالی۔ مبالاۃ: پرواہ کرنا۔ صدّنی (ن) صدّاً: روکنا۔

توضیح

ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فلاں! بیشک میرے درمیان اور جنت کے درمیان ایک دشوار گذار گھاٹی ہے، اگر میں اس سے آگے بڑھ جاؤں تو واللہ تمہاری باتوں کی پرواہ نہیں، اور اگر اللہ نے مجھے روک دیا اس سے ادھر ہی تو میں اس سے زیادہ کا لائق ہوں جو تو نے میرے حق میں کہا۔

روی الطبرانی وابن حبان والبیہقی عن اجل احبار الیہود الذین اسلموا انہٗ قال لم یبق من علامات النبوۃ شیٔ الا وقد عرفتہ فی وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اخبرھما منہ یسبق حلمہ جہلہ ولا یزیدہ شدۃ الجہل علیہ الا حلماً فکنت اتلطف لہ لان اخالطہ فاعرف حلمہ وجہلہ فابتعت منہ تمراً الی اجل فاعطیتہ الثمن فلما کان قبل محل الاجل بیومین او ثلاثۃ اتیتہ فاخذت بمجامع قمیصہ وردائہ ونظرت الیہ بوجہ غلیظ، ثم قلت: الا تقضینی یا محمدُ حقی؟ فواللہ انکم یا بنی عبد المطلب ذو مطلٍ، فقال عمر: ای عدو اللہ! اتقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسمع؟ فواللہ لولا ما اُحاذرُ

قربہ لضربت بسیفی رأسك، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر عمر فی سکون وتؤدۃ و تبسم ثم قال، انا وھولنا احوج الی غیر ھذا منك یا عمر! أن تأمرنی بحسن الاداء و تأمرہ بحسن التقاضی، إذھب بہ فاقضہ وزدہ عشرین صاعاً مکان مُنازعتہ، فقلت یا عمر! کل علامات قد عرفتھا فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اُخبرھما یسبق حلمہ جھلہ، ولا یزیدہ شدۃ الجھل علیہ الا حلماً، فقد اخبرتھما اشھدك إنی رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیاً۔

توضیح طبرانی ابن حبان اور بیہقی نے نقل کیا ہے ان یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ اس عالم نے کہا نبوت کی علامتوں میں سے کوئی چیز نہیں باقی رہی مگر یہ کہ میں نے اسے پہچانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں، جب میں نے انکی طرف دیکھا مگر دو علامتیں میں ان پر باخبر نہیں ہوسکا۔ ان میں سے ایک یہ کہ ان کی بردباری ان کے جہل پر سبقت کرے گی۔ دوسرا یہ کہ جہل کی زیادتی ان پر نہیں اضافہ کریگی مگر بردباری میں۔ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا تاکہ ان کے ساتھ مل جل کر رہ سکوں پھر میں انکی بردباری کو پہچان لوں۔ میں نے ان سے کچھ کھجوریں خریدی ایک مدت متعین کرکے، میں نے انھیں قیمت دیدی۔ مدت کے ایک دو روز پہلے ہی میں ان کے پاس آیا اور میں نے عام مجمع میں ان کے گریبان اور چادر پکڑ لیا اور میں نے انھیں ترش روئی سے دیکھا پھر میں نے کہا کہ اے محمد! کیا تو میرا حق ادا نہیں کریگا۔ قسم خدا کی بیشک تم لوگ اے عبدالمطلب کی اولاد ٹال مٹول والے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں کہہ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں۔ قسم خدا کی اگر میں نہیں اندیشہ کرتا اس چیز کا جس سے قریب ہونیکا خطرہ ہے تو میں اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کردیتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے حضرت عمرؓ کو خاموشی سنجیدگی اور تبسم کے ساتھ۔ پھر ارشاد فرمایا اے عمر میں اور وہ دونوں اس کے علاوہ کی جانب تمہاری طرف زیادہ محتاج تھے یعنی یہ کہ تو حسن ادائیگی کا مجھے حکم دیتا اور اسے بہترین انداز میں تقاضے کا حکم دیتا اسے لے جاؤ اس کا حق ادا کرو اور مزید بیس صاع دو اس سے لڑنے کے بجائے۔ تو میں نے کہا اے عمر تمام نبی کی علامتوں کو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں جب میں نے ان پر نظر ڈالی مگر دو چیزیں، ایک میں باخبر نہیں ہوسکا تھا کہ انکی بردباری ان کے جہل پر غالب ہے اور ان پر جہل کی شدت نہیں بڑھاتی مگر ان کی بردباری کی تو تحقیق کہ میں ان دونوں سے عاجز ہو چکا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں راضی ہوں اللہ سے رب ہونیکے اعتبار سے اور اسلام سے دین ہونے کے اعتبار سے اور محمدؐ سے نبی ہونیکے اعتبار سے۔

الطمع

لالچ کرنا

يقال اِنَّ اشعبَ مَرَّ يومًا فجعلَ الصبيانُ يعبثونَ به فقال لهمْ ويلكم سالم ابن عبد الله يُفرّقُ تمرًا مِن صدقةِ عمرَ فمرّ الصّبيان يعدون اِلى دارِ سالم ابن عبد الله وعدا اشعب معهم وقال ما يُدرِيني لعلّه يكون حقا۔
(استفہامیہ)

لغوی تحقیق الطمع :لالچ (س) فيه طمعًا، لالچ کرنا (ک) طماعۃ : لالچی ہونا۔ اشعب : ابوالعلاء ابن زبیر ولادت ۹ھ حضرت عثمانؓ کے غلام تھے اور حسنِ قراءت اور عمدگی آواز میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے مگر حرص و لالچ میں ضرب المثل تھے اور نکتہ آفرینی و حاضر جوابی میں یکتائے روزگار تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کہا کہ تم نے کبھی میرے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا، انھوں نے جواب دیا کہ تیرا احسان ثواب کی نیت نہ رکھنے والے کیطرف سے تھا اس لئے ناشکرے کے پاس پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے کل ۱۵۴ سال کی عمر پائی۔ الصبیان؛ ج صبی ، بچہ۔ یعبثون (س) عبثًا :کھیلنا ۔مذاق کرنا۔ عبث :بیکار۔ ویلکم۔ لفظ ویل دراصل کلمۂ تحسر ہے جو بوقت مصیبت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتنا۔ لیکن جب متکلم دوسرے کیلئے استعمال کرے تو بددعا کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونے کی صورت میں بھی مبتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر ہو جیسے سلام علیک، یا بددعا ہو کقولہ تعالیٰ فویل للذین یکتبون الکتاب۔ ہر امر عجیب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت یا ویلتا ءَ الد وانا عجوز۔ اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابوسعید سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے۔ یہ عدمِ اضافت کی صورت میں اضمار فعل کی بناء پر منصوب اور ابتداء کیوجہ سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات ان کے حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لا ام لہ، لا اب لک، ثکلتہ امہ وغیرہ۔ سالم ابن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ ابو عمرو القرشی المتوفی ۱۰۶ھ احد فقہاء المدینۃ۔ تمرًا :کھجور۔ واحد تمرۃ ج تمور۔ تمر (ن) تمرًا۔ ؤ :کھجور کھلانا۔ یعدون (ن)، عدوًا ، دوڑنا۔ دار گھر۔ ج دُوْرٌ ، دیار، ادوُرٌ۔ دارٌ دورًا، دورانًا : چکر لگانا۔ مایدرینی۔ ما استفہامیہ ہے۔ دری (ض)، دریًا، درایۃً : جاننا۔ حقا (ن ض) ثابت ہونا۔ سچ ہونا۔

توضیح کہا جاتا ہے کہ ایک دن اشعب گذرا تو بچے اس سے کھیلنے لگے تو بچوں سے انھوں نے کہا تمہارا ناس ہو، سالم بن عبداللہ حضرت عمرؓ کے صدقہ میں سے کھجوریں بانٹ رہے ہیں، تو بچے بھاگ کر جانے لگے حضرت سالم کے مکان پر اور اشعب بھی ان کے ساتھ دوڑنے لگے اور کہنے لگے کیا پتہ شاید یہی سچ ہو۔

کفّ اللّسان عن الوقوع فی عرض الانسان

انسان کی بے عزتی سے زبان کا روکنا

مریز آبروئے برادر بگوئے ۔ کہ دہرت نریزد بشہر آبروئے ؛ بہ بد گفتن خلق چوں دم زدی ۔ اگر راست گوئی سخن ہم بدی

لمّا دخل الحسنُ البصری علی الحجاج فقال لہ: ما تقول فی علیٍ وعثمان؟ قال: اقول فیھما اَتّما قال من ھو خیرٌ منی بین یدَی مَن ھو شرٌ منك، قال: ومن ذلك؟ قال موسیٰ وفرعونُ، فما بالُ القرونِ الاولیٰ۔ قال علمُھا عند ربی فی کتاب۔

لغوی تحقیق

کف اللسان (ن)، عن الامر: باز رہنا۔ ۂ۔ باز رکھنا۔ کف: ہتھیلی۔ ج اکف۔ الوقوع۔ وقیعۃ فی فلان، غیبت کرنا، عیب نکالنا، گالی دینا۔ وقوعًا: گرنا۔ وقعًا من کذا وعن کذا، باز رہنا عَرَض: آبرو۔ ج اعراض۔ عَرَضٌ: سامان۔ ج عروض۔ عرض (ض) عرضًا: پیش کرنا (س)، ظاہر ہونا۔ دخل (ن) دخولاً: داخل ہونا، اندر آنا۔ علیہ ملاقات کرنا۔ الحسن البصری: ابوسعید ابن ابی الحسن یسار۔ پیدائش ۲۱ھ میں ہوئی اور وادی القریٰ میں نشو ونما پائی اور ۱۱۰ھ میں بصرہ میں انتقال فرما گئے، ان کے جمیع اوصاف ابن سعد نے ایک سطر میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں "کان عالمًا رفیعًا ثقۃ حجۃ مامونًا عابدًا ناسکًا کثیر العلم فصیحًا جمیلاً وسیمًا۔ آپ عالم عالی مرتبہ، قابل اعتماد حجت، نیک سیرت، عبادت گذار، وافر العلم، فصیح، خوبصورت اور خوش رو تھے۔ آپ علوم ظاہریہ کے علاوہ علوم باطنیہ سے بھی بھرپور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے نامور ارباب تصوف نے بھی آپ کا اسم گرامی جلی عنوان سے تحریر کیا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ آپ نے ۱۳۰ صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ الحجاج۔ ابو محمد ابن یوسف بن الحکم الثقفی۔ فرعون: عمالقہ شاہان مصر کا لقب ہے۔ جیسے کسریٰ ملوک فارس کا، قیصر ملوک روم کا، خاقان ملوک چین کا، تبع ملوک یمن کا، خیل ملوک عرب کا، نجاشی ملوک حبشہ کا، خلیفہ ملوک بغداد کا اور سلطان آل سلجوق کا لقب ہے۔ یہاں فرعون سے مراد ولید بن مصعب بن ریان ہے جو قبطی نسل سے تھا، اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر ناقل ہیں کہ تین سو سال تک اس کے سر میں درد تک نہیں ہوا۔ بال: حال۔ قرون جمع قرن: ایک گروہ کے بعد ایک گروہ، سینگ، آفتاب کی پہلی شعاع، بارش کا جھلا، سوسال کا زمانہ۔ قرن (ض) قرنًا: ملی ہوئی بھوں والا ہونا۔ ص اقرن، قرن۔

توضیح

جب حسن بصری حجاج پر داخل ہوئے تو حضرت حسن نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے حضرت علی اور حضرت عثمان کے بارے میں۔ حجاج نے کہا میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو کہا اس شخص نے جو تجھ سے بہتر ہے۔ اس کے سامنے جو تم سے بہتر ہے۔ حضرت حسن نے پوچھا اور وہ کون ہے تو حجاج نے کہا حضرت موسیٰ اور فرعون۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا فما بال القرون الاولیٰ یعنی پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا تو حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا علمہا عند ربی فی کتاب یعنی ان کا علم میرے رب کے پاس ہے رجسٹر میں۔

نوعٌ غریبٌ من المسابّۃ

بد کلامی کا نرالا انداز

قَالَ بعضھم: وجدتُ علیٰ قبرٍ مکتوبًا انا ابنُ مَن کانتِ الریحُ طوعَ امرہٖ یحبسھا اذا شاءَ ویُطلقھا اِذا شاءَ قالَ فعظمَ فی عینی مصرعُہٗ ثم التفتُّ الی قبرٍ اٰخر قبالتہٗ فاذا علیہ مکتوبٌ لایغترَّ احدٌ بقولہٖ فما کان ابوہ الا بعض الحدادین یحبس الریحَ فی کیرہٖ ویتصرف فیھا قال فعجبتُ منھما یتسابّانِ میتین۔

لغوی تحقیق

نوع: قسم۔ ج انواع۔ غریب: مسافر، اجنبی، غیر مانوس۔ ج غرباء۔ غرب (ن) غربۃ وغربًا: پردیسی ہونا، وطن سے علیحدہ ہونا۔ غربًا الرجل: دور ہونا۔ النجم: ڈوبنا۔ (ک) غرابۃ الکلام مخفی وپوشیدہ ہونا۔ مسابّۃ۔ باب مفاعلت سے: باہم گالی گلوچ کرنا، باہمی گالی گلوچ۔ سبّ (ن) سبًّا: گالی دینا۔ وجدتَ (ض) وجدًا وجدۃً ووجدانا: پانا۔ علیہ: ناراض ہونا۔ قبر: انسان کے دفن کرنے کی جگہ۔ ج قبور۔ قبرَ (ن) قبرًا: دفن کرنا۔ قبریۃ: قبر کا کتبہ۔ مکتوبًا (ن) کتابۃً: لکھنا۔ تصنیف کرنا، نقشہ وغیرہ بنانا۔ لہٗ بکذا: وصیت کرنا اللہ علیہ: فرض کرنا۔ الریح۔ جمع ریاح۔ ج اراویح: تیز ہوا۔ محسوس ہوا۔ راح یراح ریحا: تیز ہوا والا ہونا (ن) روحًا: شام کے وقت آنا یا جانا۔ طوع: فرمانبردار۔ طاع (ن) طوعًا۔ انطاع، اطاع: تابعدار ہونا۔ اشارہ پر چلنا۔ امرہ: حکم۔ ج اوامر: کام۔ ج امور۔ امرَ (ن) امرًا: حکم کرنا۔ امرۃ تامیرًا: حاکم بنانا۔ اختیار دینا۔ آمرٌ: حکمران۔ صاحبِ اختیار، امیر، شاہزادہ حاکم، صدر۔ ج امراء۔ یحبسھا (ض) حبسًا: قید کرنا۔ عن شئ: روکنا۔ الشئ: پورے طریقہ سے حفاظت کرنا۔ حبسٌ۔ ج حبوس۔ محبس، محابس: قیدخانہ۔ یطلقھا الاسیر: قیدی کو آزاد کرنا۔ طلق (ن) طلاقًا المرأۃ: عورت کا شوہر سے جدا ہونا۔ ص طالق۔ ج طُلّق۔ عظم (ک) عظمۃً: بڑا ہونا، شاندار ہونا۔ ص عظیم۔ ج عظماء: بڑا، پرشوکت، عظیم الشان۔ عظم: ہڈی۔ ج عظام۔ عین: آنکھ۔ ج اعین۔ چشمہ۔ ج عیون۔ ذات، شئ۔ ج اعیان۔ عان (ض) عینًا: نظر لگانا۔ مصرعہ صرع (ن) صرعًا، مصرعًا: پچھاڑ دینا۔ لایغترّ۔ اغترّ واستغرّ بکذا: دھوکہ کھانا۔ عزّ، عزۃ وعزارۃ الوجہ: خوبصورت ہونا۔ الحدادین۔ ج حدّاد: لوہار۔ کیر: لوہاروں کی وہ مشک جس سے وہ بھٹی دھوکتے ہیں۔ ج اکیار، کیرۃ۔

توضیح

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر پر یہ لکھا ہوا پایا کہ میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ ہوا جس کے تابع رہتی تھی وہ ہوا کو روک لیتا جب چاہتا تھا اور چھوڑ دیتا تھا جب چاہتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میری آنکھوں میں اس کا پچھاڑنا بہت بھاری بھر کم معلوم ہوا پھر میں دوسری قبر کی جانب متوجہ ہوا جو اس کے سامنے تھی تو اس پر یہ لکھا ہوا کہ کوئی اس کی بات کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ اس کا باپ ایک لوہار تھا کہ جو ہوا کو اپنی مشک میں محبوس کر لیتا تھا اور اس میں تصرف کرتا تھا۔ راوی کا بیان ہے میں نے ان دونوں پر تعجب کیا کہ دونوں مردے گالی گلوچ کر رہے ہیں۔

معنی قولھم فلان اشأم من طویس

اہل عرب کے قول فلان اشأم من طویس کا مطلب

ھو طویس المغنی لانہ قال: وُلدتُ یومَ تُوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفُطِمتُ یوم توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ وبلغتُ الحُلُمَ یوم قُتِلَ عُمرُ رضی اللہ عنہ وتزوجتُ یوم قُتِلَ عثمانُ رضی اللہ عنہ وجاءنی ولدٌ یومَ قُتِلَ علیٌّ وآخر یوم مات الحسن مسموماً قال: وما دُمتُ بین اظھرِکم لا تامنوا من ظھورِ الدجّالِ۔

لغوی تحقیق

اشأم۔ اسم تفضیل ہے۔ شوم (ک)، شامۃً: نامبارک ہونا۔ طُوَیس: طاؤس کی تصغیر ہے۔ (قالہ الجوہری)، بمعنی مور۔ ج اطواس، طواویس۔ طاس (ن) طوساً۔ الوجہ: خوبصورت ہونا۔ یہاں طویس سے مراد ایک گویا ہے۔ وُلدتُ۔ ولدت (ض) لِدَۃً ولادۃً: جننا۔ وُلِدَ، وَلَد: بچہ (مذکر و مؤنث) توفی۔ توفاہ اللہ: موت دینا، وفات، موت۔ ج وفیات۔ فطمتُ (ض) فطماً۔ الولد: بچہ سے دودھ چھڑانا۔ فطم الرضیع: دودھ پیتا بچہ، دودھ چھڑانے کے وقت پر پہنچ گیا۔ فطم: دودھ چھڑایا ہوا۔ ج فُطُم۔ الحلم (ن) حلماً الصبی: بالغ ہونا۔ مسموماً۔ سَمّ: زہر، سوئی کا ناکہ۔ ج سِمام، سموم۔ سَمّ (ن) سَمّاً: زہر دینا۔ سموماً۔ الریح جھلسنا۔ مادمت (ن، س) دوماً، دواماً: ہمیشہ رہنا۔ اظہرکم۔ ج ظہر، پیٹھ۔

توضیح

وہ طویس گویا ہے چونکہ اس نے کہا کہ میں پیدا ہوا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور میرا دودھ چھڑایا گیا جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا، اور میں جوان ہوا جس دن حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا، اور میں نے شادی کی جس روز حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے اور میرا بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت علیؓ کا قتل ہوا۔ اور دوسرا بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت حسنؓ زہر کھا کر انتقال کر گئے اور طویس نے کہا کہ جب تک میں تمہارے درمیان ہوں گا، تم دجال کے ظہور سے مامون نہیں ہو سکتے۔

من قال مالا ینبغی سمع مالا یشتھی

جو نامناسب بات کہے گا وہ نامناسب بات سنے گا

؎ بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ❊ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

یُروی ان ابا دُلف قصدہ شاعرٌ تمیمیٌ، وقال لہ: ممن انت؟ فقال من تمیم فقال ابو دلف ؎ تمیم بطرق اللؤم اھدیٰ من القطاۓ ❊ ولو سلکتُ سُبُلَ الھدایۃ ضلّت

فقال لہ التمیمی، نعم بتلك الھدایۃ جئت الیك فافحمہ ۔

لغوی تحقیق

یروی : روایۃً . نقل کرنا، بیان کرنا۔ ص راوٍ۔ ج رواۃ (س)، ریًا، ریًا من الماء: سیراب ہونا۔ ص ریان۔ ج رواء ۔ ابودلف: قاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجلی متوفی ۲۲۶ھ عرب کا امیر مامون الرشید کا مشہور سپہ سالار اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا، کتاب البزاۃ، کتاب الصید، کتاب السلاح، کتاب النزہ، کتاب سیاست ملوک وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ ایک بار معتصم کے سپہ سالار اعظم افشین نے ابودلف پر از راہِ عداوت خون کا الزام قائم کرکے چاہا کہ اس کو قصاص میں قتل کردے۔ احمد بن دُؤاد دایاوی جس کا رتبہ معتصم کے دربار میں وہی تھا جو مامون کے یہاں قاضی یحییٰ بن اکثم کا تھا، اس کو یہ خبر معلوم ہوئی فوراً سوار ہوکر افشین کے یہاں پہنچا، دیکھا تو جلاد تلوار لئے ہوئے ابودلف کو قتل کرنیکے واسطے تیار ہے، جلدی سے آگے بڑھکر افشین سے کہا، مجھ کو امیرالمومنین نے یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ تم ابودلف کو قتل نہ کرو بلکہ میرے سپرد کردو اور حاضرین کو اس پر گواہ بنالیا کہ میں نے امیرالمومنین کا پیغام پہنچادیا اس کے بعد معتصم کے پاس گیا اور سارا ماجرا سناکر کہا کہ تنگی کے باعث میں نے دریافت کئے بغیر یہ جرأت اس لئے کی کہ مجھے آپکی حسن نیت پر کامل اعتماد تھا۔ معتصم نے آدمی بھیجکر ابودلف کو بلایا اور اس کو رہا کرکے انعام بخشا۔ قصدہ: قصدًا (ض) ارادہ کرنا۔ انشاء: قصائد بنانا۔ الیہ متوجہ ہونا۔ ہٗ کسی کے پاس جانا۔ قصیدہ: لاٹھی، سات یا دس اشعار سے زائد نظم۔ ج قصائد، قصید۔ طُرق۔ جمع طریق: راستہ۔ طرقَ (ن) طَرقًا، طروقًا: رات کے وقت آنا۔ ص طارق۔ ج اطراق۔ الباب: کھٹکھٹانا۔ اطرق راسہٗ: سر جھکایا یعنے خاموش رہا اور سوچتا رہا۔ اللوم۔ لوم (ن) لومًا، ملامًا، ملامۃً ہٗ: ملامت کرنا۔ ص لائم۔ ج لوام۔ اہدیٰ زیادہ راہ یاب، ہدیٰ (ض) ہدایۃً، ہدیً: رہنمائی کرنا۔ ص ہادٍ۔ ج ہداۃ۔ ہداءٌ۔ العروس: دلہن کو شوہر کے پاس بھیجنا۔ اہتداء: راہ پانا۔ ہدیۃ: تحفہ۔ ج ہدایا۔ قطاۃ: ایک پرندہ ہے جس کو کونج کہتے ہیں۔ سلکتَ (ن) سلوکًا: راستہ چلنا۔ مسلکٌ: راستہ۔ ج مسالک، سلک: لڑی ج سلوک۔ سبل۔ سبیل: راستہ۔ ج سُبُل۔ ضلّت (ض) ضلالًا، ضلالۃً: گمراہ ہونا۔ ص ضال۔ ج ضلّال۔ ضلٌّ، ضلال، ضلالۃ: گمراہی۔ فافحمہ۔ فحم (ف) فحمًا۔ جواب سے ساکت ہونا (ک)، فحومۃً: کالا ہونا۔ فحم، فحیم: کوئلہ۔ افحمہٗ: خاموش کردینا۔ الجواب المفحم: خاموش کن جواب۔

توضیح

مروی ہے کہ ابودلف کا ایک تمیمی شاعر نے ارادہ کیا اور ابودلف نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اس نے جواب دیا کہ تمیم سے، تو ابودلف نے کہا۔ شعر۔ تمیم کمینگی کی راہوں پر زیادہ ہدایت پاتے ہیں قطاۃ پرندہ سے بھی، اور اگر وہ ہدایت کے راستہ پر چلیں تو گمراہ ہو جائیں گے۔ تو تمیمی نے اس سے کہا ہاں وہی ہدایت میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اور اسے خاموش کردیا۔

تنبیہ :۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جب سے میں نے تین باتیں حضورؐ سے سنی ہیں اس وقت سے میرے دل میں بنو تمیم کی محبت اور بڑھ گئی ہے (۱) حضورؐ نے فرمایا دجال کیلئے میری امت

میں سب سے زیادہ سخت بنو تمیم ہوں گے (۲) حضرت عائشہؓ کے پاس بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اسکو آزاد کردو کیونکہ یہ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہے (۳) آپ کے پاس بنو تمیم کے صدقات آئے، آپ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بنو تمیم کی وہ مذمت دور ہو جاتی ہے جوان اشعار میں کی گئی ہے۔

تمیم بطرق اللوم اھ ٭ ولو انّ برغوثا علیٰ ظہر قملۃ ٭ رأتہ تمیم من بعید لولّت ٭

نیز ایک مرتبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اناہتم سے زبرقان حصین بن بدر تمیمی کے متعلق دریافت کیا، اس نے ان کی شان میں نا شائستہ الفاظ استعمال کئے۔ زبرقان نے اس کا رد کیا اور اپنی شرافت ظاہر کی۔ اس پر آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اِنّ من البیان لسحراً۔ اسی طرح ایک مرتبہ احنف بن قیس حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے گدے پر بیٹھنے کیلئے اشارہ کیا مگر یہ زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا کہ گدے پر کیوں نہیں بیٹھتے، انھوں نے کہا کہ قیس بن عاصم منقری نے اپنے صاحبزادے کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ شاہِ وقت کے پاس اتنی دیر مت بیٹھنا جس سے وہ تنگ دل ہو جائے اور اس سے اتنا قطع تعلق بھی نہ کرنا کہ وہ تجھے بھلا دے، اور اس کے گاؤ تکیہ اور گدے پر مت بیٹھنا۔ نیز اس کے اور اپنے درمیان ایک دو آدمیوں کی جگہ چھوڑ کر بیٹھنا کیونکہ ممکن ہے اثناء مجلس میں کوئی ایسا شخص آجائے جو اس جگہ کے لائق تر ہو اور اس کی وجہ سے تمہیں اس جگہ سے اٹھنا پڑے۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ لقد اوتیت تمیم الحکمۃ مع رقتہ حواشی الکلام۔ اور یہ اشعار پڑھے ؎ یا ایہا السائل عما مضیٰ ٭ وعلم ہٰذا الزمن العائب ٭ ان کنت تبغی العلم اواہلہ ٭ او شاہدا یخبر عن غائب فاعتبر الارض باسکانہا ٭ واعتبر الصاحب بالصاحب۔

التضرّع الی اللّٰہ تعالیٰ شانہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری

فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمے ٭ کہ جز دعائے توام نیست ہیچ دست آویز

حکیٰ ابراھیم بن عبد اللّٰہ الخراسانی حججتُ مع ابی سنۃ حج الرشید، فاذا انا بالرشید واقف حاسرحاف علی الحصباء وقد رفع یدیہ وھو یرتعد ویبکی ویقول، یارب انت انت، وانا انا۔ انا العوّاد بالذنب وانت العواد بالمغفرۃ اغفرلی فقال لی ابی: انظر الیٰ جبار الارض کیف یتضرع الی جبار السماء۔

لغوی تحقیق

التضرع۔ ضرع وتضرع، گڑگڑانا، اظہار عجز کرنا۔ تضرع الی اللہ: عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔ حکیٰ۔ حکایۃً عنہ الکلام: نقل کرنا، الخبر بیان کرنا۔ علیہ۔ چغلخوری کرنا۔ حکی: چغلخور، حجت۔

ھ وہکذا رواہ مسلم عن زہیر بن حرب رضی اللہ عنہ ۔ ۱۲ منہ

حج (ن) حجًا: دلیل میں غالب آنا۔ الاماکن: زیارت کرنا۔ ص حاج۔ ج حجیج، حجاج۔ سَنَۃ: سال۔ ج سنوات۔
الرشید۔ ہارون ابو محمد بن مہدی، خیزران کے بطن سے ۱۴۵ھ میں مقام رَے میں پیدا ہوئے اور ہادی کے انتقال کے بعد ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور ۲۳ سال ۲ ماہ ۱۸ دن تک امورِ خلافت انجام دیئے۔ اور ۳ جمادی الثانیہ ۱۹۳ھ کو وفات پائی، اور طوس میں سپرد خاک کئے گئے۔ اس نے اپنے دورِ خلافت میں ۹ حج کئے اور ہر دفعہ اپنے ساتھ ایک سو علماء اور فقہاء کو مع ان کے اہل و عیال لے گئے جس سال حج کیلئے نہیں جا سکتے اس سال اپنے عوض تین سو آدمیوں کو بھیجتے۔ واقف (ض) وقفًا، وقوفًا: ٹھہرنا علی الامر: مطلع ہونا۔ فی المسئلۃ: شک کرنا۔ عن الشئ: منع کرنا۔ ص واقف۔ ج وقف۔ حاسر (ن، ض) حسورًا: ننگے سر ہونا۔ البصر: نگاہ کا تھک جانا (ن، ض، حسرًا، الشئ۔ کھولنا (س) حسرۃ: افسوس کرنا۔ حاف (س) حیفًا: ننگے پاؤں ہونا۔ ص حاف۔ ج حفاۃ۔ الحصباء: سنگریزہ، کنکر۔ حصب (ن، ض) کنکری سے مارنا۔
یرتعد: کانپنا، اضطراب کرنا (ف، ن) رعدًا اور رعودًا۔ السحاب: بادل کا گرجنا۔ الرعد: بادل کی گرج۔ العوّاد۔ عاد (ن) یعود عودًا: لوٹنا۔ عیادًا اور عیادۃ۔ المریض: بیمار پرسی کرنا۔ المغفرۃ بخشش۔ (ض) غفرانًا، مغفرۃ معاف کرنا۔ ص غافر۔ ج غفرۃ، غفار، غفور: بہت بخشنے والا۔ جبّار: زبردست۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ہے۔

توضیح ابراہیم بن عبد اللہ خراسانی نے نقل کیا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ ہارون رشید کے حج کے سال حج کیا، ہم ہارون رشید سے ملے تو دیکھا کہ وہ کھڑا تھا ننگا سر ننگے پاؤں سنگریزہ پر اور اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا اور وہ کانپ رہا تھا اور رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے رب تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ میں گنا ہوں کا عادی ہوں اور تو بخشش کا عادی ہے میری بخشش کر دے تو مجھے۔ میرے اباجان نے فرمایا کہ دیکھ جبار ارض کو کیسے وہ گڑگڑا رہا ہے جبار سماء کے سامنے۔

صحبۃ الاحداث

نوعمروں کی صحبت

چو خواہی کہ قدرت بماند بلند ٭ دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند (سعدیؒ)

عن ابی سعید الخزاز، قال: رأیت ابلیس فی النوم وھو یمرّ عنّی ناحیۃ فقلت تعالَ فقال: ایّ شئ اعملُ بکم؟ انتم طرحتم عن نفوسکم ما اخادعُ بہ الناس، قلت ما ھو؟ قال: الدنیا فلمّا ولّی التفت الیّ فقال، غیر انّ لی فیکم لطیفۃً، قلتُ ما ھی؟ قال صحبۃ الاحداثِ۔

لغوی تحقیق صحبۃ: صحب (س) صحبۃ: ساتھی ہونا۔ صاحب: ساتھی، مالک۔ ج صحبٌ، اصحاب۔ صحابہ، صحبان۔ جج اصاحیب۔ صحابہ وہ حضرات ہیں جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بحالت ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ احداث۔ جمع حدث: نوجوان، نوعمر۔ حدث (ک) حداثۃ: نیا ہونا، نوعمر ہونا (ن) حدوثا: پیدا ہونا، پیش آنا۔ حدث عن فلان، روایت کرنا۔ احدثہ واستحدث: ایجاد کرنا۔ حدث: پاخانہ۔ ج احداث۔ حادثۃ: مصیبت۔ ج حوادث۔ ابو سعید بغدادی مدرس مدرسہ نظامیہ جن کو لسان التصوف کہا جاتا ہے، کیونکہ آپ نے تصوف میں چار سو کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے ذوالنون مصریؒ کو دیکھا ہے اور بشر حافیؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔ توفی فی اواخر قرن الخامس من الہجرۃ۔ الخزاز: ریشم فروش۔ خزّ: ریشم ج خزوز۔ النوم۔ نام نیاما: اونگھنا، سونا۔ ص نائم۔ ج نیام، نوم۔ مرّ۔ مر (ن) مرورًا: گذرنا۔ ناحیۃ: جانب، کنارہ۔ ج نواحی۔ تعالَ۔ بفتح لام۔ بمعنٰی ہلم۔ اگر اس کے ساتھ ضمیریں ہوں تب بھی لام مفتوح ہی رہتا ہے۔ فیقال تعال یا رجلُ، تعالیا یا رجلان، وربما ضمت اللام مع جمع المذکر وکسرت مع المؤنث۔ طرحتم (ف) طرحًا: پھینک دینا۔ مطرح: ڈالنے کی جگہ۔ ج مطارح۔ نفوسکم۔ جمع نفس، روح۔ نفس (ک) نفاسۃ: مرغوب ہونا۔ (ن) نفسًا، بعین، نظر بد لگانا۔ نفست (س) نفسًا، نفاسًا المرأۃ: زچہ ہونا۔ نفَس، سانس۔ ج انفاس اخادع۔ خداعًا وخدع (ف) خدعًا: دھوکہ دینا۔ ص خادع۔ الدنیا۔ دُنی۔ دَنِیَ (س) دناءۃ: کمینہ ہونا ص۔ دنی۔ ج ادنیاء۔ دنا (ن) دنوًا: قریب ہونا۔ ولّی: پیٹھ پھیرنا۔ لطیفۃ: نکتہ۔ ج لطائف۔ لطف (ک) لطافۃ: باریک ہونا۔ ص لطیف۔ (ن) لطفًا: مہربان ہونا۔

توضیح ابو سعید خزاز سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا وہ مجھ سے ایک کنارہ ہو کر گذر رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ آ، تو اس نے کہا کہ کون سی چیز میں تمہارے ساتھ کروں تم نے اپنے پاس سے پھینک دیا اس چیز کو کہ میں جس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ وہ کیا ہے کہا کہ دنیا۔ تو جب وہ پیٹھ پھیر اتو میری جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ مگر میرے لئے تمہارے اندر ایک لطف کی بات ہے، میں نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ اس نے کہا نوعمروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا۔

یجب علی السائل ان یتفکر فی سؤالہ

سائل پر ضروری ہے کہ وہ اپنے سوال میں غور و فکر کرے

؎ سخن داں باندیشہ راند کلام ٭ کہ بے فکر باشد سخن ناتمام

دخل بشار علی المہدی وعندہ خالہ یزید بن منصور الحمیری فانشدہ قصیدۃ یمدحہ

بها فلمّا اتمها قال لہٗ یزید ما صناعتك؟ ایها الشیخ، فقال لہٗ اثقب اللؤلوء۔ فقال المهدی اتهزأ بخالی؟ فقال یا امیر المؤمنین! مایکونُ جوابی لہٗ؟ وهو یرانی شیخًا اعمٰی، ینشد شعرًا فضحك المهدیؒ واجازہٗ۔

لغوی تحقیق

یجب (ض)، وجوبًا الشئ: لازم ہونا۔ یقال وجب البیع: بیع لازم ہو گئی۔ السآئل (ف) سوالًا دریافت کرنا۔ سائل۔ ج سائلہ۔ مسئلہ: حاجت، مطلب۔ ج مسائل۔ سوآل۔ ج اسئلہ۔ یتفکر (ض) فکرًا و تفکر فی الامر: غور کرنا، سوچنا۔ فکر۔ ج افکار۔ بشار۔ ابو العاذ ابن برد، مولود ۹۵ھ، متوفی ۱۶۸ھ دولت عباسیہ وامویہ کا مشہور مخضرمی شاعر ہے، مادر زاد نابینا تھا، اس کی آنکھ کی پتلیاں ابھری ہوئی تھیں اور ان پر سخت گوشت چڑھا ہوا تھا۔ فکان اقبح الناس عمی۔ کلام منثور۔ مزدوج، مسجع اور اشعار میں تفنن، توسع، تصرف، ابداع ہر صنف میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ المهدی۔ ابو عبداللہ محمد بن ابی جعفر منصور۔ مولود ۱۲۷ھ متوفی ۱۶۹ھ۔ سیأتی ذکرہ ان شاء اللہ۔ خال: ماموں۔ فانشدہ۔ الشعر: پڑھنا۔ بالقوم: ہجو کرنا۔ نشد (ن، ض) نشدًا الضالۃ: گمشدہ کو تلاش کرنا۔ یمدحہٗ (ف) مدحًا: تعریف کرنا۔ صناعتک۔ صناعۃ: پیشہ، کاریگری۔ ج صنائع۔ صنع (ف) صنعًا الشئ: بنانا۔ الیہ: احسان کرنا۔ الشیخ: بوڑھا۔ ج شیوخ، اشیاخ۔ ج مشائخ۔ شیخ کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو لوگوں میں علم و فضل کے اعتبار سے بڑا ہو چاہے عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ شاخ (ض) شیخًا۔ شیوخۃً: بوڑھا ہونا۔ اثقب الشئ: سوراخ کرنا۔ النجم: چلنا۔ الدر: روشن ہونا۔ نجم ثاقب: چمکدار ستارہ ثقب: ستارہ۔ ج اثقب، ثقوب۔ اللؤلوء: موتی۔ ج لآلی اتهزأ (س)، هزءً و تهزأ واستهزأ: ٹھٹھا کرنا۔ جوابی ج اجوبۃ۔ ضحک (س) ضحکًا، ہنسنا۔ السحاب: بادل کا چمکنا۔ الضحاک۔ بہت زیادہ ہنسنے والا، درمیان راستہ۔ اضحوکہ۔ جس پر ہنسی آئے۔ ج اضاحیک۔ اجازہٗ: انعام دینا۔ الشئ، جائز کرنا۔ جائزہ: عطیہ، بخشش۔ ج جوائز۔

توضیح

بشار مہدی پر داخل ہوا اور مہدی کے پاس مہدی کا ماموں یزید بن منصور حمیری بھی تھا۔ بشار نے مہدی کو قصیدہ سنایا۔ مہدی کی اس کے ذریعہ تعریف کر رہا تھا تو جب اس نے مکمل کر لیا تو اس سے یزید نے کہا کہ تیرا کیا مشغلہ ہے اے بوڑھے تو بشار نے جواب دیا کہ موتی میں سوراخ کرتا ہوں تو مہدی نے کہا کہ کیا تم میرے ماموں کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرا کیا جواب ہوگا ان کیلئے وہ مجھے دیکھ رہے ہیں کہ بوڑھا اندھا شعر کہہ رہا ہے تو مہدی ہنس پڑا اور اسے انعام دیا۔

كلامُ العرب خالٍ عن الحشو

اہل عرب کا کلام حشو و زائد سے خالی ہے

رُوی ان ابا العباس الكِندیؒ المتفلسف ركب الى المبرّد، قال: انی اَجِدُ حشوًا فی كلام العرب،

احِد العربَ تقولُ عبد اللہ قائم ثم تقول ان عبد اللہ قائم ثم تقول ان عبد اللہ لقائم ومعنے الجمیع واحد فقال المبرّد بل المعانی مختلفۃ لاختلاف الالفاظ فقولھم عبد اللہ قائم اخبار عن قیامہ وقولھم "ان عبد اللہ قائم" جواب عن سوال سائل متردد، وقولھم ان عبد اللہ لقائم جواب عن انکار منکر لقیامہ

لغوی تحقیق

کلام۔ کلمہ۔ کلماً: زخمی کرنا۔ اس کا مادہ کلم ہے۔ کلام کو کلام اسلئے کہتے ہیں کہ اس سے بسا اوقات دل زخمی ہو جاتے ہیں سہ چھری کا تیر کا تلوار کا زخم بھرا ؛ لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا۔
عرب: مراد باشندگانِ عرب ہیں۔ عرب (ک) عرباً عرابۃً وعروبۃً: فصیح عربی بولنا، فصیح عربی ہونا (ض) عرباً۔ الطعام: کھانا (س) عرباً۔ المعدۃ۔ معدہ کا فاسد ہونا۔ عرب الکتاب ونحوہ: عربی میں ترجمہ کرنا۔ اعراب الکلام: فصاحت سے نہ بولنا۔ الکلمۃ۔ اعراب لگانا۔ خالٍ: اسم فاعل ہے۔ خلا یخلو خلوّاً: خالی ہونا۔ خلوۃ: تنہائی اختیار کرنا۔ الحشو: بے ضرورت کلام میں زیادتی کرنا۔ رُوِیَ۔ یروی (ض) روایۃً: نقل کرنا۔ راوٍ۔ ج رواۃ (س) ریّاً۔ من الماء: سیراب ہونا۔ ص ریّان۔ ج رواءٌ۔ رکب (س) رکوباً: سوار ہونا۔ راکب۔ ج رُکبان۔ المبرد۔ ابو العباس محمد بن یزید ازدی سن ولادت ۲۷۱ھ، سن وفات ۲۸۵ھ آپ نے ابو حاتم سجستانی، ابو عثمان مازنی، ابو عمر جرمی وغیرہم سے شرف تلمذ حاصل کیا لیکن اساتذہ میں مازنی کو سب سے زیادہ مانتے تھے۔ موصوف نے کتاب سیبویہ جرمی سے شروع کی اور مازنی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ مبرد مناظر فصیح وبلیغ لطیف وظریف بھی تھے۔ یہ ہمیشہ ثعلب سے مناظرہ کی تاک میں لگے رہتے تھے مگر ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا۔ کتاب الکامل، الروضۃ، القوافی وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

توضیح

مروی ہے کہ ابو العباس کندی متفلسف مبرد کے پاس سوار ہو کر آیا اور کہا کہ میں اہل عرب کے کلام میں حشو پاتا ہوں، عرب کو یہ کہتے ہوئے پاتا ہوں "عبد اللہ قائم" پھر وہ کہتے ہیں "انّ عبد اللہ قائم" پھر وہ کہتے ہیں "انّ عبد اللہ لقائم"، اور تمام کے معنے ایک ہیں تو مبرد نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ معانی الگ الگ ہیں الفاظ کے اختلاف کیوجہ سے تو ان کا قول عبد اللہ قائم خبر دینا ہے اس کے قیام کی اور ان کا قول ان عبد اللہ قائم جواب ہے تردد کرنیوالے سائل کا اور ان کا قول انّ عبد اللہ لقائم" جواب دینا ہے اس کے قیام کے منکر کے انکار کا۔

طولُ الامل

امید کی درازی

سہ ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشت خاک است ؛ گو چہ حاجت کہ بر افلاک کشد ایواں را

کان طاشتکینُ قد جاوز تسعین سنۃً، فاستأجر ارضاً وقفاً مدۃ ثلاث مائۃ سنۃ علیٰ جانب دجلۃ لیعمرھا داراً وکان فی بغداد رجلٌ محدّث یحدّث فی الحلق یسمّٰی فنیحۃ، فقال:

عہ ان عبد اللہ قائم ثم تقول۔ اھ مصحح ۱۲۔ عہ پھر وہ کہتے ہیں "ان عبد اللہ قائم"۔

یا اصحابنا! نہنئکم مات ملک الموت، فقالوا کیف ذالک فقال طاشتکین عمرہ تسعون سنۃ وقد استأجر ارضًا ثلاث مأۃ سنۃ، فلولم یعلم ان ملک الموت قد مات، مافعل ھذا، فتضاحک اصحابہ۔

لغوی تحقیق طول (ن) طولاً: لمبا ہونا۔ علیہ: غالب ہونا، فخر کرنا، احسان کرنا۔ ص طویل۔ طوال وطیال۔ الأمل: امید۔ ج آمال۔ اَملۃ۔ املا: امید کرنا۔ تامل الامرفیہ: غور کرنا، دیر تک سوچنا۔

طاشتکین: عراقی امیر حاج۔ مولود ۶۰۲ھ لقب مجیرالدین ہے، اس نے اپنی زندگی میں انتیس ۲۹ حج کئے تھے۔ نہایت بہادر، سخی، بردبار اور رحم گو شخص تھا، ایک ایک ہفتہ گذر جاتا مگر بات نہیں کرتا تھا۔ فاستأجر: کرایہ پر لینا۔ اجرًا۔ (ن، ض) اجرًا: بدلہ دینا۔ اجیر: مزدور۔ ج اجراء۔ ارضًا: زمین۔ ج اراضی، اروض۔ دجلۃ: عراق کا مشہور دریا جس پر شہر بغداد واقع ہے۔ لیعمرہا۔ عمر (ن) عمرًا۔ المنزل باہلہ: آباد ہونا۔ المنزل۔ آباد کرنا۔ خلق: مخلوق ج خلائق (ن) خلقًا: پیدا کرنا۔ نہنئکم۔ مضارع جمع متکلم ہے: مبارکباد دینا۔

توضیح طاشتکین نوے سال سے تجاوز کر گیا تھا تو اس نے ایک موقوفہ زمین تین سو سال تک دجلہ کے کنارے کرایہ پر لی تاکہ وہاں گھر بسائے اور بغداد میں ایک محدث لوگوں کے سامنے حدیث بیان کیا کرتے تھے، نام ان کا فقیہ تھا تو انھوں نے فرمایا۔ اے میرے ساتھیو! میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ ملک الموت مرگیا تو تلامذہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو فرمایا کہ طاشتکین کی عمر نوے سال کی ہے اور اس نے ایک زمین تین سو سال تک کیلئے کرایہ پر لی ہے، تو اگر وہ نہ جانتا کہ ملک الموت مرگیا تو ایسا نہ کرتا، تو ان کے تلامذہ ہنس پڑے۔

نصیحۃ السلطان ولزوم طاعتہ

بادشاہ کی خیرخواہی اور اس کی اطاعت گذاری

روی الشعبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال، قال لی ابی اریٰ ھذا الرجل (یعنی عمر بن الخطاب) یستفھمک ویُقدمک علی الاکابر من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانی مُوصیک بخلال اربع لاتُفشِیَنَّ لہ سرًا وَلایجربنّ علیک کذبا ولاتطوعنہ نصیحۃ ولاتغتابنّ عندہ احدًا: قال الشعبی، فقلت لابن عباس کل واحدۃ خیرٌ من الف قال: ای واللہ ومن عشرۃ الاف

لغوی تحقیق نصیحۃ۔ اسم مصدر ہے: خیر وصلاح کیطرف بلانا، اور شر وفساد سے روکنا۔ ج نصائح۔ نصح (ف) نصحًا: نصیحت کرنا۔ ص ناصح۔ ج نُصّح، نصیح۔ ج نصحاء۔ نصوحًا: خالص ہونا۔ پختہ توبہ کرنا۔ السلطان: بادشاہ۔ ج سلاطین۔ لزوم (س) لزومًا، لزامًا۔ الشیٔ: لازم ہونا، ہ المال: واجب کرنا

الامر: حکم واجب ہونا۔ طاعۃ: فرمانبرداری۔ طوع، طاع، طیّع: فرمانبردار۔ طاع (ن)، طوعًا: فرمانبردار ہونا ص طائع ج طُوّع۔ الشعبی۔ ابوعمر بن شراحیل، جلیل القدر تابعی اور مشہور محدث ہیں، انکو پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے، عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ، حجاز میں شعبی سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا، خود فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے آجتک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کا مجھے علم نہ ہو۔ صحابہ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہ بھی شریک درس ہوتے تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے امام اعظمؒ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے انکو علم حاصل کرنیکا شوق دلایا تھا اور امام صاحبؒ برسوں ان کے حلقۂ درس میں شریک رہے۔ آپ ۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ وقیل وُلد فی خلافۃ عمر ۲۰ھ ومات ۱۰۴ھ۔ ابن عباس: عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال پیشتر پیدا ہوئے اور صغر سنی ہی میں علم و فضل کے اعتبار سے ائمۂ مجتہدین میں شمار ہونے لگے، وفور علم اور کثرت فہم کیوجہ سے آپ کو حبر الامۃ کہا جاتا ہے۔ جو احادیث آپ سے مروی ہیں انکی تعداد تقریبًا ایک ہزار ہے، توفی ۶۸ھ۔ یستفهمک الامر: دریافت کرنا۔ فہم (س)، فہمًا: سمجھنا فہم: سمجھ۔ ج افہام۔ فہیم: سمجھدار۔ ج فہماء۔ الاکابر۔ اکبر (اسم تفضیل) کی جمع ہے۔ کبر (ک) کبرًا: مرتبہ میں بڑا ہونا۔ ص کبیر۔ ج کبراء، کبار۔ علیہ الامر: دشوار ہونا۔ (س) کبرًا: عمر رسیدہ ہونا۔ کبر: غرور۔ کبر: شی کا بڑا حصہ۔ موصیک۔ الایصاء: وصیت کرنا۔ وصیۃ ج وصایا۔ وصی: وصیت کرنیوالا۔ ج اوصیاء۔ بخلال۔ جمع خلۃ: دوستی، عادت۔ خلّ: دوست۔ ج اخلال۔ خلیل: خالص دوست۔ ج اخلاء، خُلّان۔ لایجربن۔ تجربۃ: آزمانا کذبًا (ض)، جھوٹ بولنا۔ ص کاذب۔ ج کذبہ، اُکذوبہ: جھوٹ بات۔ ج اکاذیب۔ کذوب: بڑا جھوٹا۔ ج کُذُبان لاتطو (ض) طیًا۔ الحدیث: بات چھپانا۔ لاتغتابن۔ اغتیابًا: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ ای بکسر ہمزہ و سکون یا حرف جواب ہے بمعنی نعم۔ علماءِ نحو کا قول ہے کہ یہ بجز اس کے کہ قسم سے پہلے آئے اور کسی موقع پر نہیں آتا مگر ابن حاجب نے کہا ہے کہ استفہام کے بعد بھی آتا ہے جیسے آیت ویستنبؤنک احق ہو قل ای وربی۔

توضیح شعبی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا۔ فرمایا کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے فرمایا کہ میں اس شخص کو (مراد لے رہے تھے حضرت عمرؓ کو) دیکھتا ہوں کہ وہ تجھ سے رائے لیتے ہیں اور تمہیں مقدم رکھتے ہیں اجلۂ صحابہ پر اور میں تمہیں چار خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں اس کے راز کو کبھی نہ ظاہر کرنا، اور کبھی جھوٹ کے ذریعہ تجھے وہ نہ آزمائے، اور تو نہ لپیٹنا (چھپانا) اس سے اسکی خیر خواہی کو، اور اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ شعبی نے کہا کہ تو میں نے ابن عباس سے کہا کہ ہر بات ایک ہزار روپئے سے بہتر ہے تو کہا قسم خدا کی دس ہزار روپئے سے بہتر ہے۔

الهزل
مذاق

۵ بیت من بیت نیست اقلیمست ✿ ہزلِ من ہزل نیست تعلیمست (رومی)

حُکِیَ عن اشعب انہ حضر ولیمۃ بعض وُلاۃ المدینۃ وکان رجلاً بخیلاً فدعا الناسُ ثلاثۃ ایام وھو یجمعھم علیٰ مائدۃٍ فیھا جدیٌ مشویٌ فیحوم الناس حولہ ولا یمسّہ احدٌ منھم لعلمھم ببخلہ واشعب کان یحضر مع الناس ویری الجدی فقال فی الیوم الثالث زوجتہ طالق ان لم یکن عمر ھٰذا الجدیِ بعد ان ذُبح وشُوِیَ اطول من عمرہ قبل ذٰلک۔

لغوی تحقیق

الہزل (ض) ہزلاً فی کلامہ: ٹھٹھا کرنا، بکواس کرنا۔ الھزالۃ: خوش طبعی۔ الہیزلۃ: بڑا بھنڈا حکی۔ حکایۃً۔ عنہ الکلام: نقل کرنا۔ الخبر: بیان کرنا۔ بتانا۔ ذکر کرنا۔ حضر (ن) حضورًا: موجود ہونا (س) المجلس: حاضر ہونا۔ عن المکان: منتقل ہونا۔ حضرۃ الامر: دل میں گذرنا۔ ولیمۃ: ہروہ کھانا جو کسی خوشی کے موقع پر کھلایا جائے۔ ج ولائم۔ ولاۃ جمع والی، حاکم۔ مدینۃ: شہر۔ ج مدن۔ یہاں مراد مدینہ منورہ ہے جس کا نام ہجرت نبوی سے قبل یثرب تھا۔ بخیلاً: کنجوس۔ ج بخلاء۔ بخل (س) بخیلا (ک) بخلا: بخیل ہونا۔ کنجوس ہونا۔ فدعا (ن) دعوۃ: کھانے کے لئے بلانا۔ دعاءً: پکارنا۔ صفت۔ داعی۔ ج دُعاۃ۔ لہ: دعائے خیر کرنا۔ علیہ: بددعا کرنا۔ مائدۃ: دسترخوان۔ ج موائد۔ مشوی: بھنا ہوا گوشت۔ شوی (ض) شیًّا الماء: پانی گرم کرنا۔ اللحم: گوشت بھوننا۔ فیحوم (ن) وحومانا۔ علی الشیٔ: منڈلانا، چکر لگانا۔ ص حائم۔ ج حُوّم۔ یمسّہ (ن) مسًّا: چھونا۔ ص ماس۔ ذبح (ف) ذبحا۔ ذبح کرنا، گلا گھوٹنا۔ ذبیحہ۔ ج ذبائح: قربانی، قربانی کا جانور۔ ذبح شدہ جانور۔ مذبح۔ ج مذابح: ذبح کرنے کی جگہ۔

توضیح

اشعب سے منقول ہے کہ وہ مدینہ کے کسی والی کے ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ والی بخیل آدمی تھا۔ تو لوگوں کو تین روز تک بلایا اور ان کو ایک دسترخوان پر جس میں بھنا ہوا بکری کا بچہ تھا جمع کرتا تھا تو لوگ اس کے اردگرد چکر لگاتے تھے اور اسے چھوتے نہیں تھے اس کے بخل کا علم ہونے کی وجہ سے اور اشعب لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر بکری کا بچہ دیکھتا تھا تو اشعب نے تیسرے روز کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق اگر اس بکری کے بچہ کی عمر ذبح کے بعد اور بھونے جانے کے بعد اس کی عمر سے زائد نہ ہو جو اس سے قبل تھی۔

اعاذنا اللہ من کثرۃ الاکل

زیادہ کھانے سے اللہ بچائے

بانداز خور زاد اگر مردمی ؛ چنیں پر شکم آدمی یا خمی ؛ ندارند تن پروراں آگہی ؛ کہ پر معدہ باشد زحکمت تہی (سعدیؒ)

قال صدقۃ بن عبد اللہ المازنی، اولم علیّ ابی لمّا تزوجتُ فعملنا عشر جفانٍ ثریدًا من جزورٍ فاولُ من جاءنا ھلالٌ (وھو ھلال بن اسعد المازنی من شعراء الدولۃ

الاموية)، فقدمت اليه جفنة فاكلها، ثم اخرى، حتى اتى على عشر جفان ثم استسقى فأوتى بقربة من نبيذ فوضع طرفها فى شدقه فافرغها فى جوفه ثم خرج فاستأنفنا عمل الطعام۔

لغوی تحقیق

اعاذنا: پناہ دینا۔ عاذ (ن) عوذا وعیاذا ومعاذا وتعوذ واستعاذ بفلان من کذا: پناہ لینا۔ ص عائذ۔ ج عوذ۔ اولم: شادی بیاہ کا کھانا تیار کرنا۔ جفان۔ جمع جفنۃ: بڑا پیالہ، وہ برتن جس میں شراب رکھی جائے اور بنائی جائے۔ کسائی نے کہا قصعۃ جس میں دس آدمی سیر ہوسکتے ہوں۔ صحیفہ وہ پیالہ جو ایک کیلئے کافی ہو۔ ثرید۔ ج ثرائد۔ ثرد (ن) ثردا۔ الخبز: روٹی توڑ کر شوربے میں تر کرنا۔ جزور: ذبح کیلئے اونٹنی یا بکری۔ ج جزر۔ جزر (ض) جزرا۔ الشاۃ: ذبح کرنا۔ جزار: قصاب۔ اتی (ض) علیہ: پورا کرنا۔ بہ: لانا۔ اتیانا: آنا۔ استسقی: پانی طلب کرنا۔ سقی (ض) سقیا: پلانا، سیراب کرنا۔ ص ساقی۔ ج سقاۃ۔ سقاء: مشک۔ ج اسقیہ۔ قربۃ: مشک۔ ج قرب۔ قربہ اور سقاء پانی کی مشک کو کہتے ہیں اور زق سرکہ اور شراب کی مشک کو اور رکوہ شہد کی مشک کو کہتے ہیں (قالہ فی الفرائد) نبیذ: شراب جو نشہ آور نہ ہو۔ انگور، کھجور، کشمش، شہد اور گیہوں وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ وضع: وضعا: رکھنا۔ ضعۃ۔ نفسہ: اپنے آپکو ذلیل کرنا۔ وضیع: خسیس۔ المرأۃ: جننا۔ شدقۃ: جبڑا۔ ج اشداق۔ افرغہا: برتن خالی کرنا۔ جوف: پیٹ، اندرونی حصہ۔ ج اجواف۔ جوف (س) جوفا: کھوکھلا ہونا۔ اجوف: کھوکھلا۔ فاستأنفنا: ازسرنو کرنا۔

توضیح

صدقہ بن عبداللہ مازنی نے کہا کہ میرا ولیمہ کیا میرے والد نے جب میں نے شادی کی تو ہم نے دس پیالے ثرید کے اونٹ کے گوشت کے تیار کئے۔ تو اول شخص جو ہمارے پاس آیا وہ ہلال تھا۔ (وہ ہلال بن اسعد مازنی دولت امویہ کے شعراء میں سے) تو اس کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا، اسے اس نے کھالیا، پھر دوسرا پیالہ پیش کیا یہانتک کہ وہ صاف کرگیا ان پیالوں کو، پھر اس نے پانی مانگا تو نبیذ کی ایک مشک لائی گئی تو اس کے کنارہ کو اپنے جبڑے میں رکھا اور اسے اپنے پیٹ میں گیر لیا پھر چلا گیا پھر ہم نے دوبارہ کھانا تیار کیا۔

وكان سبب موت سليمان بن عبد الملك ان نصرانيا اتاه وهو بدابق بزنبيل مملوء بيضا واخر مملوء تينا قال قشرو فانقشر فجعل ياكل بيضة وتينة حتى اتى على الزنبيلين ثم اتوه بقصعة مملوءة مخا بسكر فاكله فاتخم فمرض، فمات۔

لغوی تحقیق

دابق: حلب کے قریب ایک بستی ہے۔ زنبیل: ٹوکرا۔ تین: انجیر۔ مخ: مغز استخواں۔ اتخم: بدہضمی ہونا۔ مرض (س) مرضا: بیمار ہونا۔

توضیح اور سلیمان بن عبدالملک کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ایک نصرانی اس کے پاس آیا اور وہ دابق مقام میں تھا ایک ٹوکرا لیکر جو انڈوں سے پُر تھا اور دوسرا ٹوکرا انجیر سے پُر تھا۔ کہا اس نے کہ چھیلو، تو جب لوگوں نے چھیلا تو ایک انڈا اور ایک انجیر کھاتا گیا یہانتک کہ دو ٹوکرے صاف کردیئے پھر اس کے پاس ایک پیالہ لوگ لائے جو بھرا ہوا تھا مغز استخواں سے چینی کے ساتھ تو اس نے اسے بھی کھالیا، پھر بدہضمی ہوئی وہ بیمار ہوا اور مرگیا۔

وَلَمَّا حَجَّ سُلَيْمَانُ تَأَذّٰى بِحَرِّ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: لَوْ اَتَيْتَ الطَّائِفَ فَاَتَاهَا، فَلَمَّا كَانَ بِسُحُقٍ لَقِيَهُ ابْنُ اَبِي الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِجْعَلْ مَنْزِلَكَ عَلَيَّ قَالَ: كُلُّ مَنْزِلِي فَرَمٰى بِنَفْسِهِ عَلَى الرَّمْلِ فَقِيْلَ لَهُ، يُسَاقُ اِلَيْكَ الْوِطَاءُ؟ فَقَالَ، الرَّمْلُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَاَعْجَبَهُ بَرْدُهُ فَالْزَقَ بِالرَّمْلِ بَطْنَهُ قَالَ فَاُتِيَ اِلَيْهِ بِخَمْسِ رُمَّانَاتٍ فَاَكَلَهَا فَقَالَ اَعِنْدَكُمْ غَيْرُ هٰذِهِ؟ فَجَعَلُوا يَاْتُوْنَهُ بِخَمْسٍ بَعْدَ خَمْسٍ حَتّٰى اَكَلَ سَبْعِيْنَ رُمَّانَةً ثُمَّ اَتَوْهُ بِجَدْيٍ وَسِتِّ دَجَاجَاتٍ فَاَكَلَهُنَّ وَاَتَوْهُ بِزَبِيْبٍ مِنْ زَبِيْبِ الطَّائِفِ فَنَثَرُوْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَكَلَ عَامَّتَهُ وَنَعَسَ فَلَمَّا انْتَبَهَ اَتَوْهُ بِالْغَدَاءِ فَاَكَلَ كَمَا اَكَلَ النَّاسُ فَاَقَامَ يَوْمَهُ وَمِنْ غَدٍ قَالَ لِعُمَرَ، اُرَانَا قَدْ اَضْرَرْنَا بِالْقَوْمِ وَقَالَ لِابْنِ اَبِي الزُّبَيْرِ اِتْبَعْنِي اِلٰى مَكَّةَ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالُوْا لَهُ لَوْ اَتَيْتَهُ فَقَالَ: اَقُوْلُ مَاذَا؟ اَعْطِنِي قِرَى الَّذِي قَرَيْتُكَهُ۔

لغوی تحقیق تأذّی: تکلیف اٹھانا۔ اذی (س) اذی، اذاۃ: تکلیف پانا۔ ص آذٍ۔ حرۃ: سیاہ سنگلاخ زمین۔ حرّ (س، ن، ض) حَرًّا، حَرَّۃً، حرارۃً: گرم ہونا، طائف مکہ کے قریب نہایت خوشگوار شہر ہے جس کو حسین ابن سلام نے تقریباً ۴۳ھ میں آباد کیا تھا، بہت ہی اچھا شہر ہے۔ سُحُق۔ جمع سحوق سحق (ک) سحوقۃ النخلۃ: درخت خرما کا طویل ہونا (ف) سحقا۔ ہ: باریک کوٹنا۔ الثوب: کپڑے کا بوسیدہ ہونا سحقا، دوری۔ الوطاء: فرش۔ الرمل: ریت۔ برد: خنکی۔ فالزق: چپٹا لینا۔ رُمّان: انار۔ جدی: یکسالہ بکری کا بچہ۔ دجاجۃ: مرغی۔ زبیب: کشمش۔ نعس: اونگھنا۔ غداء: ناشتہ۔ قِری: مہمان نوازی۔

توضیح اور جب سلیمان نے حج کیا تو مکہ کی گرمی کیوجہ سے اذیت محسوس کی تو اس سے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر تو طائف آئیگا تو بہتر ہوگا۔ تو وہ طائف آیا جب وہ کھجوروں کے لمبے لمبے درختوں کے باغ میں تھا تو ابن ابوزبیر نے اس سے ملاقات کی تو کہا اے امیرالمؤمنین اپنا قیام میرے یہاں کیجئے۔ کہا کہ تمام جگہ میری قیام گاہ ہے تو پھر اس نے اپنے کو ریت میں ڈالدیا تو اس سے کہا گیا آپ کے پاس گدّا لایا جائیگا تو اس نے کہا ریت زیادہ محبوب ہے میرے نزدیک اور اس کو اس کی ٹھنڈک اچھی معلوم ہوئی پھر اس نے اپنا پیٹ ریت میں ملالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے پاس پانچ انار لائے گئے اس نے انکو کھالیا پھر کہا۔

کیا تمہارے پاس اور بھی ہیں ...... تو وہ اس کے پاس یکے بعد دیگرے پانچ پانچ انار لاتے تھے یہانتک کہ وہ ستر انار کھا لئے، پھر اس کے پاس ایک بھنا ہوا بکری کا بچہ اور چھ مرغیاں لائی گئیں اس نے ان سب کو کھالیا اور اس کے پاس لوگ طائف کی کشمش لائے اور اسے اس کے سامنے پھیلا دیا تو وہ تمام کھا گیا اور سو گیا، جب بیدار ہوا تو اس کے پاس دوپہر کا کھانا لائے تو وہ کھانا کھاتا رہا جس طرح لوگ کھاتے رہے تو اس دن اس نے قیام کیا اور اگلے روز عمر سے کہا ہم دیکھ رہے ہیں کہ شاید ہم نے نقصان پہنچایا ہو لوگوں کو اور ابن ابی زبیر سے کہا میرے ساتھ مکہ تک چلئے تو انھوں نے ایسا نہیں کیا، لوگوں نے کہا کاش آپ اس کے ساتھ آئیں، تو انھوں نے کہا میں کیا کہوں ؟ تو مجھے میری مہمان نوازی کی قیمت دیدے جو تیری میں نے مہمان نوازی کی ہے۔

رَوَى العتبی عَنْ اَبِیْہِ عَنِ الشمرْدَلِ وَکِیْلِ عَمْرِو بن العاصِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ سُلَیْمَانُ بنُ عبد الملکِ الطائفَ دَخَلَ هُوَ وَعُمَرُ بنُ عبدِ العزیزِ وَ اَیُّوبُ ابنُہٗ بُسْتَانًا لِعَمْرٍو قَالَ فَجَالَ فِی البُسْتَانِ سَاعَۃً ثم قَالَ: نَاهِیْکَ بِمَالِکُمْ هٰذَا مَالًا ثم القَیٰ صَدرَہٗ عَلٰی غُصْنٍ وَقَالَ وَیلَکَ یَا شَمَرْدَلُ مَا عِنْدَکَ شَئٌ تُطْعِمُنِی؟ قُلْتُ: بَلیٰ، وَاللّٰہِ عِندِی جَدیٌ کَانَتْ تَغْدُوْ عَلَیْہِ بَقَرَۃٌ وَتَرُوْحُ اُخْرٰی، قَالَ عَجِّلْ بِہٖ وَیْحَکَ فَاَتَیْتُہٗ بِہٖ کَاَنَّہٗ عُکَّۃُ سَمْنٍ فَاَکَلَہٗ وَمَا دَعَا عُمَرَ وَلَا ابْنَہٗ حَتّٰی اِذَا بَقِیَ الفَخِذُ قَالَ: هَلُمَّ اَبَا حَفْصٍ، قَالَ: اِنَّا صَائِمٌ فَاَتیٰ عَلَیْہَا۔

لغوی تحقیق

العتبی: ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ متوفی ۲۲۸ھ مشہور ادیب اور فصیح وبلیغ شاعر تھے، کتاب الخیل کتاب اشعار الاعاریب، کتاب الاخلاق وغیرہ آپکی یادگار ہیں۔ شمردل بن شریک بن عبد یربوعی شعراء دولت امویہ میں سے ہیں اور جریر و فرزدق کے ہمعصر ہیں۔ وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ ایوب بن سلیمان بن عبد الملک متوفی ۹۸ھ۔ جال: چکر لگانا۔ ناہیک: کلمۂ تعجب ہے۔ غصن: شاخ۔ عکۃ سمن: گھی کا ڈبہ۔ الفخذ: ران۔ ہلم: بمعنیٰ تعال۔

توضیح

عتبی نے اپنے والد سے نقل کیا، اس کے والد عمرو بن العاص کے وکیل شمردل سے نقل کرتے ہیں۔ کہا جب سلیمان بن عبد الملک طائف آیا تو وہ عمر بن عبد العزیز اور ایوب اس کا لڑکا حضرت عمرو کے باغ میں داخل ہوا۔ شمردل نے بیان کیا کہ تھوڑی دیر وہ باغ میں گھوما پھر اس نے کہا کہ تمہیں کافی ہے یہ تمہارا مال پھر اس نے اپنے سینہ کو ایک ٹہنی پر لگایا اور کہا تیرا ناس ہوا سے شمردل! کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تو مجھے کھلائے میں نے کہا کیوں نہیں قسم خدا کی میرے یہاں ایک بکری کا بچہ ہے جس پر ایک گائے صبح کو اور ایک گائے شام کو آتی تھی، سلیمان نے کہا افسوس ہے تم پر جلدی کرو تو میں نے اس کے سامنے پیش کیا گویا کہ وہ گھی کا کپّا ہے تو اس نے اسے کھایا اور نہ عمر کو بلایا اور نہ اپنے بیٹے کو بلایا یہانتک کہ جب ایک ران باقی رہ

گئی تو اس نے کہا ابوحفص تشریف لائیے! تو انھوں نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں تو اس نے اسے صاف کردیا۔

ثم قال ویلک یا شمردل! ما عندک شئ تطعمنی؟ قلت: بلیٰ واللہ دجاجتان ھندیتان کانھما رالا النعام، فاتیتہ بھما فکان یاخذ برجل دجاجۃ فیلقی عظامھا نقیۃ حتیٰ اتیٰ علیھما ثم رفع راسہ فقال: ویلک یا شمردل ما عندک شئ تطعمنی؟ قلت بلیٰ عندی حریرۃ کانھا قراضۃ ذھب قال عجل بھا ویلک فاتیت بعس یغیب فیہ الراس فجعل یقلعھا بیدہ ویشرب فلما فرغ تجشاء فکانما صاح فی جب ثم قال یا غلام افرغت من غدائی؟ قال نعم. قال: وما ھو؟ قال: ثمانون قدرا قال ائتنی بھا قدرا قدرا قال فاکثر ما اکل من کل قدر ثلاث لقم واقل ما اکل لقمۃ ثم مسح یدہ واستلقیٰ علیٰ فراشہ ثم اذن للناس ووضعت الخوانات وقعد واذن للناس فما انکر شیئا من اکلہ۔

لغوی تحقیق

رالا النعام: رال رالا کا تثنیہ ہے: بچہ شتر مرغ۔ ج ارول، رئال۔ رِجْلٌ: پاؤں۔ عظام۔ جمع عظم: ہڈی۔ نقیۃ: صاف۔ حریرۃ: ایک قسم کا کھانا جو آٹا دودھ اور روغن ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ قراضۃ: سونے چاندی کا برادہ۔ عس: بڑا پیالہ۔ ج عساس، اعساس۔ تجشأ: ڈکار لی۔ جب: کنواں قدر: ہانڈی۔ ج قدور۔ الخوانات۔ جمع خوان: دسترخوان۔

توضیح

پھر کہا اے شمردل تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تو مجھے کھلائے تو میں نے کہا کیوں نہیں۔ قسم خدا کی دو مرغیاں ہیں ہندوستانی گویا کہ وہ دونوں شتر مرغ کے بچے ہیں۔ میں ان کے پاس وہ دونوں مرغیاں لایا۔ تو سلیمان مرغی کی ایک ایک ٹانگ اٹھاتا تھا اور صاف کرتا ہوا ہڈیاں ڈالدیتا تھا یہانتک کہ ان دونوں مرغیوں کو صاف کردیا پھر اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ اے شمردل! تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے پاس کوئی چیز نہیں جو تو مجھے کھلائے تو میں نے کہا ضرور حریرہ ہے گویا کہ وہ سونے کا برادہ ہے تو اس نے کہا افسوس ہے تم پر جلدی لاؤ میں ایک بڑا پیالہ لایا جس میں سر ڈوب جائے تو وہ اس کو ہاتھ سے چاٹتا رہا۔ جب وہ کھا چکا تو اس نے ڈکار لی گویا کہ وہ کوئیں میں چیخ رہا ہے پھر اس نے کہا اے لڑکے کیا تو ناشتہ تیار کرچکا اس نے کہا ہاں، کہا کیا ہے۔ غلام نے کہا اسی ہانڈیاں۔ سلیمان نے کہا ایک ایک ہانڈی لاتے جاؤ۔ تو وہ ہر ہر ہانڈی کو زیادہ سے زیادہ تین لقمہ بناتا گیا اور کم سے کم ایک لقمہ پھر اس نے ہاتھ پونچھا اور بستر پر لیٹ گیا پھر لوگوں کو بلایا گیا اور دسترخوان بچھادیئے گئے اور وہ بیٹھ گیا اور لوگوں کو بھی اجازت دے دی گئی تو اس نے اس کے کھانے سے کسی چیز کا بھی انکار نہ کیا۔

ما تورثه الحكمة اليونانية

فلسفہ یونانی کی پیدا کردہ خرابی

يحكى ان المامون لما هادن بعض ملوك الروم طلب منه خزانة كتب اليونان وكانت عنده مجموعة فى بيت لا يظهر عليه احد فجمع الملك خاصته من ذوى الرائ واستشارهم فى ذلك فكلهم اشار بعدم تجهيزها الا مطرانا واحدا فانه قال جهزها اليهم فما دخلت هذه العلوم على دولة شرعية الا افسدتها واوقعت بين علمائها وكان الشيخ تقى الدين ابن تيمية يقول ما اظن ان الله يغفل عن المامون ولا بد ان يقابله على ما اعتمده مع هذه الامة من ادخال هذه العلوم الفلسفية بين اهلها۔

لغوی تحقیق

هادن۔ مہادنۃ: صلح کرنا (ض)، ہدونا: آرام پانا، بزدل ہونا۔ ہدنا: آرام دینا۔ الصبی: خوش کرنا۔ ہُدنۃ: مصالحت۔ ج ہُدَن۔ بیت: گھر۔ ج بیوت، ابیات۔ مطران: پادریوں کا بہت بڑا بزرگ ج مطارنۃ۔ مطارین۔ دولۃ: حکومت۔ غلبہ۔ تقی الدین ابن تیمیہ: شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن شہاب الدین عبد الحلیم بن مجد الدین عبد السلام ابن عبد اللہ بن ابی قاسم۔ مولود ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ و ناقدِ حدیث صاحب تصانیفِ کثیرہ، عابد و زاہد ہیں۔ وفات ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ھ میں قیدخانہ میں ہوئی۔ بُدّ: چارہ، علاج۔

توضیح

منقول ہے کہ مامون نے جب شاہ روم سے مصالحت کی تو یونانی کتابوں کا خزانہ شاہِ روم سے مانگا اور شاہِ روم کے پاس ایک ایسے گھر میں وہ ذخیرہ تھا جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ذی رائے لوگوں میں سے مخصوصین کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا، اس سلسلہ میں تمام نے ذخیرہ نہ دینے کا مشورہ دیا مگر ایک بزرگ پادری نے۔ تو اس نے کہا آپ وہ ذخیرہ بھیج دیجئے چونکہ یہ علوم کسی اسلامی حکومت میں شامل نہیں ہوئے مگر ان علوم نے اس حکومت کو تباہ کر دیا اور اس کے علماء کے درمیان تفرقہ پیدا کر دیتے ہیں۔ اور شیخ تقی الدین تیمیہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں سمجھتا کہ خداوند قدوس مامون سے غافل ہیں اور ضروری ہے کہ وہ ان سے پوچھیں ان چیزوں کے بارے میں جن پر اس نے اعتماد کیا تھا اس قوم کے ساتھ ان فلسفی علوم کو داخل کرنے میں اس کے باشندہ کے درمیان۔

فائدہ:۔ دولِ اسلامیہ میں علم فلسفہ اور علم نجوم کا چرچا سب سے پہلے خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں ہوا ہے۔ ابو جعفر علم فقہ اور دیگر علوم کے ساتھ علم فلسفہ اور علم نجوم کا بھی بڑا دلدادہ تھا۔ جب ہارون رشید کے بیٹے مامون کے ہاتھ میں خلافت کی باگ آئی تو وہ بھی اپنے دادا ابو جعفر کے قدم بقدم چلا اور بیش بہا تحائف و ہدایا کے ذریعہ شاہانِ روم سے کتب فلاسفہ کا مطالبہ کیا۔ شاہ روم کے یہاں افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، جالینوس، اقلیدس، بطلیموس وغیرہم کی جو کتابیں موجود تھیں وہ سب انھوں نے مامون کے یہاں بھیج دیں، مامون نے ماہر مترجمین سے ان کتابوں کے ترجمے کرائے اور لوگوں کو ان کے پڑھنے پڑھانے کی دعوت دی لوگوں نے منازلِ رفیعہ و مراتب سنیہ اور مامونی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی غرض سے علم فلسفہ سے غیر معمولی دلچسپی لی۔

4/2

لان الناس علیٰ دین ملوکہم۔ یہاں تک کہ مامون کے دور میں علم فلسفہ کا بازار گرم ہوگیا اور اس فن کی اس درجہ خدمت کی گئی کہ دولتِ عباسیہ دولتِ رومیہ کے ہم پلہ ہوگئی۔

قلّۃُ الطّعام

کم خوراکی

آں حکیمے کہ در حکمت سفت ✤ کلّ قلیلاً تعش کثیراً گفت

محکی انّ الرشیدَ کان لہٗ طبیبٌ نصرانی فقال لعلی بن الحسین بن واقد لیس فی کتابکم من علم الطبِّ شئ والعلم علمان، علم الابدان وعلم الادیان فقال لہٗ علیُّ بن الحسین قد جمع اللّٰہُ تعالیٰ الطبَّ کلّہٗ فی کلمۃٍ واحدۃٍ من کتابہٖ قال، وماھِیَ؟ قال، وَلاتُسْرِفوا فقال النصرانی وَلَا یُؤْثر عن نبیکم فی الطب شئٌ فقال جمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الطبَّ فی خبرٍ واحدٍ، قال، وماھو؟ قال المعدۃ بیت الادواءِ واعطِ کُلَّ بدنٍ ما عوّدتہٗ فقال النصرانی ماترک کتابکم ولانبیُّکم لجالینوسَ طبًّا۔

لغوی تحقیق

طعَام: کھانا، خوراک۔ ج اطعمۃ۔ طَعم: مزہ۔ ج طعوم۔ طبیب۔ ج اطباء: حکیم، معالج، ڈاکٹر۔ علی بن حسین بن واقد، مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۲۱۱ھ ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ الابدان۔ ج بدن: جسم، بَدُنَ (ن)، بدنًا۔ بُدنًا (ک)، بدانۃ۔ موٹے بدن والا ہونا (صفت)، بادن، ج بُدّن۔ بدنۃ: اونٹ یا گائے جس کی قربانی حج کے موقع پر مکہ میں کی جائے۔ ادیان۔ جمع دین: مذہب۔ دانَ (ض) دینا۔ دیانۃً: مذہب اختیار کرنا۔ بدلہ دینا۔ ولاتسرفوا۔ اسرافا: بے جا خرچ کرنا۔ فی کذا: حد سے تجاوز کرنا۔ سرِفَ (س) سرفًا۔ الامر: بیکار چھوڑنا۔ القوم: تجاوز کرنا۔ لایوثر (ن، ض) اثرًا۔ اثارۃ۔ الحدیث: نقل کرنا۔ اثر: نشان۔ ج آثار۔ الادواء۔ جمع داءٍ: بیماری۔ دوِی (س) دوی: بیمار ہونا۔ عودتہ: عادی وخوگر بنانا۔ جالینوس: حکیم مشہور یونانی فلسفی ہے جو حضرت عیسیٰ کے دو سال بعد اور حکیم بقراط کے چھ سو سال بعد اور اسکندر کے پانچ سو سال بعد ہوا ہے (طبقات الامم) بمقام برغامس پیدا ہوا اور یہیں نشوونما پائی۔ اس کے والد نے اولًا اس کو علم ہندسہ، علم حساب، علم ریاضی کی تعلیم دی۔ اس وقت اس کی عمر پندرہ سال کی تھی بعدہٗ علم منطق، علم فلسفہ پڑھایا۔ اس کے بعد اس کے والد نے ایک خواب دیکھا جس میں تعلیم طب کیطرف اشارہ تھا۔ اس لئے سترہ سال کی عمر میں جالینوس کو ایک معلم کے پاس چھوڑ دیا گیا جس نے کامل التفات کے ساتھ علمِ طب کی تعلیم دی۔ جالینوس نے پوری جدوجہد کے ساتھ علمِ طب حاصل کیا، اس کی گہرائیوں کو پہونچا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ سر آمد روزگار ہوگیا۔ ابن اصیبعہ کہتے ہیں کہ علم طب جالینوس پر ختم ہوگیا۔ علامہ صاعد نے ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کا قول نقل کیا ہے کہ ارسطاطالیس کے بعد بقراط اور جالینوس سے زیادہ علمِ طب کا جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔ جالینوس نے اپنی تصنیفات میں حکماء سوفسطائین،

شعاویس، اراسطراطیس، لوقس، بولیس وغیرہم کی غلطیوں پر جابجا تنبیہ اور رجح صحیحہ کے ساتھ رد کیا ہے۔ جالینوس نے سبتیموس ساویروس کے زمانہ میں وفات پائی ہے۔

توضیح منقول ہے کہ ہارون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب تھا۔ اس نے علی بن حسین واقد سے کہا تمہاری کتاب میں علم طب کی کوئی چیز نہیں حالانکہ علم تو دو ہی ہیں۔ علم الابدان اور علم الادیان تو علی بن حسین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سارے طب کو اپنی کتاب کے ایک کلمہ میں جمع کردیا۔ کہا وہ کیا ہے فرمایا ولا تسرفوا" تو نصرانی نے کہا کہ تمہارے نبی سے طب کے متعلق کچھ بھی منقول نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں طب کو جمع کردیا ہے۔ کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا المعدۃ بیت الدواء واعط کل بدن ما عودتہ تو نصرانی نے کہا کہ تمہاری کتاب اور تمہارے نبی نے جالینوس کیلئے کچھ طب نہیں چھوڑا۔

عدل علیؓ وتوقیہ عن التجاوز عن حدود اللہ تعالیٰ

حضرت علیؓ کا انصاف اور حدود اللہ کے تجاوز سے پرہیز۔

اعدل تکن من صروف الدہر ممتنعا ∴ فالصرف ممتنع للعدول فی عمر

قال کثیر الحضرمی: دخلت مسجد الکوفۃ من قبل ابواب کندۃ فاذا نفر خمسۃ یشتمون علیا رضی اللہ عنہ وفیہم رجل علیہ برنس یقول اُعاہد اللہ لاقتلنہ فتعلقت بہ وتفرقت اصحابہ عنہ فاتیت بہ علیا رضی اللہ عنہ فقلت انی سمعت ھذا یعاہد اللہ لیقتلنک فقال اُدن ویحک من انت فقال انا سوار المنقری فقال علیؓ خل عنہ فقلت اُخلی عنہ وقد عاہد اللہ لیقتلنک قال افاقتلہ ولم یقتلنی قلت فانہ قد شتمک قال فاشتمہ ان شئت اودعہ۔

لغوی تحقیق عدل (ض)، عدلاً، معدلۃ: انصاف کرنا۔ ص عادل۔ ج عدول (ک)، عدالۃ: عادل ہونا (س) عدلاً: ظلم کرنا۔ توقیہ: بچنا۔ تقی: پرہیزگار۔ ج اتقیاء۔ وقی (ض) وقایۃ: حفاظت کرنا۔ حدود۔ جمع حد: احکام شرعیہ۔ نفر: تین سے دس تک مردوں کی جماعت۔ ج انفار۔ نفر (ض) نفراً، نفرت کرنا۔ نفیراً: چل پڑنا۔ نفیر: کوچ کرنیوالی جماعت۔ برنس: لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی ہے، ہر وہ لباس جو ٹوپی کی جگہ کام دے سکے۔ اُدن، خل، دعہ۔ تینوں امر حاضر کے صیغے ہیں۔ دنو۔ قریب ہونا۔ خلیت عنہ: راستہ چھوڑ دینا۔ ودع: چھوڑ دینا۔

توضیح کثیر حضرمی نے کہا کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا ابواب کندہ کی جانب سے تو پانچ اشخاص حضرت علیؓ کو برا بھلا

؎ قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ لایصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من کلام الحارث بن کلدۃ طبیب العرب وغیرہ (شیخ زادہ بربیضاوی)

کہہ رہے تھے اور ان میں ایک شخص تھا کہ اس پر لمبی ٹوپی تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ علی کو ضرور قتل کرونگا تو میں اس پر جھپٹ گیا اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے تو میں اسے حضرت علی کے پاس لایا۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ رہا ہے کہ وہ آپ کو ضرور قتل کریگا تو انھوں نے فرمایا قریب آجاؤ تم پر افسوس ہے کون ہو تم تو اس نے کہا کہ میں سوار منقری ہوں۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ میں اسے چھوڑ دوں گا۔ اور اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ وہ آپ کو ضرور قتل کریگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں اسے قتل کر دوں اور اس نے مجھے قتل نہیں کیا تو میں نے کہا: اس نے آپ کو برا بھلا کہا۔ تو کہا تو بھی اسے برا بھلا کہہ اگر چاہے ورنہ چھوڑ دے۔

وَرُوِیَ فِیْ هٰذَا عَنْهُ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَيْفَ اَقْتُلُ قَاتِلِيْ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ لِيْ اَنْ اَقْضِيَ عَلَيْهِ بِالْقِصَاصِ فَاِنَّهٗ اِنْ اُرِيْدَ بِالْقَتْلِ اِرَادَةُ الْقَتْلِ مَجَازًا فَهُوَ مُرِيْدُ الْقَتْلِ لَا الْقَاتِلُ وَلَا يُقْتَصُّ مِمَّنْ اَرَادَ قَتْلَ اَحَدٍ وَاِنْ اُرِيْدَ بِالْقَتْلِ الْقَتْلُ حَقِيْقَةً فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِيْ فَالْاَمْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰى اَوْلِيَائِيْ لَا اِلَيَّ فَلَا يُمْكِنُ لِيْ قَتْلُهٗ۔

توضیح اور اسی سلسلہ میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے لئے جائز نہیں ہے کہ اس پر قصاص کا فیصلہ کروں چونکہ اگر قتل سے قتل کا ارادہ مجازاً کیا جائے تو وہ قتل کا ارادہ کرنیوالا ہے نہ کہ قاتل کا اور اس سے قصاص نہیں لیا جائیگا اس شخص سے جو کسی کے قتل کا ارادہ کرے اور اگر قتل سے قتل حقیقی مراد ہو تو جب وہ میرے قتل سے فارغ ہو چکا تو معاملہ میرے اولیاء کے سپرد ہو جاتا ہے نہ کہ میرے تو میرے لئے اس کا قتل ناممکن ہے۔

اِستماعُ الاغتیاب
غیبت کا سننا

قَالَ الْعُتْبِيُّ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ الْقَصِيْرِ قَالَ، نَظَرَ اِلَيَّ عَمْرُو بْنُ عُتْبَةَ وَرَجُلٌ يَشْتِمُ بَيْنَ يَدَيَّ رَجُلًا فَقَالَ لِيْ: وَيْلَكَ وَمَا قَالَ لِيْ وَيْلَكَ قَبْلَهَا، نَزِّهْ سَمْعَكَ عَنِ اسْتِمَاعِ الْخَنَا كَمَا تُنَزِّهُ لِسَانَكَ عَنِ الْكَلَامِ بِهٖ فَاِنَّ السَّامِعَ شَرِيْكُ الْقَائِلِ وَاِنَّهٗ عَمَدَ اِلٰى شَرِّ مَا فِيْ وِعَائِهٖ فَاَفْرَغَهٗ فِيْ وِعَائِكَ وَلَوْ رُدَّتْ كَلِمَةُ جَاهِلٍ فِيْ فِيْهِ لَسَعِدَ رَادُّهَا كَمَا شَقِيَ قَائِلُهَا وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى شَرِيْكَ الْقَائِلِ فَقَالَ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔

لغوی تحقیق اغتیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ عمرو بن عتبہ بن سفیان بن حرب المتوفی فی حدود ۹۱ھ۔ یہ بنوامیہ

میں سے تھے، انتہائی نیک وصالح، فصیح اللسان، شیریں بیان، عادل کبیر، ظلم کو ناپسند کرنیوالے تھے۔ جب عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث حجاج کے ظلم واستبداد کیوجہ سے مقابلہ کیلئے اٹھے تو ان کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی نکلے اور سخت مقابلہ ہوا۔ یہاں تک کہ جاں بحق ہوگئے۔ یشتم۔ شتم (ض) شتماً: گالی دینا۔ شتماً: گالی دینے میں غالب ہونا۔ شتیمۃ۔ ج شتائم: گالی۔ مذمت لفظ ویل دراصل کلمۂ تحسر ہے جو بوقت وصیت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتنا، لیکن جب متکلم دوسرے کیلئے استعمال کرے تو بددعا کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونیکی صورت میں مبتدا ہوسکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر ہو یا بددعا ہو کقولہ تعالیٰ فویل للذین یکتبون الکتاب۔ ہر امر عجیب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت یا ویلتیٰ أألد وانا عجوز۔ اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے۔ یہ عدم اضافت کی صورت اضمارِ فعل کی بناء پر منصوب اور ابتداء کیوجہ سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورتِ اضافت صرف منصوب ہوتا ہے۔ پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات ان کے حقیقی معنے مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لا ام لہ، لا اب لک، ثکلتہ امہ وغیرہ۔ نزہ۔ تنزیہۃ سے امر حاضر ہے: اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا۔ نزہ (س، ک) نزاہۃ: برائی سے دور رہنا۔ الخناء: بری بات خنا (ن) خنواً، خنی (س) خنیً: بدزبانی کرنا۔ دعاء: برتن (ویطلق علی الصدر تشبیہاً) ج اوعیۃ۔ ج اوع۔ وعیٰ (ض) وعیاً جمع کرنا۔ فیہ: فی بمعنے منہ، ہاء ضمیر حالت جری میں ہے۔ سعد (ف)، سعادۃ: نیک بخت ہونا۔ ص سعید ج سعداء۔ شقی (س) شقاوۃ، شقوۃ: بدبخت ہونا۔ ص شقی۔ ج اشقیاء۔ سحت: حرام بردہ کمائی جو خبیث وقبیح ہو۔ سحت (ف) سحتاً: حرام مال کھانا۔

توضیح عتبی نے کہا مجھ سے میرے والد نے سعید قصری سے نقل کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ مجھے عمر بن عتبہ نے دیکھا اس حال میں کہ ایک شخص میرے سامنے ایک شخص کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو انھوں نے مجھ سے کہا تیرا ناس ہو (اور مجھ سے اس سے پہلے کبھی نہیں کہا تھا)، تم اپنے کانوں کو بھی پاک رکھا کرو غیبت کے سننے سے جس طرح سے اپنی زبان کو پاک رکھتے ہو غیبت کرنے سے۔ چونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک رہتا ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے اس چیز کے برائی کا جو اس کے ظرف میں ہے کہ اسے وہ ڈالے تیرے ظرف میں، اور اگر جاہل کی بات لوٹا دی جائے اس کے منہ پر تو نیک بخت ہوگا اس کا لوٹانے والا جس طرح بدبخت ہے اس کا لینے والا۔ اور تحقیق کہ بنادیا اس کو اللہ تعالیٰ نے قائل کا شریک چنانچہ فرمایا سماعون للکذب اکالون للسحت (غلط باتیں سننے والے ہیں حرام کھانے والے ہیں)

قوۃ الفصاحۃ
فصاحت کی طاقت

ــــہ نازک کلامیاں مری توڑیں عدو کا دل ⁘ میں وہ بلا ہوں کہ شیشے سے پتھر کو توڑ دوں (ذوق)

قال صاحب الاغانی ان رجلاً قال لجریر: من اشعر الناس؛ قال، قم حتی اُعرّفک الجواب فاخذ بیدہٖ وجاء الی ابیہٖ عطیۃ وقد اخذ عنزاً فاعتقلھا وجعل یمصّ ضرعھا فصاح بہٖ اُخرج یاابت فخرج شیخ ذمیم رثّ الھیأۃ وقد سال لبن العنز علی لحیتہٖ فقال تریٰ ھٰذا؟ قال نعم، قال: اوتعرفہ؟ قال لا قال ھٰذا ابی تدری لم کان یشرب من ضرع العنز؟ قال لا قال مخافۃ ان یسمع صوت الحلب فیطلب منہ ثم قال اشعر الناس مَنْ فاخرَ بھٰذا الاب ثمانین شاعرا وقارعھم فغلبھم جمیعًا۔

لغوی تحقیق

صاحب الاغانی: ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی ماہرانساب، صاحب تاریخ اور مشہور ادیب ہیں۔ کتاب الدیارات، کتاب ایام العرب، کتاب التعدیل والانتصاف وغیرہ سب آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ اور اغانی جیسی مایۂ ناز کتاب بھی آپ ہی کی ہے جس کے بارے میں اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ لم یعمل فی بابہ مثلہ، اس کتاب کی تالیف میں آپ نے پچاس سال صرف کئے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے صلہ میں آپ نے سیف الدولہ سے ایک ہزار اشرفیوں کا انعام پایا تھا، صاحب ابن عباد کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ سفر میں بھی برائے مطالعہ کتب ادبیہ کا اتنا عظیم ذخیرہ ہوتا تھا کہ تیس اونٹوں پر لا دا جاتا تھا لیکن جب ان کے پاس الاغانی پہنچی تو سفر میں صرف یہی کتاب ہوتی تھی۔ جریر: ابوحرزہ بن عطیہ تمیمی مولود ۴۲ھ متوفی ۱۱۰ھ مشہور اسلامی شاعر ہے، فرزدق اور اخطل کا ہمعصر ہے جریر اور فرزدق کی باہمی نوک جھونک مشہور ہے لیکن اہل ادب کے نزدیک جریر فرزدق سے اشعر ہے۔ ایک اعرابی سے دریافت کیا گیا ان میں زیادہ شاعر کون ہے۔ اس نے کہا قصر شعر تین چیزوں پر مبنی ہے۔ فخر، مدیحہ، ہجاء جریر تینوں میں غالب ہے۔ عنزاً، بکری۔ ج عنوز۔ عنز (ن) عنزاً، نیزہ مارنا۔ فاعتقلھا، بکری کی ٹانگ کو اپنی ران اور پنڈلی کے درمیان دبا کر دوہنا۔ یمص (س، ن) چوسنا۔ ضرعھا: تھن۔ صاح (ض) صیحۃ، صیاحًا، چیخنا، پکارنا۔ علیہ، ڈانٹنا۔ یاابت۔ اصل میں یاابی تھا یاءِ متکلم کو تا سے بدل دیا گیا۔ ذمیم، بُرا۔ ذمّہ (ن) ذمًا مذمۃ، برا کہنا۔ ذمام: حق حرمت۔ ج اذمّۃ۔ ذمہ امان، عہد۔ ج ذمم۔ رثّ، کہنہ۔ رثّ (ض) رثاثۃ۔ الثوب: بوسیدہ ہونا۔ ص رثّ۔ ج رثائث۔ کلام رثّ، غثّ، گھٹیا درجہ کا کلام۔ ہیئۃ، حالت، شکل۔ ج ہیئات۔ سال (ض) سیلاً سیلانًا، بہنا۔ سیل، سیلاب۔ ج سیول لبن: دودھ ج البان۔ لبن (ض، ن) لبنًا، دودھ پلانا۔ لبون: دودھ والی۔ ج لبان، لبن، لبانہ: حاجت۔ ج لُبان۔ لحیۃ: ڈاڑھی۔ ج لُحیٰ۔ لِمَ۔ ما استفہامیہ ہے جس پر حرف جار داخل ہے۔ اس صورت میں الف کو حذف کرنا اور میم پر فتحہ دینا ضروری ہے جیسے فیم، الام، علام، بم۔ شعر کی وجہ سے میم کو ساکن بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے مصرعہ یا ابالاسود لم خلفتنی؛ وانا قول حسان مصرعہ۔ علیٰ ماقام یشتمنی لئیم؛ نضرورۃ۔ حلب (ن، ض) حلبًا، حلابًا، دوہنا۔ ص حالب۔ ج حلبۃ۔ حلَب: دوہا ہوا دودھ، حلاب: دودھ دوہنے کا برتن۔ الدہر اشطرہ: زمانہ کے امور خیر و شر کو آزمایا ہے۔

توضیح صاحب اغانی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے جریر سے کہا کہ کون لوگوں میں سب سے بڑا شاعر ہے۔ جریر نے کہا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں جواب پہنچاؤں تو اس نے ہاتھ پکڑا اور اپنے والد عطیہ کے پاس لایا اور وہ ایک بکری پکڑے ہوئے تھا اس نے بکری کو باندھا اور اس کے تھن کو چوسنے لگا۔ جریر نے اسے آواز دی۔ ابا جان نکل آئیے! تو ایک خستہ حال بدشکل بوڑھا نکلا جس کی ڈاڑھی پر بکری کا دودھ بہہ رہا تھا۔ جریر نے کہا تم دیکھ رہے ہو اس نے رکتے ہوئے کہا ہاں۔ جریر نے کہا کیا اسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ جریر نے کہا یہ میرے والد ہیں کیا تم جانتے ہو کہ بکری کے تھن سے کیوں پی رہے تھے۔ اس نے کہا نہیں۔ جریر نے کہا اس ڈر سے کہ دوہنے کی آواز سن لی جائے گی پھر ان سے مانگا جائیگا پھر جریر نے کہا لوگوں میں سب سے بڑا شاعر کون ہے جو اسی شاعروں کے مقابلہ میں اس باپ پر فخر کرتا ہے اور سب پر غالب آچکا ہے۔

قُوَّةُ الحِفْظِ

قوتِ حافظہ

رُوِيَ عَنِ ابنِ المدينيِ انَّهُ سألَ اعرابيٌّ علىٰ بابِ قتادةَ (هو تابعي جليل، يقال وُلِدَ اكْمَهَ قد اتفقوا علىٰ انهُ احفظ اصحاب الحسن البصري)، والصرف ففقد واقدحًا فحج قتادة بعد عشر سنين، فوقف اعرابي، فسألهم فسمع قتادة كلامهُ فقال صاحبُ القدحِ هذا فسألوه فاقرّ بهِ۔

لغوی تحقیق ابن المدینی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی البصری المتوفی ۲۳۴ھ سرتاج ائمۂ حدیث ہیں۔ آپ نے علم حدیث میں دوسو کے قریب کتابیں تصنیف کیں، بڑے بڑے علماء آپ کے حلقۂ درس میں شرکت فرماتے جن کو آپ حدیث کا املا کراتے تھے۔ قال البخاریؒ ما استصغرت نفسي عند احد قط الا عند علي ابن المديني۔ اکمہ، مادرزاد نابینا۔ فقدوا۔ فقد: گم کرنا۔ قدح: پیالہ۔

توضیح ابن مدینی سے منقول ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت قتادہ کے دروازہ پر سوال کیا (یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مادرزاد نابینا تھے، علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت حسن بصری کے تلامذہ میں سے سب سے زائد حافظ والے تھے) اور وہ چلا گیا تو انھوں نے پیالہ گم پایا۔ حضرت قتادہ دس سال کے بعد حج کو تشریف لے گئے تو اعرابی کھڑا ہوا اور لوگوں سے پوچھا تو حضرت قتادہ نے اس کی بات سن لی اور پھر فرمانے لگے پیالہ والا یہی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا۔

ذَكَاوَةُ اِيَاسٍ

ایاس کی ذکاوت

هوابو واثلة بن معاوية بن قرة بن اياسِ بن هلالِ بن رَبابِ المُزَنى قاضى البصرة ومِنْ ذكاوتِه انّه اختصمَ اليهِ رَجلانِ فِي قطيفتَيْنِ، حمراءَ وخضراءَ فقالَ احَدُهُمَا دَخلْتُ الحوْضَ لاغتَسِلَ وَوضَعْتُ قطيفتِي ثم جاءَ هٰذاوَوَضعَ قطيفتَهٗ بجَنْبِ قطيفتِي، ثم دَخلَ، وَاغتسَلَ، فخرج قبْلِي وَاخَذَ قطيفتِي فتبِعْتُهٗ فَزَعمَ انهاقطيفتُهٗ فقالَ ألَكَ بيّنةٌ؟ قالَ، لا، قالَ ايْتُوْنِي بمُشْطٍ، فَاُتِيَ بِهٖ فسرّحَ رَاسَ هٰذا ثمّ هٰذا فخرجَ مِنْ راسِ اَحَدهِمَا صُوفٌ اَحْمَرُ ومِنْ رَاْسِ الاٰخرِ اَخْضَرُ فقضٰى بالاخضرِ لصَاحِبِ الاخضَرِ وَبالاحمَرِ لصَاحِبِ الاحْمَرِ۔

لغوی تحقیق

ذکاوۃ : (س، ف، ک) ذکاءٌ : تیز خاطر ہونا - ذکی - ج اذکیاء : ذہین، زود فہم (ن) ذکاۃً - الذبیحۃ : ذبح کرنا - ذکاءُ - آفتاب کا اسم علم غیر منصرف - ابن ذکاء : صبح - ایاس : آپ کی کنیت ابو واثلہ ہے۔ باپ کا نام معاویہ ہے۔ قبیلہ مزینہ مضر سے تعلق رکھنے کیوجہ سے نسبتاً مزنی کہلاتے تھے، منجانب عمر بن عبدالعزیز قاضیٔ بصرہ تھے، نہایت کثیر التکلم تھے، انکی کثرت کلامی ہی کیوجہ سے عبداللہ بن شبرمہ ضبی نے کہا تھا کہ ہم دونوں آپس میں متفق نہیں ہوسکتے اس لئے کہ آپ خاموش رہنا نہیں چاہتے اور میں سننا نہیں چاہتا، انتہائی حاضر جواب تھے۔ ایک بار ان سے کسی نے کہا کہ سوائے اس کے کہ آپ میں اپنے قول کے متعلق خود بینی وعجب کثیر کے علاوہ کوئی عجیب نہیں ہے، انھوں نے پوچھا بتاؤ میری بات تمہیں تعجب خیز معلوم ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو انھوں نے کہا: فَاَنَا احق بِاَنْ اعجب بما اقول وبمايكون منى منكم - نیز آپ زود فہم ہونے میں بے نظیر اور ضرب المثل ہیں - توفی سنہ ۱۲۲ھ وہو ابن ست وسبعین۔ اختصم - القوم وخصم (ض) خصمًا : جھگڑا کرنا - خصم : مدمقابل - ج خصوم، خصیم : جھگڑالو - ج خصماء - قطیفۃ : جھوردار چادر - ج قطف، قطائف - قطف الثمر : پھل چننا - قطف : توڑا ہوا پھل، انگوروں کا خوشہ - ج قطوف - جنب : پہلو، کنارہ - جنب (ن) جنبًا - ۂ : دفع کرنا (ن، ض، س) جنابۃً : ناپاک ہونا - فتبعتہ (س) تبعًا : پیچھے چلنا - ص تابع - ج تبعہ - توابع - تبع : یمن کے بادشاہوں کا لقب - ج تبابعہ - فزعم (ن، ف) زعمًا : سچ یا جھوٹ کہنا - اس کا استعمال اکثر مشکوک ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جس کے جھوٹ ہونیکا یقین ہو - مشط : کنگھی ج مشاط، امشاط - سرح الشعر : کنگھا کرنا - مسرحہ : کنگھی - ج مسارح - المواشی : جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑنا - مسرح : چراگاہ - ج مسارح - الزوجۃ : طلاق دینا - عنہ : کشادگی کرنا - صوف : اون - ج اصوف - صاف (ن) صوفًا صوفادس، صوفًا، الکبش : مینڈھے کا بہت اون والا ہونا - صوفان : بہت اون والا -

توضیح

وہ ابو واثلہ بن معاویہ بن قرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب مزنی ہیں جو بصرہ کے قاضی ہیں اور اس کی ذکاوت میں سے یہ ہے کہ دو آدمی مقدمہ لیکر آئے ان کے پاس دو چادر کے بارے میں، ایک سرخ اور دوسری زرد تھی تو ان میں سے ایک نے کہا میں حوض میں غسل کیلئے داخل ہوا اور اپنی چادر رکھدی پھر یہ آیا اور اپنی چادر میری چادر کے بغل میں رکھدی پھر داخل ہوا اور غسل کیا اور مجھ سے قبل نکل گیا۔

اور میری چادر اس نے لے لی، میں اس کے پیچھے ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ اس کی چادر ہے۔ حضرت ایاس نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس بینہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ میرے پاس ایک کنگھی لاؤ، کنگھی لائی گئی تو انھوں نے اس کی پھر اس کی کنگھی کی۔ ان میں سے ایک کے سر سے سرخ اون اور دوسرے کے سر سے زرد اون نکلا تو حضرت ایاس نے فرمایا زرد کا زرد والے کیلئے اور سرخ کا سرخ والے کیلئے فیصلہ فرمایا۔

قضاء علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: جَلَسَ رَجُلَانِ يَتَغَدَّيَانِ مَعَ اَحَدِهِمَا خَمْسَةُ اَرْغِفَةٍ وَمَعَ الْاٰخَرِ ثَلٰثَةُ اَرْغِفَةٍ فَلَمَّا وَضَعَا الْغَدَاءَ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا مَرَّ بِهِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَا: اِجْلِسْ لِلْغَدَاءِ فَجَلَسَ وَاَكَلَ مَعَهُمَا وَاسْتَوَفَوْا فِيْ اَكْلِهِمُ الْاَرْغِفَةَ الثَّمَانِيَةَ فَقَامَ الرَّجُلُ وَطَرَحَ اِلَيْهِمَا ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ وَقَالَ: خُذَا هٰذَا عِوَضًا مِمَّا اَكَلْتُ لَكُمَا وَنِلْتُهُ مِنْ طَعَامِكُمَا فَتَنَازَعَا وَقَالَ صَاحِبُ الْخَمْسَةِ الْاَرْغِفَةِ لِيْ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَكَ ثَلَاثَةٌ فَقَالَ صَاحِبُ الثَّلَاثَةِ: لَا اَرْضٰى اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الدَّرَاهِمُ بَيْنَنَا نِصْفَيْنِ وَارْتَفَعَا اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَصَّا عَلَيْهِ قِصَّتَهُمَا فَقَالَ لِصَاحِبِ الثَّلَاثَةِ الْاَرْغِفَةِ: قَدْ عَرَضَ عَلَيْكَ صَاحِبُكَ مَا عَرَضَ وَخُبْزُهُ اَكْثَرُ مِنْ خُبْزِكَ، فَارْضَ بِثَلَاثَةٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا رَضِيْتُ اِلَّا بِاَكْثَرَ مِنَ الْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ: لَيْسَ لَكَ فِيْ مُرِّ الْحَقِّ اِلَّا دِرْهَمٌ وَاحِدٌ وَلَهُ سَبْعَةٌ فَقَالَ الرَّجُلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هُوَ يَعْرِضُ عَلَيَّ ثَلٰثَةً فَلَمْ اَرْضَ وَاَشَرْتَ عَلَيَّ بِاَخْذِهَا فَلَمْ اَرْضَ وَتَقُوْلُ لِيَ الْاٰنَ، اَنَّهُ لَا يَجِبُ فِيْ مُرِّ الْحَقِّ اِلَّا دِرْهَمٌ وَاحِدٌ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَرَضَ عَلَيْكَ الثَّلَاثَةَ صُلْحًا فَقُلْتَ: لَمْ اَرْضَ اِلَّا بِمُرِّ الْحَقِّ اِلَّا وَاحِدٌ فَقَالَ الرَّجُلُ تُعَرِّفُنِيْ بِالْوَجْهِ فِيْ مُرِّ الْحَقِّ حَتّٰى اَقْبَلَهُ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلَيْسَ الثَّمَانِيَةُ الْاَرْغِفَةِ اَرْبَعَةٌ وَعِشْرِيْنَ ثُلُثًا اَكَلْتُمُوْهَا وَاَنْتُمْ ثَلٰثَةُ اَنْفُسٍ وَلَا يُعْلَمُ الْاَكْثَرُ مِنْكُمْ اَكْلًا وَلَا الْاَقَلُّ فَتُحْمَلُوْنَ فِيْ اَكْلِكُمْ اِلَى السَّوَاءِ قَالَ، بَلٰى. قَالَ فَاَكَلْتَ اَنْتَ ثَمَانِيَةَ اَثْلَاثٍ وَاِنَّمَا لَكَ تِسْعَةُ اَثْلَاثٍ وَاَكَلَ صَاحِبُكَ ثَمَانِيَةَ اَثْلَاثٍ وَلَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ ثُلُثًا، اَكَلَ مِنْهَا ثَمَانِيَةً وَيَبْقٰى لَهُ سَبْعَةٌ وَاَكَلَ لَكَ وَاحِدًا مِنْ تِسْعَةٍ فَلَكَ وَاحِدٌ بِوَاحِدِكَ وَلَهُ سَبْعَةٌ بِسَبْعَةٍ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ رَضِيْتُ الْاٰنَ۔

لغوی تحقیق زر بن حبیش ابو مریم اسدی کوفی عراق کے مشہور قاری حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے ہیں،

آپ کی ساٹھ سالہ زندگی جاہلیت میں گذری اور ساٹھ ہی سال آپ نے اسلام کے دور میں گذارے۔ ارغفۃ۔ جمع رغیف : روٹی۔ طرح (ف) طرحًا الشئ : پھینک دینا۔ نلتہ۔ نال ینیل نیلاً، پانا، حاصل کرنا۔ خبز، روٹی۔ مرۃ : رسی۔

توضیح زر بن حبیش سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ دو آدمی دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے بیٹھے، ان میں سے ایک کے پاس پانچ چپاتیاں تھیں، اور دوسرے کے پاس تین چپاتیاں تھیں۔ جب دونوں نے کھانا اپنے سامنے رکھا ایک شخص ان کے پاس سے گذرا تو اس نے سلام کیا۔ تو ان دونوں نے کہا کھانے کیلئے بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ کھانے لگا اور انھوں نے مل جل کر کل آٹھ چپاتیاں کھائیں تو وہ شخص کھڑا ہوا اور ان دونوں کی جانب آٹھ درہم پھینک کر کہا کہ تم دونوں اسے لے لو اس کھانے کے بدلہ میں جو میں نے تمہارا کھایا ہے وہ دونوں جھگڑنے لگے۔ اور پانچ چپاتی والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے لئے تین۔ تین چپاتی والے نے کہا کہ میں بغیر نصف نصف کے راضی نہیں ہو سکتا اور دونوں نے اپنا مقدمہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش کیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت علیؓ نے تین چپاتی والے سے کہا تمہارے سامنے تمہارے ساتھی نے وہ سب کچھ پیش کیا جو اسے پیش کرنا تھا اور حال یہ ہے کہ اس کی دو روٹی تمہاری دو روٹی سے زیادہ تھی تو تو تین درہم پر راضی ہو جا۔ تو اس نے کہا قسم خدا کی نہیں راضی ہوں گا۔ میں راضی نہیں ہو سکتا مگر تین سے زیادہ پر حق کے اعتبار سے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حق کے ہر اعتبار سے تمہارے لئے صرف ایک درہم ہے، اور اس کے لئے سات۔ تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین وہ میرے سامنے تین پیش کر رہا تھا جس پر میں راضی نہیں ہوا اور آپ نے مجھے اس کے لینے کا مشورہ دیا لیکن میں راضی نہ ہوا اور اب آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ حق کے اعتبار سے صرف ایک درہم واجب ہے۔ تو حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا کہ اس نے تمہارے سامنے تین درہم مصالحت کے طور پر پیش کئے تو تم نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر حق کے مطابق اور تیرے لئے حق کے مطابق صرف ایک درہم ہے تو اس شخص نے کہا کہ آپ دلیل سے مجھے بتلائیے حق کے مطابق تاکہ میں اسے قبول کروں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کیا آٹھ چپاتیاں چوبیس کی تہائی نہیں ہوتیں۔ تم سبھوں نے اسے کھایا اور تم تین آدمی تھے اور تم میں سے زیادہ کھانیوالے کا علم نہیں اور نہ کم کھانے والے کا، تو تمہیں کھانے میں برابری پر محمول کیا جائے گا۔ اس شخص نے کہا کیوں نہیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا تو تو نے آٹھ تہائی کھائی اور تمہارے لئے نو ثلث تھے اور تمہارے ساتھی نے آٹھ تہائی کھائی اور اس سے پندرہ تہائی تھے۔ ان میں سے آٹھ تہائی اس نے کھائی اور اس کے سات تہائی بچ گئے اور تیری ایک تہائی اس نے نو میں سے کھائی تو تمہارے لئے ایک درہم ہے تمہارے ایک تہائی کے بدلہ میں اور اس کے لئے سات درہم ہیں اس کے سات تہائی کے بدلے میں تو اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

عدم القناعۃ

بے صبری

قناعت کن اے نفس بد اندکے ⁂ کہ سلطان و درویش بینی یکے

اگر انسان قانع ہو غنی ہو وے دو عالم سے ⁂ ہوا و حرص لیکن اس کی مٹی خوار کرتی ہے

حُکِیَ ان بعض الارقاء کان عند مالک یاکل الخاص ویطعمہ الخشکار، فانف الرقیق من ذلک، فطلب البیع فباعہ وشراہ من یاکل الخشکار ویطعمہ النخالۃ فطلب البیع فباعہ وشراہ من لایاکل شیئا وحلق راسہ وکان فی اللیل یجلسہ ویضع السراج علی راسہ بدلا من المنارۃ فاقام عندہ ولم یطلب البیع فقال لہ النخاس: لای شئ رضیت بھذہ الحالۃ عند ھذا المالک فی ھذہ المدۃ؟ فقال اخاف ان یشترینی فی ھذہ المرۃ من یضع الفتیلۃ فی عینی عوضا عن السراج۔

لغوی تحقیق قناعۃ: تھوڑی سی چیز پر راضی ہونا۔ ص قانع۔ ج قُنّع۔ ارقاء۔ جمع رقیق: غلام۔ رق (ض) رقا: غلام بننا۔ رقۃ: پتلا ہونا۔ لہ: رحم کرنا۔ خشکار: بے چھنا آٹا۔ الف (س) انفا من العار: عار ہونا۔ ناپسند کرنا (ن،ض) انفا: ناک پر مارنا۔ النخالۃ: بھوسی۔ نخل (ن) نخلا: آٹا چھاننا۔ النصیحۃ خیر خواہی کرنا۔ نخیلۃ: خالص خیر خواہی، طبیعت۔ ج نخائل۔ حلق۔ (ض) حلقا: مونڈنا۔ حلاق: نائی۔ سراج: چراغ۔ ج سُرُج المنارۃ: روشنی کی جگہ، ڈیوٹ۔ ج مناور۔ نار (ن) نورا: روشن ہونا۔ نخاس: غلاموں، جانوروں کی تجارت کرنے والا۔ نخس (ف،ن) نخسا: چونکا لگانا۔ الفتیلۃ: بتی۔ ج فتائل۔ فتل (ض) فتلا: رسی بٹنا۔

توضیح بیان کیا گیا ہے کہ ایک غلام ایسے مالک کے پاس تھا جو میدہ (کی روٹی) کھاتا تھا اور اسے بے چھنا آٹا کھلاتا تھا، تو اس نے تنگی محسوس کی اس وجہ سے نتیجۃً اس نے فروخت کی درخواست کی تو مالک نے اسے بیچدیا اور ایسے شخص نے اسے خریدا کہ جو بھوسی کھاتا تھا اور اسے کچھ بھی نہیں کھلاتا تھا۔ پھر اس نے فروخت کی درخواست کی۔ مالک نے اسے بیچدیا تو اسے ایسے شخص نے خریدا جو کچھ بھی نہیں کھاتا تھا اور اس کا سر مونڈ کر رات میں اسے بٹھا دیتا تھا اور اس کے سر پر ڈیوٹ کے بدلے میں چراغ رکھدیتا تھا تو وہ اس کے پاس مقیم رہا اور پھر بیچنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تو غلام فروش نے کہا کہ کس چیز پر تو راضی ہوگیا ایسی حالت میں اس مالک کے پاس اس مدت میں تو اس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ اس دفعہ مجھے ایسا آدمی خریدیگا جو میری آنکھ میں بتی ڈالدے گا چراغ کے بجائے۔

المسمّٰی بالملک لایخضع لغیرہ

بادشاہ نامی کسی کے سامنے گھٹنہ نہیں ٹیکتا

لمّا استولی الاسکندر علی ملک فارس کتب الی معلمہ ارسطو یاخذ رایہ فی ذلک فکتب الیہ

الرای ان توزع ملکھم بینھم وکلٌ من ولیتہ ناحیۃً سمیتہ بالملک لا لغیرہ فلا بد ان یقع بینھم تغالبٌ علی الملک فیعود حربھم لک حرباً بینھم فان دنوت منھم دانوا لک وان نأیت عنھم تعززوا بلک وفی ذلک شاغل لھم عنک وامان لاحد انھم بعدک شیئاً فعلم انہ الصواب وفرق القومَ فی الممالک فسُمُّوا ملوکَ الطوائف فیقالُ انھُم ما زالو مختلفین اربعمأۃ سنۃ -

لغوی تحقیق

استولی، غالب ہونا۔ الاسکندر ابن فیلفوس المقدونی الرومی یونانی حکمرانوں میں سے ایک مشہور بادشاہ تھا جو بلادِ کثیرہ وممالکِ بعیدہ کو فتح کرتا ہوا اقصیٰ ہند واوائل حدودِ چین وترک تک پہنچ گیا تھا اس کی حکومت شرق وغرب دونوں جانبوں کو محیط تھی اسی لئے اس کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اس نے دارنوش، دارا بن دارا ابن بہمن بن اسفندیار بن بشتاسف بن لہراسف کو قتل کرنے سے چھ سال قبل اور قتل کے چھ سال بعد بارہ سال تک حکومت کی ہے اور ۳۵ بادشاہوں کو قتل کیا ہے، بارہ شہر تعمیر کئے ہیں، ہراۃ، مرو (بلادِ خراسان میں) سمرقند (بلاد صغد میں) اسکندریہ (بلاد قبط میں) اسی کے آباد کئے ہوئے ہیں۔ جب یہ ہندوستان سے بابل کیطرف واپس ہوا تو راستہ میں کسی نے زہر دیکر ختم کر دیا (وقیل ان بعض خدامہ اصابہ بسہم) اس کے انتقال کے بعد بطلیموس بن لافوس۔ اریداوس، انطیوخوس، سلوقوس چاروں نے اس کے ملک کو چوتھائی (¼) چوتھائی (¼) تقسیم کر لیا۔ فارس۔ فارس ابن کیورث کیطرف منسوب ہے۔ ارسطو، ارسطاطالیس کا مخفف ہے۔ ارسطاطالیس نیقوماخوس فیثاغورثی کا لڑکا ہے۔ نیقوماخوس کا ترجمہ "قاہر الخصوم" اور ارسطاطالیس کا ترجمہ "تام الفضیلۃ" ہے۔ ارسطو افلاطون کا شاگرد ہے اور وہ فیثاغورث کا اور وہ اصحاب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا۔ ارسطو کو سترہ سال کی عمر میں اس کے باپ نے افلاطون کے پاس چھوڑ دیا تھا چنانچہ یہ تقریباً بیس سال تک افلاطون کے پاس رہا اور اس سے علم حاصل کرتا رہا۔ حتیٰ صار حکیماً مبرزاً یشتغل علیہ۔ افلاطون کی توجہ اپنے تلامذہ میں سب سے زیادہ ارسطو ہی کیطرف رہتی تھی اور وہ اس کو "عاقل" کے لقب سے پکارتا تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ ارسطو اپنے سب ساتھیوں پر فائق رہا۔ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ یونان ارسطو ہی پر ختم ہو گیا۔ ارسطو سے مختلف لوگوں نے علم حاصل کیا مگر اس کے تلامذہ میں سب سے زیادہ فلسفہ حاصل کرنیوالا اسکندریہ ہے جس نے ارسطو کے یہاں پانچ سال تک تعلیم پائی ہے، ارسطو نے ایک سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب المناظر، کتاب الخطوط، کتاب الحیل، سمع الکیان، کتاب السماء والعالم، کتاب الآثار العلویہ، کتاب الحیوان، کتاب النبات، کتاب النفس، کتاب الحس المحسوس، کتاب الشباب والہرم وغیرہ اسی کی ہیں، کتاب النفس ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس کا حکیم ابونصر فارابی نے سو مرتبہ مطالعہ کیا تھا اور اس پر حکیم موصوف کی یہ عبارت تحریر تھی "انی قرأت ہذا الکتاب مأۃ مرۃ"۔ توزع: پراگندہ ہونا۔ القوم المال، آپس میں تقسیم کرنا۔ وزع (ف، ض) وضعًا فلانا بفلان: رکنا، منع کرنا۔ افردہ، یکسو ہونا۔ فرد (ن، ض، ک) فرودًا۔ والفرد: اکیلا ہونا۔ عقد۔ ض، عقدًا: باندھنا گرہ لگانا۔ تاج: ٹوپی۔ ج تیجان۔ حرَبَہم، لڑائی۔ ج حروب۔ حربۃ، چھوٹا نیزہ۔ ج حراب۔ نأیت۔ نأی ینأی نأیا دور ہونا۔ ض۔ نأی

توضیح جب اسکندر ملک فارس کا والی بن گیا تو اس نے اپنے استاذ ارسطو کے پاس لکھا، اس سے مشورہ لے رہا تھا اس بارے میں۔ ارسطو نے اپنی رائے لکھی کہ آپ اپنی سلطنت کو اصل فارس کے درمیان تقسیم کر دیجئے اور جسکو بھی کسی خطہ کا والی بنائیں اسے ملک کا خطاب دیدیجئے پھر اسے اس خطہ کی سلطنت میں الگ چھوڑ دیجئے اور اپنے سر پر تاج باندھے رہیئے اگرچہ اس کی سلطنت چھوٹی ہو چونکہ بادشاہ نامی کسی کے آگے نہیں جھکتا۔

(**تنبیہ**) بعض حضرات کو یہ سخت مغالطہ ہو گیا ہے کہ سکندر مقدونی ہی وہ ذو القرنین ہے جس کا ذکر قرآن کی سورۂ کہف میں کیا گیا ہے، یہ قول باتفاق جمہور علمائے سلف قطعًا باطل ہے کیونکہ قرآن کی تصریحات کے مطابق ذو القرنین صاحب ایمان اور مرد صالح بادشاہ تھا، اور سکندر مقدونی مشرک و جابر تھا جس کے شرک و ظلم کی صحیح تاریخ خود اس کے بعض امراء دربار نے بھی مرتب کی ہے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں کہ سکندر یونانی کسی طرح بھی قرآن میں مذکور ذو القرنین نہیں ہو سکتا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن بشر نے بہ روایت سعید بن بشیر قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ذو القرنین کا نام سکندر تھا اور یہ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھا لیکن اسکندر بن فیلبس مقدونی کو ذو القرنین کہنے لگے ہیں جو رومی اور بانی اسکندریہ ہے مگر واضح رہے کہ یہ دوسرا فرق ذو القرنین پہلے سے بہت زمانہ بعد پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سکندر مقدونی حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریبًا تین سو سال قبل ہوا ہے جس کا وزیر مشہور فلسفی ارسطاطالیس تھا اور اول ذو القرنین مسلمان اور عادل بادشاہ تھا اور اس کے وزیر خضر علیہ السلام تھے اور ان دونوں کے درمیان تقریبًا دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا فصل ہے۔ پس کہاں یہ مقدونی اور کہاں وہ عربی سامی (قصص القرآن)

التضمین العجیب

عجیب و غریب بندش

یُحکٰی اَنَّ الحَیْصَ بیص الشاعر قتَلَ جِروَ کلبۃٍ فاخذ بعضُ الشعراء کُلْبَۃً وعَلّقَ فی رقبتھا رقعۃً واطلقھا عند باب الوزیر فاخذت الرقعۃُ فاذا مکتوبٌ فیھا ؂

یا اھل بغداد ان الحیص بیص اتیٰ	بجراءۃِ البستہُ العارَ فی البلدِ
اَبدیٰ شجاعۃً ، بالللیل مجترئًا	علیٰ جُرَیٍّ ضعیف البطش وَالجلدِ
فانشدَتْ اُمُّہٗ مِنْ بعدِ ما احتسبَتْ	دَمُ الاُبَیْلِقِ عند الواحد الصمدِ
اَقولُ للنفس تأساءً وَّ تعزیۃً	اِحدیٰ یَدَیَّ اصابتنی ولم ترِدِ
کلاھما خلفٌ من بعدِ صاحبہٖ	ھٰذا اخی حین ادعوہ وذا ولدی

لغوی تحقیق التضمین: شاعر کا دوسرے کے شعر کا اپنے کلام میں شامل کر لینا۔ حیص بیص: ابو الفوارس شہاب الدین

سعید بن محمد بن سعد بن صیفی تمیمی متوفی ۵۷۴ھ فصیح و بلیغ شاعر ہونیکے ساتھ ساتھ ایک بہترین شافعی فقیہ بھی تھے۔ مقام رَیّ میں قاضی محمد بن عبدالکریم الوازن کے پاس اس نے فقہ حاصل کیا تھا مگر طبیعت پر شعر و شاعری غالب تھی۔ حیص بیص کے معنے شدت و اختلال کے ہیں۔ یقول العرب وقع فی حیص بیص "وہ ایسی گڑبڑی میں پڑ گیا جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ قال امیۃ بن ابی عائذ ؎ قد کنتُ خرّاجا ولوجا صیرفا ؛ لم تلتحصنی حیص بیص لحاص ۔ اس نے ایک بار لوگوں کو سخت پریشانی میں مبتلا پایا تو کہنے لگا: ماللناس فی حیص بیص؟ اسی وقت سے اس کا عرف حیص بیص ہو گیا ومن محاسن شعرہ ؎ یاطالب الرزاق فی الآفاق مجتہدا ؛ اقصر عناک فان الرزق مقسوم ؛ الرزق یسعی الی من لیس یطلبہ ؛ وطالب الرزق یسعی وہو محروم ۔ ولہ ایضا ؎ یاطالب الطلب من داء اصیب بہ ؛ ان الطبیب الذی ابلاک بالداء ۔ ہو الطبیب الذی یجری لعافیۃ ؛ لامن یذیب لک التریاق فی الماء ۔ ولہ ایضا ؎ الہ عماء ستأثر اللہ بہ ؛ ایہا القلب ودع عنک الحرق ؛ فقضاء اللہ لایدفعہ ؛ حول محتال اذا الامر سبق ۔ ولہ ایضا انفق ولاتخش اقلا لافقد قسمت ؛ علی العباد من الرحمٰن ارزاق ؛ لاینفع البخل مع دینا مولیۃ ؛ ولایضر مع الاقبال الفاق ۔ جَرْوٌ : درندہ کا بچہ جیسے کتا بھیڑیا، شیر وغیرہ۔ ج اجریۃ ۔ کلبۃ : کتیا ۔ جرأۃ : دلیری ۔ جرؤ (ک) جراءۃ جروۃ علیہ : دلیری کرنا ص جریٔ ۔ ج اجراء ۔ عار : ننگ و شرم ۔ جریو جرو کی تصغیر ہے ۔ البطش (ن ض) بطشا بہ : سختی کے ساتھ پکڑنا ۔ الجلد (ک) جلادۃ جلودۃ : چالاک ہونا ۔ احتبست ۔ ثواب کی امید رکھنا ۔ دمٌ : خون ۔ ج دماء ۔ ابیلق ابلق کی تصغیر ہے : چتکبرا ۔ الصمد : بے نیاز، ازل سے ابد تک باقی رہنے والی ذات، وہ ذات جس کے تمام لوگ محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ صمد (ن ض) صمدا لہ الیہ : قصد کرنا ۔ تاسیا ۔ تعزیۃ ۔ تعلیل یا حالیت یا مفعول مطلق کیوجہ سے منصوب ہے ۔

توضیح منقول ہے کہ حیص بیص شاعر نے ایک کتیا کے پلّے کو مار دیا تو ایک شاعر نے ایک کتیا کو پکڑ کر اس کی گردن میں ایک پرچہ لٹکا دیا اور وزیر کے دروازہ کے پاس چھوڑ دیا۔ پرچہ نکالا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا ؎ اے بغداد والو بیشک حیص بیص نے ایسی جرأت دکھائی جس نے عار پہنا دیا شہر میں اس نے رات شجاعت ظاہر کی، جرأت دکھاتا ہوا ایک کمزور اور ناتواں پلّہ پر۔ پلّہ کی ماں نے اپنے بچہ کے خون کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے جی کو تسلی دلانے کے لئے کہتی ہوں چونکہ میرے ایک ہاتھ کی تکلیف بلا ارادہ پہنچی ہے وہ دونوں ایک دوسرے کا خلیفہ ہے جب میں اسے کسی پریشانی میں بلاؤں تو میرا بھائی ہے اور یہ میرا لڑکا ہے۔

(فائدہ) تضمین فن بدیع کی ایک عمدہ ترین صنعت ہے جس سے کلام میں ملاحت آجاتی ہے۔ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام کو (زائد ہو یا کم) اپنے کلام کے ساتھ اس طرح پیوند کرلے کہ سامع یہ امتیاز نہ کرسکے کہ یہ کلام کسی اور کا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار میں آخری دو شعر ایک عربیہ عورت کے ہیں جس کے بھائی نے اس کے لڑکے کو قتل کر دیا تھا۔ شاعر ثانی نے ان دو شعروں کی تضمین کرکے حیص بیص کی مذمت کی ہے۔ کیونکہ تضمین کے بعد مطلب یہ ہو گیا کہ وہ کتیا اس کی بہن ہے اور جس پلّے کو اس نے قتل کیا ہے وہ اس کا بھانجہ ہے۔

اختلاف العلماء رحمۃ

علماء کا اختلاف باعث رحمت ہے

قال المتوکل یوماً لجلسائه أتعلمون اول ما عتب المسلمون علی عثمان رضی اللہ عنه؟ فقال احدهم: نعم یا امیر المؤمنین إنه لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قام ابوبکر رضی اللہ عنه علی المنبر دون مقام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بمرقاة ثم قام عمر رضی اللہ عنه دون مقام ابی بکر رضی اللہ عنه بمرقاة ثم لما ولی عثمان رضی اللہ عنه صعد ذروة المنبر فانکر المسلمون علیه ذلک وارادوا ان ینزل دون مقام عمر بمرقاة فقال عبادة للمتوکل: یا امیر المؤمنین: ما احدٌ اعظم منه علیک من عثمان، فقال: وکیف ذلک؟ ویلک قال لانه صعد ذروة المنبر فلولا انه کلما قام خلیفةٌ نزل عن مقام من تقدم بمرقاة کنت انت تخطب علینا فی بئرٍ۔

لغوی تحقیق المتوکل۔ ابو الفضل متوکل باللہ ابن معتصم باللہ، مولود ۲۰۶ھ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ جلساء جمع جلیس: ہمنشین عتب (ن، ض) عتبا۔ علیه: کسی فعل پر سرزنش کرنا۔ قبض۔ المریض: قریب المرگ ہونا۔ (ض) قبضا بیدہٖ، پکڑنا۔ قبضة: مٹھی بھر لینا۔ منبر۔ ج منابر۔ مرقاة: سیڑھی کا پایہ۔ ج مراق۔ رَقِیَ (س) رقیا: چڑھنا، منتر کرنا۔ ص راق۔ ج رقاة۔ صَعِد۔ ج صعود: چڑھنا۔ ص صاعد۔ صعید: مٹی، زمین کا بلند حصہ۔ ذروة: بلندی۔ ج ذری۔ ذری (ن) ذروًا: ہوا میں اڑ جانا۔ تخطب (ن) خطبة: تقریر کرنا، خطبہ دینا (ک)۔ خطابة: لیکچرار ہونا۔ صفت خطیب

توضیح متوکل نے ایک روز اپنے ہم نشینوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے سب سے پہلی بات کہ مسلمان حضرت عثمانؓ پر خفا ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا ہاں اے امیر المومنین کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ منبر پر حضورؐ کے مقام سے نیچے تشریف فرما ہوئے سیڑھی پر۔ اور حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے نیچے سیڑھی پر کھڑے ہوئے، پھر جب حضرت عثمانؓ کو والی بنایا گیا تو منبر کی چوٹی پر چڑھ گئے تو مسلمانوں نے اس پر نکیر کی اور انھوں نے حضرت عمرؓ کی سیڑھی سے نیچے اتارنے کا ارادہ کیا تو عبادہ نے متوکل سے کہا اے امیر المؤمنین آپ پر حضرت عثمانؓ سے بڑا کوئی اور محسن نہیں ہے تو اس نے کہا اور یہ کس طرح ہے تم پر افسوس ہے، تو حضرت عبادہ نے فرمایا کہ چونکہ وہ منبر کی بلندی پر چڑھے اگر ہر آنے والا خلیفہ پہلے خلیفہ کے مقابلہ میں ایک سیڑھی نیچے کھڑا ہوتا تو آپ ابھی کنویں میں تقریر کرتے ہوتے۔

(فائدہ) اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ مذموم اور مستحسن۔ مذموم وہ ہے جو عقائد اور اصول دین کی بابت ہو جیسے یہود و نصاریٰ کا اختلاف، اور مستحسن وہ ہے جو اعمال اور فروع دین میں ہو۔ کما قال علیہ السلام اختلاف الامۃ رحمۃ الخ۔ ایک مرتبہ ایک یہودی نے از راہ طعن حضرت علیؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کو ابھی دفن

بھی نہ کرپائے تھے کہ اختلاف میں پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کے کسی اصول میں اختلاف نہیں کیا بلکہ آپکی ہدایات کی بقاء کیلئے اختلاف کیا ہے۔ تم اپنی کہو کہ دریا کے پانی سے تمہارے پاؤں سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے "اجعل لنا الٰہا کما لہم اٰلہۃ" وہٰذا من الاجوبۃ المسکۃ۔

ضبط النفس عند کلام الاوغاد والارذال

رذیل اور کمینہ لوگوں کیساتھ بات چیت کرتے وقت نفس کو قابو میں رکھنا

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ⁂ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

قال محمد بلغنا عن علی رضی اللہ عنہ انہ بینما ہو یخطب یوم الجمعۃ اذ حکمت الخوارج من ناحیۃ المسجد فقال علیؓ کلمۃ حق اُرید بہا الباطل، لن نمنعکم مساجد اللہ ان تذکروا فیہا اسم اللہ، ولن نمنعکم الفیٔ ما دامت ایدیکم مع ایدینا ولن نقاتلکم حتیٰ تقاتلونا ثم اخذ فی خطبتہ ومعنیٰ قولہ حکمت الخوارج ندائوھم بقولھم "ان الحکم الا للّٰہ" وکانوا یتکلمون بذلک اذا اخذ علیؓ فی الخطبۃ لیشوشوا خاطرہٗ، فانہم کانوا یقصدون بذلک نسبتہ الی الکفر لرضاہ بالتحکیم فی صفین ولہٰذا قال علیؓ رضی اللہ عنہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل یعنی تکفیرہٗ۔

لغوی تحقیق

ضبط (ن،ض) قوی ہونا۔ العمل: خوب مضبوط کرنا۔ اوغاد جمع وغد: کمینہ۔ وغد (ک) وغادۃً: ضعیف العقل ہونا۔ ارذال جمع رذیل: حقیر۔ رذل (ک،س) رذالۃً: قابل حقارت ہونا۔ ص ر ذ ل۔ ج رُذال۔ حکمۃ: ان الحکم الا للہ کہنا۔ خوارج جمع خارجی۔ ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کو حق پر نہیں مانتا۔ رافضی بھی ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کے علاوہ دیگر خلفاء کو حق پر نہیں مانتا۔ یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے

ایک ہی بس لفظ سے ہے دونوں فرقوں کا خروج ⁂ خاء خر سے خارجی اور راء خر سے رافضی

الفیٔ: مالِ غنیمت، سایہ، خراج۔ فاء (ض) فیئًا۔ لوٹنا۔ سایہ کا ہٹ جانا۔ الغنیمۃ۔ غنیمت حاصل کرنا۔ لیشوشوا۔ الامر مخلوط کرنا۔ التحکیم: حَکَم بنانا۔ صفین: نہر فرات کے کنارے جانب عرب میں مقام رقہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

توضیح

محمد نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت علیؓ کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ وہ جمعہ کے دن تقریر فرمارہے تھے کہ اچانک خارجیوں نے "ان الحکم الا للہ" کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ایسی حق بات ہے کہ جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہم ہرگز نہیں روکیں گے تمہیں اللہ کی مسجدوں میں ذکر کرنے سے اور تمہیں

ہم نہیں روکیں گے مالِ غنیت سے جبتک تم ہمارے ساتھ رہو اور ہم تم سے قتال نہیں کریں گے یہانتک کہ تم ہم سے قتال کرو پھر انھوں نے تقریر جاری کی۔ اور حکمت الخوارج کا مطلب یہ ہے کہ خارجین کا اپنے قول ان الحکم الا اللہ کے ساتھ نعرہ لگانا اور وہ اس کا تکلم کیا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کی تقریر کے وقت تاکہ ان کے دل کو تشویش میں ڈالدیں چونکہ خوارج اس قول سے حضرت علیؓ کو کفر کی جانب منسوب کیا کرتے تھے چونکہ حضرت علیؓ جنگ صفین میں حکم بنانے پر راضی تھے اسی بنیاد پر حضرت علیؓ نے فرمایا "کلمۃ حق ارید بہا الباطل" مراد اس سے لے رہے تھے اپنی تکفیر۔

(فائدہ) جنگ صفین کا وقوع حضرت عثمانؓ کے قصاص کے داعیہ میں ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سودان بن حمران کی تلوار کے وار سے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ہے۔ اسی تاریخ سے امت میں فتنہ کا آغاز ہوا ہے۔ صورت یہ ہوئی کہ اہلِ شام جن پر ایک مدت سے امیر معاویہؓ حکومت کرتے چلے آرہے تھے ان کے ذہنوں میں یہ بات آمادی گئی تھی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین اصحابِ علیؓ ہیں چنانچہ شام کے رؤسا، سردار اور سپاہیوں نے یہ قسم کھالی تھی کہ جب تک خلیفہ مقتول کا قصاص نہ لے لیں گے اس وقت تک نہ فرش پر سوئیں گے نہ اپنی بیویوں سے ملیں گے۔

حضرت علیؓ نے بصرہ سے کوفہ میں آکر جریرؓ بن عبداللہ بجلی کو امیر معاویہ کے پاس بیعت کیلئے بھیجا، امیر معاویہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور اہلِ شام نے تو صاف طور سے حضرت علیؓ کی بیعت سے نہ انکار کیا بلکہ یہ الزام لگایا کہ وہ خود خلیفۂ مظلوم کے قتل میں شریک یا ان کے قاتلین کے حامی ہیں۔ جریر نے واپس آکر حضرت علیؓ کو شام کی کیفیت سنائی تو آپ کیلئے اب بجز اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ لشکر کشی کریں چنانچہ آپ فوج لیکر نکلے اور مقام نخیلہ میں قیام کیا۔ جب امیر معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی شامی فوجوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ جزیرہ کے راستہ سے رقہ پہنچے وہاں دریائے فرات کو عبور کیا، جب آگے بڑھے تو شامی فوجیں سامنے آگئیں۔ دونوں لشکروں کے طلایوں میں ایک خفیف سی جنگ ہو کر رک گئی، اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل خیمہ زن ہو گئے اور دونوں طرف سے نمائندے آتے جاتے رہے لیکن ہر بار گفتگو بے نتیجہ رہی یہانتک کہ ۸ صفر ۳۷ھ کو حضرت علیؓ نے عام حملہ کا حکم کردیا، فریقین پوری طاقت کے ساتھ میدانِ جنگ میں آگئے اور ہولناک جنگ شروع ہوگئی۔ شامیوں کے پیاپے حملوں سے عراقیوں کے میمنہ نے شکست کھائی۔ حضرت علیؓ نے میسرہ کو اپنا قرارگاہ بنادیا۔ وہاں سے بھی اہلِ مصر تاب نہ لاکر بھاگ گئے۔ حضرت علیؓ نے اشتر سے کہا، ان لوگوں سے کہو کہ موت سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ اشتر کے جوش دلانے سے مصری پھر پلٹے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ شامیوں کی صفیں الٹ دیں۔ خونریز جنگ ہورہی تھی کہ یکایک نیزوں پر قرآن اٹھا کر اہلِ شام پکارنے لگے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں کتاب اللہ ہے۔ عراقیوں نے قرآن دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہم کو کتاب اللہ کا فیصلہ منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کے بندو! تم حق پر اپنا ہاتھ نہ روکو، فتح میں اب دیر نہیں ہے۔ انھوں نے قرآن اس نیت سے نہیں اٹھایا کہ اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ یہ ان کی ایک چال ہے جس سے تم کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اہلِ عراق بولے کہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی کتاب اللہ کیطرف بلائے اور ہم انکار کردیں، مسعر اور اس کے ہمراہیوں نے

کہا کہ آپ کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کر لیجئے ورنہ ہم ساتھ چھوڑ دیں گے۔ مجبوراً لڑائی بند کردی گئی اور حضرت علیؓ نے اشعث بن قیس کو بھیجا کہ معاویہ کا مقصد دریافت کریں۔ امیر معاویہ نے کہا، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک پنچ تمہاری طرف سے اور ایک پنچ ہماری طرف سے مقرر ہو۔ وہ دونوں کتاب اللہ کی رو سے ہماری اور تمہاری نزاع کا فیصلہ کردیں اور ہر فریق ان کے فیصلہ پر رضامند ہو جائے۔ اشعث بن قیس نے واپس آکر حضرت علیؓ کو اطلاع کی، عراقیوں نے یک زبان ہو کر کہا یہ صورت نہایت مناسب ہے۔ چنانچہ رؤسائے عراق نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ کو پنچ منتخب کیا اور اہل شام کی طرف سے عمرو بن عاص مقرر ہوئے اور دونوں پنچوں نے فریقین سے عہد لکھوالیا اسی طرح اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ہوا جس میں نوے ہزار جانباز مسلمان مقتول ہو چکے تھے۔ عہدنامہ ثالثی کے لکھے جانے کے بعد امیر معاویہ اپنی فوج کو لیکر دمشق روانہ ہو گئے، ادھر عراقیوں میں جس وقت اشعث بن قیس اس عہدنامہ کو سنانے کیلئے نکلے تو بنی تمیم کے ایک سردار عروہ بن ادیہ نے کہا: قرآن کے فیصلہ میں تم نے آدمیوں کو کیوں ثالث مانا؟ ہم سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔ جب کوفہ کے قریب آئے تو بارہ ہزار آدمی فوج سے الگ ہو کر مقام حروراء میں خیمہ زن ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہمارا امیر شبیث بن ربعی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ ان کی فہمائش کیلئے بھیجے گئے ان لوگوں نے ان کے ساتھ بحث شروع کر دی، پھر حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور پوچھا کہ تم لوگ کیوں ہماری جماعت سے خارج ہو گئے؟

خوارج :- اس لئے کہ آپ نے اللہ کے حکم میں انسانوں کو ثالث بنایا۔ حضرت علیؓ :- کیا میں نے تم کو پہلے اس ثالثی کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ تم لوگوں نے تو خود اصرار کر کے مجھے اس پر مجبور کیا ہے۔ خوارج :- مسلمانوں کے خون کے معاملہ میں اشخاص کو ثالث بنانا کہاں سے درست ہے۔ حضرت علیؓ :- ہم نے اشخاص کو کب حکم مانا ہے؟ ہمارا فیصلہ تو قرآن پر ہے۔ اشخاص اس کی رو سے حکم دیں گے۔ خوارج :- پھر اس فیصلہ کیلئے مدت مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت علیؓ :- تاکہ اتنے عرصہ میں امت اس سے واقف ہو جائے، لوگوں کو غور و فکر کا موقع مل سکے اور صحیح راستہ پر آجائیں۔ خوارج :- ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا ثالثی قبول کرنا کفر تھا ہم اس کفر سے توبہ کرتے ہیں آپ بھی اگر تائب ہو جائیں تو ہم ساتھ چلنے کیلئے تیار ہیں۔ حضرت علیؓ :- صرف چھ مہینے کی بات ہے شہر میں چلو اس درمیان میں خراج کی وصولیابی ہو جائیگی اور سواریاں بھی توانا ہو جائیں گی اس کے بعد دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلیں گے۔ الغرض بڑی مشکلوں سے ان کو کوفہ میں لائے۔ (تاریخ امت مختصراً)

شؤم الدار

گھر کی نحوست

قال عبد الملك بن عمير الكوفي: كنت عند عبد الملك بن مروان بقصر الكوفة المعروف بدار الامارة

حِيْنَ جِيءَ بِرَاسِ مَصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَآنِي قَدِ ارْتَعْتُ فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقُلْتُ أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، كُنْتُ بِهٰذَا الْقَصْرِ بِهٰذَا الْمَوْضِعِ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (رضی اللّٰہ عنہما) بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي هٰذَا الْمَكَانِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيْهِ مَعَ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَرَأَيْتُ رَأْسَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ كُنْتُ فِيْهِ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْمُخْتَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ هٰذَا رَأْسُ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ: فَقَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنْ مَوْضِعِهِ وَأَمَرَ بِهَدْمِ الطَّاقِ الَّذِي كُنَّا فِيْهِ۔

لغوی تحقیق

شوم: نحوست (ک)، شامہ: نحوس ونا مبارک ہونا۔ عبدالملک بن عمیر بن سوید لخمی کوفی حلیف بنی عدی متوفی ۱۳۶ھ عبدالملک بن مروان متوفی ۸۶ھ، ایک خلیفہ کا نام جس کے ہاتھ پر لوگوں نے ۶۵ھ میں بیعت کی تھی۔ قصر: محل۔ ج قصور۔ مصعب بن الزبیر: انکی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام کے بھائی ہیں۔ جب حضرت عبداللہ مکہ کے والی تھے اس وقت انھوں نے ان کو عراق کا والی بنادیا تھا۔ ۶۷ھ میں عبیداللہ اور ابراہیم اشتر نخعی کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اشتر کے ساتھ سات آٹھ ہزار کوفی تھے اور عبیداللہ کے ہمراہ چالیس ہزار شامی، موصل کے قریب فریقین کا مقابلہ ہوا، اہل شام ہزیمت سے دوچار ہوگئے اور عبیداللہ شہید ہوگئے۔ ہدم (ض) ہدمًا: عمارت ڈھانا۔ الطاق: محراب۔ ج طیقان۔

(فائدۂ اولیٰ) ابن ماجہ کے علاوہ ارباب صحاح نے امام مالک کی حدیث عن الزہری عن سالم وحمزۃ ابنی عبداللہ بن عمر عن ابیہما روایت کیا ہے، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان یکن الخیر فی شیٔ ففی ثلاث المرأۃ والدار والفرس (اگر کسی چیز میں خیر ہے تو عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہے) ایک روایت میں ہے" الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" کہ نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں گھر میں اور گھوڑے میں۔ ایک اور روایت میں ہے" الشوم فی اربع المرأۃ والدار والفرس والخادم"۔ امام ابوداؤد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے" قال قال رجل یا رسول اللہ انا کنا فی دار کثر فیہا عددنا واموالنا فتحولنا الی دار قل فیہا عددنا واموالنا فقال ذروہا ذمیمۃ" (ایک شخص نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ ہم ایک مکان میں رہتے تھے وہاں ہمارے افراد اہل وعیال بھی کثرت سے تھے اور ہمارے پاس مال بھی کافی تھا ہم اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوگئے تو ہمارے افراد بھی کم ہوگئے اور مال بھی کم ہوگیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اس گھر کو چھوڑ دو اس حال میں کہ وہ برا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اماکن میں نحوست ہوتی ہے۔ علماء کی ایک جماعت جن میں امام مالکؒ بھی ہیں حدیث کو اسی پر محمول کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بعض گھروں میں رہنا سہنا من جانب اللہ باعث ضرر اور باعث ہلاکت ہے۔ بخاری ومسلم کی روایت" انما الشوم فی ثلاث الفرس والمرأۃ والدار" سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گھوڑے اور بعض عورتیں بھی منحوس ہوتی ہیں لیکن جمہور علماء اس کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں میں نحوست کا اعتقاد شیوۂ اہل جاہلیت ہے۔ جیساکہ حضرت

؎ ہٰذہ الدار کانت دار الاسود بن عوف اخی عبدالرحمٰن بن عوف وہو السائل۔ ۱۲

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناطق ہے۔

مسند ابو داؤد طیالسی میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں" الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ پوری بات محفوظ نہیں کر سکے۔ کیونکہ وہ آپکی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ فرما رہے تھے قاتل اللہ الیھود یقولون الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" پس ابو ہریرہؓ نے حدیث کا آخری حصہ سنا، شروع کا حصہ سننے سے رہ گیا۔ نیز عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں دیگر اشیاء کیطرح ان چیزوں میں بھی نحوست کی نفی موجود ہے۔ حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا" ہامہ، عدویٰ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے، اگر ہوتی تو گھر میں گھوڑے میں عورت میں ہوتی کہ یہ اس کے قابل ہیں لیکن ان میں نحوست نہیں ہے۔ رہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا گھر چھوڑ دینے کو فرمانا سو امام خطابی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس مکان میں رہنے کے سبب سے نقصان اور خرابی کی جو بات ان کے دلوں میں جم گئی تھی اس کا ازالہ مقصود ہے تاکہ وہ شرک خفی میں مبتلا نہ ہوں، بدشگونی مقصود نہیں۔

(فائدہ ثانیہ) بعض اوضاع بعض احوال پر اور بعض اسماء بعض امور پر دال ہوتے ہیں، تو اگر بعض کلمات صالحہ سے نیک فالی لی جائے مثلاً کوئی طالب امر کسی سے سنے یا واجد یا نجیح یا کوئی مسافر سنے یا راشد یا واجد الطریق یا کوئی بیمار سنے یا سالم تو ان امور مشروعہ سے نیک فالی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ نیک فالی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جمرہ (بمعنیٰ چنگاری) آپ نے پوچھا: کس کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا شہاب کا (بمعنیٰ شعلہ) آپ نے پوچھا: کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا حرقہ سے آپ نے پوچھا: کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا حرّہ میں (بمعنیٰ سیاہ پتھریلی زمین گویا وہ جل کر کوئلہ ہو گئی ہے) آپ نے فرمایا

---

[1] قال الحافظ الدمیاطی ومن اغرب ما وقع فی تاویلہ ما رویناہ بالاسناد الصحیح عن یوسف بن موسیٰ القطان عن سفیان بن عیینۃ عن الزھری عن سالم عن ابیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال" البرکۃ فی ثلاث فی الفرس والمرأۃ والدار" قال یوسف سألت سفیان بن عیینۃ عن معنیٰ ہذا الحدیث فقال سفیان سألت عن الزہری سألت عنہ سالماً فقال سالم سألت عنہ ابی عبداللہ بن عمر سألت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان الفرس ضروباً فہو مشؤم واذا کانت المرأۃ قد عرفت زوجاً غیر زوجہا فحنت الی الزوج الاول فہی مشؤومۃ واذا کانت الدار بعیدۃ عن المسجد فلا یسمع فیہا الاذان والاقامۃ فہی مشؤومۃ واذا کن بغیر ہذہ الصفات فہن مبارکات۔

وفی سنن ابی داؤد من حدیث فروۃ بن مسیک قال قلت یا رسول اللہ! ارض عندنا یقال لہا ارض ابین ہی ارض ریفنا ومیرتنا وانہا وبئۃ او قال وباؤہا شدیدۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعہا عنک فان من القرف التلف، قال ابن الاثیر القرف ملابسۃ الداء ومداناۃ المرض والتلف الہلاک، وہذا لیس من باب العدوی وانما ہو من باب الطب فان استصلاح الہواء من اعون الاشیاء علی صحۃ الابدان وفساد الہواء من اسرع الاشیاء الی الاسقام۔

گھر واپس جا کیونکہ تیرے گھر والے سب جل چکے ہیں۔ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی سب جل چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک امیر کے زمانہ میں آسمان سے کچھ ستارے ٹوٹ کر گر گئے جس سے امیر کو بہت دہشت ہوئی۔ تو جمیل شاعر نے کہا ؂

ہذی النجوم تساقطت ؛ لرجوم اعداء الامیر۔ اس سے امیر نے نیک فالی لی اور جمیل کو انعام واکرام سے نوازا۔

(فائدۂ ثالثہ) قصر مذکور میں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے امام حسینؓ کا سر کٹ کر آیا، اور عبید اللہ کا سر مختار کے سامنے اور مختار کا سر مصعب کے سامنے اور مصعب کا سر عبد الملک کے سامنے۔ یہ سارے انقلابات ۶۱ھ سے ۷۱ھ تک یعنی صرف دس سال کے اندر اندر واقع ہوئے ہیں۔

توضیح عبد الملک ابن عمیر کوفی نے بیان کیا کہ میں عبد الملک ابن مروان کے پاس کوفہ کے مشہور محل دار الامارۃ میں تھا جس وقت کہ حضرت مصعب ابن زبیر کا سر لایا گیا اور عبد الملک ابن مروان کے پاس رکھا گیا عبد الملک نے مجھے دیکھا کہ میں کانپ رہا ہوں تو اس نے کہا: تجھے کیا ہو گیا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین، میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میں اس محل میں اس جگہ پر عبید اللہ ابن زیاد کے ساتھ تھا تو میں نے حسین بن علیؓ کے سر کو اس کے سامنے اسی جگہ دیکھا تھا۔ پھر میں اس جگہ مختار بن عبید ثقفی کے ساتھ تھا تو عبید اللہ بن زیاد کے سر کو اس کے سامنے دیکھا، پھر مصعب ابن زبیر کے ساتھ تھا تو میں نے مختار کے سر کو ان کے سامنے دیکھا۔ پھر یہ حضرت مصعب ابن زبیر کا سر آپ کے آگے ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ عبد الملک بن مروان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اس محراب کو ڈھا دینے کا حکم دیا جہاں ہم تھے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

جو میرے دوست کے ساتھ دشمنی کرے گا میں اسے اعلانِ جنگ دیتا ہوں

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سبحانہ وتعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے دوست کو اذیت دیگا تو میں اس کو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں۔ حضرات ائمہ نے کہا ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے مرتکب کے متعلق اللہ رب العزت نے یہ فرمایا ہو کہ میں اس سے لڑوں گا سوائے اولیاء اللہ کو تکلیف دینے کے اور سود خوری کے کہ اس کے بارے میں بھی فرمایا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (اگر تم سود خوری سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ)

ذکر الشیخ الصفوی ان المنصور بلغہ ان سفیان الثوری ینقم علیہ فی عدم اقامۃ الحق فلما توجہ المنصور الی الحج وبلغہ ان سفیان بمکۃ ارسل جماعۃ امامہ وقال لھم حیثما

وجدتم سفیانَ خذوہ واصلبوہ، فنصبوا الخشبَ لیصلبوا سفیانَ علیہ وکان سفیان بالمسجد الحرام ورأسہٗ فی حِجر الفضیل بن عیاض ورجلاہ فی حِجر سفیان بن عیینۃ فقیل لہٗ خوفاً علیہ باللہ لاتشمت بنا الاعداءَ قُم فاختفِ فقام ومشیٰ حتیٰ وقف بالملتزم وقال وربّ ہذہ الکعبۃ لا یدخلھا (یعنی مکۃ) المنصور، وکان وصل الی الحجون فزلقتْ بہٖ راحلتہ فوقع عن ظہرھا ومات من فورہ، فخرج سفیانُ وصلّٰی علیہ ھذا کلامہ ؛

لغوی تحقیق

عادیٰ۔ معاداۃ ، جھگڑا کرنا ، دشمنی کرنا ۔ ولیًّا ؛ دوست ۔ ج اولیاء ۔ لفظ ولی فعیل فاعل کا مبالغہ ہے جیسے رحیم بمعنیٰ راحم ۔ علیم بمعنٰی عالم ۔ اس صورت میں ولی وہ ہے جو عبادتِ خداوندی میں اسطرح مستغرق ہو کہ عصیان وفتور کا نام تک نہ آئے ۔ ولایت کیلئے یہ دونوں معنیٰ ضروری ہیں چنانچہ ولی من جانب اللہ معصوم ہوتا ہے پس جس شخص کا عمل از روئے شرع قابلِ اعتراض ہو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا بلکہ ایسا شخص کھلا دھوکہ باز اور مغرور ہے ۔ ذکرہ الامام ابوالقاسم القشیریؒ ۔ اذنتہ : آگاہ کرنا ۔ اذن (س) اذناً : اجازت دینا ۔ الحرب : لڑائی ۔ ج حروب ۔ حرب (ن) حربًا : سب کچھ چھین لینا ۔ حاربہ ، لڑائی کرنا ۔ حربہ ، چھوٹا نیزہ ۔ ج حروب ۔ الصفوی ، صلاح الدین ابوالصفا خلیل بن ایبک متوفی ۷۶۴ھ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے ، التنبہ علی التشبیہ کتاب اعیان المصر فی اعیان المصر فی اعوان النصر ۔ جنان الجناس وغیرہ انھیں کی ہیں ۔ منصور : ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ مشہور عباسی خلیفہ ہے ۔ اس کی پیدائش حمیمہ میں ۱۰۱ھ میں ہوئی تھی ۔ خلافت عباسیہ کیلئے جدوجہد اور اس کے انتظام و اہتمام میں سفاح کا دست راست تھا ۔ جس وقت اس کی وفات ہوئی یہ حج کیلئے گیا ہوا تھا ۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے بیعت لی اور اس کو صورتحال سے مطلع کیا ۔ وہ واپس آرہا تھا راستہ میں قاصد ملا ، عجلت کے ساتھ انبار پہنچکر تخت نشین ہوا ۔ منصور شجاعت ، بیدار مغزی ، علم اور مدبری کے لحاظ سے خلفائے عباسیہ میں سب سے فائق تر تھا ، کام سے کبھی تھکتا نہ تھا ۔ صبح سے عصر تک انتظام فوج ، تدبیر مہمات اور رعایا کے معاملات کے انصرام میں مصروف رہتا تھا ، عصر کی نماز کے بعد اپنے خانگی امور کو دیکھتا ، شام کو لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ، عشاء کی نماز کے بعد اطراف ممالک سے جو خطوط اور اطلاعات موصول ہوتی تھیں انکو پڑھتا پھر سو جاتا ، رات کے آخری حصہ میں اٹھکر اطمینان کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھتا ، جب صبح صادق طلوع ہوتی مسجد میں فجر کی نماز پڑھتا ، اس سے فارغ ہوکر ایوان خلافت میں بیٹھ جاتا ۔ ۱۸۵ھ میں حج کو جارہا تھا راستہ میں بیمار ہوا اور مکہ کے متصل بر میمون میں پہنچکر ۷ ذی الحجہ کو انتقال کرگیا ۔ مدت خلافت چھ دن کم بائیس سال رہی ۔ سفیان الثوری ، ابوعبداللہ بن سعید کوفی مولود ۹۷ھ متوفی ۱۶۱ھ مشہور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں جن کی دینداری ، زہد ورع مجمع علیہ ہے ۔ ینقم (ض ، س) نقمًا علی فلان عیب لگانا ، برا جاننا ۔ فی عدم فی تعلیلیہ ہے جیسے حدیث میں ہے " ان امرأۃ دخلت النار فی ہرۃ حبستھا ای لاجل ہرۃ ۔ اصلبوہ (ن ، ض) صلبًا ، سولی دینا ۔ صلیب ؛ جس پر سولی جائے ۔ ج صلب ۔ صلبان (ک) صلابۃ سخت

ہونا۔ صُلب: سخت، ریڑھ کی ہڈی۔ ج اصلاب۔ فنصبوا (ض) نصبًا: کھڑا کرنا، گاڑنا (س) نصبًا: تھکنا۔ نصُبٌ: کھڑی کی ہوئی چیز، بت۔ ج انصاب۔ نصیب: حصہ۔ ج انصبہ۔ انصباء۔ الخشبَ: موٹی لکڑی۔ ج خشب خشبَ (ض) خشبًا: ملانا، صاف کرنا۔ حَجر: گود۔ ج حجور۔ حَجَرَ (ن) حجرًا: روکنا۔ حجر: پتھر۔ ج احجار۔ فضیل بن عیاض: ابو علی تمیمی یربوعی۔ مشہور عابد و زاہد ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور ابی وردمیں نشوونما پائی اور ایک مدت تک کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ و حدیث میں تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام شافعیؒ یحیی القطان، ابن مہدی وغیرہ ہیں۔ پہلے قطاع الطریق تھے پھر ہادی الطریق اور مقتدا بنے اور ایسے باخدا ہوئے کہ علی رازی نے فرمایا کہ میں تیس (۳۰) سال آپ کی صحبت میں رہا مگر کبھی ہنستے نہیں دیکھا مگر اس روز جبکہ آپ کے صاحبزادے علی فوت ہوئے۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی، میں نے بھی اسکو پسند کیا، وفات ۱۸۷ھ سفیان بن عیینہ۔ ابو محمد بن عمران۔ مشہور محدث فقیہ حافظ آٹھویں طبقہ کے کبار و اعیان میں سے تھے۔ ۱۵ر شعبان ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے، چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا، والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظمؒ سے حدیث اور فقہ حاصل کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب نے ہی پہلے مجھے محدث بنایا۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالکؒ نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا۔ آپ نے اپنی عمر میں ستر حج کئے۔ آخری حج کے موقع پر فرمایا کہ ہر مرتبہ دعا کرتا رہا کہ بار الٰہا! یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو جائے لیکن اب اتنی دفعہ سوال کرنے کے بعد سوال کرنے سے شرم آرہی ہے۔ چنانچہ اسی سال (۱۹۸ھ) وفات ہو گئی۔ لاتشمت: اشمتہ اللہ بعدوہ: دشمن کے غم سے خوش کرنا۔ شمت (س) شماتۃً: کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔ ص شامت۔ ج شمات۔ اختف۔ اختفاء سے امر حاضر ہے پوشیدہ ہونا۔ الملتزم: دیوار کا وہ حصہ جو حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے۔ الحجون: ایک پہاڑی ہے۔ زلقت: (ن، س) زلقًا: پھسلنا۔

توضیح شیخ صفوان نے بیان کیا ہے کہ منصور کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان ثوری اس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں حق کے قائم نہ کرنے کی وجہ سے۔ جب منصور حج کے لئے گیا اور اسے سفیان کے مکہ میں ہونے کا علم ہوا تو ایک جماعت کو اس نے آگے بھیجا اور ان سے کہا جہاں تم سفیان کو پاؤ اسے پکڑ کر سولی دیدو تو انھوں نے لکڑی گاڑی تاکہ اس پر سفیان کو سولی دیدیں۔ سفیان مسجد حرام میں اس طرح تھے کہ ان کا سر فضیل ابن عیاض کی گود میں اور ان کے دونوں پیر سفیان ابن عیینہ کی گود میں تھے تو ان سے ان پر اندیشہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہماری وجہ سے دشمنوں کو خوش نہ کیجئے، اٹھ کر چھپ جائیے۔ وہ اٹھ کر چلدیئے یہانتک کہ ملتزم کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے اور عرض کیا قسم ہے اس کعبہ کے رب کی کہ یہ نہیں داخل ہوگا یہاں یعنے مکہ میں منصور چنانچہ منصور مقام حجون تک پہنچا تھا کہ اچانک اس کی سواری پھسل گئی، وہ اس کی پیٹھ پر سے گر گیا اور فورًا مر گیا۔ سفیان نکلے اور اس پر نماز پڑھی۔ یہ سب شیخ صفوی کا کلام ہے۔

وکتب زیاد الی معاویۃ: قد اخذتُ العراق بیمینی وبقیت شمالی فارغۃ یعرض لہ بالحجاز

فبلغ ذلك عبد الله بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرفع يده الى السماء وقال اللّٰهمّ اكفنا شمال زياد فخرجت فی شماله قرحة فقتلت۔

لغوی تحقیق زیاد بن سمیہ۔ اس کی تشریح گذر چکی ہے۔ شمال: بایاں ہاتھ۔ عبد اللہ بن عمر ابو عبد الرحمن بعثت سے کچھ پہلے پیدا ہوئے، غزوۂ خندق، صلح حدیبیہ میں شریک رہے البتہ غزوۂ احد میں کم عمری کیوجہ سے شریک نہ ہوسکے تھے۔ آپ کثیر رواۃ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں وفات پائی ہے۔ قرحۃ، پھوڑا جس میں پیپ ہو۔

توضیح اور زیاد نے امیر معاویہ کو لکھا کہ میں نے عراق کو اپنے دائیں ہاتھ میں کر لیا ہے اور بایاں ہاتھ خالی ہے۔ وہ حجاز کے بارے میں انھیں تعریض کر رہا تھا۔ اس کی خبر عبد اللہ ابن عمرؓ کو پہنچی تو اپنے ہاتھ آسمان کیطرف اٹھائے کہ اے اللہ ہماری کفایت فرما زیاد کے بائیں ہاتھ سے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زیاد کے بائیں ہاتھ میں پھوڑا نکلا جس نے اسے مار ڈالا۔

عرض الحديث على كتاب الله

کتاب اللہ کے سامنے حدیث کا پیش کرنا

دخل الزهری على الوليد بن عبد الملك فقال: ما حديث يحدثنا به اهل الشام؟ قال وما هو يا امير المؤمنين؟ قال يحدثوننا ان الله اذا استرعى عبداً رعيته كتب له الحسنات ولم يكتب له السيئات، قال باطل يا امير المؤمنين! أنبيّ خليفة أكرم على الله ام خليفة غير نبي؟ قال بل خليفة نبيّ۔ قال: فان الله يقول لنبيّه داؤد: يا داؤد انا جعلناك خليفة فی الارض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد بما نسوا يوم الحساب" فهذا وعيد يا امير المؤمنين! لنبی خليفة فما ظنك بخليفة غير نبي؟ قال: ان الناس ليغروننا عن ديننا۔

لغوی تحقیق عرض: پیش کرنا۔ عِرض: آبرو۔ ج اعراض۔ عَرَض: سامان۔ ج عروض۔ عَرَض (ض) پیش کرنا۔ الزہری: ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ قرشی، مدنی حجاز اور شام کے کبار علماء میں سے ہیں جن کی جلالت شان پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ بقول خلیفہ ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ ولید بن عبد الملک خلفاء بنو امیہ کا چھٹا خلیفہ ہے۔

جس نے مسجد اقصیٰ اور جامع دمشق وغیرہ تعمیر کی ہے۔ توفی ۹۶ھ۔ استرعیٰ: رکھوالی اور نگہبانی چاہنا۔ لیغرونّا۔ لام برائے تاکید ہے۔ یغرونّ۔ جمع غائب ہے: دھوکہ دینا۔ اغترارًا، دھوکہ کھانا۔ غرّ (ن) دھوکہ دینا۔ ما غرک بفلان: تو نے اس پر دلیری کیوں کی (س) عزارۃ: شریف ہونا، ناتجربہ کار ہونا۔ عزًا، عزۃً، عزارۃً: خوبصورت سفید رنگ والا ہونا۔

توضیح امام زہری ولید بن عبد الملک پر داخل ہوئے تو ولید نے کہا: کیا یہ حدیث ہے جو اہل شام ہم سے بیان کرتے ہیں۔ امام زہری نے فرمایا امیر المؤمنین وہ کیا ہے۔ ولید نے کہا وہ ہم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے کو اپنے رعایا کا نگران بناتا ہے تو اس کے لئے بھلائیاں لکھتا ہے اور برائیاں نہیں لکھتا۔ امام زہری نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ حدیث باطل ہے کیا وہ نبی جو خلیفہ ہو زیادہ باعزت ہے اللہ کے نزدیک یا وہ خلیفہ جو نبی نہ ہو؟ ولید نے کہا کہ بلکہ وہ خلیفہ جو نبی بھی ہو تو امام زہری نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمارہے ہیں "یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق" (الآیۃ) یعنے اے داؤد ہم نے تمہیں روئے زمین پر خلیفہ بنایا تو تم لوگوں کے درمیان حق فیصلہ کرنا اور ہوائے نفس کا اتباع نہ کرنا کہ وہ تمہیں ہٹادے اللہ کی راہ سے، یقینا اللہ کی راہ سے جو بھٹکے ہوئے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے چونکہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلادیا" تو یہ وعید ہے اے امیر المؤمنین ایسے نبی کیلئے جو خلیفہ ہے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے اس خلیفہ کے بارے میں جو نبی نہ ہو۔ تو ولید نے کہا کہ بیشک لوگ ہمیں ہمارے دین کے بارے میں دھوکہ دیدیتے ہیں۔

التلمیح

لطیف اشارہ

حکیٰ صاحبُ الحدائق ان الفتحَ بن خاقان ذکر ابنَ الصائغ فی قلائد العقیان فقال فیہ انہ مدعٍین الدین وکمد نفوس المھتدین لایتطھر من جنابۃٍ ولا یظھر مخایل انابۃٍ فبلغ ذلک ابن الصّائغ فمرّ یومًا علی الفتح بن خاقان وھو جالسٌ فی جماعۃٍ فسلّم علی القوم وضرب علی کتف الفتح وقال انھا شھادۃ یا فتح ومضیٰ ولم یدرِ احدٌ ما قال للفتح فتغیّر لونہ فقیل لہٗ ما قال لک؟ فقال انی وصفتُہٗ کما تعلمون فی قلائد العقیان فما بلغتُ بذلک عشر ما بلغ ھو منی بھذہ الکلمۃ فانہ اشار بھا الی قول المتنبی ؎

واذا اتتک مذمّتی من ناقصٍ ❊ فھی الشھادۃ لی بانّی کاملٌ

لغوی تحقیق تلمیح : اشارہ کرنا۔ فتح ابونصر محمد بن عبید اللہ بن خاقان قیسی اشبیلی۔ ایک بہت اچھا ادیب اور تاریخی شخص تھا جس نے قلائد العقیان، مطمح الانفس ومسرح الناس فی ملح اہل الاندلس وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ ارمد : آشوب چشم والا۔ کمد : سخت اندوہگیں۔ کمد (س) کمدا : غم کیوجہ سے بیمار دل ہونا۔ مخایل۔ جمع مخیلہ : علامت۔ کتف : کندھا۔ ج اکتاف۔ کتف (س) کتفا : بڑے کندھوں والا ہونا۔ الرجل: مشکیں کسنا۔ کتیفہ : دروازے کی چٹخنی۔ ج کتائف۔

توضیح صاحب حدائق نے یہ نقل کیا ہے کہ فتح ابن خاقان نے ابن صائغ کا قلائد العقیان میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کے دین کی آنکھ خراب ہے اور یہ ہدایت یافتہ لوگوں کی روحیں غمگین ہیں چونکہ وہ نہ جنایت سے پاک ہوتا ہے اور نہ انابت الی اللہ کی کوئی علامت رونما ہوتی ہے۔ یہ بات ابن صائغ تک پہنچی وہ ایک دن فتح ابن خاقان کے پاس سے گذر رہا تھا اور فتح ابن خاقان مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے لوگوں کو سلام کیا اور فتح کے کاندھے پر مارا اور کہنے لگا کہ یہی شہادت ہے اے فتح اور چلتا بنا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ فتح سے اس نے کیا کہا۔ اس کے بعد فتح کا رنگ متغیر ہوا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ سے اس نے کیا کہا تو ابن خاقان نے کہا جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں نے قلائد العقیان میں اس کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکا اپنی باتوں کے ذریعہ جہانتک وہ میرے متعلق اس بات کے ذریعہ پہنچا ہے چونکہ اس نے اشارہ کیا ہے اپنی بات کے ذریعہ متنبی کے شعر کی جانب۔ شعر
جب مجھ تک میری برائی کسی ناقص آدمی سے پہنچے تو میرے لئے شہادت ہے اس بات کی کہ میں کامل ہوں۔
﴿فائدہ﴾ اہل بدیع کی اصطلاح میں کسی قصہ معلومہ یا نکتہ مشہورہ یا شعر معروف یا مثل سائر کیطرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں جیسے ابوتمام کا یہ شعر ۔ فواللہ ما ادری احلام نائم ٭ المیت بنا ام کان فی الرکب یوشع
(ترجمہ شعر) بخدا میں نہیں جانتا کہ سونے والے کے خواب ہم پر نازل ہو گئے یا قافلہ میں حضرت یوشع ہیں۔
شاعر نے رحلت کنندہ احباب کے ساتھ اپنے ملاقاتی ہونے کو اور رات کی تاریکی کے پردے سے محبوب کے سورج جیسے چہرہ کے طلوع ہونے کو ذکر کیا ہے پھر اس کو نادر اور عجیب سمجھ کر تجاہلاً بطریق حیرت کہتا ہے کہ کیا یہ کوئی خواب ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ قافلہ میں حضرت یوشع آموجود ہوئے کہ آپکی دعا سے سورج غروب ہونے سے رک گیا۔"
اس میں حضرت یوشع بن نون کے مشہور قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ آپ قوم جبابرہ سے جمعہ کے روز جہاد کر رہے تھے، سورج غروب ہونے لگا، فتح میں کچھ دیر تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اگر سورج فتح سے پہلے غروب ہو گیا تو لڑائی ختم کرنی پڑے گی، کیونکہ سنیچر کے روز لڑائی ممنوع تھی۔ پس آپ نے سورج کے ٹھہر جانے کی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی، سورج رک گیا اور آن کی آن میں کفار پر فتح ہو گئی۔

وأد البنات
لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا

اوّلُ مَن مَنَعَ عَنِ الوأدِ صعصعۃُ بن ناجیۃَ جدُّ الفرزدق وذلک انہ اضلّ ناقتین لہ فخرج فی بغائھما فلما اجنۃ اللیل رُفعت لہ نارٌ فأمّھا فاذا شیخ وامرأۃ ماخض فسلم فردّ الشیخ فسألہ عن الناقتین فقال وجدتھما وقد احیانا اللہ بھما ثم قال الشیخ لنساءٍ کنّ عندہ ان جاءنا غلام فما ادری ما اصنع بہ وان جاءتنا جاریۃ فاقتلنھا ولا اسمعن صوتھا فجاءت جاریۃ فاشتراھا صعصعۃ بناقتیہ وجملہ الذی رکبہ فی طلبھما وجعل ذلک سنۃ فکلّ مَن ارادَ اَن یَئِدَ اِبنتہٗ لہ جاءہ فاشتراھا منہ بلقحتین وجمل فجاء الاسلام وقد فدی ثلثمائۃ موؤدۃ ۔

لغوی تحقیق

واَدَ (ض) ائدوئدا۔ البنت: لڑکی کو زندہ درگور کرنا۔ وئیدہ، موؤدہ: زندہ درگور کی ہوئی لڑکی۔ صعصعۃ بن ناجیہ۔ صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد کہا: یارسول اللہ! میں نے زمانۂ جاہلیت میں کچھ اچھے کام کئے ہیں کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا کیا کام کئے ہیں؟ انھوں نے کہا تین سو بچیوں کو ایک ایک اونٹ اور دو دو اونٹنیوں کے عوض خرید کر زندہ کیا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ہذا من باب البر و لک اجرہ اذ من اللہ علیک بالاسلام۔ وفیہ یقول الفرزدق مفتخرا ؎ ومنا الذی منع الوائدا ۔ ت واحیا الوئید فلم یؤد۔ جد: دادا۔ ج اجداد۔ جد (ض) جدًا: عالی مرتبہ ہونا۔ جدا: کوشش کرنا۔ الفرزدق: ابو فراس ہمام بن غالب بن صعصعہ۔ مولود ۳۸ھ۔ متوفی سنہ ۱۲۰ھ۔ فرزدق۔ سفرجل کے وزن پر ہے، اس روٹی کو کہتے ہیں جو تنور میں گر جائے، وبرقول بعض پارہ از خمیر۔ فرزدق اور اس کا بھائی اخطل دونوں اچھے شاعر تھے، جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تھا تو اہل کوفہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ حضرت حسن نے فرزدق سے کہا یا ابا فراس! ما اعددت لہذا الیوم؟ قال شہادۃ ان لا الہ الا اللہ منذ ثمانین سنۃ۔ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ؎ فبتن بجانبی مصرعات × وبت افض اغلاق الختام۔ کہا: کمبخت تجھ پر تو حد واجب ہو گئی۔ اس نے جواب دیا۔ امیر المؤمنین! خدا نے فانہم یقولون مالا یفعلون فرماکر مجھ سے حد معاف کر دی۔ ایک مرتبہ یہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی نے حضرت حسن سے پوچھا کہ اگر کوئی لا واللہ بلیٰ واللہ کے ساتھ قسم کھائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا: تم نے اس بارے میں میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا ؎ فلست بماخوذ بلغو تقولہ ۔: اذا لم تعمد عاقدات العزائم۔ حضرت حسن نے کہا بہت خوب، پھر کسی نے پوچھا کہ ایک عورت کو اس کے خلیل کے ساتھ قید کیا گیا اسکی بابت آپکی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا اس کی بابت تم نے میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: کونسا قول؟ اس نے کہا ؎ وذات خلیل انکحتہا رماحنا ۔: حلال لمن یبنی بہا لم تطلق۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ہم تو آپ کو شاعر سمجھتے تھے مگر آپ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ فقیہ بھی ہیں۔ بُغاتہما: جستجو، تلاش۔ بغی (ض) بغاءً:

بغیا ، بغیۃ : طلب کرنا ، ظلم کرنا ۔ ص باغ ۔ ج بغاۃ ۔ بُغیہ : مطلوب ۔ اجنۃ اللیل : رات کی تاریکی نے اس کو چھپالیا ۔ ائتمہا (ن) ، ائتما : قصد کرنا ۔ امامۃ : امام بننا ۔ ماخض ۔ مخضت (س) مخاضا المرأۃ : دردزہ میں مبتلا ہونا ۔ ص ماخض ج مواخض ۔ مخض ۔ لقحتین ۔ لقحۃ : بہت دودھ دینے والی اونٹنی ۔ ج لقح ۔ لقاح ۔ لقحت (س) لقحًا ۔ الناقۃ حاملہ ہونا ۔ ص لاقح ۔ لقوح ۔ فدی (ض) فداءً : مال دیکر چھڑالینا ۔

توضیح زندہ درگور کرنے سے سب سے پہلے صعصعہ ابن ناجیہ نے روکا جو فرزدق کا دادا ہے اور وہ اسطرح کہ صعصعہ نے اپنی دو اونٹنی گم پائی ۔ اس بناء پر وہ انکی تلاش کیلئے نکلا ۔ جب رات تاریک ہوگئ تو اس کیلئے بلندی پر ایک آگ دکھائی دی ، وہ آگ کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا ہے اور ایک دردزہ میں مبتلا عورت ہے اس نے سلام کیا تو اس بوڑھے نے جواب دیا کہ میں نے انھیں دیکھا ہے اور اللہ نے ہمیں ان دونوں کے ذریعہ زندہ کیا ہے ۔ پھر بوڑھے نے اپنے پاس موجود عورتوں سے کہا اگر ہمارا لڑکا پیدا ہو تو مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کروں گا ۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو میں اسے قتل کردونگا اور اس کی چیخ وپکار کو نہیں سنوں گا ۔ آخر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کو صعصعہ نے اپنی دو اونٹنیوں اور اس اونٹ کے بدلے میں اس لڑکی کو خرید لیا جس پر وہ سوار تھا دو اونٹنیوں کی تلاش کیلئے ۔ اور اس کو طریقہ بنالیا کہ جو شخص اپنی لڑکی کو زندہ درگور کرنیکا ارادہ کرتا تھا وہ اس کے پاس آکر اس سے اس لڑکی کو دو اونٹنی اور ایک اونٹ کے بدلہ میں خرید لیتا تھا پھر اسلام آیا جبکہ وہ تین سو لڑکیوں کو جو زندہ درگور ہونیوالی تھیں فدیہ میں چھڑا چکا تھا ۔

الفصل بين التانيث اللفظي والمعنوي

تانیث لفظی اور تانیث معنوی کے درمیان فرق

ذُكِرَ اَنَّ قتادةَ دخلَ الكوفةَ فَالتفَّ عليه الناس فقال سَلُوا عمَّا شِئْتُمْ وَكانَ ابو حنيفةَ حَاضِرًا وهو غلامٌ حديثُ السِّنِّ فقال سَلُوه عن نملةِ سليمانَ اكانت ذكرًا امْ اُنثى فسألوه فافحم فقال ابو حنيفة رضي الله عنه كانت انثى فقيل لهُ مِنْ اَيْنَ عرفتَ فقال من كتاب الله وهو قولهُ قالت نملةٌ ، ولو كان ذكرًا لقيل قال نملةٌ وذٰلك ان النملة مثل الحمامة والشاة في وقوعهما على الذكر والانثى فيميز بينهما بعلامة نحو قولهم حمامةٌ ذكرٌ وحمامةٌ اُنثى يعني ان التانيث لفظي ومعنوي واللفظي لايعتبر في لحوق علامة التانيث بالفعل البتة بدليل انه لايجوز قامت طلحةُ ولاحمزةُ علمي مذكر فتعين ان يكون اللحوق انما هو التانيث المعنوي ۔

لغوی تحقیق فالتف عليه القوم : جمع ہونا ، اکٹھا ہونا ۔ التف النبات : گنجان ہوا ۔ اللِّفُ : پارٹی ، گروہ ،

گنجان باغ - ج الفاف (ن) لفًا. الشئ: لپیٹنا، جمع کرنا - تلاف القوم: باہم ملنا - اللفافۃ: جو چیز کسی چیز پر لپیٹی جائے دل پر لپیٹی ہوئی چربی - ج لفائف - ابو حنیفۃ: امام الائمہ، سراج الائمہ، حافظ الحدیث، سید الفقہاء نعمان بن ثابت فارس کے مشہور صاحب عزت و ثروت خاندان سے تھے، آپ کے دادا حضرت علیؓ کی خلافت میں مسلمان ہو چکے تھے - آپ ۸۰ھ میں عبد الملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اس وقت بہت سے صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھے - یہ فضیلت آپ کے معاصر ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہ ہوئی - آپ نے عکرمہ، عطاء بن ابی رباح، سالم بن عبد اللہ، سلیمان، حماد جیسے مایۂ ناز محدثین و فقہاء سے ذخیرہ احادیث جمع کیا ہے - حافظ ابن حجر مکی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ سے حدیث حاصل کی ہے - آپ متوسط قد، خوش رو، شیریں اور بلند آواز، نہایت ذہین، بیحد متقی، خدا ترس، شب بیدار تھے - ۱۲۰ھ میں مسند اجتہاد پر جلوہ افروز ہوئے - چالیس برس کی عمر میں یہ سلسلہ شروع ہوا تو حماد کے پرانے شاگرد حتیٰ کہ آپ کے بعض استاذ بھی آپ کے درس میں شریک ہونے لگے - آپ نے ماہ رجب ۱۵۰ھ میں وفات پائی، کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی - بغداد میں خیزران کے مقبرہ میں دفن ہوئے، سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں اس پر ایک قبہ اور اس کے قریب ایک مدرسہ بنوادیا - غلام: نوجوان، حلقہ بگوش - ج غلمان - نملۃ: چیونٹی - ج نمال - أفحم: خاموش کردیا گیا - فحم (ن) فحمًا: جواب سے ساقط ہونا (ک)، فحومۃ: کالا ہونا - فحم، فحیم: کوئلہ - افحمہ: خاموش کردینا - الجواب المفحم: خاموش کن جواب - الحمامۃ: کبوتر (نر و مادہ)

توضیح مذکور ہے کہ حضرت قتادہ کوفہ آئے تو ان کے پاس لوگ جمع ہو گئے - انھوں نے فرمایا جو چاہو سوال کرو - امام ابو حنیفہؒ موجود تھے، اس وقت نو عمر بچہ تھے - تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ کی چیونٹیوں کے بارے میں پوچھئے کہ وہ مذکر تھی یا مؤنث - لوگوں نے پوچھا تو وہ خاموش ہو گئے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ وہ مؤنث تھی، تو ان سے پوچھا گیا آپ نے کہاں سے جانا تو فرمایا اللہ کی کتاب سے - اور اللہ کا ارشاد ہے قالت نملۃ اگر مذکر ہوتا تو کہا جاتا قال نملۃ - اور یہ نملۃ مثل حمامۃ کے ہے شاۃ کے ہے - ان دونوں کے واقع ہونے میں مذکر و مؤنث پر تو ان کے درمیان علامت ہوتا ہے جیسے ان کا قول حمامۃ مذکر اور حمامۃ مؤنث - مقصد یہ ہے کہ تانیث ایک لفظی ہے اور ایک معنوی - تانیث لفظی کا اعتبار نہیں ہوتا تانیث کی علامت لاحق ہونیکا فعل کیساتھ بالکل - دلیل یہ ہے کہ جائز نہیں ہے قامت طلحۃ اور نہیں جائز ہے قامت حمزۃ، دونوں مذکر کے نام ہیں - تو متعین ہو گیا کہ علامت تانیث کا لاحق ہونا تانیث معنوی کی وجہ سے ہے -

الکنایۃ

کنایہ

لقی شیطان الطاق رجلًا من الخوارج وبیدہ سیفٌ فقال لہ الخارجیّ واللّٰہ لاقتلنّک اوتبرأ من علیّ فقال انا من علیّ ومن عثمان برئٌ ؏

لغوی تحقیق الکنایۃ ۔ کنا یکنو وکنی یکنی کنایۃً بالشئ عن کذا، کنایہ کرنا، لفظ بول کر اس کے غیر مدلول کا ارادہ کرنا (ض) کنیۃً وکنی تکنیۃ ،کنیت رکھنا۔ اصطلاح میں کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ متکلم شئی معین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنیٰ ہوں (خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور دوسرا مجازی) ایک معنیٰ قریبی ہو جس پر اس لفظ کی دلالت صریح ہو، اور ایک بعیدی کہ اس پر لفظ کی دلالت صریح نہ ہو اور متکلم قریبی معنے کو چھپا کر بعیدی معنیٰ کا ارادہ کرے جیسے آیت الرحمٰن علی العرش استویٰ میں استویٰ کے دو معنے ہیں۔ قریبی معنے استقرار فی المکان، اور بعیدی معنے استیلاء اور غلبہ اور یہی معنے مقصود ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بوقت ہجرت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی نے پوچھا من ہٰذا (یہ کون ہے) آپ نے فرمایا، ہاد یہدینی (ایک راہبر ہے میری رہنمائی کرتا ہے)۔ ہاد سے مراد ہادیٔ اسلام لیلہے۔ شیطان الطاق، محمد بن نعمان جہمی معاصر ابو حنیفہ ۔ او تبرأ ۔ کلمۂ او الیٰ یا الا کے معنیٰ میں ہے اور فعل مضارع بتقدیر اَنْ منصوب ہے جیسے لالزمنک او تعطینی حقی۔

توضیح شیطان طاق ایک خارجی سے ملا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی تو اس سے خارجی نے کہا کہ قسم خدا کی میں تجھے مار ڈالوں گا یہاں تک کہ تو براءت ظاہر کرے حضرت علیؓ سے تو اس نے کہا انا من علیؓ ومن عثمان بریٔ۔

تشریح انا من علیؓ کے دو معنیٰ ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ میں حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ دونوں سے بری ہوں خارجی نے یہی سمجھ کر اس کو چھوڑ دیا (اس صورت میں لفظ من بریٔ سے متعلق ہوگا) دوسرے یہ کہ انا من علی مستقل جملہ ہو اور من عثمان بریٔ مستقل دوسرا جملہ ہو۔ شیطان طاق کا مقصد یہی تھا اس صورت میں معنیٰ یہ ہوئے کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ غایت درجہ محبت رکھنے کیوجہ سے گویا حضرت علیؓ کا جزء ہوں اور حضرت عثمانؓ سے بری ہوں ؎

اے ذوق نہ کر نور میں آمیزش ظلمت ✿ کیا کام تبرے کو محبت میں علی کی

(فائدہ) حجاج بن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر کو جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ان کو بلا کر کہا تو میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا، انک قاسط عادلٌ۔ حاضرین نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ قاسط قسط سے اور عادل عدل سے ۔ گویا آپنے حجاج کو عدل، والنصاف کے ساتھ متصف کیا ہے اس لئے سب نے آپکی تعریف کی لیکن حجاج آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ چنانچہ اس نے کہا: جاہلو! اس نے تو مجھے ظالم اور کافر قرار دیا ہے۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی: واما القاسطون (ای الجائرون عن سنن الہدیٰ) فکانوا لجہنم حطبا، ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ای یجعلون لہ عدیلا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا "انی احب الفتنۃ واکرہ الحق واشہد بما لم ارہ۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے اس کو قید کر دیا۔ پھر یہ قصہ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو آپنے

فرمایا عمر: تم نے اس کو ظلماً قید کیا ہے؛ حضرت عمرؓ نے کہا: یہ کیسے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اسلئے کہ وہ اپنی دولت اور اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ وقد قال اللہ تعالیٰ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ"؛ نیز وہ موت کو ناگوار سمجھتا ہے حالانکہ موت حق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "وجاءت سکرۃ الموت بالحق" اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے حالانکہ اس نے خدا کو نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "لولا علیٌّ لہلک عمر"

ایضاً

دَخَلَ مُعَلَّی الطائیُّ علی ابن السری یعودہ فی مرضہٖ فانشد شعراً یقول فیہ:

فَاُقْسِمُ اِنْ مَنَّ الالٰہُ بصحۃٍ	وَنَالَ السریُّ بن السریِّ شفاءً
لَاُرَحِّلَنَّ العِیْسَ شہراً بحجۃٍ	وَیُعتِقُ شکراً سالمٌ وجفاءٌ

فلما خرج من عندہ قال لہ اصحابہ: واللہ ما نعلم عبدک سالماً ولا عبدک جفاءً فمن اردت ان تعتق؟ قال، ہما ہرتان عندی والحج فریضۃ واجبۃ فما علیَّ فی قولی شیءٌ ان شاء اللہ تعالیٰ

لغوی تحقیق

ایضاً۔ مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے اور عامل محذوف ہے۔ یعنی آض ایضاً۔ یا ضمیر سے حال ہے یعنی قال راجعاً۔ آض (ض) ایضاً: لوٹنا۔ متکلم کا ایک مضمون کے بعد اسی کے مناسب دوسرا مضمون لانا۔ یعودہ۔ عاد (ن) عوداً: بار بار کرنا۔ عیادۃً: بیمار پرسی کرنا۔ عود: لکڑی سارنگی ج عیدان، اعواد۔ منّ (ن) منّاً، مِنّۃً۔ علیہ: احسان کرنا۔ علیہ بما صنع: احسان جتانا۔ منون: موت۔ ریب المنون: حوادث زمانہ۔ یعتق (ض) عتقاً: آزاد ہونا۔ ص عتیق۔ ج عتقاء (ن) عُتقاً (ک) عتقاً (ک) عتاقۃً: پرانا ہونا۔ ہرتان۔ ہرۃ: بلی۔ ج ہرر۔ تصغیر ہریرۃ۔ ہرّ (ض) ہریراً: کتے کا بھونکنا۔

توضیح

معلّی طائی ابن السری پر عیادت کیلئے داخل ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اللہ نے صحت عطا کی اور سری ابن سری نے شفاء پائی تو میں حج کے لئے ایک ماہ تک بھورے رنگ کے اونٹوں پر سفر کروں گا اور شکریہ میں آزاد کردیا جائیگا سالم اور جفاء کو۔ جب معلّی اس کے پاس سے نکلا تو اس سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ بخدا ہمیں نہیں معلوم تمہارے غلام سالم اور جفاء کے بارے میں کہ تم نے کس کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرے پاس دو بلیاں ہیں اور حج فریضہ واجب ہے۔ تو مجھ پر میری قسم کیوجہ سے کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جُودُ سَیِّدِ المُرسَلِینَ صلی اللہ علیہ وسلم

سردار انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

روی حمادُ بنُ زیدٍ عن المعلّٰی بن زیادٍ عن الحسن انّ رجلاً جاءَ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسألہٗ فقال : اجلس سیرزقك اللّٰہ، ثم جاء اٰخرُ فقال لھم اجلسوا فجاء رجل باربع اواقی فاعطاہ ایاھا وقال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذہٖ صدقۃ فدعا الاول فاعطاہ اوقیۃ ثم دعا الثانی فاعطاہ اوقیۃً، ثم دعا الثالثَ فاعطاہ اوقیۃً وبقیت معہٗ اوقیۃٌ فعرض بھا للقوم فما قام احدٌ فلمّا کان اللیل وضعھا تحت راسہٖ وفراشہٗ عباءۃٌ فجعل لایاخذہٗ النوم فیرجع فیصلّی فقالت لہٗ عائشۃُ یارسولَ اللّٰہِ : ھل بك شیٌٔ ؟ قال لا : قالت فجاءك امرٌ من اللّٰہِ، قال لا : قالت : انك صنعتَ منذ اللیلۃ شیئًا، لم تکن تفعلہٗ فاخرجھا وقال ھٰذہٖ التی فعلتْ بی ماترین، انی خشیتُ ان یحدُثَ امرٌ من اللہ ولم امضھا :

لغوی تحقیق

جودٌ : کرم بخشش۔ اواقی۔ جمع اوقیہ : ایک وزن ہے جو سات مثقال کا ہوتا ہے۔ اور ایک مثقال تقریباً ڈیڑھ درہم کے وزن کا ہوتا ہے۔ فراشہ : بچھونا۔ ج فُرُش۔ عباءۃ : کملی، چوغہ۔ ج اَعْبِیۃ۔ النوم۔ نام نیاماً : اونگھنا یا سونا۔ ص نائم۔ ج نیام، نُوَّم۔ حلّ (ن، ض) حلولا : نازل ہونا۔ (ض) حلاً : حلال ہونا۔ لم امضہا (ف، ض) منحًا : عطا کرنا۔ منحۃ : عطیہ۔ ج منح۔

توضیح

حماد ابن زید معلّٰی ابن زیاد سے اور وہ حسن سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سوال کرتے ہوئے تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ عنقریب اللہ تجھے رزق دے گا۔ پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا تو ان سے حضورؐ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ تو ناگاہ ایک شخص چار اوقئے لیکر پہونچا۔ اور وہ چاروں حضورؐ کو دیدیئے اور کہا یہ صدقہ ہے۔ حضورؐ نے پہلے کو بلاکر ایک اوقیہ دیا اور دوسرے کو بلاکر دوسرا اوقیہ دیا اور تیسرے کو بلاکر تیسرا اوقیہ دیا۔ اور آپ کے پاس ایک اوقیہ باقی رہ گیا تو آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا، جب رات ہوئی تو اوقیہ کو سر کے نیچے رکھ لیا۔ آپ کا بچھونا آپکی کملی تھی، آپکو نیند نہیں آرہی تھی آپ لوٹتے تھے اور نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا کوئی معاملہ پیش آگیا ہے ؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا، کیا اللہ کا کوئی حکم آگیا ہے۔ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا کہ آج رات آپنے ایسا کام کیا جو آپ نہیں کرتے تھے۔ تو حضورؐ نے وہ اوقیہ نکال دیا اور فرمایا: یہی اوقیہ ہے جس نے میرے ساتھ وہ معاملہ کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اللہ کا حکم آئے اور میں اسے ہبہ نہ کروں۔

قصۃ سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے آقا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

؎ گرت چو نوح صبر ہست برغم طوفاں ❊ بلا بگردد وکام ہزار سالہ برآید (حافظ)

اَرْسَلَ اللّٰہُ نوحًا اِلیٰ قومِہٖ وَکَانُوْا یعبدونَ الاصنامَ فَاَمَرَھُمْ ان یعبدوا اللّٰہَ فلم یسمعوا قولَہٗ وَاتفقوا عَلٰی اذاہُ وکانَ کُلّما ینصحھُم جعلوا اَصَابعھم فِی اٰذانھم لئلّا یسمعوا ویغطّون وجوھَھم کراھۃَ النظرِ الیہ وَ استمرَّ علٰی ھٰذہ الحالۃِ تسعمائۃ وخمسین سنۃ ثم امرہُ اللّٰہُ اَنْ یصنعَ الفلکَ فعَمِلھا طبقات علٰی حسب الحیوانات من خشب الأبنوس. ثم بعد ذٰلک دعا نوحٌ علٰی قومہٖ فاجابَ اللّٰہُ دُعَائَہٗ وَ امرہٗ ان یاخذ من جمیع الحیوانات ذکرًا وَاُنثٰی وَان یاخذ کلَّ صنفٍ من النباتاتِ وَان یاخذ من اٰمن بہٖ ففعل کما امر واخذ ما یکفیھم من الزاد مدۃَ ستۃَ اَشھُرٍ وَ اوحی اللّٰہ الیہ ان یرکبَ فی السفینۃِ وقتَ ما یفور الماءُ من التنور فعند ذٰلک خرج وَ رکِبَ ونادیٰ من اٰمن فحضروا وَ کانوا اربعین نفسًا ؛

لغوی تحقیق

قصہ : واقعہ۔ ج قصص۔ قصّ (ن) قصصًا علیہ الخبر : بیان کرنا۔ الشعر : قینچی سے بال کاٹنا نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس) ابن بیار بن مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السّلام۔ آپ کا اصلی نام شاکر تھا، کثرتِ گریہ وزاری کی وجہ سے نوح ہوگیا۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو چالیس سال بعد پیدا ہوئے۔ اور چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے، ساڑھے نو سو سال تک قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے اور کوفہ میں یا کرک میں مدفون ہوئے۔ قومٌ۔ اسم جمع ہے اس کا بلفظہٖ کوئی واحد نہیں ہے، قیاس کے مطابق اس کی جمع بھی نہیں آتی۔ اقاویم جو جمع لائی جاتی ہے وہ شاذ ہے۔ الاصنام۔ جمع صنم : بت۔ صنم (س) صنمًا قوی ہونا۔ اذاہ : رنجش، تکلیف۔ اذی : تکلیف پانا۔ اصابعہم : اصبع کی جمع ہے : انگلی۔ آذانَ۔ جمع اُذن : کان۔ یغطّون۔ تغطیۃ : چھپانا۔ وجوہ۔ جمع وجہ : چہرہ۔ الفلکَ : کشتی۔ الآبنوس : ایک پھلدار درخت ہے جس کی لکڑی سخت کالی اور پتے صنوبر کی طرح ہوتے ہیں۔ الزاد : توشہ۔ ج ازودہ۔ مزود : توشہ دان۔ ج مزاود۔ زاد (ن) زودًا، توشہ لینا۔ السفینۃ : کشتی۔ ج سفن۔ یفور (ن) فورًا۔ الماء : پانی کا زمین سے ابلنا۔ القدر : ہانڈی کا جوش مارنا۔ التنور۔ ج تنادیر۔ یہ لفظ عجمی ہے جس کو اہل عرب نے معرب کر لیا کیونکہ اس کی اصلی بنا تنر ہے اور کلام عرب میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں راء سے پہلے نون ہو۔ ذکرہٗ القرطبی۔

توضیح

اللہ نے حضرت نوح علیہ السّلام کو انکی قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا، ان کی قوم بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے انھیں حکم دیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں لیکن انھوں نے ان کی بات نہ سنی۔ اور ان کو اذیت پہنچانے پر متفق ہو گئے اور جب وہ ان کو نصیحت کرتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈال لیتے تھے تاکہ وہ سن نہ سکیں اور اپنے چہروں کو چھپا لیتے تھے ان کو دیکھنا ناپسند کرنے کی وجہ سے۔ یہی حالت ساڑھے نو سو برس تک رہی۔ پھر اللہ نے حضرت نوح علیہ السّلام کو حکم

دیا کہ وہ ایک کشتی بنائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طبقوں کے اعتبار سے تمام جانوروں کے مطابق آبنوس کی لکڑی سے کشتی تیار کی، پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے بد دعا فرمائی۔ اللہ نے انکی بد دعا قبول کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ تمام مذکر اور مؤنث جانوروں کو پکڑلیں اور ان پر ایمان لانیوالوں کو لے لیں اور انھوں نے حکم کے مطابق کیا اور چھ مہینہ تک کافی ہونیوالا توشہ لیا اور اللہ نے وحی بھیجی کہ وہ کشتی پر اس وقت سوار ہوں جبکہ پانی جوش مارنے لگے تنور سے۔ تو اس وقت وہ نکلے اور تمام مومنین کو آواز دی سب حاضر ہوئے ان کی تعداد چالیس تھی۔

(فائدہ) دوسری روایت یہ ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے، تیسری روایت حضرت مقاتل کی ہے کہ ۷۰ آدمی تھے، چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ کل اسّی آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ موصل کی جانب ایک بستی ہے جس کو قریۃ الثمانین کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس کو اسی آدمیوں نے آباد کیا تھا۔

مراتب الاصدقاء

دوستوں کے مرتبے

اقلّ الاصدقاء حالۃً من تشکو الیہ ولم یکن عندہ غیر سماع الشکوی والاصغاء الیھا لان سماعَ الشکوی وبثّھا فیہ تخفیفٌ عن المکروب والنفس تستروح الیہ ولھذا قال الشاعرُ ؎

ولابد من شکوی الی ذی مروأۃٍ	یُواسیك او یُسلیك او یتوجّعُ

لان المشکوّ الیہ اما یُواسیك فی ھمّك وھذہ الرتبۃ العُلیا وھو الصدیق الکریم ذوالمروأۃ واما ان یسلیك وھی الرتبۃ الوسطیٰ وھو الصدیق الحکیم المھذبُ ذوالتجارب الذی حلبَ اشطرَ الدھر واما ان یتوجع وھذہ الرتبۃ السفلیٰ وھو الصدیق العاجز فان خلا الصدیق من احدیٰ ھٰذہ المراتب کان وجودہ وعدمہٗ سواءً بل عدمہٗ خیرٌ من وجودہٖ۔

لغوی تحقیق

مراتب جمع مرتبہ: درجہ۔ الاصدقاء۔ جمع صدیق: دوست۔ تشکو (ن) شکوی، شکایۃ: شکایت کرنا۔ ص شاکٍ۔ الاصغاء: بغور سننا۔ صغا (ن، س) صغوًا، صغی الیہ: جھکنا۔ بثّھا (ن) بثّا الخبر: پھیلانا۔ مکروب: غمزدہ۔ کرب (ن) کربًا: سخت غمزدہ ہونا۔ کربٌ: غم۔ ج کروب۔ کربۃ: مشقت ج کُرَب۔ تستروح: آرام پانا۔ مروأۃ: مروت۔ یواسیک۔ مواساۃ: غمخواری کرنا۔ یسلیک۔ اسلاۃ: بے غم کرنا۔ سلا (ن) سلوًا: بے غم ہونا۔ یتوجع۔ توجعًا۔ وجع (س) وجعًا: دردمند ہونا۔ المشکوالیہ: جس کے پاس شکایت کیجائے۔ ہمک۔ ہم: غم۔ ج ہموم۔ ہم (ن) ہمًا: رنجیدہ کرنا۔ بالشئ: ارادہ کرنا۔ ہمام: کر گذرنے والا۔

توضیح سب سے کمتر دوست حالت کے اعتبار سے وہ ہے جس سے تو شکایت کرے اور اس کے پاس شکایت سننے اور اس کی جانب توجہ کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ چونکہ شکایت سننا اور اسے پھیلانا اس میں تخفیف ہوتی ہے غم زدہ کے غم میں اور روح کو آرام ملتا ہے۔ اسی بناء پر شاعر نے کہا ہے

شعر :۔ ضروری ہے کسی ذی مروت سے شکوہ کرنا کہ وہ تمہاری غمخواری کریگا یا تمہیں تسلی دیگا یا تکلیف محسوس کریگا چونکہ مشکو الیہ یا تو تمہارے غم میں غمخواری کریگا اور یہ اونچا مرتبہ ہے اور یہی شریف اور صاحب مروت دوست ہے، یا تمہیں وہ تسلی دے گا اور یہ درمیان کا درجہ ہے اور یہ ہوشمند صاحب تہذیب اور تجربہ کار ہے جس نے زمانہ کے حوادثات کو آزمایا اور یا وہ تکلیف محسوس کریگا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور یہ عاجز دوست ہے۔ اگر کوئی دوست ان میں سے کسی ایک درجہ سے بھی خالی ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بلکہ اس کا نہ ہونا ہی بہتر ہے

(فائدہ) ربیعہ بن مقروم نے سچے دوست کی یہ پہچان بتائی ہے ؎

اخوک اخوک من یدنوا وترجو × مودتہ وان دعی استجابا × اذا حاربت حارب من تعادی × وزاد سلاحہ منک اقترابا

(تیرا بھائی (دوست) حقیقت میں وہ ہے جو تجھ سے قریب ہو اور جس کی دوستی کی تجھ کو امید ہو اور اگر وہ مصیبت کے وقت بلایا جائے تو وہ تیرے بلانے کو مان لے اور فوراً حاضر ہو جائے، جب تو دشمن سے لڑے تو وہ بھی اس سے لڑے اور اس کے ہتھیار تجھ سے قربت اور محبت بڑھادیں) یعنے وہ تیرے دشمنوں کو مارے اور اس سے تیری محبت زائد ہو۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں سچا دوست مثل عنقا ہے۔ ایک فیلسوف سے کسی نے پوچھا، ما الصدیق۔ دوست کے کیا معنے؟ اس نے کہا اسمٌ بلا مسمّیٰ صرف ایک اسم ہے جس کے مسمیٰ کا کچھ پتہ نہیں۔ فضیل نے حضرت سفیان سے کہا کسی قابل اعتماد دوست کو بتائیے۔ آپ نے جواب دیا، یہ تو ایسی گم شدہ چیز ہے جو تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

ولنعم ما قال ابو اسحاق الشیرازی ؎

سالت الناس عن خل وفی ÷ فقالوا ما الی ہذا سبیل ÷ تمسک ان ظفرت بود حر ÷ فان الحر فی الدنیا قلیل

الابرام

تنگدل کرنا

؎ اذا دخل الثقیل بارض قوم ÷ فما للساکنین سوی الرحیل

اہدیٰ رجلٌ من الثقلاء الی رجل من الظرفاء جملاً ثم نزل علیہ حتی ابرمہ فقال فیہ ؎

یا مبرماً اہدی جمل + خذ وانصرف الفی جمل	قال وما اوقارہا قلت زبیبٌ وعسل
قال ومن یقودہا قلتُ لہ الفا رجل	قال ومن یسوقہا قلت لہ الفا بطل

قال وما لباسھم قلت حُلیٌّ وحُلل
قال عبیدٌ لی اذًا قلتُ نعم ثم خول
قلتُ لہٗ الفی سجلٍ فاضمن لنا ان تحل
قال وقد ابرمتکمُ قلتُ لہٗ الامرُ جلل
قال فانی راحلٌ قلتُ العجلُ ثم العجلُ
یا جبلاً من جبلٍ

قالَ وما سلاحُھم قلتُ سیوفٌ واسلٌ
قال بھذا فاکتبوا اذًا علیکم لی سجل
قالَ وقد اضجرتکم قلتُ اجلْ ثم اجلْ
قال وقد اثقلتکمُ قلتُ لہٗ فوقَ الثقلُ
یا کوکبَ الشؤمِ ومن اربی علی نحس زحل
فی جبلٍ فوقَ الجبلُ

لغوی تحقیق

الابرام۔ برم (س) برمًا: تنگدل ہونا۔ برم: بخیل۔ الثقلاء۔ جمع ثقیل: بوجھل۔ ثقُل (ک) ثقلاً: بھاری ہونا۔ ثقل: بوجھ۔ ج اثقال۔ دفینے، مردے، مثقال، تولنے کے اوزان۔ ج مثاقیل۔ الظرفا۔ جمع ظریف۔ زیرک خوش طبع۔ ظرفَ (ک) ظرافۃً: خوش طبع ہونا۔ جملاً۔ اونٹ۔ ج جمال (ک) جمالاً: خوبصورت ہونا۔ ص جمیل۔ اوقار۔ جمع وقر: بوجھ۔ وقر (ض) وقرًا: بوجھل ہونا۔ زبیب: کشمش۔ عسل: شہد۔ ج عُسل اعسال عسل (ن، ض) عسلاً: کھانے میں شہد ملانا۔ عسّال: شہد فروش۔ یقود (ن) قودًا: چوپائے کو آگے سے کھینچنا۔ قیادۃً، سالارِ جیش ہونا۔ ص قائد۔ ج قادہ۔ یسوق (ن) سوقًا: پیچھے سے ہانکنا۔ سائق۔ ج ساقہ۔ ساق: پنڈلی ج سیقان۔ سُوق، بازار۔ ج اسواق، سیاقِ کلام، اسلوب کلام۔ بطل: بہادر۔ ج ابطال۔ بطل (ک) بطالۃً: بہادر ہونا۔ حلی۔ جمع حلی: زیور۔ حلی (ض) حلیًا المرأۃ: آراستہ کرنا۔ حُلل۔ جمع حلہ: کپڑوں کا جوڑا۔ سلاح: ہتھیار۔ ج اسلحہ۔ اسل: نیزہ۔ ہر تیز اور پتلی تلوار۔ خول: غلام، کنیز۔ سجل: چک مہر، معاہدات کا رجسٹر۔ سجیل، کنکر۔ اضجرتکم، ملول کرنا۔ ضجر (س) ضجرًا بہ منہ: تنگدل ہونا۔ جلل: بڑا یا آسان معاملہ (من الاضداد) زحل: ایک سیارہ کا نام ہے جس کو بلندی اور بُعد کیلئے بطور مثال کے بیان کرتے ہیں۔ عدل اور علمیت کیوجہ سے غیر منصرف ہے۔ زحل (ف) زحولاً، دور ہونا، زائل ہونا۔ جبل: پہاڑ۔ ج جبال۔

توضیح

ایک ثقیل آدمی نے ایک ظریف الطبع انسان کے پاس ہدیہ میں ایک اونٹ بھیجا پھر وہ ثقیل الطبع انسان اس کے یہاں آیا یہانتک کہ اسے تنگ کر دیا تو ظریف الطبع انسان نے اس کے بارے میں کہا۔

شعر:۔ اے تنگدل کرنیوالے ایک اونٹ ہدیہ بھیجکر دو ہزار اونٹ لے لے اور چلا جا۔ تو اس نے کہا کہ اس کا بوجھ کیا ہوگا۔ تو میں نے کہا کشمش اور شہد، تو اس نے کہا اسے کون ہانکے گا تو میں نے کہا دو ہزار آدمی۔ اس نے کہا اسے کون چلائے گا تو میں نے کہا دو ہزار پہلوان۔ اس نے کہا ان کا لباس کیا ہوگا۔ میں نے کہا زیورات اور جوڑے تو اس نے کہا ان کا ہتھیار کیا ہوگا تو میں نے کہا تلوار اور نیزے۔ اس نے کہا اس کے بارے میں لکھدو اس وقت تم پر میرے لئے ایک دستاویز ہے۔ میں نے اس سے کہا دو ہزار دستاویز ہے لیکن تو ہمارے لئے ضامن ہوجا کہ تو سدھارے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم کو پریشان کر دیا میں نے تم پر بوجھ ڈالا۔ تو میں نے کہا بوجھ سے زیادہ

تو اس نے کہا میں جا نیوالا ہوں۔ تو میں نے کہا جلدی جلدی اے نحوست کے ستارے جو زحل کی نحوست سے بڑھی ہوئی ہے۔ اے پہاڑوں کے پہاڑ جو ایسے پہاڑ میں ہے جو پہاڑ کے اوپر ہے۔

الشجاعة الدينية

دینی بہادری

مِنْ خُطَبِ امیرِ المؤمنینَ وَثانی الخلفاءِ الراشدین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبتہُ التی قال فیھا: یا ایھا الناس مَنْ رأی منکم فِیَّ اعوجاجًا فلیقومہ، ای یُعدِلہُ فقام الیہ اعرابیٌّ مِنَ المسجد وقال، واللہِ لو رأینا فیك اعوجاجًا لقومناہ بسیوفنا فقال عمرُ الحمدُ للہ الذی جعل فی ھٰذہ الامۃِ مَنْ یقوّم اعوجاجَ عمر بسیفہ فرحمك اللہ یا عُمَرُ فقد عددتَ جوابَ ھٰذا الاعرابی وھو واحدٌ من رعایاك، وفردٌ مِن افرادِ شُعبك عدۃً نعمۃً تحمدُ اللہَ علیھا ونختمُ لك المقالَ بوصیۃٍ وصیّٰ بھا الرسول صلوات اللہ وسلامُہ علیہ احدَ اصحابہ، وھو ابوذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اوصانی خلیلی بصفات من الخیر، اوصانی لا اخاف فی اللہ لومۃَ لائم واوصانی ان اقولَ الحقَّ وان کان مُرًّا۔

لغوی تحقیق الشجاعۃ: بہادری۔ خطب۔ جمع خطبہ۔ اعوجاج: کجی، ٹیڑھاپن۔ عوج (س) عوجًا۔ اعوج تعوج العود، لکڑی کا ٹیڑھا ہونا۔ رعایا۔ جمع رعیۃ: حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ شعب جمع شعبۃ: گروہ، فرقہ۔ شعب (ف) شعبًا: جمع کرنا، متفرق کرنا، سنوارنا، بگاڑنا (من الاضداد) المقال: گفتگو خلیلی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ خلّ: دوست۔ ج اخلال۔ مُرًّا: کڑوا۔ مرّ (س) مرارۃً کڑوا ہونا۔

توضیح امیر المؤمنین اور دوسرے خلیفۂ راشد ابو حفص حضرت عمر بن الخطابؓ کی تقریروں میں سے ان کی یہ تقریر ہے جس میں انھوں نے فرمایا اے لوگو! جو تم میں سے مجھ میں کوئی کجی دیکھے وہ سیدھا اور برابر کردے۔ مسجد میں ایک اعرابی کھڑا ہوا اور وہ کہنے لگا قسم خدا کی اگر ہم آپ کے اندر کوئی کجی دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے اسے درست کردینگے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اس امت محمدیہ میں اس شخص کو پیدا کیا ہے جو عمر کی کجی کو اپنی تلوار سے سیدھی کرے گا۔

(راوی نے بیان کیا) اے عمر! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اس اعرابی کے جواب کو نعمت سمجھا حالانکہ وہ آپ کی رعایا میں سے ایک آدمی ہے اور آپ کی قوم میں سے ایک فرد ہے آپ اس کے جواب کو نعمت سمجھ کر خدا کا شکر بجالائے۔ اور ہم آپ گفتگو ختم کرتے ہیں ایک وصیت پر کہ جو وصیت فرمائی تھی حضورؐ نے

ایک صحابی کو اور وہ حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں۔ انھوں نے فرمایا مجھے میرے دوست نے بھلائی کی چند صفتوں کی وصیت کی ہے۔ مجھے انھوں نے وصیت فرمائی کہ میں اللہ کے معاملہ میں خوف نہ کروں ملامت کرنیوالے کی ملامت کا اور مجھے وصیت کی کہ حق بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو۔

الذکاوۃ

ذہانت

کتب عمرُ بن عبد العزیز الیٰ عدیّ بن ارطاۃ ان اجمع بین ایاس بن معاویۃ وَ القاسم بن ربیعۃ الجرشی فولِّ القضاءَ انفذ ھما فجمع بینھما فقال لہٗ ایاس ایھا الرجل سَلْ عنی وعن القاسم فقیھی البصرۃ الحسن وابن سیرینَ وَ کان القاسم یاتی الحسنَ وابنَ سیرینَ وَ کان ایاس لا یاتیھما فعلم القاسمُ انہٗ ان سألھما اشارا بہٖ فقال القاسمُ لا تسأل عنّی ولا عنہ فواللہِ الذی لا الٰہ الا ھو ان ایاسَ بن معاویۃ افقہُ منی وَ اعلمُ بالقضاءِ فان کنتُ کاذبًا فما ینبغی اَنْ تُولِّیَنی وَ اِنْ کنتُ صادقًا فینبغی لک ان تقبل قولی فقال لہٗ ایاس انک جئت برجلٍ فاوقفتہٗ علیٰ شفیرِ جھنم فنجی نفسہٗ منھا بیمینٍ کاذبۃٍ یستغفر اللہ منھا وینجو ممّا یخاف فقال لہٗ عدیّ اما اذ فھمتَھا فانت لھا فاستقضاہُ۔

لغوی تحقیق

عمرؒ بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابوحفص قریشی، مدنی، دمشقی، فقیہ، پرہیزگار، انصاف پسند امیر تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے ماہِ صفر ۹۹ھ میں اپنی وفات کے دن خلافت کیلئے آپ کا انتخاب آپ کی چالیس برس کی عمر میں کیا، آپنے فرائضِ خلافت کو اپنے ڈھائی سال میں انجام دیا اور رجب ۱۰۱ھ میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔ قال انسؓ ما رأیت اشبہ صلوٰۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا الفتیٰ۔ عدی بن ارطاۃ فزاری حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنر تھے۔ ۱۰۲ھ میں شہید ہوئے ہیں۔ قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی بصری۔ ولّ۔ امر حاضر ہے۔ تولیًا، خودداری لینا۔ کسی کام کیلئے تیار ہونا۔ انفذ، نافذ تر۔ نفذ (ن) نفوذًا الامر، جاری ہونا۔ پورا ہونا۔ ایھا الرجل۔ ای منادیٰ مبنی برضم ہے اور یا ندائیہ مقدرہ کیوجہ سے محلاً منصوب ہے۔ کلمہ ایّ معرف باللام کی ندا کا آلہ ہے جیسے یا ایھا الناس یا ایھا النبی اور ہا برائے تنبیہ ہے۔ فقیھی۔ فقیہ کا تثنیہ ہے۔ فقہ (ک) فقاہۃً: فقیہ ہونا (س) دانشور ہونا ص فقیہ۔ ج فقہاء۔ ابن سیرین۔ ابوبکر محمد بن سیرین۔ ان کے والد سیرینؒ جراجریا" عراق کے باشندے تھے اور اسی "عین التمر" کے معرکہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھ گرفتار ہوئے اور کسی کو تقسیم کر دیئے گئے بعد میں

انس بن مالکؓ کی غلامی میں آئے جنھوں نے بیس ہزار درہم پر مکاتبت کر کے آزاد کر دیا۔ ابن سیرین کی والدہ صفیہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب ان کے نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہرات نے انکی مشاطگی کا کام انجام دیا اور اٹھارہ بدری صحابہ کرام جن میں ابی بن کعبؓ بھی تھے تقریب میں شامل ہوئے سیرین کثیر الاولاد تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف امہات الاولاد سے ان کے تیس لڑکے تھے لیکن محمد حضرت صفیہ کے بطن سے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن سیرین فارس میں مدت تک حضرت انسؓ بن مالک کے ساتھ کاتب کی حیثیت سے رہے اور اس تقریب سے ان کو حضرت انسؓ سے علمی استفادہ کا بہت کافی موقع ملا۔ علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہؓ ابن عمرؓ، عمران بن حصینؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کے فیضِ صحبت سے مشرف ہوئے جن کی وجہ سے آپ علم کے پیکر ہو گئے تھے، علمی کمالات اور زہد و ورع کے ساتھ ابن سیرین بہترین معبر خواب کی حیثیت سے عوام و خواص میں زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اس فن میں کمال کی وجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھا اور درخواست کی کہ مجھ کو خواب کی تعبیر سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے میں خواب کی تعبیر بیان کرنے لگا۔ آپ ماہ شوال ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ اوقفتہ۔ ایقافاً، ٹھیرانا، کھڑا کر دینا۔ شفیر، ہر چیز کا کنارہ۔ مشفر، ہونٹ۔ ج مشافر۔ جہنم، دوزخ (غیر منصرف ہے) نجیٰ نجا (ن) نجاۃً، رہائی پانا۔ ص ناج۔ ج نواج۔ نجوا، نجویٰ، سرگوشی کرنا۔

توضیح حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے عدی ابن ارطاۃ کے پاس لکھا کہ تم جمع کرلو ایاس ابن معاویہ اور قاسم ابن ربیعہ جرشی کو پھر منصب قضاء کا مالک بناؤ ان میں سے ہوشیار کو۔ انھوں نے دونوں کو جمع کیا تو اس سے ایاس نے کہا کہ اے شخص آپ میرے متعلق اور قاسم کے متعلق بصرہ کے دونوں فقیہ حضرت حسن بصری اور محمد ابن سیرین سے پوچھ لیجئے۔ اور قاسم حسن اور ابن سیرین کے پاس آتے جاتے تھے، اور ایاس نہیں آتے تھے تو اس نے جان لیا کہ اگر ان دونوں سے پوچھے گا تو قاسم کے بارے میں وہ مشورہ دینگے تو قاسم نے کہا میرے بارے میں مت پوچھئے اور نہ اس کے بارے میں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے، یقیناً ایاس بن معاویہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں اور منصب قضاء کے معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مناسب نہیں ہے کہ آپ مجھے قضاء کا مالک بنائیں۔ اور اگر میں سچا ہوں تو آپ کے لئے مناسب ہے کہ میری بات مان لیں تو ایاس نے عدی سے کہا کہ آپ نے ایک شخص کو لاکر جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا پھر اس نے اپنے آپ کو اس سے بچالیا جھوٹی قسم کے ذریعہ۔ وہ اللہ سے مغفرت طلب کر رہا تھا اور وہ نجات پا جائے گا جس سے اسے خوف تھا۔ تو اس سے عدی نے کہا کہ جب آپ نے اس معاملہ کو سمجھ لیا تو آپ ہی اس کے لئے موضوع ہیں۔

آخر کار ایاس کو قاضی بنا دیا۔

الوفاء والمحافظة والامانة

وفاداری، حفاظت اور امانت

وفا و عہد نکو باشد ار بیاموزی — وگرنہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند (حافظ)

كان ابو العاص بن الربيع بن عبد العزى بن عبد شمس ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنته زينب تاجرًا تضاربه قريش باموالهم فخرج الى الشام سنة الهجرة فلما قدم عرض له المسلمون واسروه، واخذوا ما معه، وقدموا به المدينة ليلًا فلما وصلوا الفجر قامت زينب على باب المسجد فقالت يا رسول الله قد أجرتُ ابا العاص وما معه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أجرنا من أجرتِ، ودفع اليه ما اخذ منه وعرض عليه الاسلام فابى وخرج الى مكة ودعا قريشًا فاطعمهم ثم دفع اليهم اموالهم ثم قال هل وفيتُ؟ قالوا نعم، قد اديتَ الامانةَ ووفيتَ قال: اشهدوا جميعًا، انى اشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله، وما منعنى ان أسلم الّا أن يقولوا اخذ اموالنا ثم هاجر فاقرّه رسول الله صلى الله عليه وسلم على النكاح وتوفى فى سنة اثنتى عشرة۔

لغوی تحقیق

الوفاء (ض) بالوعد: پورا کرنا۔ الامانة (ک ش) امین ہونا۔ ص امین۔ ج اُمناء۔ ختن: داماد عورت کیطرف سے رشتے جیسے سسر، سالا۔ ج اختان۔ ختن (ن، ض) ختناً الصبی ختنہ کرنا۔ (ن) ختونا، داماد بننا۔ تضاربہ: کسی کے مال سے تجارت کرنا اور نفع میں شریک ہونا۔ اسروہ (ض) اسرًا: قید کرنا۔ اسیر: قیدی۔ ج اُساریٰ۔ اسر کل کا کل یقال ہذلک باسرہ، یہ کل تمہارے لئے ہے۔ اجرت: اجارۃ: پناہ دینا۔ آبیٰ (ف، ض) اباءً: انکار کرنا۔ ص آب۔ ج آباء۔

توضیح

ابوالعاص بن ربیع ابن عبدالعزیٰ ابن عبدشمس داماد رسولؐ تجارت کیا کرتے تھے۔ قریش ان کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرتے تھے۔ وہ شام ہجرت کے سال آئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور انھیں قید کر دیا اور ان کے پاس جو تھا وہ لے لیا۔ اور ان کو مدینہ رات میں لے آئے۔ جب انھوں نے فجر کی نماز پڑھ لی تو حضرت زینبؓ مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! میں نے ابوالعاص کو پناہ دیدی اور اس کو جو ان کے ساتھ ہے تو حضورؐ نے فرمایا ہم نے بھی پناہ دیدی جس کو تم نے پناہ دی اور ان کو وہ مال واپس دیدیا جو ان سے لیا تھا۔ اور ان پر اسلام پیش کیا انھوں نے انکار کرتے ہوئے مکہ کا رخ کیا اور قریش کو بلا کر انھیں کھلایا پھر انھیں ان کا مال دیدیا پھر کہا کیا میں نے پورا پورا دیدیا؟ تو انھوں نے کہا ہاں۔ تم نے امانت مکمل طور پر ادا کر دی۔

تو انھوں نے کہا: تم سب گواہ رہنا کہ میں اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ کے رسالت کی شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ مسلمان ہونے کیلئے سوائے اس کے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ وہ یہ کہتے کہ اس نے ہمارا مال لے لیا۔ پھر ہجرت کی۔ حضورؐ نے ان کو نکاح پر برقرار رکھا۔ سنہ ۱۲ھ میں انکی وفات ہوئی۔

موعظۃ النملۃ

چیونٹی کی نصیحت

؎ نظر کردن بدرویشاں منافی بزرگی نیست ❊ سلیماں باچناں حشمت نظرہا بود بامورش (حافظ)

رُوِیَ اَنَّ سلیمان لما سَمِعَ قول النملۃ (لا یحطمنکم سلیمانُ وجنودُہٗ) قال ائتونی بھا فاتوہ بھا فقالَ لہا لِمَ حذّرتِ النمل من ظلمی اما علمتِ انی نبیٌّ عدلٌ فلِمَ قلتِ لا یحطمنکم سلیمان وجنودہٗ فقالتِ النملۃ اما سمعت قولی وھم لا یشعرون ومع ذٰلک انی لم ارد حطم النفوس وانما اردتُ حطم القلوب خشیتُ ان یروا ما انعم اللّٰہُ بہ علیک من الجاہ والملکِ العظیم فیقعوا فی کفرانِ النعم فلا اقلَّ من ان یشتغلوا بالنظر الیک عن التسبیح فقال لہا سلیمان عِظِینی فقالتِ النملۃ اَعلمتَ لِمَ سُمِّیَ ابوک داؤد قال لا قالت داوی جرحۃ قلبہ وھل تدری لم سُمِّیتَ سلیمان قالَ لا قالت لانک سلیمُ الصدر والقلب ثم قالت اتدری لِمَ سخّر اللّٰہُ لک الریح قال لا قالت اَخبرکَ اللّٰہُ تعالیٰ بذٰلک ان الدنیا کلھا ریح فمَن اعتمدَ علیہا فکانما اعتمدَ علی الریح۔

لغوی تحقیق

لا یحطمنکم (ض) حطمًا: جدا جدا کرنا۔ حطمۃ: جہنم، بھڑکدار آگ۔ جنود: جمع جند، لشکر۔ حذّرت، تحذیرًا ڈرانا۔ حذر (س) حذرًا: بچنا، ہوشیار رہنا۔ جاہ: مرتبہ۔ کفران: ناشکری۔ نِعَم: جمع نعمۃ۔ داوٰی۔ مداواۃ۔ المریض: علاج کرنا۔ دوِی (س) دوًی: بیمار ہونا۔ جرحۃ: زخم۔

توضیح

منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب چیونٹی کی بات سنی کہ لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ (الآیۃ) یعنی نہ تمہیں پیس ڈالیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لاؤ چیونٹی کو میرے پاس۔ چیونٹی کو لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا کیوں تم نے تمام چیونٹیوں کو میرے ظلم سے ڈرایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں منصف نبی ہوں کیوں تو نے کہا لا یحطمنکم الخ تو چیونٹی نے جواب دیا کیا آپ نے میری بات نہیں سنی وھم لا یشعرون اور اس کے باوجود میں نے جانوروں کا کچلنا مراد نہیں لیا بلکہ میں نے دلوں کا کچلنا مراد لیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ دیکھیں گے ان تمام چیزوں کو جن کا اللہ نے آپ پر انعام کیا ہے یعنی جاہ وجلال اور عظیم سلطنت پھر وہ کفرانِ نعمت میں مبتلا ہو جائیں اور اس سے کم نہیں

ہو سکتا کہ وہ آپ کو دیکھ کر تسبیح سے رک جائیں۔ تو حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے فرمایا تو مجھے نصیحت کر تو چیونٹی نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کا نام داؤد کیوں رکھا گیا۔ تو سلیمانؑ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا چونکہ انھوں نے اپنے دل کے زخم کا علاج کیا اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا نام سلیمان کیوں رکھا گیا آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا چونکہ آپ سلیم الصدر و القلب ہیں۔ پھر اس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ کیوں اللہ نے ہوا کو آپ کیلئے مسخر کیا۔ فرمایا نہیں۔ تو اس نے کہا اللہ تبارک وتعالے نے آپ کو اس کے ذریعہ بتایا کہ ساری دنیا ہوا ہے۔ جس نے دنیا پر اعتماد کیا تو گویا اس نے ہوا پر اعتماد کیا۔

(فائدہ) چیونٹی کے قول کی حکایت میں حق تعالیٰ کا ارشاد "یاایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لایشعرون" کلام کی گیارہ اجناس ندا، کنایہ، تنبیہ، تسمیہ، امر، قصہ، تحذیر، خاص، عام، اشارہ اور عذر پر مشتمل ہے پس یا ندا ہے اور ایُّ کنایہ اور ہا تنبیہ ہے اور النمل تسمیہ ہے اور ادخلوا امر ہے اور مساکنکم قصہ ہے اور لا یحطمنکم تحذیر ہے اور سلیمان تخصیص ہے اور جنودہ تعمیم ہے اور ہم اشارہ ہے اور لایشعرون عذر ہے پھر اس آیت میں پانچ حقوق کی ادائیگی کیطرف اشارہ بھی ہے یعنی اللہ کا حق، رسول کا حق، اپنا حق، رعیت کا حق اور سلیمانؑ کے لشکر کا حق (الاتقان)

(تنبیہ) علمائے حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے، آدمیوں کیطرح چیونٹی کے خاندان اور قبائل ہیں، ان میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارت نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں۔ محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کرکے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ (حاشیہ عثمانی)

الشرُّ یبدؤہ فی الاصل اصغرہ

دراصل چھوٹا شر بڑے شر کا آغاز کرتا ہے

یہ عنوان ایک شعر کا مصرعہ ہے۔ پورا شعر یوں ہے ؎ الشر یبدأہ فی الاصل اصغرہ ❊ ولیس یصلی بنار الحرب جانیہا لڑائی کو اول دفعہ تھوڑا تکرار و فساد پیدا کرتا ہے اور لڑائی کی آگ میں وہ شخص جو لڑائی کا باعث ہوتا نہیں گرتا یعنی وہ بچ رہتا ہے اور اوروں پر مصیبت آتی ہے ؎

حذر کن ز پیکار کمتر کسے ❊ کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے

من العجائب انّ اہل قریتین تقتلوا بالسیف عن اٰخرہم بسبب قطرۃ من عسل، و سبب ذٰلک ان رجلاً نحالاً فی قریۃ اخذ ظرفا من العسل لیبیعہ فی قریۃ اخری فجاء الی زیات وفتح الظرف لیریہ العسل فقطرت من العسل قطرۃ علی الارض فانقض علیہا زنبور فخطفتہ قطۃ

فخطف القطۃ کلبٌ وکانت القطۃُ للزیاتِ والکلبُ للعسّال فلما رأی الزیاتَ ان الکلب افترس القطۃ ضرب الزیاتُ الکلبَ فقتلہٗ فلما رأی العسّالُ کلبہٗ قد قُتِلَ ضرب الزیاتَ فقتلہ فلمّا رأی ولد الزیاتِ ان اباہ قد قُتِلَ ضربَ العسّالَ فقتلہٗ فلمّا سمعَ اھلُ القریتین بقتل الرجلین لبسوا عُدَدَ حربھم وقاموا یقتتلون حتی فنوا تحت السیفِ عن اٰخرھم وکان سببہٗ قطرۃَ عسلٍ کما قیل ومعظم النار من مُستصغرِ الشررِ؎

لغوی تحقیق

یبدأ (ف) بدأ: ابتداء کرنا۔ ابدأ اللہ: پیدا کرنا۔ ص بادی۔ مبدی۔ عن آخرہم۔ حال ہونیکی بناء پر محل نصب میں ہے۔ ای حال کونہم ناشئین عن اولہم الی آخرہم۔ جار اول اور مجرور ثانی کو تخفیفاً حذف کردیا گیا۔ نحالاً۔ نحل کیطرف منسوب ہے جیسے تمار، لبان۔ نحل شہد کی مکھی۔ نحال: شہد فروش زیات: زیتون کا تیل بیچنے والا۔ زیت: زیتون کا تیل۔ ج زیوت۔ زاتَ (ض) زیتًا الطعام، کھانے میں روغن زیتون ڈالنا۔ لیریہ۔ لام امر کی ہے اور یری ارارۃ سے مضارع کا واحد غائب ہے۔ ارارۃ: دکھانا۔ قطرت (ن) ٹپکنا۔ انقض الجدار: دیوار کا پھٹنا۔ زنبور: بھڑ۔ خطفۃ (س،ن) خطفًا: اچک لینا۔ البرق البصر: چندھا کردینا۔ السمع: چوری سے سننا۔ خطاف: چور۔ قطۃ: بلی۔ قط بلاؤ۔ ج قطاط۔ قطط۔ کلب: کتا۔ عسال: شہد فروش۔ افترس الاسد فریستہ: گردن توڑدینا۔ عُدّۃ: سامانِ جنگ۔ ج عُدد۔ عدوان۔ عدًا: شمار کرنا۔ فنوا (س) فناءً: معدوم ہونا۔ شرر: چنگاری۔

توضیح

عجیب بات ہے کہ دو گاؤں والے اول سے آخر تک صرف ایک قطرہ شہد کیوجہ سے فنا ہوگئے۔ صورت یہ ہوئی کہ ایک شہد فروش شہد سے بھرا ہوا برتن گاؤں میں فروخت کرنے کیلئے گیا اور کسی زیت فروش کے پاس آکر شہد دکھانے کیلئے برتن کھولا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک گیا۔ بھڑ نے شہد کا قطرہ دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑی، بھڑ کو بلی نے اچک لیا، بلی کو کتے نے جھپٹ لیا۔ بلی زیات کی تھی اور کتا شہد فروش کا۔ جب زیات نے دیکھا کہ کتے نے بلی کی گردن مروڑ ڈالی تو اس نے کتے کو ختم کردیا۔ شہد فروش نے دیکھا کہ کتا ختم کردیا گیا تو اس نے زیات کو مار ڈالا، زیات کے لڑکے نے دیکھا کہ میرا باپ قتل کردیا گیا تو اس نے شہد فروش کو ختم کردیا۔ جب گاؤں والوں نے دو آدمیوں کے قتل کی خبر سنی تو سب جنگی سامان پہن کر تیار ہوگئے اور آپس میں لڑتے رہے یہاں تک کہ اول سے آخر تک سب تہ تیغ ہوگئے۔ اس پوری جنگ کا سبب صرف ایک قطرہ شہد تھا۔ سچ ہے بیشتر آگ کے شعلے چھوٹی سی چنگاری سے بھڑک اٹھتے ہیں ؎

لا تحقرن صغیرۃ
ان الجبال من الحصی

النجابۃ

شرافت

سہ نعم الالٰہ علی العباد کثیرۃٌ — واجلّھن نجابۃ الاولاد

قال الیزیدی: اولُ ماظھر من نجابۃ المامون وسدادِہ انی کنتُ اُؤدِّبہ فوجھتُ الیہ یومًا لیخرج فابطاء، فقلت لسعید الجوھری وھو فی حجرۃ: ان ھٰذ الفتٰی قد اشتغل بالبطالۃِ، فقال سعید قوِّمہ بالادب فلماخرج ضربتہ ثلاث دِررٍ فانہ لیبکی، اذا بجعفر بن یحیٰی قد استاذن علیہ فوثب الٰی فراشہ مسرعًا وھو یمسح عینیہِ فجلسَ، ثم قال لیدخلْ فدخل فقمت من المجلس وخشیتُ ان یشکونی الٰی جعفرٍ، فالقٰی منہ ماأکرہُ، فاقبلَ علیہِ بوجہٍ طلقٍ وحادثہ وضاحکہ فلماھمَّ بالحرکۃ قال یا غلام! دابتَہ ورجعتُ فقالَ، ماحملك ان قمت عنّا فقلتُ خِفتُ ان تشکونی الیہِ فیوبِّخنی، فقال، انا للہ، یاابامحمد ماکنتُ اُطلِعُ الرشیدَ علٰی ھٰذا، فکیف اطلع جعفرًا علٰی انی احتاج الٰی ادب، یغفر اللہ لك، فکنتُ اھابہ بعد ذٰلك۔

لغوی تحقیق

النجابۃ (ک) شریف النسب ہونا۔ ص نجیب۔ سداد: درستی وراستی درکردار وگفتار سدّ (س، ض) سددًا، سدادًا: موزوں ہونا۔ السد: بند ہونا۔ سدمسدّہ: قائم مقام۔ اودبہ تادیبًا: ادب سکھلانا۔ ادب (ک) ادبًا: دانشمند ہونا (ض) دعوت کا کھانا تیار کرنا۔ اٰدبہ مأدبہ: کھانا جو دعوت کیلئے تیار کیا جائے۔ ج مآدب۔ ادب: اخلاقی ملکہ جو ناشائستہ باتوں سے روکے۔ ج آداب۔ البطاء وبطاء (ک) بطائً بطوئً: دیر کرنا۔ ص بطیئ۔ الفتیٰ: نوجوان، غلام۔ ج فتیان۔ فتیَ (س) فتیً: جوان ہونا۔ البطالۃ: بیکار کام سے فراغت۔ درر: کوڑا۔ ادر علیہ الضرب: لگاتار مارنا۔ جعفر بن یحییٰ: ابوالفضل برمکی ہارون الرشید کا وزیر تھا انتہائی ذکی وذہین، فصیح وبلیغ، جودوسخا کا پیکر۔ قتل ببغداد ۱۸۷ھ۔ وثب (ض) وثبًا: اٹھنا، کودنا دابتہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اے احضر دابتہ۔ دابۃ: چوپایہ، سواری۔ ج دواب۔ دبّہ (ض) دبًّا، دبیبًا رینگنا، ہاتھوں یا پیروں کے بل چلنا۔ فیوبخنی۔ توبیخًا: جھڑکنا۔ اھابہ: ہیبت، ڈر

توضیح

یزیدی نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جو مامون کی شرافت اور راستی کے متعلق ظاہر ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ میں اسے ادب سکھلاتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کے پاس آنے کیلئے کہلا بھیجا لیکن اس نے تاخیر کی۔ میں نے سعید جوہری سے کہا مامون اسی کی تربیت میں تھا کہ یہ لڑکا بیکاری میں مشغول ہونے لگا۔ سعید نے جواب دیا ادب کے ذریعہ اس کو درست کر دیجئے۔ جب سعید باہر نکلا تو میں نے تین قمچیاں لگائیں وہ رونے لگا اتنے میں جعفر بن یحییٰ نے اس سے اجازت چاہی تو وہ جلدی اپنے بستر

کی جانب کودا اور اپنی آنکھوں کو پونچھ کر بیٹھ گیا اور کہا اندر آجائیے۔ جعفر اندر آیا اور میں مجلس سے اٹھ گیا اور مجھے جعفر سے شکایت کا اندیشہ ہوا جس کے نتیجہ میں کچھ تلخ باتیں مجھے سننی پڑیں، مگر مامون جعفر کی جانب خندہ پیشانی سے متوجہ ہوکر بات چیت کرنے لگا اور ہنسی مذاق میں مشغول ہوگیا۔ جب جعفر نے چلنے کا ارادہ کیا تو کہا اے لڑکے سواری لاؤ اور میں واپس ہوگیا تو مامون نے کہا کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا ہمارے پاس سے اٹھنے پر تو میں نے کہا مجھے تمہاری شکایت کا اس سے اندیشہ ہوا جس کے نتیجہ میں وہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتا۔ تو مامون نے کہا اے ابو محمد انا اللہ میں تو ہارون رشید کو بھی اس کی اطلاع نہیں دے سکتا چہ جائیکہ میں جعفر کو اطلاع کروں مزید برآں یہ کہ میں ادب کا محتاج ہوں۔ اللہ آپ کی بخشش کرے۔ میں اس سے اس کے بعد ڈرتا رہتا تھا۔

قَالَ ابْنُ الْكَلْبِيِّ: قَدِمَ اَوْسُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيُّ وَحَاتِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّائِيُّ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، فَقَالَ لِاِيَاسِ بْنِ قَبِيصَةَ الطَّائِيِّ: اَيُّهُمَا اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَبَيْتَ اللَّعْنَ اَيُّهَا الْمَلِكُ اِنِّيْ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلٰكِنْ سَلْهُمَا عَنْ اَنْفُسِهِمَا، فَاِنَّهُمَا يُخْبِرَانِكَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَوْسٌ فَقَالَ اَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ حَاتِمٌ؟ فَقَالَ: اَبَيْتَ اللَّعْنَ، اِنَّ اَدْنٰى وُلْدِ حَاتِمٍ اَفْضَلُ مِنِّيْ وَلَوْ كُنْتُ اَنَا وَوَلَدِيْ وَمَالِيْ لِحَاتِمٍ لَاَنْهَبَنَا فِيْ غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ حَاتِمٌ فَقَالَ لَهُ: اَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ اَوْسٌ؟ فَقَالَ: اَبَيْتَ اللَّعْنَ، اِنَّ اَدْنٰى وُلْدٍ لِاَوْسٍ اَفْضَلُ مِنِّيْ فَقَالَ النُّعْمَانُ هٰذَا وَاللّٰهِ السُّؤْدَدُ، وَاَمَرَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ۔

لغوی تحقیق ابن الکلبی ابو نصر محمد بن السائب بن بشیر علم تفسیر اور علم نسب میں اپنے زمانے کے امام گذرے ہیں۔ ۱۴۶ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ اوس بن حارثہ بن لام الطائی ابو بحیر عربوں میں ایک سخی، جری شخص تھا۔ مات ۶۰ھ۔ حاتم بن عبداللہ الطائی۔ اس کا تذکرہ عنقریب آئیگا۔ نعمان ابن منذر اور ایاس بن قبیصہ ان دونوں کے حالات مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ ابیت اللعن: ایام جاہلیت کے بادشاہوں کا تحیہ ہے۔ سب سے پہلے اس تحیہ کے ساتھ قحطان کو یاد کیا گیا ہے۔ لانہبنا، لام کلمہ لو کا جواب ہے۔ انہب۔ انہاب سے ماضی کا صیغہ واحد غائب ہے اور نا ضمیر جمع متکلم مفعول ہے اے لو ہبنا کلنا مرۃ واحدۃ۔ السؤدد: سرداری، بلند مرتبہ ساد (ن) سیادۃ سؤددا: شریف بزرگ ہونا۔ سید: سردار۔ ج سادات۔

توضیح ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ اوس بن حارثہ طائی اور حاتم بن عبداللہ طائی نعمان بن منذر کے پاس آئے تو نعمان نے ایاس بن قبیصہ طائی سے پوچھا ان میں سے کس کو فضیلت حاصل ہے تو اس نے کہا اللہ تعالے آپ کو لعنت کی چیزوں سے دور رکھے۔ میں بھی انھیں میں سے ایک ہوں۔ آپ انھیں سے سوال کر لیجئے وہ آپ کو بتا دیں گے۔ نعمان پر اوس داخل ہوا تو نعمان نے کہا تم افضل ہو یا حاتم تو اوس

نے کہا ابیت اللعن۔ حاتم کا ادنیٰ بچہ بھی مجھ سے افضل ہے۔ اگر میں اور میری اولاد اور میرا مال حاتم کا ہوتا تو وہ ہبہ کر ڈالتا ہم کو ایک ہی دن میں۔ پھر حاتم داخل ہوا تو نعمان نے کہا تم افضل ہو یا اوس؟ تو حاتم نے جواب دیا ابیت اللعن۔ اوس کا ادنیٰ بچہ بھی مجھ سے بہتر ہے تو نعمان نے کہا قسم خدا کی یہ اونچے پایہ کے سردار ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کیلئے سو سو اونٹ کا حکم دیا۔

لا تنجى مِن نباحِ الكلبِ الا بكسرةِ خبزةٍ تلقى اليه

کتے کے بھونکنے سے تو نہیں بچ سکتا مگر روٹی کے ٹکڑے سے جسے تو اس کی طرف ڈالے

جلس المهدى هو ابن المنصور ثالثُ خلفاءِ بنى العباسِ مولده سنة سبع وعشرين ومائة وكان ملكه عشر سنين وشهرًا ونصفًا۔ مات فى سنة تسع وستين ومائة وعاش ثلاثا واربعين سنة وصلّى عليه ولده هارونُ الرشيد جلوسًا عامًّا، فدخل عليه رجلٌ وبيده منديلٌ فيه نعلٌ، فقال يا امير المؤمنين هذه نعلُ رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اهديتُها لك فاخذها منه وقبّلها ووضعها على عينيه واعطاه عشرة آلاف درهم فلمّا خرج قال لجلسائه، ما ترون؟ انى اعلم انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يرها فضلًا عن ان يكون قد لبسها ولو لم نقبلها لقال للناس انّ امير المؤمنين بنعلِ رسول الله صلى الله عليه وسلم فردّها علىّ وكان من يصدّقه اكثر ممن يكذّبه اذ كان من شان العامة الميل الى اشكالها والنصرة للضعيف على القوى وان كان ظالمًا فاشترينا لسانه وقبلنا هديته وصدّقنا قوله وكان الذى فعلناه ارجح وانجح ؛

لغوی تحقیق

لا تنجى۔ النجاء: رہائی پانا، محفوظ رہنا، بچنا۔ نباح۔ کتے کی آواز۔ نبح (ف، ض) نباحًا: کتے کا بھونکنا۔ ص نابح۔ ج نوابح۔ کسرۃ: ٹکڑا۔ لقمہ۔ ج کسر (ض) کسرًا: جدا جدا کرنا۔ کسر ایک سے کم جیسے تہائی چوتھائی۔ ج کسور۔ خبزۃ: روٹی۔ خبز (ض) خبزًا روٹی پکانا۔ القوم۔ روٹی کھلانا۔ کہا جاتا ہے خبزتہم وتمرتہم، میں نے ان کو روٹی کھجور کھلائی۔ خباز: روٹی پکانے والا، نان بائی۔ منديل: رومال۔ ج منادیل تمندل وتندّل، رومال سے صاف کرنا۔ نعل: جوتا۔ ج نعال۔ نعل (س) نعلًا: جوتا پہننا۔ الدابۃ: نعل لگانا۔ قبّل تقبیلًا: چومنا، بوسہ دینا۔ فضلًا مصدر ہے جو اہل عرب کے قول فضل عن المال کذا اذ ذہب اکثرہ وبقی اقلہ سے ماخوذ ہے۔ یہ ادنیٰ اور اعلیٰ دو چیزوں کے درمیان اس امر پر تنبیہ کرنے کیلئے واقع ہوتا ہے کہ نفی اعلیٰ کے وقوع سے ادنیٰ کی نفی ہو جائے اسلئے اس کا نفی کے بعد واقع ہونا ضروری ہے خواہ نفی صریحی ہو یا نفی ضمنی۔ ابو علی فارسی کے نزدیک اس کے منصوب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ فعل مقدر سے مفعول مطلق ہو۔ نز کی وجہ سے منصوب ہے

تقدیر عبارت یوں ہے فضل انتفاء الرویۃ نفضلاً عن انتفاء اللبس۔ بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ جس ترکیب میں فضلاً واقع ہو وہ فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین کے قبیل سے ہوتی ہے بایں معنیٰ کہ جیسے اس میں قید اور مقید دونوں کی نفی ہے یعنی نہ ان کیلئے شفاعت کرنے والے ہیں اور نہ نفع شفاعت ہے۔ اسی طرح مثال فلان لایملک درہما فضلاً عن دینار کا مطلب یہ ہے کہ فلاں درہم ہی کا مالک نہیں ہے چہ جائیکہ وہ دینار کا مالک ہو۔ ارجح: عمدہ۔ انجح: زیادہ مناسب بہت ٹھیک۔ نجح (ف) نجحا: سہل اور آسان ہونا۔ نجح: عمدہ رائے، درست رائے۔

توضیح مہدی بن منصور جو بنی عباس کے خلفاء میں سے تیسرا خلیفہ ہے، بیٹھا۔ جس کی پیدائش ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ اور اس کی سلطنت دس برس اور ڈیڑھ ماہ رہی۔ ۴۳ سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں انتقال کر گیا۔ نماز اس کے لڑکے ہارون رشید نے پڑھائی۔ بیٹھا وہ مجلس عام میں تو داخل ہوا اس پر ایک آدمی جس کے ہاتھ میں رومال تھا اور اس میں جوتا تھا تو کہا اے امیر المؤمنین یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں، میں اسے آپ کو ہدیہ میں پیش کرتا ہوں۔ مہدی نے جوتے اس سے لیکر جوتوں کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اسے دس ہزار درہم دیدیئے۔ جب وہ نکلا تو اس نے ہم نشینوں سے کہا تم خوب جانتے ہوگے کہ مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان جوتوں کو دیکھا نہیں ہے چہ جائیکہ آپ نے اسے پہنا ہو لیکن اگر ہم اسے جھٹلاتے تو لوگوں سے کہتا کہ میں امیر المؤمنین کے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک لے گیا اس نے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس کو سچا سمجھنے والے زیادہ ہوتے بہ نسبت اسے جھٹلانے والوں کے چونکہ عام لوگوں کا حال اس طرح کی چیزوں کیطرف میلان کا ہے اور ضعیف کی مدد کا ہے قوی کے مقابلہ میں اگرچہ وہ ضعیف ظالم ہی ہو۔ تو ہم نے اس کی زبان خریدلی اور اس کا ہدیہ قبول کیا اور اس کی تصدیق کی اور جو ہم نے کیا وہ زیادہ راجح اور کامیاب شکل ہے

فضل العلماء علی الملوک

بادشاہوں پر علماء کی فضیلت

حکی المسعودی فی شرح المقامات ان المهدی لما دخل البصرة رأی ایاس بن معاویة وهو صبی وخلفه اربع مائة من العلماء واصحاب الطیالسة وایاس یقدمهم فقال المهدی اُفٍّ لهؤلاء اما کان فیهم شیخ یقدمهم غیر هذا الحدث ثم ان المهدی التفت الیه وقال کم سنك یافتی؟ سنی (اطال الله بقاء امیر المؤمنین) سن اسامة بن زید بن حارثة لما ولاه رسول الله صلی الله علیه وسلم جیشا فیهم ابوبکر وعمر فقال تقدم بارك الله فیك قلت: الصواب ان ایاسا لم یدرك زمان المهدی قال الحافظ الذهبی فی التاریخ الکبیر ان ایاسا قاضی البصرة توفی زمان بنی امیة ستة مائة وتسع عشرة ولم یلحق

دولۃ بنی العباس ویقال سنہ اذ ذاك سبع عشرۃ سنۃ، وولّاہ قضاء البصرۃ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ وحسبك بمن یختارہ عمر بن عبد العزیز لهٰذا المنصب ۞

لغوی تحقیق

المسعودی۔ عبدالرحمٰن بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود کوفی جلیل القدر تبع تابعین میں سے ہیں۔ اور تصنیف میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں۔ مروج الذہب، شرح مقامات آپ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔ صبی: بچہ، طفل، نادان شخص۔ الطیالسہ: ہری چادر جس کو مشائخ علماء شرفاء استعمال کرتے تھے۔ اف۔ لغۃً ناخن کا کترنا، یا کان کے گرد کو کہتے ہیں۔ عرفاً بد حواس ہونے یا کسی چیز کو ناگوار سمجھنے کے وقت استعمال میں آتاہے۔ مؤلف نے اس میں ۳۹ لغتیں درج کی ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اُفٍّ، افٍ ہر طرح پڑھا گیاہے۔ افّ (ض) افّا: بیقراری کیوجہ سے اف اف کہنا۔ سنک۔ سن: عمر۔ اسامۃ بن زید بن حارثہ ابو زید کلبی تنوخی مشہور و معروف صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بلقاء کیطرف ایک دستہ کا امیر بناکر روانہ کیا تھا اس وقت آپکی عمر بیس ۲۰ سال سے بھی کم تھی۔ پچہتر سال کی عمر میں ۵۴ھ میں اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔ الحافظ الذہبی۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن قایماز دمشقی ۶۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور بہت بڑے محدث اور مؤرخ تھے۔ فنِ رجال میں مہارتِ کاملہ رکھتے تھے۔ یوں تو آپ کی تمام تصانیف علمی شاہکار ہیں لیکن تاریخ النبلاء ۲۰ جلد، تاریخ اسلام ۲۰ جلد مختصر تاریخ ابن عساکر دس جلد، طبقات الحفاظ، الدول الاسلامیہ خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ آپنے ۷۴۸ھ میں وفات پائی۔

توضیح

مسعودی نے شرح مقامات میں یہ نقل کیاہے کہ جب مہدی بصرہ میں داخل ہوا تو یہ دیکھا کہ ایاس بن معاویہ دراںحالیکہ اس کے پیچھے چار سو علماء اور مشائخ ہیں اور ایاس ان کے آگے آگے ہیں تو مہدی نے کہا ان پر افسوس ہے کیا ان میں کوئی معمر شخص نہیں ہے جو ان کے آگے آگے ہوتا اس نوجوان کے علاوہ۔ اس کے بعد مہدی ایاس کی جانب متوجہ ہوا اور سوال کیاکہ تمہاری کیا عمر ہے اے لڑکے؟ تو ایاس نے کہا میری عمر (اللہ امیر المؤمنین کی حیات دراز کرے) اسامہ بن زید بن حارثہ کی عمر کے برابر ہے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسے لشکر کا کمانڈر بنایا جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ تو مہدی نے کہا تقدم بارك اللہ فیك میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ذہبیؒ نے تاریخ کبیر میں لکھاہے کہ ایاس نے جو بصرہ کے قاضی تھے۔ بنی امیہ کے زمانے میں ۱۱۹ھ میں وفات پائی اور بنی عباس کی حکومت کو نہیں پایا اور کہا جاتاہے کہ اس وقت ایاس کی عمر ستر ۷۰ سال کی تھی۔ بصرہ کا قاضی ایاس کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنایا تھا اور تیرے لئے کافی ہے کہ ایاس کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس منصب قضاء کے لئے منتخب کیا تھا۔

وَیذکر عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انّہٗ مرّ یومًا فی السّوق علی المشتغلین بتجارا تھم فقال، انتم ھٰھُنا؟ ومیراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُقسم فی المسجد، فقاموا سِراعًا فلم یجدوا فیہ الا القرآن اوالذکر او مجالس العلم فقالوا، این ما قلت یا اباھریرۃ؟ فقال، ھٰذا میراث محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین ورثتہ ولیس مواریثہ دنیاکم قیل للخلیل ابن احمد، ایھما افضل؟ العلم او المال قال، العلم قیل لہ، فما بال العلماء؟ یزدحمون علی ابواب الملوک والملوک لا یزدحمون علیٰ ابواب العلماء قال، ذٰلک لمعرفۃ العلماء بحق الملوک وجھل الملوک بحق العلماء۔

لغوی تحقیق

ابوہریرہ: مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کے نام میں تقریبًا ۳۰ قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن صخر ہے، ابوہریرہ آپ کی کنیت ہے۔ ایک مرتبہ آپ بلی کے بچے کو آستین میں لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اے عبدالرحمٰن آستین میں کیا لئے ہو؟ تو انھوں نے فرمایا، بلی کا بچہ اور دکھلا دیا۔ اسی وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب دیا ابوہریرہ۔ ہریرہ بلی کے بچے کو کہتے ہیں۔ اب بمعنیٰ والا۔ بلی کے بچے والے۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام عبدشمس تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ امام شافعیؒ کا کہنا ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ سے زیادہ حافظِ حدیث کوئی نہ تھا۔ آپ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۵۷ھ یا ۵۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کردیئے گئے۔ خلیل بن احمد آپ کے احوال مقدمہ میں بیان کردیئے گئے ہیں، وہاں مراجعت کرلی جائے۔

توضیح

اور حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ بازار میں تجارت میں مشغول حضرات کے پاس سے گذرے تو فرمانے لگے تم یہاں ہو اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم کی جارہی ہے، وہ جلدی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے مسجد میں قرآن، ذکر اور علم کی مجلس کے سوا کچھ نہیں پایا۔ تو لوگوں نے کہا اے ابوہریرہ کہاں ہے جو تم کہہ رہے تھے تو فرمایا یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے جو ان کے ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ان کی وراثت تمہاری دنیا نہیں۔ خلیل بن احمد سے پوچھا گیا ان میں سے کون افضل ہے علم یا مال؟ تو انھوں نے کہا علم تو ان سے کہا گیا علماء کا کیا حال ہے کہ وہ بادشاہوں کے دروازوں پر بھیڑ لگا دیتے ہیں اور بادشاہ علماء کے دروازوں پر بھیڑ نہیں لگاتے۔ فرمایا یہ بادشاہوں کے حق کو علماء کے پہچاننے کیوجہ سے اور بادشاہوں کے علماء کے حق نہ جاننے کیوجہ سے۔

لا تعملوا بقول احدٍ من غیر تدبّر

بلا سوچے سمجھے کسی کی بات پر عمل نہ کرو

حدث الشعبی قال، صاد رجلٌ قمریۃً فقالت، ما ترید ان تصنع؟ قال اذبحکِ، واٰکلکِ

فقالت، واللہ مَا اَشبعُ مِن جُوعٍ وَخیرٌ لکَ من اکلی ان اُعلمکَ ثلث خصالٍ واحدۃٌ وانا فی یدک والثانیۃَ وانا علی الشجرۃ، والثالثۃَ وانا علی الجبل، قال، ھاتِ، قالت لاتلھفنّ علی مافات فخلی سبیلھا فلما صارت علی الشجرۃ قالت لاتصدقنّ بمالا یکونُ انہٗ سیکون، فلما صارت علی الجبل، قالت لہٗ، یا شقیُّ لوذبحتنی، اخرجتَ مِن حوصلتی دُرّتَین، کلُّ واحدۃٍ عشرونَ مثقالًا قال، فعضّ الرجلُ علی شفتہٖ تلھّفًا ثم قالَ ھاتِ الثالثۃَ، فقالت: انتَ قد نسیتَ ثنتین فکیف اخبرک بالثالثۃ، الم اَقُل لکَ لاتلھفنّ علی مافاتَ، ولاتصدقنّ بمالایکونُ انہٗ سیکونُ انا ولحمی، ودمی وریشی لایکون فی عشرون مثقالًا فکیف یکون فی حوصلتی دُرّتان کلّ واحد عشرون مثقالًا، ثم طارتْ وذھبت ؎

لغوی تحقیق

الشعبی۔ جلیل القدر تابعی اور مشہور ومعروف محدث ہیں۔ صادَ (ض) صیدًا: شکار کرنا۔ صیّاد شکار کرنے والا۔ قبرۃ: فاختہ کے مانند ایک مشہور پرندہ ہے۔ ج قباری۔ اذبحک۔ ذبح (ف) ذبحًا: ذبح کرنا، شرعی طور پر جانور کو حلال کرنا۔ اشبعَ، اشباعًا۔ کھلاکر شکم سیر کرنا۔ شبع (س) شبعًا: شکم سیر ہونا۔ شبعان: آسودہ۔ شبع: کھانے کی وہ مقدار جو آسودہ کردے۔ جوع: بھوک۔ جاعَ (ن) جوعًا: بھوکا ہونا۔ صفت جائع۔ ج جیاع ہاتِ۔ اسم فعل ہے بمعنیٰ اعطنی۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس کی اصل آتِ ہے، ہمزہ کو ہا سے بدل دیا گیا جیسے ھیا اور ہراق۔ اس کی تائید اہل عرب کے قول ماہاتیک سے ہوتی ہے۔ لاتلھفنّ (س) لھفًا: اداس ہونا، غمگین ہونا۔ افسوس کرنا۔ صفت لھف، لھیف، لھفان، افسوس کرنیوالا۔ ملھوف: رنجیدہ، جس کا مال برباد ہوگیا ہو۔ حوصلتی: حوصلہ پوٹا، جانوروں کا معدہ۔ مثقال: تولنے کے اوزان۔ ج مثاقیل۔ عضّ (س) عضًا: دانت سے کاٹنا، پکڑنا۔ درۃ: موتی۔ ج درر، دُرَر۔ شفتہ۔ ج شفاہ، شفہٗ (ف) شفھًا: ہونٹ پر مارنا۔ نسیت (س) نسیًا، نسیانًا: یاد نہ رہنا۔ بھولنا۔ دمی۔ دم: خون۔ ج دماء۔ طارت (ض) طیرًا، طیرانًا۔ الطائر۔ اڑنا۔ صیتہٗ: مشہور ہونا۔ طیر، طائر: چڑیا طیارہ: ہوائی جہاز ؎

توضیح

شعبی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قمری شکار کی تو اس قمری نے کہا تیرا کیا کرنیکا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہا تجھے ذبح کروں گا اور کھاؤں گا تو قمری نے کہا قسم خدا کی میں بھوک سے تیرا پیٹ نہیں بھر سکتا اور مجھے کھانے سے تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ میں تجھے تین عادت بتادوں۔ پہلی اس حال میں کہ میں تمہارے ہاتھ میں رہوں۔ دوسری اس حال میں کہ میں درخت پر رہوں، تیسری پہاڑ پر۔ شکاری نے کہا کہ بتاؤ اس نے کہا فوت شدہ چیز پر افسوس نہ کرنا۔ جب اس نے اس کے راستہ کو خالی کردیا (اسے چھوڑ دیا) اور وہ درخت پر چلی گئی تو اس نے کہا کہ تو کبھی تصدیق نہ کرنا اس بات کی جو ہونے والی نہ ہو کہ وہ عنقریب ہو جائے گی۔ جب وہ پہاڑ پر گئی تو اس نے کہا کہ اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پوٹے سے دو موتی نکالتا، ہر ایک بیس مثقال کا ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ وہ شخص افسوس کی وجہ سے اپنا ہونٹ کاٹنے لگا۔ پھر کہا کہ تیسری بات بتا تو اس نے کہا کہ تو نے

تو دو باتیں بھلادیں تو کیسے میں تجھے تیسری بات بتادوں۔ کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ کسی چیز کے جانے پر افسوس نہ کرنا، اور ایک ناممکن کے بارے میں تصدیق نہ کرنا کہ وہ ہو جائیگا۔ میں، میرا گوشت، میرا خون، میرے پر میرے اندر بیس مثقال کے برابر نہیں ہے تو کیسے میرے پوٹہ میں دو موتی ہوں گے کہ ہر ایک بیس بیس مثقال کا ہو، پھر وہ اڑ کر چلی گئی۔

اغراءُ الصّدیق علی الصّدیق

دوست کو دوست پر ابھارنا

وَجَّہَ عبد الملك الشعبیَّ الی مَلِكِ الروم فی بعض الامور فاستکبر الشعبیَّ فقال لہ من اھل بیت الملك انت؟ قال، لا فلما اراد الرجوعَ الی عبد الملكِ حمّلہ رقعۃً لطیفۃً وقال لہ، اذا بلّغت صاحبك جمیع مایحتاج الی معرفتہ من ناحیتنا فارفع الیہ ھذہ الرقعۃ فلمّا رجع الی عبد الملك ذکر لہ ما احتاج الی ذکرہ ونھض فلما خرج ذکر الرقعۃ فرجع فقال یا امیر المؤمنین انہ حمّلنی الیك رقعۃ اُنسیتُھا فدفعھا الیہ ونھض فقرأھا عبد الملك وامر بردّہ فقال أعلمت ما فی الرقعۃ؟ قال لا، قال، فیھا، عجبتُ من العرب کیف ملکت غیر ھٰذا؟ افتدری لم کتب الیّ بھذا؟ قال: لا، قال حسدنی علیك فاراد ان یُغرِیَنِی بقتلكَ فقال الشعبیُّ لو رآك یا امیر المؤمنین ما استکبرنی فبلغ ذٰلك ملكَ الروم فذکر عبد الملك وقال، للہ ابوہ، واللہ ما اردتُ الا ذٰلك۔

لغوی تحقیق

اغراء: ابھارنا۔ استکبر: بزرگ جاننا۔ نھض (ف) نھضًا، نھوضًا: اٹھنا، کھڑا ہونا۔ ناھض مقابلہ کرنا۔ حسّد: حسد دلانا۔ حسد (ض ن) حسدًا دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لئے حصول کی تمنا کرنا۔ صفت حاسد۔ ج حُسّاد۔

توضیح

عبد الملک نے شعبی کو شاہِ روم کے پاس کسی معاملہ میں بھیجا، شاہِ روم نے شعبی کو بڑا سمجھا اور کہا شعبی سے کہ آپ شاہی گھرانے سے ہیں۔ شعبی نے کہا جی نہیں۔ جب شعبی نے عبد الملک کے پاس لوٹنے کا ارادہ کیا تو شاہِ روم نے ان کو ایک لطیف پرچی دی اور کہا جب تو پہنچا دے اپنے ساتھی کو ہمارے علاقے متعلق تمام ان ضروری چیزوں کو جن کو جاننے کی ضرورت ہے تو اسے یہ پرچی دینا۔ جب شعبی عبد الملک کے پاس لوٹے تو تمام ضروری باتوں کا تذکرہ کیا اور اٹھ گئے۔ جب نکلنے کا ارادہ کیا تو پرچی یاد آئی تو لوٹ کر کہا اے امیر المومنین مجھے آپ کے لئے ایک پرچی دی ہے جس کو میں بھول گیا تھا چنانچہ شعبی نے عبد الملک کو وہ پرچی دی اور اٹھ گئے تو اسے عبد الملک نے پڑھا اور شعبی کو واپس کرنے کا حکم کیا اور کہا کیا تجھ کو معلوم ہے جو پرچی میں ہے کہا نہیں

عبدالملک نے کہا اس میں یہ لکھا ہے کہ مجھے عربوں پر تعجب ہے کہ انھوں نے اسکے علاوہ کو کیسے بادشاہ بنایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میرے پاس کیوں لکھا شعبی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا مجھے تم پر حاسد بنایا اور مجھ کو تیرے قتل پر آمادہ کرنا چاہا تو شعبی نے کہا اگر آپ کو دیکھتا اے امیرالمؤمنین تو وہ مجھے بڑا خیال نہیں کرتا۔ یہ بات شاہِ روم کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالملک کا ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے نہیں ارادہ کیا تھا مگر اسی کا۔

ظرافۃ ادبیۃ

ادبانہ چٹکلہ

قَالَ اَبوعثمانَ بنُ بحرِ الجاحِظُ، اخبَرَنی رَجُلٌ مِنْ رؤُسَاءِ التجارِ قالَ: کانَ مَعَنا فِی السَّفینۃِ شیخٌ شرِسٌ السَّیِّئُ الخُلقِ طویلُ الاطراقِ، وَکانَ اِذا ذُکِرَ لہٗ الشیعَۃُ غضِبَ وارْبَدَّ وَجھُہٗ، وزوی مِن حاجبَیہِ فقُلتُ لہٗ یومًا، یرحمك اللہ ما الذی تکرھُہٗ من الشیعۃِ؟ فانی رأیتك اِذا ذکروا غضبتَ، وَقبضتَ قالَ، ما اکرہُ منھم الّا ھٰذہ الشینِ فی اول اسمھم فانی لَمْ اجدھا قط الا فی کلِ شرٍّ وشوم وشیطان وشغب وَشقاءٍ وَشنارٍ وشَرَرٍ وَشین وشکوٰی وَشھرۃ وشتم وَشحٍّ قال ابوعثمان فما ثبت لشیعیٍّ بعدھا قائمۃٌ۔

لغوی تحقیق ظرافۃ: خوش طبعی، مذاق، دلگی، تمسخر، چٹکلہ۔ ابوعثمان عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ الاصفہانی۔ امام الادباء، صاحب القلم ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔ عقیدۃً معتزلی تھا، فرقۂ جاحظیہ اسی کی طرف منسوب ہے، امام جاحظ اگرچہ بدصورتی میں ضرب المثل ہے اور کسی نے یہانتک کہدیا ہے ؎

لو یمسخ الخنزیر مسخًا ثانیا ٭ ما کان الا دون مسخ الجاحظ

نیز خلیفہ متوکل علی اللہ نے جب اس کو اپنی اولاد کی تعلیم کیلئے بلایا تو اس کی بدصورتی سے نہایت منقبض ہوا اور دس ہزار درہم دے کر واپس کردیا مگر اللہ تعالے نے دولتِ علم سے بھی ایسا نوازا تھا کہ فضل و کمال میں ان کی مثال نہ تھی۔ کتاب الحیوان، کتاب المرجان، کتاب البیان والتبیین وغیرہ اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اطراق۔ اطرق، اطراقًا: خاموش رہنا۔ اربد۔ اربدادًا: خاکستر ہونا، شرعی بدخصلت۔ شرس (س) شرسًا۔ شراسۃً: بدخصلت ہونا۔ الشیعۃ: پیرو مددگار۔ ج شیع، اشیاع۔ اس لفظ کا غالب استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفدار ہیں۔ زوی۔ یزوی۔ زیا، زدیًا الشئ: جمع کرنا، قبضہ کرنا۔ شوم: منحوس، شیطان، شریر و نافرمان۔ ج شیاطین۔ شطن (ن) شطنًا سے ہے بمعنی مخالفت کرنا۔ کیونکہ شیطان نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ یا سطنت الدار شطونًا سے ہے بمعنی دور ہونا۔ اسلئے کہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ شغب (ف، س) شغبًا: فساد مچانا۔ شقاء۔ شقی (ض)

شقاً: بدبخت ہونا۔ شنار: عار، بدترین عیب۔ شین: عیب۔ شتم (ض) شتماً: گالی دینا۔ شح: کنجوسی۔ شح (ن، ض، س) شحا: بخل کرنا، کنجوسی کرنا۔

توضیح ابو عثمان بن بحر جاحظ نے کہا مجھے بڑے تاجروں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں ایک بوڑھا تھا جو بہت خاموش اور نہایت بدخلق تھا۔ اس کے سامنے جب شیعہ کا تذکرہ ہوتا تو وہ غصہ ہوتا اور اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور بھنوں چڑھا لیتا۔ تو میں نے اس سے ایک دن کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تجھے کس بناء پر شیعہ سے چڑ ہے۔ میں نے تمہیں دیکھا کہ جب شیعہ کا ذکر ہوتا ہے تو تم غصہ ہو جاتے ہو اور منقبض ہو جاتے ہو۔ کہا ان کے نام کے شروع میں شین ہے مجھے اس سے چڑ ہے اسلئے کہ وہ شین میں نے نہیں پایا مگر ہر شر اور شوم اور شیطان اور شغب اور شنار اور شر اور شین اور شوک اور شکوی اور شہرہ اور شتم اور شح۔ ابو عثمان نے کہا اس کے بعد کسی شیعہ کا پاؤں ثابت نہ رہ سکا

(قَالَ رَجُلٌ لِبَعْضِ وُلَاةِ بَنِي الْعَبَّاسِ: أَنَا أَجْعَلُ فِي هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ أَنْ يَقُولَ فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّهُ ظَالِمٌ، قَالَ لَهُ نَشَدْتُكَ اللهَ أَبَا مُحَمَّدٍ! أَمَا تَعْلَمُ؟ إِنَّ عَلِيًّا بَارَزَ الْعَبَّاسَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَمِنَ الظَّالِمُ مِنْهُمَا؟ فَكَرِهَ أَنْ يَقُولَ الْعَبَّاسُ فَيُوَاقِعَ سَخَطَ الْخَلِيفَةِ أَوْ يَقُولَ عَلِيٌّ فَيَنْقُضَ أَصْلَهُ قَالَ: مَا مِنْهُمَا ظَالِمٌ، قَالَ: فَكَيْفَ يَتَنَازَعُ اثْنَانِ فِي شَيْءٍ لَا يَكُونُ أَحَدُهُمَا ظَالِمًا؟ قَالَ قَدْ تَنَازَعَ الْمَلَكَانِ عِنْدَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا فِيهِمَا ظَالِمٌ وَلَكِنْ لِيُنَبِّهَا دَاوُدَ عَلَى الْخَطِيئَةِ وَكَذَلِكَ هَذَانِ أَرَادَا تَنْبِيهَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ خَطِيئَتِهِ، فَأَسْكَتَ الرَّجُلُ وَأَمَرَ الْخَلِيفَةُ لِهِشَامٍ بِصِلَةٍ:

لغوی تحقیق ولاۃ جمع والی، بادشاہ، حاکم۔ ہشام بن عبدالحکم، آپ کے حالات مقدمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں نشدتک (ن، ض) نشدا، نشدۃ: اللہ کی قسم دینا۔ الضالۃ، گمشدہ کو تلاش کرنا۔ بارز: جنگ کیلئے مقابلہ پر نکلنا۔ برز (ن) بروزا: میدان کیطرف نکلنا (ک) برازۃ: فضیلت یا بہادری میں اپنے ساتھیوں سے بڑھ جانا۔ سخط: غیض و غضب، غصہ۔ اسکت: خاموش کر دیا۔

توضیح ایک شخص نے بنی عباس کے کسی والی سے کہا کہ میں ہشام بن عبدالحکم کو مجبور کر دوں گا کہ وہ حضرت علیؓ کے بارے میں کہے کہ وہ ظالم ہے۔ اس نے ہشام سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابو محمد! کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عباسؓ سے جھگڑا کیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا ان میں سے کون ظالم ہے۔ تو ہشام نے ناپسندیدہ سمجھا کہ وہ حضرت عباس کا نام لے جس کی بناء پر خلیفہ کی ناراضگی میں مبتلا ہوتا۔ یا حضرت علی کا نام لیتا کہ اس کے اعتقاد پر ضرب آتی تو ہشام نے کہا ان میں سے کوئی ظالم نہیں۔ اس نے کہا تو دو شخص ایک چیز کے بارے میں کیسے لڑ سکتے ہیں جب تک کہ ان میں سے کوئی ایک ظالم نہ ہو۔ کہا کہ دو فرشتوں نے

اپنا جھگڑا پیش کیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس اور ان میں سے کوئی بھی ظالم نہیں تھا، لیکن یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی غلطی پر تنبیہ کیلئے تھا اور اسی طرح ان دونوں نے حضرت ابوبکر کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرنیکا ارادہ کیا تو ہشام نے اس شخص کو خاموش کردیا اور خلیفہ نے ہشام کو انعام دینے کا حکم دیا۔

(وَسَمِعَ) اَعْرَابِیٌّ اَبَا الْمَکْنُوْنِ النَّحْوِیَّ وَھُوَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَاءِ الْاِسْتِسْقَاءِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَاِلٰھَنَا وَمَوْلَانَا اَفْضِلْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا، وَمَنْ اَرَادَ بِنَا سُوْءً فَاَحِطْ ذٰلِکَ السُّوْءَ بِہٖ کَاِحَاطَۃِ الْقَلَائِدِ بِاَعْنَاقِ الْوَلَائِدِ ثُمَّ اَرْسِخْہُ عَلٰی ھَامَتِہٖ کَرُسُوْخِ السِّجِّیْلِ عَلٰی ھَامِ اَصْحَابِ الْفِیْلِ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مُرِیْعًا مُجَلْجِلًا مُسْحَنْفِرًا سَحًّا مَسْفُوْحًا طَبَقًا غَدَقًا مُنْفَجِرًا نَافِعًا لِعَامَّتِنَا وَغَیْرَ ضَارٍّ لِخَاصَّتِنَا، فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ، یَا خَلِیْفَۃَ نُوْحٍ ھٰذَا الطُّوْفَانُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ، دَعْنِیْ حَتّٰی اٰوِیَ اِلٰی جَبَلٍ یَعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَاءِ ؎

لغوی تحقیق استسقاء، بارش طلب کرنا۔ اَحِطْ۔ احاطۃ سے امر حاضر ہے۔ قلائد۔ جمع قلادۃ: ہار، مالا۔ اعناق۔ جمع عنق: گردن، گلا۔ الولائد۔ جمع ولیدۃ: مادہ۔ ولدت لدۃً: جننا۔ ارسخہ۔ ارساخ سے امر حاضر ہے ثابت اور پختہ کرنا۔ رسخ (ن) رسوخًا: گڑ جانا۔ ہامۃ بتخفیف میم: بمعنی پیشانی اور ہآمّۃ بتشدید میم: ہر زہریلا جانور جیسے سانپ بچھو وغیرہ۔ ج ہوام اور کبھی ہوام کا اطلاق ان کیڑوں پر بھی ہوتا ہے جو زہریلے نہیں ہوتے ہیں مثلاً حدیث شریف میں ہے ایوذیک ہوام رأسک۔ یہاں ہوام راس سے مراد جوئیں ہیں۔ السجیل: کنکر۔ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سجیل فارسی زبان کے دو کلمے ہیں۔ جن کو اہل عرب نے ایک کلمہ بنا دیا۔ ایک کلمہ ان میں سج بمعنی پتھر اور دوسرا کلمہ جیل بمعنی مٹی۔ پس اس کے معنے سنگ گل یعنے کنکر ہوئے۔ ابن جنی نے کتاب المحتسب میں ذکر کیا ہے کہ حبش کی زبان میں سجل کے معنے کتاب کے ہیں بعض نے سجیل کو اسی سے ماخوذ مانا ہے۔ اصحاب الفیل: ابرہہ کے ساتھی۔ جن لوگوں نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ غیثًا: مراد بارش۔ مغیثًا: فریاد سننے والا۔ مریعًا۔ امرع الوادی ومرع (س) مرعًا (ک) مراعۃً: ہرا بھرا ہونا۔ مجلجلًا: گرجنے والا بادل۔ مسحنفرًا۔ اسحنفر المطر: بکثرت ہونا۔ سحًّا (ن) وسحوحًا: بہت بہنا۔ طبقًا: عام بارش۔ غدقًا: بڑی بڑی بوندوں والی بارش۔ الطوفان: ڈبو دینے والا سیلاب۔ اخفش نے کہا ہے کہ قیاس کے مطابق اس کا واحد طوفانۃ ہے۔ دعنی۔ ودع یدع: چھوڑنا۔ آوی (ض) اویا، اوا الیہ: پناہ لینا۔ ماوی۔ جائے پناہ۔ یعصمنی (ض) عصمۃ: حفاظت کرنا (س) عصمًا۔ الظبی: سفید ٹانگوں والا ہونا۔ عصم: وہ جانور جس کا ایک یا دونوں اگلا پیر سفید ہو۔

توضیح ایک اعرابی نے ابوالمکنون نحوی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے دعاء استسقاء میں اے اللہ، اے ہمارے رب، اے ہمارے مولیٰ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت کاملہ نازل فرما اور ہمارے ساتھ جو کوئی برائی کا ارادہ کرے تو احاطہ کر اس برائی کا جس طرح ہار کا احاطہ ہوتا ہے عورتوں کی گردنوں میں، پھر اسکی

کھوپڑی پر اس کو راسخ کر دے جس طرح کنکریاں راسخ ہوگئی تھیں اصحاب فیل کی کھوپڑیوں پر، اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو فریاد سننے والی ارزانی کا سبب ہو، بہت زیادہ گرج کر برسنے والی ہو، خوب بہنے والی ہو، عام ہو، موسلا دھار بارش ہو، ہم سبھوں کیلئے مفید ہو کسی کیلئے مضر نہ ہو۔ تو اعرابی نے کہا۔ اے نوح کے خلیفہ یہ طوفان ہے قسم ہے رب کعبہ کی تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں ایسے پہاڑ میں جاکر پناہ لے لوں جو مجھے پانی سے بچا لے۔

الاستقسام بالازلام

تیروں کے ذریعہ فال نکالنا

معنی الاستقسام بالازلام طلبُ معرفۃِ ماقُسِمَ مِنَ الخیرِ والشرِّ بواسطۃِ ضربِ الاقداحِ وقیل معنی الاستقسام بالازلام طلبُ معرفۃِ قسمۃِ الجزورِ باقداحٍ وھی عشرۃُ اقداحٍ الفذُّ ثم التوأمُ ثم الرقیبُ ثم الحلسُ ثم النافسُ ثم المُسبِلُ ثم المُعلّٰی وھٰذہ الاقداحُ السبعۃُ لھا انصباءٌ مِنْ جزورٍ ینحرونھا ویقسمونھا علی العادۃِ بینھم والثلثۃُ الاُخر لانصیبَ لھا وھو السفیحُ والمنیحُ والوغدُ کان اھلُ الجاھلیۃِ یجمعونَ عشرۃَ انفسٍ ویشترونَ جزوراً ویجعلونَ لحمہٗ ثمانیۃً وعشرینَ جزءً ویجعلونَ لکلِّ واحدٍ من صاحبِ الازلامِ نصیباً معلوماً للفذِّ سھمٌ وللتوأمِ سھمانِ وللرقیبِ ثلاثۃُ اسھمٍ وللحلسِ اربعۃُ اسھمٍ وللنافسِ خمسۃٌ وللمسبلِ ستۃٌ وللمعلّٰی سبعۃٌ ویجعلونَ الازلامَ فی خریطۃٍ ویضعونھا علی یدِ رجلٍ ثم یجعلُ ذٰلکَ الرجلُ یحرّکھا فیھم باسمِ کلِّ رجلٍ قدحاً منھا ومن خرجَ لہٗ قدحٌ من اربابِ الانصباءِ یجعلہٗ الی الفقراءِ ولایاکلُ منہ شیئاً ویفتخرونَ بذٰلکَ ویذمّونَ من لم یدخلْ فیہ ویسمّونہ البرمَ یعنی اللئیمَ۔

لغوی تحقیق ازلام: جمع زلم: فال نکالنے کا تیر۔ اقداح: جمع قدح، بے پھل اور بے پر کا تیر۔ خریطۃ: بیگ، سیاہی کا تھیلا۔ ج خرائط۔ خرط (ن)، خرط الجواھر: تھیلے میں جمع کرنا۔ الورق: ہاتھ سے مارکر پتے جھاڑنا۔ العود: کھراد سے برابر کرنا۔ الجزور: جمع جزار، قصاب۔ الانصباء: جمع نصیب: حصہ۔ یذمّون۔ ذمّ (ن) ذمّاً: برا کہنا، تنقید کرنا۔ البرم: کنجوس۔ برم (س) برماً: تنگدل ہونا۔

توضیح الاستقسام بالازلام کا مطلب خیر اور شر میں سے جو تقسیم کی گئی ہے اس کا پہچاننا ہے تیروں کے مارنے کے ذریعہ اور کہا گیا ہے الاستقسام بالازلام کا مطلب اونٹ کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ جاننا ہے تیروں کے ذریعہ اور وہ دس تیر ہیں فذ، پھر توأم پھر رقیب پھر حلس پھر نافس پھر مسبل پھر معلّٰی۔ اور یہ سات تیر اس کے حصہ ہیں ان اونٹوں میں سے جنھیں وہ ذبح کرتے ہیں اور ان کو حسب عادت تقسیم کرتے ہیں اپنے درمیان۔

اور دوسرے تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہے، سفیح منیح، و غد۔ جاہلیت والے دس آدمیوں کو جمع کرتے تھے اور اونٹ خریدتے تھے اور اس کے گوشت کو اٹھائیس جگہ تقسیم کرتے تھے اور تیروں ہی سے ہر ایک کیلئے ایک مقررہ حصہ رکھتے تھے۔ فذ کا ایک حصہ، توأم کے دو حصے، اور رقیب کے تین حصے اور حلس کے چار حصے اور نافس کے پانچ حصے اور مُسبل کے چھ حصے اور معلّی کے سات حصے ہوتے تھے، اور تیروں کو ایک تھیلے میں ڈال کر کسی آدمی کے ہاتھ میں رکھتے تھے، پھر ہر شخص کے نام پر اس میں سے ایک تیر نکالتے تھے اور جس کے لئے حصہ والوں میں سے تیر نکلتا تھا اس کو فقراء کیلئے متعین کر دیتے تھے اور اس میں سے کچھ نہیں کھلاتے تھے اور اس کام پر وہ فخر کرتے تھے اور جو شریک نہ ہو اس کی مذمت کرتے تھے اور اسے برم یعنی بخیل کہتے تھے۔

نصیحۃ سیدنا نوح علیہ السلام لابنہ ونتیجۃ مخالفۃ اوامر الوالدین

ہمارے آقا حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت اپنے بیٹے کو اور والدین کے حکم کی مخالفت کا نتیجہ

وخرج عن طاعتہ ولدہ کنعان فقال لہ یا بُنَیَّ ارکب مَعَنا ولا تکن مع الکافرین فاجابہ بقولہ سَاٰوِی اِلیٰ جبلٍ یعصمنی من الماءِ قال لا عَاصِمَ الیومَ مِن امرِ اللّٰہِ الا مَن رَحِمَ وحَالَ بینھما الموج فکانَ مِنَ المغرقین. ثم نبع الماءُ مِنَ الارضِ ونزل المطرُ مِنَ السّماءِ حتیٰ علا الماءُ فوقَ الجبالِ ومکثَ الطوفانُ ستۃَ اشھرٍ ثم اوحی اللّٰہُ تعالیٰ الی الارضِ والسّماءِ بقولہ یا اَرضُ ابلَعی مَاءَکِ و یاسماءُ اَقلعی وغیضَ الماءُ وقُضِیَ الامرُ واستَوَت علی الجودی وکانَ ھٰذا الاستواءُ علیٰ جبلِ الجودی یوم عاشوراءَ وبعد ان جفّتِ الارضُ قیل یانوحُ اھبِط بسلامٍ مِنّا وبرکاتٍ علیکَ وعلیٰ اُمَمٍ ممّن معکَ ثم ان من کانَ مَعَ نوحٍ مِنَ المؤمنین عَاشُوا بعدَ ذٰلکَ قلیلاً فلم یبقَ الا نوحٌ واولادہُ الثلاثۃ سَام وحَام ویافث ونساؤھم ففرّق بینھم ابوھم نوح حتیٰ ذھب کلٌّ الیٰ ناحیۃٍ فعمّرھا باولادہ حتی صار الآدمیون کما تریٰ من عھدِ نوحٍ الیٰ وقتنا من نسلہ علیہ السّلام ولذا اُسمّی ابا البشر الثانی بعد سیدنا آدمُ علیہ السّلامُ؛

لغوی تحقیق

نصیحۃ۔ اسم مصدر: اخلاص خیر و صلاح کیطرف بلانا اور شر و فساد سے روکنا۔ ج نصائح۔ نَصَحَ (ف) نصحًا ونُصحًا ونصاحۃً فلانًا وبفلانٍ: نصیحت کرنا۔ مخلص ہونا۔ صفت ناصح۔ ج نُصّاح۔ نَصَحَ (ف) نصحًا ونصوحًا الشیئ خالص ہونا، صاف ہونا۔ ساٰوی۔ مضارع متکلم ہے (ض) الیہ، پناہ دینا۔ یعصمنی (ض)، بچانا۔ محفوظ رکھنا۔ نبع (ن، ض، ک) نبعًا ونبوعًا ونبعانًا۔ الماء، چشمہ سے نکلنا۔ حال۔ حیلولۃً، حائل ہونا۔ علا (ن) علوًا، اونچا ہونا۔ مکث (ن) مکثًا (ک) مکاثۃً: اقامت کرنا۔ صفت ماکث، مکیث۔ البلعی امر حاضر ہے۔ بلع (ف)

بلعًا: نگلنا۔ یہاں زمین کا پانی کو جذب کرلینا، خشک کردینا مراد ہے۔ اقلعی عن کذا: باز رہنا اور چھوڑنا۔ قلع (ف) قلعًا الشیٔ: جڑ سے اکھاڑنا۔ غیض۔ غاض (ض) غیضًا: پانی کا کم ہونا، نیچے چلا جانا۔ الجودی: ایک پہاڑ کا نام ہے جو بعض کے نزدیک موصل میں تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شام میں تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بابل میں تھا۔ تورات میں جودی کو "ارارا ط" کے پہاڑوں میں سے بتایا گیا ہے۔ ارارا ط دراصل جزیرہ کا نام ہے یعنی اس علاقہ کا نام ہے جو فرات و دجلہ کے مابین دیار بکر سے بغداد تک لگاتار چلا گیا ہے۔ عاشوراء: محرم کی دسویں تاریخ یہ اسلامی نام ہے جفت (س، ض، ف) جفافا و جفوفا: سوکھ جانا۔ صفت جاف۔ جف: لوگوں کی جماعت۔ جففۃ: خشک زمین۔ اہبط (ن، ض) ہبوطا: پہاڑ سے اترنا، نقصان یا برائی میں پڑنا۔ اللہم غبطا لا ہبطا: اے اللہ لوگ ہم پر حسد کریں نہ یہ کہ ہم اپنی حالت سے پستی میں آجائیں۔ ہبوط: ڈھلوان جگہ، نشیب کی زمین۔ امم۔ جمع امت: جماعت، گروہ عاشوا (ض) عیشا، معیشۃ: زندگی گذارنا۔ صفت عائش۔ معاش: جس چیز سے زندگی گذر جائے۔ ج معائش۔

توضیح حضرت نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری سے ان کا لڑکا کنعان نکل گیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے کنعان سے کہا یابنی ارکب معنا ولاتکن مع الکافرین۔ یعنی اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ تو کنعان نے جواب دیا اپنے قول کے ذریعہ ساوی الی جبل یعصمنی من الماء یعنی میں ایسے پہاڑ میں پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا "لا عاصم الیوم من امر اللہ الآیۃ" یعنی آج کوئی بچانے والا نہیں ہے اللہ کے حکم سے مگر جس پر رحم کرے اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی تو وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا پھر زمین سے پانی ابلنے لگا اور بارش آسمان سے ہونے لگی یہانتک کہ پانی پہاڑوں کے اوپر چڑھ گیا۔ طوفان چھ ماہ تک رہا۔ پھر اللہ نے زمین اور آسمان کی جانب وحی بھیجی اپنے قول کے ذریعہ "یا ارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء الآیۃ"۔ اے زمین اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور پانی کم ہوگیا اور معاملہ صاف ہوگیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جالگی اور جودی پہاڑ پر یہ لگنا عاشوراء کے دن تھا۔ اور زمین کے خشک ہونے کے بعد کہا گیا اے نوح سلامتی کے ساتھ تو اتر جا اور اپنے اوپر برکتوں کے ساتھ اور تمہارے ساتھ رہنے والے فرقوں پر برکتوں کے ساتھ پھر جو مومنین حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ اس کے بعد کچھ ہی دنوں تک زندہ رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور انکی تین اولاد سام اور حام اور یافث کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہا۔ ان میں ان کے والد حضرت نوح علیہ السلام نے تفریق پیدا کردی یہانتک کہ ہر ایک، ایک ایک علاقہ میں جابسا اور وہاں اپنی اولاد کو آباد کیا یہاں تک کہ تمام آدمی جنھیں تم دیکھ رہے ہو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے ہمارے وقت تک سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور اسی بناء پر حضرت نوح مسمیٰ ہیں ابو البشر ثانی کے ساتھ ہمارے سردار حضرت آدم علیہ السلام کے بعد۔

ذکاوۃ الملوک وحسن الطلب

بادشاہوں کی ذہانت اور سوال کی خوبی

ولمّا دخل ابوجعفر المنصور المدینۃ قال للربیع ، ابغنی رجلاً عاقلاً عالماً بالمدینۃ لیقفنی علی دورھا فقد بعُد عھدی بدیار قومی ، فالتمس لہ الربیع فتًی من اعقل الناس واعلمھم فکان لایبتدئ باخبار حتی یسألہ المنصور فیجیبہ باحسن عبارۃ واجود بیان واوفی معنًی فاعجب المنصور بہ وامر لہ بمال فتأخر عنہ ودعتہ الضرورۃ الی استنجازہ فاجتاز ببیت عاتکۃ فقال یا امیر المؤمنین ھذا بیت عاتکۃ الذی یقول فیہ الاحوص ؎

یا بیت عاتکۃ الذی اتعزّل ۔۔۔ حذر العدا وبہ الفؤاد موکّل

ففکر المنصور فی قولہ ، وقال لم یخالف عادتہ بابتداء الاخبار دون الاستخبار الّا لامر وأقبل یردّد القصیدۃ ویتصفحھا بیتاً بیتاً حتی انتھی الی قولہ فیھا ؎

وأراک تفعل ما تقول وبعضھم ۔۔۔ مذق اللسان یقول ما لا یفعل

فقال یا ربیع ، ھل اوصلت الی الرجل ما امرنا لہ بہ ؟ فقال ، اخرتہ عنہ لعلۃ ذکرھا الربیع ، فقال عجّل لہ مضاعفاً وھذا الطف تعریض من الرجل وحسن فھم من المنصور۔

لغوی تحقیق

ذکاوۃ (س ، ف ، ک) ذکاءً : تیز خاطر ہونا۔ صفت ذکیٌّ۔ مؤنث ذکیۃ۔ ج اذکیاء۔ (ن) ذکاوذکاۃ الذبیحۃ : ذبح کرنا۔ ذکاء۔ آفتاب کا اسم علم ہے (غیر منصرف) الربیع۔ ابوالفضل بن یونس بن ابی فروۃ کیسان اطفار ، حد درجہ ذکی ۔ فصیح وبلیغ ، نافذ قانون ، حساب میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شروع شروع میں منصور کے یہاں دربان تھا ، پھر ابوالیوب مرزبانی کے عہدۂ وزارت پر آگیا تھا۔ سنہ ۱۷۰ھ میں زہر دیکر مارا گیا۔ البغی۔ بغا (ن) بغوًا الشیئ : بغور دیکھنا۔ بغی (ض) بغیًا ، بُغیۃ الشیئ : چاہنا ، طلب کرنا علیہ : ستم ڈھانا۔ صفت باغ۔ ج بُغاۃ۔ بغیٌّ : بدکار ، فاحشہ فاجرہ ، زانیہ۔ ج بُغایا۔ دُور۔ ج دار۔ فتًی : جوان استنجاز : وفاء عہد طلب کرنا۔ اجتاز۔ اجتیازًا : گذرنا۔ احوص : تنگ گوشۂ چشم والا ہونا۔ ابومحمد عبداللہ محمد بن عاصم انصاری کا لقب ہے۔ شعرگوئی میں انتہائی عروج پر تھا لیکن نہایت ہی بے مروت خبیث الافعال اور بد خلاق تھا۔ اس کا انتقال سنہ ۱۷۹ھ میں ہوا ہے۔ اتعزّل۔ مضارع متکلم ہے۔ تعزّل : یکسو ہونا عزل (ض) عزلاً : علیحدہ کردینا۔ العدا جمع عدو : دشمن۔ الفؤاد : دل۔ یتصفحھا۔ یصفح الشیئ : غور وفکر کرنا۔

صفح (ف)، صفاحۃ، اعراض کرنا، گناہ معاف کرنا۔ مذق اللسان، جس کی زبان سچ اور جھوٹ دونوں طرف چلتی ہو۔
مذق (ن) مذقاً: دودھ میں پانی ملانا۔

توضیح جب ابوجعفر منصور مدینہ میں داخل ہوا تو ربیع سے کہا کہ میرے لئے ایک عقلمند آدمی تلاش کرو جو مدینہ کو خوب جانتا ہو تاکہ مجھے وہ مدینہ کے گھروں پر واقف کرائے۔ چونکہ میری قوم کے گھر اور محلوں سے میرا تعلق دور ہو چکا ہے۔ تو ربیع نے ایک عقلمند جوان اور بڑا عالم تلاش کیا تو وہ خبر دہی شروع نہیں کرتا تھا۔ یہانتک کہ منصور اس سے پوچھتا تھا پھر وہ منصور کو شاندار عبارت اور عمدہ بیان کے ذریعہ جواب دیتا تھا اور وہ معنی کو مکمل طور پر ادا کرتا تھا۔ منصور نے اسے بہت پسند کیا۔ اس کو مال دینے کا حکم دیا لیکن مال دینے میں تاخیر کی گئی اور اس کو ایک ضرورت نے مجبور کر دیا ایفائے عہد کے مطالبہ کی جانب۔ ایک دن وہ عاتکہ کے مکان سے گذرا تو اس نے کہا اے امیر المومنین یہ عاتکہ کا وہ مکان ہے جس کے بارے میں احوص شاعر کہا کرتا تھا ؎

شعر:۔ اے عاتکہ کا وہ گھر کہ اس سے الگ ہوں دشمنوں کے ذریعہ اور اس پر دل مسلط ہے۔

منصور نے سوچا اس کی بات میں اور کہا کہ اس نے اپنی عادت کے خلاف نہیں کیا۔ پہلے ہی خبر دینے میں بغیر پوچھے مگر کسی معاملہ کی وجہ سے۔ اور منصور بار بار قصیدہ کو دہرانے لگا اور قصیدہ کے ایک ایک شعر کو ٹٹولنے لگا۔ یہانتک کہ وہ پہونچا احوص کے اس شعر تک جو اس قصیدہ میں ہے ؎

شعر:۔ اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو کرتا ہے جو تو کہتا ہے اور بعض لوگ جھوٹی زبان والے ہیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

تو منصور نے کہا اے ربیع کیا تم نے اس شخص کو دیدیا جس کا ہم نے اس کیلئے حکم دیا تھا۔ ربیع نے جواب دیا میں نے کسی بنا پر اسے مؤخر کیا۔ ربیع نے اس وجہ کا بھی تذکرہ کیا تو اس نے کہا جلدی دوگنا دیدو اور یہ اس شخص کی نہایت باریک تعریض ہے اور منصور کا حسن فہم ہے۔

كَانَ ابوجعفرٍ منصورٌ اَيَّامَ بنی اُمَيَّةَ اِذَا دَخَلَ دَخَلَ مُسْتَتِرًا فكَانَ يَجْلِسُ فِی حلقةِ ازهرَ السَّمَّانِ المحدِّثِ فلما افضتِ الخلافَةَ، قدِمَ عليهِ ازهرُ، فَرَحَّبَ بِهٖ وقرَّبَهٗ وَقَالَ لهٗ، ماحَاجَتكَ يا ازهرُ! قَالَ: دَارِی مُنهَدِمَةٌ وَّعَلَیَّ اربعةُ آلافِ دِرْهَمٍ، وَاُرِيدُ لَوْاَنَّ اِبنِی مُحَمَّدًا ابنی بعيالِهٖ فوصَلَهٗ بِاثنَیْ عشرَ الفًا وَقَالَ: قَدْ قَضَيْنَا حَاجَتَكَ يا ازهرُ! فَلَا تَأْتِنَا طالبًا فاخذهَا وَارتَحَلَ فلمَّا كَانَ بعدَ سنةٍ اتاهُ فلمَّا رآهُ ابوجعفرٍ، قَالَ، مَا حَاجَتُكَ؟ يا ازهرُ! قَالَ: جئتُكَ مسلِّمًا قَالَ اِنَّهٗ يقعُ فِی خَلَدِ اميرِ المؤمنينَ اِنكَ جئتَ طالبًا، قَالَ: ماجئتُكَ اِلَّا مُسَلِّمًا قَالَ: قَدْ اَمَرْنَا لَكَ بِاثنَیْ عشرَ الفًا وَاذْهَبْ فلا تَاتِنَا طالبًا وَلَا مُسَلِّمًا فاخذهَا ومضٰى فلمَّا كَانَ بعدَ سنةٍ اتاهُ قَالَ ماحَاجَتكَ يا ازهرُ! قَالَ اتيتُ عَائِدًا قَالَ: اِنَّهٗ يقعُ فِی خلدی اَنَّكَ جئتَ طالبًا قَالَ مَاجِئتُ اِلَّا عَائِدًا قَالَ قَدْ اَمَرْنَا لَكَ باثنَیْ عشرَ الفًا وَاذْهَبْ فلا تَأْتِنَا طالبًا وَلَا مُسَلِّمًا وَلَا عَائِدًا،

فاخذھا، وانصرف فلما مضت السنۃ اقبل فقال لہ: ماجاء بک؟ یا ازھر! قال، دعاء کنت اسمعک تدعو بہ یا امیر المؤمنین! جئت لاکتبہ فضحک ابوجعفر وقال انہ دعاء غیر مستجاب وذلک انی قد دعوت اللہ بہ ان لا اراک فلم یستجب لی وقد امرنا لک باثنی عشر الفا وتعال متی شئت فقد اعییتنی فیک الحیلۃ:

لغوی تحقیق السمان: روغن بیچنے والا- ابوبکر- ازہر بن سعد باہلی محدث کالقب ہے ۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے ۲۰۳ھ میں وفات پائی- انفصت- انفضاء سے ماضی ہے: پہنچنا۔ رحب: خوش آمدید کہنا۔ بنی بعیالہ، اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آنا۔ عائد: عیادۃ سے اسم فاعل ہے، تیمارداری کرنا۔ اعییتنی- اعیاء سے: ہرا دینا، تھکا دینا۔

توضیح ابوجعفر منصور بنی امیہ کے دور میں جب داخل ہوتا تھا تو چھپ کر داخل ہوتا تھا اور ازہر سمان محدث کے حلقۂ درس میں شریک ہو جاتا تھا۔ جب خلافت منصور تک پہنچی ازہر اس کے پاس آئے تو منصور نے خوش آمدید کہا اور انھیں قریب بلایا اور ان سے کہا ازھر کیا ضرورت ہے کہا میرا مکان گر گیا اور میرے ذمہ چار ہزار درھم ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد اپنے بال بچوں کو اپنے گھر لے آئے تو منصور نے اسے بارہ ہزار درہم دیئے اور کہا ہم نے تمہاری ضرورت پوری کر دی اے ازہر ہمارے پاس مانگنے کیلئے مت آنا ازہر اس کو لیکر چلتے بنے، پھر ایک سال بعد منصور کے پاس آئے۔ منصور نے دیکھ کر کہا اے ازہر کیا ضرورت ہے۔ کہا سلام کرنے کیلئے آیا ہوں۔ کہا امیر المؤمنین کے دل میں یہ آتا ہے کہ تم مانگنے کیلئے آئے ہو۔ کہا صرف سلام کیلئے آیا ہوں۔ کہا ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار کا حکم دیدیا۔ جاؤ پھر مانگنے کیلئے اور سلام کیلئے مت آنا۔ ازہر لیکر چلتے بنے۔ ایک سال کے بعد پھر آئے۔ منصور نے کہا ازہر کیا ضرورت ہے۔ کہا کہ عیادت کے لئے آیا ہوں۔ کہا میرے دل میں آتا ہے کہ تم مانگنے کیلئے آئے ہو۔ ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار کا حکم دیدیا۔ جاؤ نہ مانگنے کیلئے آنا نہ سلام کیلئے اور نہ عیادت کیلئے۔ ازہر لیکر لوٹ گئے، جب سال گذر گیا ازہر آ گئے تو منصور نے کہا: کون سی چیز تمہیں لائی اے ازہر- کہا امیر المؤمنین آپ کو ایک دعا کرتے ہوئے سنتا تھا میں اس کو لکھنے کیلئے آیا ہوں تو منصور ہنسا اور کہنے لگا کہ وہ غیر مقبول دعا ہے۔ وہ دعا یہ ہے کہ میں نے اللہ سے تمہیں نہ دیکھنے کی دعا کی تھی لیکن اللہ نے قبول نہیں کیا اور ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار درہم کا حکم دیدیا اور جب چاہو آتے رہو چونکہ تمہارے متعلق تدبیر نے مجھے تھکا دیا۔

محبۃ العلم

علم سے دوستی

کان ابن الاثیر مجد الدین ابو السعادات صاحب جامع الاصول، والنھایۃ فی غریب الحدیث

من اكابر الرؤساء محظيًا عند الملوك وتولى لهم المناصب الجليلة فعرض له مرض كف يديه ورجليه فانقطع في منزله وترك المناصب والاختلاط بالناس وكان الرؤساء يغشونه في منزله فحضر اليه بعض الاطباء والتزم بعلاجه، فلما طببه وقارب البرء واشرف على الصحة دفع للطبيب شيئًا من الذهب وقال: امض لسبيلك فلامه اصحابه على ذلك، وقالوا هلا ابقيته الى حصول الشفاء، فقال لهم: انني متى عوفيت طلبت المناصب ودخلت فيها وكلفت قبولها واما مادمت على هذه الحالة فاني لا اصلح لذلك فاصرف اوقاتي في تكميل نفسي ومطالعة كتب العلم ولا ادخل معهم فيما يغضب الله ويرضيهم، والرزق لابد فاختار رحمه الله تعالى عطلة جسمه ليحصل له بذلك الاقامة على العطلة من المناصب وفي تلك المدة الف كتاب جامع الاصول والنهاية وغيرهما من الكتب المفيدة-

لغوی تحقیق

ابن الاثیر۔ مجد الدین لقب۔ ابو السعادات کنیت، مبارک نام، والد کا نام اور کنیت ابوالکرم ہے۔ ابن الاثیر سے پکارے جاتے تھے۔ آپ ۵۴۴ھ میں جزیرہ ابن عامر میں پیدا ہوئے اور یہیں پلے بڑھے۔ بڑے بڑے ائمہ کرام سے علم نحو، علم حدیث اور دوسرے بہت سے علوم حاصل کئے اس کے بعد آپ شہر موصل چلے گئے اور ایک زمانہ تک شاہ مجاہد الدین قائماز کی خدمت میں رہتے رہے اس کے بعد عز الدین مسعود کا قرب حاصل ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس کے صاحبزادے نورالدین ارسلان شاہ کے یہاں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہوا، آخر زندگی میں کسی عارض کیوجہ سے معذور ہو گئے تھے اس لئے آپ تمام عہدوں سے دست بردار ہو کر خلوت گزیں ہو گئے اور اسی دوران "النہایہ" چار جلدوں میں لکھی ہے، اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب جامع الاصول دس اجزاء میں ہے۔ ۶۰۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ غریب الحدیث: وہ علم ہے جس میں احادیث غریبہ سے بحث کی جائے۔ محظیًا۔ حظی (س) حظۃ، حظوۃ، حصہ پانا۔ حظی: صاحب مرتبت۔ المناصب جمع منصب: عہدہ۔ یغشونہ، (س) غشیانًا (ن) غشوًا کسی کے پاس آنا (س) غشیًا، غشایۃ: چھپانا۔ المرأۃ، ہم بستری کرنا، وطی کرنا۔ غشوۃ، غشاوۃ: پردہ۔ غاشیہ: دل کا پردہ، قیامت، ملاقاتی دوست واحباب۔ الاطباء۔ جمع طبیب، حکیم۔ البرء۔ بری (س، ف، ک) برءًا من المرض: تندرست ہونا، اچھا ہونا (س) براءۃ: چھٹکارا پانا، تہمت سے پاک ہونا۔ بری۔ ج براء: باری، خالق۔ امض۔ مضی (ض، ن) مضوًا، مضیًا: گذرنا۔ ھلا: کلمۂ تحضیض و تندیم ہے۔ مرکب ہے ہل اور لا سے اگر ماضی پر داخل ہو تو ترک فعل پر تنبیہ کیلئے ہے جیسے ہلا آمنت۔ یعنی تم ایمان کیوں نہیں لائے، اور اگر مضارع پر داخل ہو تو ابھارنے کیلئے ہے جیسے ہلا تؤمن: تم ایمان کیوں نہیں لاتے ہو۔ عطلۃ: خالی وقت

توضیح

ابن الاثیر مجد الدین ابو السعادات، جامع الاصول والنہایہ کے مصنف (جو علم غریب الحدیث میں ہی) بڑے رئیسوں میں سے تھے، بادشاہوں کے نزدیک وقعت والے تھے اور بڑے بڑے منصبوں

پر رہ چکے تھے، اچانک ایک مرض لاحق ہوگیا جس نے ان کے پیروں اور ہاتھوں کو روک دیا، وہ اپنے گھر میں الگ تھلگ ہوگئے، منصبوں کو چھوڑ دیا اور لوگوں سے ملنا جلنا بھی اور رئیس لوگ گھر میں انھیں گھیر لیتے تھے۔ ایک طبیب صاحب ان کے پاس آئے اور ان کے علاج کا التزام کیا، ان کا علاج کرنے لگا۔ جب اچھے ہونیکے قریب ہوگئے تو طبیب کو سونا دیکر کہا آپ اپنے راستے پر چلے جائیے۔ ان کے ساتھیوں نے اس پر ملامت کی اور کہنے لگے شفا تک اسے کیوں نہیں رکھا تو ان سے کہا کہ جب میں صحت پا جاؤں گا تو عہدوں کے لئے طلب کیا جائیگا اور مجھے ان عہدوں میں گھس کر انہیں قبول کرنیکا مکلف بنایا جائیگا اور لیکن جب تک اسی حالت میں رہوں گا تو اس کے قابل میں نہیں رہوں گا۔ میں اپنے اوقات کو اپنے نفس کی تکمیل میں صرف کروں گا اور علمی کتابوں کے مطالعہ میں، اور میں ان کے ساتھ اللہ کو ناراض کرنے والی چیزوں اور انکو راضی کرنیوالی چیزوں میں شامل نہیں ہوں گا اور روزی کا ملنا ضروری ہے۔ اور ابن اثیرؒ نے اپنے جسم کی بیکاری کو ترجیح دی تاکہ اس کے ذریعہ انھیں منصبوں سے بیکاری پر قائم رہنا حاصل ہو اور اس مدت میں جامع الاصول اور نہایہ تالیف کی اور دیگر مفید کتابیں۔

خوفُ العبدِ قدرَ التقرّب

تقرب کے بقدر بندہ کا خوف

يقال ان ابا ايوب المرزبانى وزير المنصور كان اذا دعاه المنصور يصفرّ ويُرعَدُ فاذا خرج من عنده يرجع اليه لونه فقيل له انا نراك مع كثرة دخولك على امير المؤمنين وانسه بك تتغير اذا دخلت عليه فقال مثلى ومثلكم مثل بازيّ وديكٍ تناظرا، فقال البازى للديك ما اعرفُ اقلّ وفاءً منك لاصحابك قال، وكيف؟ قال تؤخذ بيضة وتحضُنُكَ اهلكَ وَتخرج على ايديهم فيطعمونك بايديهم حتى اذا كبرتَ، سرتَ لايدنو امنك الاطرتَ من هنا الى هنا وصِحتَ، واذا علوتَ على حائط دارٍ، كنت فيها سنينَ طرتَ منها الى غيرها وما انا: فاؤخَذُ من الجبال وقد كبر سنى، فتُخاط عينى، واُطعم الشئَ اليسيرَ واُسا هَر فامنعُ من النوم واُنسى اليومَ واليومينِ ثم اُطلَقُ على الصيد وحدى فاطيرُ له واخذه واجئُ به الى صاحبى فقال له لديكُ: ذهبت عنك الحجة، اما لو رأيت بازَين فى سفّودٍ على النارِ ما عُدتَ لهم وانا فى كل وقتٍ ارى السفافيدَ مملوءةً ديوكًا فلاتكن حليمًا عند غضب غيرك وانتم لو عرفتم من المنصور ما اعرفه لكنتم اسوأ حالًا منى عند طلبه لكم۔

لغوی تحقیق

يصفر۔ اصفرارًا، پیلا رنگ ہونا۔ صفر (س) صفرًا۔ الاناء: برتن کا خالی ہونا۔ صفر، خالی۔ ج اصفار۔ آنس۔ انسيت۔ انس (س، ض، ک) انسًا، انسةً، مانوس ہونا۔ بہ والیہ، محبت کرنا

سکونِ قلب پانا۔ انس الشئ، دیکھنا۔ اِنس آدمی۔ ج اُناس۔ انسان آنکھ کی پتلی۔ بازی: باز۔ ج ابواز۔ بوازیر۔ دیک: مرغ۔ ج دیوک، دیکۃ۔ تحضنک (ن) حضانۃ الصبی، بچہ کی تربیت کرنا۔ حِضن، گود۔ کبرت (س) کبرا مکبرا، سن رسیدہ ہونا (ک)، کبرا، رتبہ میں بڑا ہونا۔ سرت (ض) سیرا، چلنا، سفر کرنا۔ صفت سائر، ہر چیز کا بقیہ لایدنوا (ن) دنوا، نزدیک ہونا۔ طرت (ض) طیرانا، اڑنا۔ صحت (ض) صیحا صیحۃ، صیاحا، چیخنا چلانا۔ بہ: پکارنا۔ صیحہ: چیخ، عذاب۔ حائط: دیوار۔ ج حیطان۔ حاط (ن) حیطۃ، نگرانی کرنا۔ بہ: احاطہ کرنا۔ تخاط (ض) خیاطۃ: سینا خیاط: درزی۔ خیط، دھاگہ۔ ج خیوط۔ اساہر۔ مضارع مجہول متکلم ہے۔ سہر (س) سہرا، ساری رات بیدار رہنا۔ صفت ساہر، سہران۔ اسی سے ساہرۃ، خوفناک جنگل۔ سفود: سیخ جس پر گوشت بھونا جاتا ہے۔ ج سفافید۔ عُدت (ن) عودا، واپس ہونا۔ ملؤرۃ ملاءۃ ملاء، بھرنا (ک) ملاءۃ، مالدار ہونا۔

توضیح کہا جاتا ہے کہ ابوایوب مرزبانی منصور کے وزیر جب اس کو منصور بلاتا تھا تو زرد ہو جاتا تھا اور کانپ اٹھتا تھا جب اس کے پاس سے نکل کر آتا تو اس کا رنگ لوٹ آتا۔ تو اس سے کہا گیا کہ ہم تمہیں امیر المؤمنین کے پاس بہت زیادہ آنے جانے کے باوجود اور ان کو تم سے انسیت کے باوجود تم متغیر ہو جاتے ہو جب تم ان کے پاس داخل ہوتے ہو، تو ابوایوب نے کہا ہماری اور تمہاری مثال ایک باز اور مرغ کی طرح ہے جنھوں نے مناظرہ کیا تھا آپس میں تو باز نے مرغ سے کہا تم سے زیادہ بیوفا اپنے ساتھیوں میں سے نہیں جانتا ہوں کسی کو۔ مرغ نے کہا یہ کیسے؟ کہا کہ تجھے انڈے کی حالت میں پکڑا جاتا ہے اور تیرے گھر والے تیری پرورش کرتے ہیں اور تجھے ان کے ہاتھوں نکالا جاتا ہے وہ تجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تو بڑا ہو جاتا ہے تو چلنے لگتا ہے، وہ تم سے جب قریب ہوتے ہیں تو ادھر ادھر اڑنے لگتا ہے اور تو چیختا ہے، اور جب تو کسی گھر کی دیوار پر چڑھتا ہے تو تو اس میں چند سال رہ جاتا ہے اور اس سے اس پر اڑتا رہتا ہے۔ اور بہر حال میں تو مجھے پہاڑ پر پکڑا جاتا ہے اور میری عمر زیادہ ہوتی ہے تو میری آنکھوں کو سی دیا جاتا ہے، اور تھوڑی تھوڑی چیز کھلائی جاتی ہے۔ اور مجھے جگایا جاتا ہے اور نیند سے روکا جاتا ہے اور مجھے ایک دو روز تک بہلایا جاتا ہے پھر مجھے شکار پر تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے میں اسے اڑ کر پکڑ لیتا ہوں اور اپنے مالک کے پاس لے آتا ہوں تو اس سے مرغ نے کہا کہ تیری دلیل ختم ہو گئی۔ بہر حال اگر تو دیکھے دو باز کو سیخوں پر آگ میں تو تو ان کے پاس نہیں لوٹے گا اور ہر وقت سیخوں کو بھرا دیکھتا ہوں مرغوں سے تو تو بردبار نہیں ہوگا، تیرے غیر کے غصہ کے وقت۔ اور تم اگر منصور کی وہ حیثیت جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم مجھ سے زیادہ ابتر ہو جاؤ گے تمہیں جب وہ طلب کرے۔

الابہامُ

ابہام

ھو (بالموحدۃ التحتیۃ) ان یقول المتکلم کلاما مبہما یحتمل معنیین متضادین لایتمیز احدھما

عن الآخر ولا یاتی فی کلامہ ما یحصل بہ التمیز مثالہ ما حکی عن بعض الشعراء ھنّأ الحسن بن سھل باتصال بنتہ بوران بالمامون مع من ھنّاہ فاثاب الناس کلھم وحرمہ فکتب الیہ ان انت تمادیت علی حرمانی عملت فیک شیئا لا یعلم بہ احد مدحتک ام ھجوتک فاستحضرہ وسألہ عن قولہ فاعترف فقال لا اعطیک او تفعل فقال ؎

بارک اللہ للحسن ولبوران فی الختن	یا امام الھدی ظفرت ولکن ببنت من

فلم یعلم ما اراد بقولہ ببنت من فی الرفعۃ او فی الحقارۃ فاستحسن الحسن منہ ذلک وناشدہ أسمعت ھذا المعنی ام ابتکرتہ؟ فقال لا واللہ انما نقلتہ من شعر شاعر مطبوع کان کثیر العبث بھذا النوع واتفق انہ فصل قباء عند خیاط اعور اسمہ زید فقال لہ الخیاط علی طریق العبث بہ لاتدری اقباء ھو ام دراج؟ فقال لہ لئن فعلت لانظمن فیک بیتا لا یعلم احد ممن سمعہ ادعوت لک ام دعوت علیک؟ ففعل الخیاط فقال ؎ خاط لی زید قباء + لیت عینیہ سواء

لغوی تحقیق ابہام، ابہم، الامر علیہ، مشکوک ہونا۔ یہاں ابہام سے مراد فن بدیع کی ایک خاص صفت ہے جس کو توجیہ اور محتمل الضدین بھی کہتے ہیں۔ ہنأہ۔ تہنیہ، مبارک باد دینا۔ الحسن بن سہل ابو محمد سرخسی، مامون رشید کے وزیر تھے ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ بوران، حسن بن سہل کی صاحبزادی کا نام ہے۔ جو مامون الرشید کے نکاح میں تھی، کچھ لوگوں نے اس کا نام خدیجہ کہا ہے۔ اور بوران لقب ہے۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ مامون کے بعد اسی سال کی عمر میں ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ تمادیا۔ فی غیہ، دیر تک رہنا اور اصرار کرنا۔ ابتکرتہ: کسی شے کے ابتدائی حصہ پر قابض ہونا۔ یہاں ابداع اور ایجاد مراد ہے۔ بکر (ن) بکورا۔ صبح کے وقت آنا۔ بکرۃ: صبح (س) بکرا: جلدی کرنا۔ بکر: کنواری۔ ج ابکار۔ باکورہ: پہلا پھل۔ ج بواکیر۔ خیاط، درزی۔ (ض) خیاطۃ: سینا۔ اعور: کانا۔ ج عوران۔ عور (س) عورا: کانا ہونا۔ قباء: اس قسم کا آگے سے کھلا ہوا لمبا کوٹ ہے جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ ج اقبیہ۔ دراج۔ اس قسم کا لباس ہے جو قباء کے طرز پر ہوتا ہے۔

توضیح وہ (موحدہ تحتانیہ کے ساتھ ہے) متکلم کلام مبہم استعمال کرے تو متضاد معنی کا احتمال رکھے، ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو اور امتیاز حاصل ہونیکا ذریعہ اس کے کلام میں نہ آئے۔ اس کی مثال کسی شاعر سے منقول کلام ہے کہ اس نے حسن بن سہل کو مبارکباد پیش کی اس کی لڑکی کی شادی کے موقع پر مامون کے ساتھ، نام اس کا بوران ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے مبارکباد پیش کی تو اس نے تمام لوگوں کو بدلہ دیا اور اس کو محروم کردیا تو شاعر نے حسن کے پاس لکھا کہ اگر تو میرے محروم کرنے پر اتر جائے میں تیرے لئے ایسی چیز تیار کروں گا کہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ میں نے تمہاری تعریف کی یا ہجو کی، تو اس کو حاضر کرایا اور اس کی

بات کے بارے میں پوچھا تو اس نے اعتراف کیا۔ حسن نے کہا میں تجھے نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو ایسا کر دے، تو شاعر نے کہا ۔ اللہ برکت دے حسن کو اور بوران کو دامادی کے رشتہ میں اسے ہدایت کے امام تو کامیاب ہو گیا لیکن کس کی بیٹی کے ساتھ تو نہیں سمجھا جو اس نے ارادہ اپنے قول بنت من سے بلندی میں یا حقارت میں کیا تو حسن نے ان کو شاعر کی جانب سے اچھا سمجھا اور اس کو قسم دی کیا تو نے یہ معنیٰ سنا ہے یا تو نے ایجاد کیا، تو اس نے کہا نہیں۔ قسم خدا کی میں نے اسے ایسے فطری شاعر کے شعر سے نقل کیا ہے جو بہت زیادہ کھیلتا اس قسم کے ساتھ۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایک کانا درزی کے پاس اس نے ایک قبا سلوائی جس کا نام زید تھا تو اس سے درزی نے مذاق کے طور پر کہا کہ میں تیرے لئے اسے تیار کر دوں گا کہ تو نہیں سمجھ سکے گا کہ قبا ہے یا دراج۔ اس نے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے بارے میں ایسا شعر کہوں گا کہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ میں نے تیرے حق میں دعا کی ہے یا بددعا، تو درزی نے ایسا کیا۔ تو شاعر نے کہا ۔ میرے لئے زید نے قباء سلی ہے کاش اس کی دونوں آنکھیں برابر ہوتیں۔

انّ العصا قرعت لذی الحلم

یقیناً لاٹھی بردبار کے لئے کھٹکھٹائی جاتی ہے

قال ابن الکلبی لمّا فتح عمرو بن العاص قیساریۃ سار حتّٰی نزل غزۃ فبعث الیہ علجہا ان ابعث الیّ رجلاً من اصحابك اُکلّمہ ففکر عمرو وقال مالھذا احدٌ غیری قال فخرج حتّٰی دخل علی العلج فکلّمہ فسمع کلاماً لم یسمع قط مثلہ فقال العلج حدّثنی ھل فی اصحابك احدٌ مثلك قال لاتسئل عن ھذا انی ھیّن علیھم اذ بعثوا بی الیك وعرضونی لما عرضونی لہ ولا یدرون ماتصنع بی قال فامر لہ بجائزۃ وکسوۃ وبعث الی البوّاب اذا مرّ بك فاضرب عنقہ وخذ مامعہ فخرج من عندہ فمرّ برجلٍ من نصاری غسّان فعرفہ فقال یاعمرو قد احسنت الدخول فاحسن الخروج ففطن لما ارادہ فرجع فقال الملك ما ردّك الینا قال نظرت فیما اعطیتنی فلم اجد ذٰلك یسع بنی عمی فاردتُّ ان اٰتیك بعشرۃ منھم تعطیھم ھٰذہ العطیۃ فیکون معروفك عند عشرۃ خیرًا من ان یکون عند واحدٍ فقال صدقت اعجل بھم وبعث الی البوّاب ان خل سبیلہ فخرج عمرو وھو یلتفت حتّٰی اذا امن قال لاعدتُ لمثلھا ابدًا فلمّا صالحہ عمرو ودخل علیہ العلج قال لہ انت ھو قال لہ نعم علٰی ما کان من غدرك۔

لغوی تحقیق

العصا: لاٹھی۔ ج عصی۔ عِصِیّ (س) عصًا، لاٹھی لینا (ن) عصوًا: لاٹھی سے مارنا (ض) معصیۃ: مخالفت کرنا۔ عصی: نافرمان۔ قرعت (ف) لہ العصا: تنبیہ کرنا۔ الباب: دروازہ کھٹکھٹانا

الحلم: عقل۔ عمرو بن العاص بن وائل۔ ابو عبداللہ قریشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، ۸ھ میں مشرف باسلام ہوئے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات السلاسل میں تین سو سپاہیوں کا امیر بنا کر بھیجا وہاں جاکر مزید مدد کی ضرورت محسوس کی تو مہاجرین کے ایک لشکر سے ان کی مدد کی گئی جن میں حضرت ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرات تھے۔ آپ عمان، شام، فلسطین، مصر وغیرہ کے حاکم بھی رہے ہیں۔ نوے سال کی عمر میں ۴۳ھ میں وفات پائی۔ قیساریہ، قیصریہ کی تحریف ہے اور یہ چند شہروں کا نام ہے جو قیاصرہ روم کے ناموں پر رکھے گئے تھے جیسے قیساریہ قیلیس، قیساریہ کپاڈکیا۔ غزہ: فلسطین کا ایک بہت بڑا شہر ہے، یہیں حضرت امام شافعیؒ کی پیدائش ہوئی (بقول صاحب قاموس) اور یہیں ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہوا۔ بَعَثَ (ف) بَعْثًا وتَبْعَاثًا: تنہا بھیجنا۔ بہ: دوسرے کے ساتھ بھیجنا۔ عِلْجًا۔ عِلْج: موٹا قوی عجمی کافر اور بعض مطلقًا کافر پر اطلاق کرتے ہیں۔ ج علوج واعلاج وعلجۃ۔ عَلَجَ (س) عَلْجًا، یہاں علج سے مراد ارطبون ہے جو رومیوں کا سب سے بڑا چالاک سردار تھا۔ قطّ۔ ظرف زمان ہے استغراق ماضی کیلئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ مخصوص ہے خواہ لفظًا ہو جیسے ما فعلت ہٰذا قط، یا معنًی ہو جیسے کم سمع قط مثلہ۔ قطّ (ن) قطًّا القلم: قلم پر قط لگانا (س) قططًا الشعر: بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہونا۔ صفت قط وقطط۔ ہَیِّن: کمزور، ذلیل۔ ج اہوناء وہیّنون وہینون۔ جائزۃ: انعام۔ کسوۃ: پوشاک۔ ج کُسًی۔ بوّاب: دربان نصاریٰ۔ ج نصران: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین۔ غسّان: ایک یمنی قبیلہ تھا جو حوران کے چشمۂ غسان پر وارد ہوا تھا اسی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ فطن (ن، س، ک) فِطْنًا، فطنا: سمجھنا۔ فطن: چالاک وہوشیار۔ ج فطنٌ۔ عذر (ض) عذر قبول کرنا۔ العذر: حجت جس کی بناء پر عذر کیا جائے۔ ج اعذار: غلبہ، کامیابی۔

توضیح ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو فتح کیا تو وہ چلے یہاں تک کہ وہ غزہ میں اترے تو وہاں کے سردار نے خبر بھیجی (یعنی ارطبون نے) کہ میرے پاس اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھیجو اس سے میں بات کروں گا۔ تو حضرت عمرو نے سوچا اور کہا اس کیلئے میرے علاوہ کوئی مناسب نہیں ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں حضرت عمرو نکلے یہاں تک کہ سردار پر داخل ہوئے۔ اس سے بات چیت کی تو اس نے ایسی بات سنی جو اس طرح کبھی نہیں سنی تھی۔ تو سردار نے کہا مجھ سے بتائیے کیا آپ کے ساتھیوں میں آپ کیطرح ہے۔ فرمایا اس سلسلہ میں مت پوچھو میں ان سے گھٹیا ہوں۔ اسی بناء پر مجھے تیرے پاس بھیجا اور مجھے پیش کردیا جس چیز کے لئے پیش کیا اور انھیں معلوم نہیں ہے کہ تو میرے ساتھ کیا کرے گا۔ ابن کلبی کہتے ہیں سردار نے حضرت عمرو کو انعام اور جوڑا دینے کا حکم کیا اور دربان کے پاس خبر بھیجی کہ جب یہ تیرے پاس سے گذرے تو تو اس کی گردن اڑا کر اس کے ساتھ جو سامان ہے لے لینا۔ تو اس کے پاس نکلے اور غسان کے نصاریٰ میں سے ایک شخص کے پاس سے گذرے تو اس نے ان کو پہچان لیا۔ اس نے کہا اے عمرو! تم اچھی طرح تو داخل ہوئے تھے لیکن نکلنا بھی اچھی طرح۔ حضرت عمرو نے اس کا مقصد سمجھ لیا تو وہ لوٹ گئے۔ تو بادشاہ نے کہا کس چیز نے تجھ کو ہماری جانب لوٹایا۔ حضرت عمرو نے جواب دیا میں نے تمہارے عطیہ کے اندر

غور کیا تو میں نے اسے پایا کہ وہ میرے چچا کی اولاد کیلئے ناکافی ہے کہ میں نے چاہا کہ ان میں سے دس کو آپ کے پاس لاؤں تاکہ آپ انھیں یہ عطیہ دیدیں تو آپ کا احسان دس پر بہتر ہے اس سے کہ ایک پر ہو۔ تو سردار ارطبون نے کہا تم سچ کہہ رہے ہو انھیں جلدی لاؤ۔ دربان کو خبر دی کہ اس کا راستہ چھوڑ دو۔ تو حضرت عمرو نکلے اور وہ مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جب مامون ہو گئے تو فرمایا کبھی بھی اس طرح کے کام کے لئے دوبارہ نہیں آؤں گا۔ جب حضرت عمرو نے اس سے مصالحت کی اور ان پر سردار ارطبون داخل ہوا تو اس نے حضرت عمرو سے کہا تو وہ ہے۔ کہا ہاں۔ تیری غداری کی وجہ سے۔

الایثار

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا

ومن حديثه (حديث الحاتم الطائيُّ) ان ماويةَ امرأةَ حاتم حدّثت انّ الناسَ اصابتهم سنةٌ فاذهبت الخُفَّ والظلفَ، فبتنا ذات ليلةٍ باشد الجوع فاخذ حاتمٌ عديًّا (هو ابن الحاتم) واخذتُ سفّانةَ (بنت الحاتم) فعللنا هما حتّى ناما ثم اخذ يعللني بالحديث لانام فرققتُ لما به من الجهد فامسكتُ عن كلامه لينامَ ويظنّ انّي نائمةٌ فقال لي انمتِ مرارًا فلم اُجبه فسكتَ ونظر من وراءِ الخِباءِ فاذا شيءٌ قد اقبل فرفع رأسه فاذا امرأةٌ تقول يا ابا سفانة قد اتيتُك من عند صبيةٍ جياعٍ فقال احضريني صبيانكِ، فوالله لاُشبعنّهم قالت فقمتُ سريعًا فقلتُ بماذا؟ يا حاتم فوالله ما نام صبيانكَ من الجوعِ الا بالتعليل، فقامَ الى فرسه فذبحه ثم اجّجَ نارًا ورفعَ اليها شفرةً وقال، اشتوي وكلي واطعمي ولدكِ، وقالَ ايقظي صبيّكِ فايقظتهما ثم قالَ والله انّ هذا اللؤم ان تاكلوا واهل الصّرم حالهم كحالكم فجعل ياتي الصرمَ بيتًا بيتًا، ويقول عليكم النارَ فاجتمعوا واكلوا وتقنّعَ بكسائه وقعد ناحيةً حتّى لم يوجد من الفرس على الارض قليلٌ ولا كثير ولم يذق منه شيئًا:

لغوی تحقیق

ایثار: اکرام کرنا، دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔ اثر (س) اثرًا اللام: پورے محویت کے ساتھ مشغول ہونا۔ الحاتم الطائی۔ ابو سفانہ ابن عبداللہ بن سعد، مذہبًا نصرانی تھا لیکن سخاوت میں اپنی مثال آپ تھا۔ مہمان نوازی، قیدیوں کی رہائی، غمزدوں کی غمخواری، عہد و پیمان کی پاسداری اس کا مشغلہ اور فطری چیز تھی۔ اصابتہم سنۃ: قحط سالی۔ الخف والظلف ای ذواتہما خف: اونٹ کے کھر۔ ظلف: پھٹے ہوئے کھر جیسے گائے بھینس بکری وغیرہ۔ ج اظلاف، ظلوف۔ عللنا بکذا: بہلانا، دھوکہ دینا۔

الجہد: طاقت، استطاعت، مشقت۔ قرآن مجید میں ہے "اقسموا باللہ جہد ایمانہم": انھوں نے بہت زور لگا کر قسم کھائی۔ (ف) جہدًا: بہت کوشش کرنا۔ الخباء: اون یا بالوں کا خیمہ۔ ج اخبیہ۔ خبأ (ف) خبأً الشئ: ڈھانکنا خبیئۃ: پوشیدہ چیز۔ ج خبایا۔ صبیۃ۔ جمع صبی: طفل، بچہ۔ جیاع۔ جمع جائع: بھوک۔ بم ذا۔ ای بای شئ تشبعۃ جری حالت میں ما استفہامیہ کا الف گرا دینا اور حرکت فتحہ باقی رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ الف کے حذف ہونے پر دال ہو اور ما استفہامیہ کو ماموصولہ سے ممتاز بنا سکے جیسے بم یرجع المرسلون۔ آجج تاجیجًا: آگ جلانا۔ آج (ن) اجیجًا: بھڑکنا۔ صفت اجاج: نمکین پانی۔ شفرۃ: بڑی چھری۔ اشتوی۔ امر حاضر کا واحد مؤنث ہے ایقظی ایقاظًا: جگانا۔ یقظ ییقظ یقظًا (ک) یقاظۃً: بیدار ہونا۔ صفت مذکر یقظٌ ویقُظ ویقظان۔ ج ایقاظ۔ صفت مؤنث یقظی۔ ج یقاظی۔ الصرام: جماعت۔ ج اصرام۔ مراد اہل محلہ۔ صرم (ض) صرمًا الشئ: کاٹنا۔ صرم: کھال معرب چرم۔ تقنع: کپڑے میں لپٹنا۔

توضیح اور اس کا واقعہ (حاتم طائی کے واقعہ میں سے) یہ ہے کہ حاتم کی بیوی ماویہ نے بیان کیا کہ لوگوں کو قحط سالی پہنچی جس نے گھر والوں کو ختم کردیا۔ تو ایک رات ہم شدید فاقہ میں تھے تو حاتم نے عدی کو پکڑا اور میں نے سفانہ کو پکڑا (حاتم کی بیٹی کو) تو ہم نے ان دونوں کو بہلایا، یہانتک کہ دونوں سو گئے پھر وہ مجھے بہلانے لگا بات کے ذریعہ تاکہ میں سو جاؤں، پھر مجھ پر رقت طاری ہوئی اس پر مشقت کی وجہ سے تو میں بات سے رک گئی تاکہ وہ سو جائے اور وہ یہ سمجھے کہ میں بھی سو گئی ہوں۔ تو اس نے کچھ کہا کیا تو سو گئی۔ کئی بار میں نے جواب نہیں دیا پھر وہ خاموش ہو گیا اور خیمہ کے پیچھے سے دیکھا کہ کوئی چیز آگئی، حاتم نے سر اٹھایا تو ایک عورت کہہ رہی تھی اے ابو سفانہ میں تیرے پاس بھوک کے پیاسے بچوں کے پاس سے آئی ہوں تو حاتم نے کہا، میرے پاس اپنے بچوں کو لے آ، قسم خدا کی میں سب کا پیٹ بھر دوں گا۔ ماویہ کہتی ہے کہ میں جلدی اٹھ گئی پھر میں نے کہا کس کے ذریعہ اے حاتم، قسم خدا کی تیرے بچے بھوک کی وجہ سے نہیں سوئے مگر بہلانے پر۔ وہ اپنے گھوڑے کے پاس گیا اس کو ذبح کیا پھر آگ جلائی اور اس عورت کو چھری دیا اور کہا بھونتی رہو اور کھاتی رہو اور اپنے بچوں کو کھلاتی رہو اور مجھ سے کہا تو بھی اپنے بچوں کو جگا دے، تو میں نے انھیں جگایا، پھر حاتم نے کہا قسم خدا کی یہ کمینگی ہے کہ تم کھاتے رہو اور محلہ والوں کی حالت تمہاری طرح ہو، تو محلہ کے گھر گھر پر جا کر یہ اعلان کرتا تھا کہ تم آگ کو لازم پکڑو۔ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کھایا اور حاتم اپنی چادر میں لپٹ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا یہانتک کہ زمین پر گھوڑے کے گوشت میں سے کم نہ زیادہ کچھ نہیں رہا اور حاتم نے اس میں سے کچھ بھی نہیں چکھا۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ خالقہ

مخلوق کی اطاعت نہیں ہے اپنے خالق کی نافرمانی کے ساتھ

دخل ابوالنضر سالم مولی عمر بن عبید اللہ علی عامل للخلیفۃ، فقال لہ ابوالنضر انا تاتینا کتب

عن عند الخليفة فيها وفيها ولا نجد بدًا من انفاذها، فما ترى؟ قال له ابو النضر: قد اتاك كتاب من الله تعالىٰ قبل كتاب الخليفة فايهما اتبعت كنت من اهله؛

توضیح ابو النضر سالم، عمر بن عبد اللہ کے آزاد کردہ غلام داخل ہوئے خلیفہ کے کسی گورنر پر تو اس نے کہا اے ابو النضر ہمارے پاس خلیفہ کے پاس سے ایسے خطوط آتے ہیں جس میں مختلف قسم کے حکم رہتے ہیں اور ہم اس کے نافذ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں پاتے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ ابو النضر نے فرمایا کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب آچکی ہے خلیفہ کے خط سے پہلے۔ ان میں سے جس کی بھی تم اتباع کروگے ان ہی میں سے تم ہوگے۔

وَنظيرُ هٰذا القول ما رواه الاعمش عن الشعبي انّ زيادًا كتب الى الحكم بن عمرو الغفاري وكانَ على الطائفة ان امير المؤمنين كتب إلَيَّ اَن اَصْطَفِيَ لهُ الصفراء والبيضاء ولا نقسم بين الناس ذهبًا ولا فضةً فكتب اليه انى وجدتُ كتابَ الله قبل كتاب امير المؤمنين والله لو ان السموات والارض كانتا رتقًا على عبد فاتقى الله لجعل له منها مخرجًا ثم نادى فى الناس فقسم لهم ما اجتمع من الفيءِ؛

لغوی تحقیق اعمش، ابو محمد سلیمان بن مہران تابعی کوفی ہیں، ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔ عمشت (س) عمشا عینہ: آنکھ کا چندھا ہونا۔ صفت اعمش۔ ج عُمش۔ زیاد بن سمیہ۔ شیعۂ علیؓ میں سے تھے اور انکی طرف سے فارس کے گورنر مقرر تھے۔ ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے انکو اپنے خاندان میں شامل کرلیا تھا اس لئے کہ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ زیاد کی والدہ سمیہ کے ساتھ ابوسفیان نے زمانۂ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور یہ انھیں کے بیٹے ہیں، اس وقت سے زیاد بن ابی سفیان کہے جانے لگے۔ مگر اکثر لوگ اس نسبت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ۴۹ھ میں امیر معاویہؓ نے زیاد کو بصرہ کا گورنر بنادیا اور ۵۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفہ کا بھی گورنر بنادیا۔ ان کی وفات ۵۳ھ میں مرض طاعون کیوجہ سے ہوگئی۔ الحکم بن عمرو بن المجدع صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، بصرہ میں رہتے تھے، زیاد بن سمیہ نے ان کو خراسان میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اصح قول کے مطابق ۵۰ھ میں مقام مرو میں اللہ کو پیارے ہوگئے، ان کو حکم بن اقرع بھی کہتے ہیں۔ اصطفیٰ۔ اصطفاء سے مضارع متکلم ہے: چننا۔ الصفراء: سونا۔ البیضاء: چاندی۔ رتق (ن) جوڑنا۔ الشیٔ: بند کرنا۔ الفیٔ: بغیر جنگ وجدال کے حاصل ہونیوالا مال، مالِ غنیمت۔

توضیح اور اس قول کی مثال وہ ہے جو نقل کیا ہے اعمش نے شعبی سے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاریؓ کے پاس لکھا، اور حضرت حکم ایک علاقہ کے گورنر تھے، لکھا کہ بیشک امیر المومنین نے میرے پاس لکھا ہے کہ میں اس کے لئے سونا اور چاندی جمع کروں اور لوگوں کے درمیان سونا اور چاندی تقسیم

نہ کروں تو حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اس کے پاس میں نے کتاب اللہ کو امیر المومنین کے خط سے پہلے پایا ہے قسم خدا کی اگر زمین و آسمان کسی بندہ پر بند ہو جائیں اور وہ اللہ سے خوف کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس سے کوئی نکلنے کی راہ نکالیں گے۔ پھر لوگوں میں منادی کرایا پھر انھیں جو مالِ غنیمت جمع ہوا تھا سارا تقسیم کرادیا۔

ومثلہٗ قول الحسن حین ارسل الیہ ابن هبيرة وَاتى الشعبي فقال لهٗ: ما ترىٰ؟ ابا سعيد في كتب تاتينا من عند يزيدَ بن عبد الملك فيها بعض ما فيها، فان انفذتها وافقتُ سخط الله وان لم أُنفذها خشيت على دمي، فقال له الحسن: هٰذا عندك الشعبي فقيه الحجاز فسأله فرفق له الشعبي وقال له قارِبْ وَسَدِّد فانما انتَ عبدٌ مامورٌ ثم التفتَ بنُ هُبَيرةَ الى الحسن وقالَ ما تقولُ يا ابا سعيدٍ فقال الحسنُ: يا ابن هبيرةَ لا طاعةَ لمخلوقٍ في معصية الخالِق، فانظر ما كتب اليك فيه يزيدُ فاعرضهُ على كتاب الله تعالىٰ فما وافقَ كتابَ الله تعالىٰ فانفذهُ وَما خالفَ كتابَ الله تعالىٰ فلا تُنفذهُ فان اللهَ اولىٰ بكَ مِن يزيدَ وكتاب الله تعالىٰ اولىٰ بكَ من كتابه، فضربَ ابن هبيرةَ بيدهٖ على كتف الحسنِ، وَقالَ: هٰذا الشيخ صدقني وربِّ الكعبة وَامَرَ للحسنِ باربعةِ آلافٍ وللشعبي بالفين فقال الشعبي رفقْنا فرُفِقَ لنا فامّا الحسنُ فارسَلَ الى المساكين فلما اجتمعُوا فرَّقهَا وَ امّا الشعبي فقبلها وشكر عليهَا۔

لغوی تحقیق

ابن ہبیرہ عمر ابو المثنیٰ الفزاری نے ۱۰۲ھ میں وفات پائی ۔ مسلمہ بن عبد الملک کے بعد ہشام کی جانب سے عراق کا امیر تھا، کچھ دن کے بعد کسی ناراضگی کی بناء پر اس کو معزول کر کے خالد بن عبد اللہ قسری کو اس کی جگہ مقرر کر دیا تھا، خالد ایک دن اچانک کوفہ آیا اس وقت ابن ہبیرہ نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف تھا، ڈاڑھی میں کنگھا کر رہا تھا خالد کو دیکھ کر ابن ہبیرہ نے کہا: قیامت بھی اسی طرح اچانک آئے گی، اس کے بعد خالد نے اس کو پکڑ کر بیڑیاں پہنا دیں اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ ابن ہبیرہ کے غلاموں نے ایک خفیہ سرنگ کھود کر قید خانہ سے نکال لیا۔ یزید بن عبد الملک بن مروان ۷۱ھ میں پیدا ہوا۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا اور چار سال ایک مہینہ تک خلیفہ رہا۔ ۳۸ سال کی عمر میں ۲۵ رشعبان ۱۰۵ھ میں مقام بلقاء میں وفات پائی اور اپنے بعد اپنے بھائی ہشام اور اپنے بیٹے کو ولیعہد یکے بعد دیگرے بنایا۔ یزید پہلا وہ خلیفہ ہے جس نے شراب نوشی شروع کی اور مغنیات کے راگ سننے میں وقت برباد کیا۔ رَفق (ن، س، ک) نرمی کرنا۔ قارَبَ۔ قارب فی الامر: ترک غلو اور میانہ روی اختیار کرنا۔ سَدَدَ (س، ض) سدَدًا: ٹھیک ہونا۔ فی قولہ: سچ بات کہنا۔

توضیح

اور اسی طرح حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن ہبیرہ نے قاصد بھیجا اور امام شعبیؒ بھی تشریف لا چکے تھے تو ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا کیا خیال ہے آپ کا اے ابو سعید ان خطوط

کے سلسلے میں جو ہمارے پاس یزید بن عبد الملک کے پاس سے آئے ہیں ان خطوط میں کچھ حکم ہوتے ہیں، اگر میں انھیں نافذ کروں تو اللہ کی ناراضگی سے موافقت کرنیوالا ہوں گا۔ اور اگر انھیں نافذ نہ کروں تو اپنے خون کا خطرہ ہے۔ تو حضرت حسن نے فرمایا یہ حجاز کے فقیہ امام شعبی آپ کے پاس موجود ہیں چنانچہ ان سے سوال کیا تو امام شعبی نے جواب میں نرمی برتی اور کہا کہ راہِ راست پر رہو، درستی اختیار کرو اس لئے کہ تو بندۂ مامور ہے۔ پھر ابن ہبیرہ حضرت حسن کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے ابو سعید آپ کیا فرماتے ہیں۔ تو حضرت حسن نے فرمایا اے ابن ہبیرہ! خالق کی معصیت میں مخلوق کیلئے بالکل طاعت نہیں ہے۔ تو آپ غور کرلیں یزید کے مکتوب میں۔ آپ اسے کتاب اللہ کے سامنے پیش کیجئے کتاب اللہ کے موافق جو ہو اسے نافذ کیجئے، اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اسے مت نافذ کیجئے چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کیلئے یزید سے بہتر ہے، اور کتاب اللہ کتاب یزید سے بہتر ہے۔ تو ابن ہبیرہ نے اپنا ہاتھ حضرت حسن کے شانہ پر مارا اور کہا اس شیخ نے مجھ سے سچی بات کہی۔ قسم ہے رب کعبہ کی، اس کے بعد حضرت حسن کو چار ہزار اور امام شعبیؒ کو دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا، تو امام شعبی نے کہا ہم نے نرمی کی تو انھوں نے بھی ہم پر نرمی کی۔ بہر حال حضرت حسن نے مسکینوں کو وہ دراہم دیدیئے۔ تمام مساکین جمع ہوئے انھوں نے وہ تقسیم کر دیئے اور امام شعبی نے شکریہ کے ساتھ اسے قبول کرلیا۔

وکتب ابوالدرداء الی معاویۃ امابعد، فانہ من یلتمس رضا اللہ بسخط الناس کفاہ اللہ مؤنۃ الناس ومن التمس رضا الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس۔

لغوی تحقیق

ابوالدرداء، انصاری خزرجی مشہور عظیم الشان صحابی ہیں۔ آپ کے نام اور ولدیت میں اختلاف ہے لیکن عامر ابن قیس زیادہ مشہور ہے مگر بہ نسبت نام کے ان کی کنیت مشہور تر ہے۔ ان کے والد کا نام بعض قیس، بعض ثعلبہ، بعض عامر، بعض مالک، بعض زید اور بعض عبداللہ کہتے ہیں۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ صحابہ کا علم جن چھ جلیل القدر صحابہ میں منحصر ہو گیا تھا ان میں سے ایک ابوالدرداء بھی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکیم امت کا لقب دیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ کو دمشق کا قاضی مقرر کر دیا تھا، دمشق ہی میں آخر خلافت حضرت عثمان غنیؓ میں غالباً ۳۲ھ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۷۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے تیرہ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ معاویہ، ابو عبدالرحمٰن بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس الاموی القرشی۔ بعثت سے پانچ یا پانچ سال سے زائد پہلے پیدا ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے بعد پوشیدہ طور پر ایمان لائے مگر اپنی والدہ کے خوف سے چھپائے رکھا۔ فتح مکہ کے بعد اپنے اسلام لانے کو ظاہر کیا۔ بعض حضرات فتح مکہ میں ایمان لانے کے قائل ہیں بعدہٗ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک کے کاتب رہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء اربعہ کے زمانہ میں مستقل

جہاد میں حصہ لیتے رہے، خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں دمشق اور شام کے گورنر مقرر کئے گئے اور حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت تک گورنر رہے، حضرت عثمانؓ کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے حضرت معاویہؓ کو معزول کردیا مگر حضرت معاویہؓ نے اپنی معزولی سے انکار کردیا، جس کے نتیجہ میں حضرت معاویہ وعلی رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ ہوئی جس کو جنگ صفین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، بعدہٗ سیدنا حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے، انھوں نے چند ماہ کے بعد حضرت معاویہ سے صلح کرلی، اس کے بعد سے حضرت معاویہ متفقہ خلیفہ ہو گئے اور مسلسل بیس سال تک خلیفہ رہے۔ رجب ۶۰ھ میں تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۱۳۰ ہے جن میں سے تیرہ احادیث صحیحین میں مروی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام کتب صحاح میں بھی آپ سے حدیثیں مروی ہیں۔

توضیح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا، اما بعد! جو اللہ کی رضا کا طالب ہے لوگوں کے ناراض ہونے کے باوجود، تو اللہ اس کیلئے کافی ہے لوگوں کے بوجھ کیلئے، اور جو لوگوں کی خوشنودی کا طالب ہو اللہ کو ناراض کرکے، تو اللہ تعالےٰ اسے لوگوں کے سپرد کردیں گے۔

وكتبت عائشة رضي الله عنها الى معاوية، اَمَّا بَعْدُ فانه من يعمل بمساخط الله يصير حامدهٗ من الناس ذامًّا لهٗ، والسلام

لغوی تحقیق عائشہؓ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی، ام المؤمنین، ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوبۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم، مشہور فقیہ، ذہین، فطین صحابیہ ہیں اور خاص کر عورتوں میں تو علم فقہ میں آپ کا ثانی نہیں۔ احادیث نبویہ میں آپ کے فضائل بکثرت منقول ہیں، آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھکو عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ مجھ کو ان کے علاوہ کسی دوسری بیویوں کے بستر پر وحی نہیں آئی ہے۔ آپ بعثت کے چار یا پانچ سال بعد پیدا ہوئی ہیں، حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد چھ یا سات سال کی عمر میں آپ کا عقد مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہوا اور مدینہ منورہ میں ۱ھ یا ۲ھ میں آپکی رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر نو یا دس سال تھی۔ حضور کی وفات کے وقت آپکی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ روایت حدیث میں ابوہریرہؓ کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے، آپ کی مرویات کی تعداد ۲۲۱۰ ہیں، جن میں سے ۱۹۶ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ آپ کے فضائل محتاج تعارف نہیں ہیں ہم نے یہ چند کلمات تبرکاً لکھدیئے ہیں۔ مساخط جمع مسخط: ناخوشی، رنجیدگی۔ سخط (س) سخطًا الرجل وعليه: غضبناک ہونا۔ الشيئ: ناپسند کرنا۔ سُخط، سُخُط وسَخَطٌ: ناراضی۔ اور بقول بعض بڑے لوگوں کی ناراضی۔ ذامًّا۔ ذم (ن) برائی بیان کرنا۔

توضیح اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا: اما بعد! جو اللہ کی ناراضگی والے اعمال کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والا آدمی بھی اسکی مذمت کرنے والا ہوگا۔ والسلام

رَجُلٌ جَرٰی عَلٰی لِسَانِہٖ فِیْ حَیٰوتِہٖ مَا جَرٰی عَلَیْہِ بَعْدَ وَفَاتِہٖ

ایک شخص کی زندگی میں اس کی زبان پر وفات کے بعد گذرنے والی بات آگئی

رَوَی الانباری باسنادہٖ الٰی ھشام الکلبی قال: عاش عبید بن شریۃ الجرھمی ثلثمائۃ وادرک الاسلام فاسلم ودخل علٰی معاویۃ بالشام وھو خلیفۃ فقال لہ حدثنی باعجب ما رأیت قال، مررت ذات یوم بقوم یدفنون میتا لھم فلما انتھیت الیھم اغرورقت عینای بالدموع فتمثلت بقول الشاعر

یا قلب انک من اسماء مغرور	فاذکر وھل ینفعنک الیوم تذکیر
قد بحت بالحب ما تخفیہ من احد	حتی جرت لک اطلاقا محاضیر
فلست تدری وما تدری اعاجلھا	ادنی لرشدک ام ما فیہ تاخیر
فاستقدر اللہ خیرا وارضین بہ	فبینما العسر اذ دارت میاسیر
وبینما المرء فی الاحیاء مغتبط	اذا ھو الرمس تعفوہ الاعاصیر
یبکی الغریب علیہ لیس یعرفہ	وذو قرابتہ فی الحی مسرور

قال: فقال لی رجل، اتعرف من صاحب ھذا الشعر قلت لا قال: اِنَّ صاحبہ ھذا المیت الذی دفناہ الساعۃ وانت الغریب الذی تبکی علیہ ولست تعرفہ وھذا الذی خرج من قبرہ اقرب الناس رحما الیہ واسرّھم بموتہ، فقال لہ معاویۃ لقد رأیت عجیبا فمن المیت؟ قال عثیر ابن لبید العذری۔

لغوی تحقیق الانباری۔ کمال الدین عبد الرحمٰن بن ابی الوفاء محمد بن انباری، کثیر العلم معتمد، عابد و پرہیزگار اور علم ادب و نحو کے امام تھے، سادہ زندگی گذارتے تھے، آپ نے علم لغت اور علم ادب ابو منصور جوالیقی سے، اور علم نحو ابو السعادات ہبۃ اللہ بن الشجری سے پڑھا تھا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ اپنے وقت کے امام ہوگئے۔ نزہۃ الالباء، اسرار العربیہ شرح دیوان متنبی، شرح حماسہ، حواشی ایضاح، کتاب حیص بیص وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ۹ رشعبان ۵۷۷ھ میں جمعہ کی رات میں وفات ہوئی اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی کے قریب دفن کئے گئے ۔۔۔

عبید بن شریۃ الجرھمی، وہی ہے جو عربی نثر کا ماہر مؤلف تھا۔ یدفنون (ض) دفنًا۔ المیت: گاڑنا، دفینہ گاڑا ہوا۔ ج۔ دفائن۔ اغرورقت۔ اغریراقًا۔ العین، آنکھ میں آنسو بھر آنا۔ مادہ غرق۔ الدموع۔ جمع دمع: آنسو۔ دمعت (ف) دمعًا (س)، دَمَعًا دموعًا العین: آنسو بہانا۔ بحت (ن) بوحًا۔ الشیٔ، آشکارا کرنا۔ بواح: برملا۔ بوح آفتاب کا علم ہے۔ اطلاق۔ جمع طلق: گھوڑے کی دوڑ کا ایک چکر۔ محاضیر۔ جمع محضر: دستاویز۔ فبینما العسر۔ العسر مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے ای العسر ثابت لک۔ لفظ بین مابعد والے جملہ کیطرف مضاف ہے اور مضاف مضاف الیہ کے درمیان کلمۂ ما فاصل ہے، اور بین کلمہ اذ کیوجہ سے منصوب ہے۔ اس لئے کہ اس میں مفاجاۃ کے معنٰے پائے جاتے ہیں۔ عسر (س) عسرًا، عُسْرًا، عُسَارۃً: مشکل ہونا۔ عُسر، عُسْرۃ، تنگی، سختی۔ میاسیر۔ جمع میسور: آسان کیا ہوا۔ یسر (ض) یسرًا: نرم ہونا، جوا کھیلنا (ک) یُسرًا: کم ہونا۔ صفت یسیر (س) یَسَرًا الامر، آسان ہونا۔ الیَسَر: مالدار ہونا۔ صفت موسر، یسار، یسریٰ: بایاں۔ یسر: جوا۔ مذبوح جانور جن پر جوا کھیلا جائے۔ میسرۃ۔ بائیں طرف کا لشکر فوج (ج)، میاسیر مغتبط: خوش، آرام۔ غبط (ض) غبطۃ: کسی کی نعمت کو دیکھ کر ویسا ہی اپنے لئے بھی خواہش کرنا۔ صفت۔ غابط ج غبط: خواہش۔ الرمس، قبر جو زمین کی سطح سے اونچی نہ ہو۔ ج ارماس، رموس۔ رمس (ن، ض) رمسًا۔ ہ: چھپانا تعفوہ۔ عفت الریح: نابود کردینا، مٹا دینا۔ اعاصیر۔ جمع اعصار: بگولہ۔ عصر (ض) عصرًا: نچوڑنا۔ عصیر۔ عصارۃ: نچوڑا ہوا۔ عَصْر، عَصِر: زمانہ۔ ج اعصار۔

توضیح عبدالرحمٰن انباری نے اپنی سند کو ہشام ابن کلبی تک پہنچاتے ہوئے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ عبید ابن شریۃ جرہمی تین سو سال تک زندہ رہے اور اسلام کا زمانہ پایا پھر مسلمان ہوگئے اور شام میں حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ خلیفہ تھے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھ سے کوئی عجیب وغریب واقعہ بیان کرو جو آپ نے دیکھا ہے۔ فرمایا ایک دن میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے مردہ کو دفن کر رہے تھے، جب میں ان تک پہنچا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں تو میں نے شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

اے دل تو اسماء سے دھوکہ کھایا ہوا ہے تو نصیحت قبول کر، اور کیا تجھ کو آج نصیحت نفع دے گی تو نے محبت کو ظاہر کردیا کسی سے بھی اسے مخفی نہیں رکھا یہاں تک کہ شہری لوگ تیری محبت کو لے چلے، یا تیری محبت کی دستاویزیں گھوڑوں کی چال کیطرح چل پڑیں، تو نہیں جانتا ہے اور نہ جانے گا کہ دنیا کا قریب ترین زمانہ تیرے رُشد و ہدایت کے قریب ہے یا وہ چیز جس میں دیر ہے تو تو اللہ سے بھلائی طلب کر اور اس پر راضی رہ چونکہ تنگی کے دوران اچانک گھومنے لگتے ہیں جوئے کے پاسے اور اس اثنا میں کہ آدمی خوش رہتا ہے زندوں کے درمیان کہ اچانک اس کی قبر کو آندھیاں یا بگولے مٹا دیتے ہیں۔ اس پر ایک اجنبی آدمی روتا ہے جو اسے پہچانتا نہیں اور اس کی قرابت والے محلہ میں خوش رہتے ہیں۔ عبید ابن شریہ کہتے ہیں مجھ سے ایک آدمی نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس شعر کا کہنے والا کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اس شعر کا کہنے والا یہی وہ مردہ ہے جو ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے، اور تو وہ پردیسی آدمی ہے جو اس پر تو رو رہا ہے درانحالیکہ تو اس سے آشنا نہیں اور یہ جو اس کی قبر سے نکلا وہ سب سے زیادہ اس کا قریبی رشتہ دار ہے اور اس کے مرنے پر

بہت زیادہ مسرور ہے۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے فرمایا یقیناً آپ نے عجیب وغریب واقعہ دیکھا۔ تو وہ مردہ کون ہے؟ فرمایا عنیز بن لبید عذری ہے۔

الكريم لا ينسى من أحسن إليه

شریف آدمی کبھی اپنے محسن کو فراموش نہیں کرتا

حُكِيَ انّ الوزير المهلبي سافر قبل ان يتولّى الوزارة وكان فقيرًا جدًّا فلقى في سفره مشقةً عظيمة فاشتهى اللحم ولم يقدر عليه فقال ارتجالًا ؎

اَلَاموتٌ يُبَاعُ فاشتريه	فهذا العيش ما لا خير فيه
الاموتٌ لذيذ الطعم يأتى	يخلصنى من الموت الكريه
اذا ابصرت قبرًا من بعيد	وددتُ لو انّنى ممّا يليه
الا رحم المهيمن نفس حُرٍّ	يفرّجُ بالوفاءِ على اخيه

قال: وكان معه رفيق يقال له عبد الله الضبّي، فلما سمعه اشترى له لحمًا بدرهم وطبخه واطعمه اياه، ثم افترقا وتقلبت بالمهلبي الاحوال واثرى وتولّى الوزارة العظمى لمعز الدولة وافتقر رفيقه جدًّا فبلغه وزارة المهلبي فقصده وكتب اليه في رقعة ؎

الا قل للوزير فدتك نفسى	مقالة مُذكِرٍ ما قد نسيه
اتذكر اذ تقول لضنك عيش	الاموتٌ يُبَاعُ فاشتريه

فلما وقف على رقعته، امر له بسبع مائة درهم، ووقع في رقعته "مَثَلُ الذين يُنفقون اَموالهُم في سَبيل الله كمثل حَبَّةٍ اَنبتت سبع سنابلَ في كلّ سنبلةٍ مائةُ حَبَّةٍ" ثم دعا به وخلع عليه وزاده في برّه وولاه على عمل۔

لغوی تحقیق الوزیر المہلبی۔ یزید بن محمد۔ شیعہ آل علیؓ سے ہے اور بہت بڑا شاعر ہے، متوکل کی تعریف میں بہت سے قصائد لکھے، اس کی وفات ۲۵۹ھ میں ہوئی۔ ارتجالًا: برجستہ کہنا۔ الکریہ: ناپسند

وددت، ودّہ، یوَدہ، وُدًّا، مودّۃً، محبت کرنا، چاہنا۔ ودود، انتہائی محبت کرنیوالا۔ المہیمن، خوف سے امن دینے والا۔ روزی۔ موت وحیات کا کفیل۔ اثرَی۔ اثراءً وثریٰ (ن)، ثراءً (س)، ثریٰ، الرجل، دولت مند ہونا۔ ثروۃ، مالداری۔ ضنکَ، تنگ۔ ضنک (ک)، ضنکًا، ضنوکۃً، تنگ ہونا۔ وَقّع، توقیعًا، شاہی مہر لگانا۔ حبّۃ، عقلمند۔ ج حبّاتٌ۔ انبتَ۔ انباتًا، اگانا۔ سنابل۔ جمع سنبلۃ، بالی، خوشہ۔

توضیح نقل کیا گیا ہے کہ وزیر مہلبی نے سفر کیا عہدۂ وزارت پر فائز ہونے سے قبل درانحالیکہ وہ بہت زیادہ غریب تھا۔ اپنے سفر میں اس نے زبردست مشقت کا سامنا کیا۔ گوشت کو طبیعت چاہی لیکن اسے قدرت حاصل نہ ہوئی تو اس نے بداہۃً یہ کہا ۔ کیا موت فروخت نہیں ہوتی جسے میں خریدوں تو اس زندگی میں کوئی خیر ہی نہیں ہے۔ کیا خریدار موت نہیں ہے جو آکر مجھے چھڑالے ناگوار موت سے۔ جب میں کسی قبر کو دور سے دیکھتا ہوں تو میں خواہش کرتا ہوں کہ کاش میں اس سے قریب ہوتا۔ خدا اس شریف آدمی پر رحم کرے جو اپنے بھائی پر وفاداری کا سلوک کرکے پریشانی کو دور کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ اپنا رفیق سفر تھا جس کا نام عبداللہ ضبی تھا جب اس کو سنا یہ کہتے ہوئے تو اس کے لئے ایک درہم کا گوشت خریدا اور اس کو پکا کر اس نے کھلایا، پھر دونوں منتشر ہوگئے اور مہلبی پر حالات نے پلٹا کھایا اور وہ سیٹھ بن گیا، اور وہ معز الدولہ کا وزیر اعظم بن گیا اور اس کا رفیق سفر بہت ہی تنگ دست ہوگیا، اس کو مہلبی کے وزارت کی خبر پہنچی تو اس نے مہلبی کے پاس آنیکا ارادہ کیا اور ایک پرچہ میں لکھ کر بھیجا۔

شعر۔ وزیر سے کہدو کہ تجھ پر میری جان قربان اس یاد دلانے کے کہنے کیطرح اس چیز کو جسے وہ بھول گیا۔ کیا تمہیں یاد ہے جب تم زندگی کے تنگ ہونے کے وقت کہہ رہے تھے۔ کیا موت فروخت نہیں ہوتی جسے میں خریدوں؛ جب وزیر اس کے پرچہ پر مطلع ہوا تو اسے سات سو درہم دینے کا امر کیا اور اس کے پرچہ پر مثلُ الذین ینفقون الآیہ کی مہر لگادی۔ یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کیطرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ پھر اسے بلایا اور اس کو خلعت دیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک میں اضافہ کیا اور کسی کام کا اسے نگراں بنادیا۔

لاتحزن اذا اساؤا بك الظن وكنت محسنًا فانه خيرلك

جب تم ٹھیک سے رہو تو لوگوں کی بدظنی کا تمہیں غم نہ ہونا چاہئے یہی تمہارے لئے بہتر ہے

اَوْدَعَ تاجرٌ من تجار نیسابور جاریۃً عند الشیخ ابی عثمان الحیری فوقع نظر الشیخ علیھا یومًا فعشقھا وشغف بھا فکتب الی شیخہ ابی حفص الحداد بالحالِ فاجابہ بالامر بالسفر الی الرّی الی صحبۃ الشیخ یوسف اکثر الناس فی ملامتہ وقالوا کیف یسألُ تقیٌّ مثلك عن بیت شقیّ فاسق فرجع الی نیسابور وقصّ علی شیخہ القصّۃَ فامرہٗ بالعود الی الرّی وملاقاۃ الشیخ یوسف المذکور فسافر مرۃً ثانیۃً الی الرّی وسأل عن منزل الشیخ یوسف ولم یبال بذم الناس وازدرائھم

بہ فضیل لہ: انہ فی محلۃ الخمار، فاتی الیہ وسلم علیہ، فرد علیہ السلام وعظمہ وکان الی جانبہ صبیٌّ بارعُ الجمال والی جانبہ الآخر زجاجۃ مملوءۃ من شیٍٔ کانہ الخمر بعینہ فقال لہ الشیخ ابو عثمان: ما ھذا المنزل فی ھذہ المحلۃ فقال: إن ظالمًا شریٰ بیوت اصحابنا وصیّرھا خمارۃ ولم یحتج الی شراء داری، فقال لہ: ما ھذا الغلام؟ وما ھذا الخمر؟ فقال اما الغلام فولدی من صلبی واما الزجاجۃ فخلٌّ، فقال: ولم توقع نفسک فی مقام التھمۃ بین الناس؟ فقال: لئلا یعتقد وانی ثقۃ امین ویستودعونی جواریھم فأبتلی بحبھن فبکی ابو عثمان بکاءً شدیدًا وعلم قصد شیخہ، فھکذا احوال اھل اللہ نفعنا اللہ تعالیٰ بھم۔

لغوی تحقیق

اودع۔ ایداعًا کسی کے پاس امانت رکھنا۔ عشقھا (س) عشقًا: محبت میں حد سے تجاوز کرنا۔ صفت عاشق۔ ج عشاق۔ شغف (س، ف) شغفًا بہ: دلدادہ ہونا۔ حبہ: محبت کا دل کے پردہ میں پہنچنا۔ الرّی: مملکت ایران میں ایک عجیب وغریب بارونق وخوش منظر قدیم ترین شہر ہے جس کو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عروہ ابن زید کے ہاتھ پر فتح کیا تھا، خلیفۂ مہدی نے ۱۵۸ھ میں اس کی اصلاح کرائی ہے۔ ازدراء: ذلیل سمجھنا۔ زری (ض) زریًا، زرایۃً علیہ عملہ: عیب لگانا۔ الخمار: شراب بیچنے والا۔ بارع۔ برع (ن، س، ک) بروعًا براعۃً علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا۔ زجاجۃ: شیشہ کا برتن، شیشہ کا ٹکڑا۔ زجّ (ض) زجًّا وازدج حاجبہ: لمبی اور باریک ابرو والا ہونا۔ صفت ازج۔ مملوءۃ: بھرا ہوا۔ ملأہ (ف) ملأً وملاءۃً: بھرنا (ک) ملاءً وملاءۃً، مالدار ہونا

توضیح

نیشاپور کے تاجروں میں سے ایک تاجر نے شیخ ابو عثمان حمیری کے پاس ایک جاریہ امانت رکھی، تو شیخ کی نظر اس پر پڑ گئی، شیخ اس پر فریفتہ ہو گئے اور بہت زیادہ اسے چاہنے لگے، پھر انھوں نے اپنے شیخ ابو حفص حداد کے پاس فوراً لکھا تو شیخ ابو حفص نے شیخ ابو عثمان کو جواب میں رے کے سفر کا حکم دیا۔ شیخ یوسف کی صحبت اختیار کرنے کیلئے جب وہ رے پہنچے اور لوگوں سے شیخ یوسف کا مکان معلوم کیا۔ لوگوں نے ان کو بہت ملامت کی اور کہنے لگے آپ جیسے پرہیزگار آدمی ایسے فاسق وفاجر آدمی کا مکان معلوم کر رہے ہیں۔ تو شیخ ابو عثمان نیشاپور لوٹ گئے اور اپنے شیخ ابو حفص کو سارا قصہ سنایا تو پھر شیخ ابو حفص نے شیخ ابو عثمان کو دوبارہ رے جانیکا حکم دیا اور شیخ یوسف مذکور سے ملاقات کا حکم دیا تو دوسری بار انھوں نے رے کا سفر کیا اور شیخ یوسف کے مکان کے متعلق پوچھا۔ اور لوگوں کی مذمت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور لوگوں کے عیب بیان کرنیکی تو شیخ ابو عثمان سے بتایا گیا کہ وہ شرابیوں کے محلہ میں ہیں۔ تو شیخ ابو عثمان نے آکر انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا اور بہت تعظیم کی، اور ان کے بغل میں ایک بہت خوبصورت لڑکا تھا اور ان کی دوسری جانب کسی چیز سے بھرا ہوا گلاس تھا، وہ شراب معلوم ہوتی تھی، تو ان سے شیخ ابو عثمان نے کہا اس محلہ میں یہ گھر کیوں ہے؟ تو جواب دیا کہ ایک ظالم نے ہمارے ساتھیوں کے گھروں کو خرید کر ان کو شراب خانہ بنا دیا، اور اسے میرے گھر کے خریدنے

کی ضرورت نہیں ہوئی تو شیخ ابو عثمان نے پوچھا یہ لڑکا کون ہے اور یہ شراب کیسی؟ تو جواب دیا کہ یہ لڑکا میرا حقیقی بیٹا ہے اور رہا گلاس تو اس میں سرکہ ہے۔ تو شیخ ابو عثمان نے کہا اپنے آپ کو تہمت کی جگہ پر لوگوں کے درمیان کیوں ڈال رہے ہیں؟ انھوں نے کہا تاکہ لوگ میرے امانت دار اور ثقہ ہونیکے معتقد نہ ہو جائیں اور پھر میرے پاس اپنی باندیوں کو بطور امانت رکھنے لگیں، پھر میں اس کی محبت میں گرفتار ہو جاؤں۔ تو ابو عثمان بہت روئے اور اپنے شیخ کا مقصد سمجھ گئے۔ تو یہی حال ہوتا ہے بزرگوں کا، اللہ تعالے ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے۔

التواضع

عاجزی وانکساری

قالَ مقاتل بن سُليمانَ يومًا، وقد دخلته ابهّةُ العلم سلوني عمّا تحت العرش الى اسفل الـثرىٰ فقال له رجلٌ ما نسألك عن شيءٍ مِنْ ذٰلك انما نسألك عما معك في الارض اخبرني عَنْ كلب اهل الكهف، ما كان لونه؟ فافحمهُ ولما شهُرت تاليفُ ابن قتيبة ولحظ بعين العالم المتفنّن صعد المنبر وقد غصّ المحفلُ واعتلى تبريزًا على علماءِ وقته مع فضل جاهٍ اشتمل به من السلطان فقال ليسألني من شاءَ عمّا شاءَ، فقام اليه احد الاغفال فقال له ما الفتيلُ والقطميرُ، فلم يُحرجوابًا وَ اُفحِمَ ونزل خجلاً وانصرف الى منزله كسلاً فلما نظر اللفظتين وجد نفسه اذكرالناس بهما وهذا من عقاب العُجب وقال قتادة ما سمعتُ شيئًا قط الاحفظتهُ و حفظتُ شيئًا فنسيتهُ ثم قال يا غلامُ: هات نعلَيَّ، فقيل هما في رجليك ففضحهُ اللهُ وكان بشريش رجلٌ من اهل الدين والورع وحجّ في ايام ابي حامد، وصحبهُ ففاتتْ صلوة الصبح يومًا لاحد اصحابه فلامه على ذٰلك فلما كان في اليوم الثاني ادرك الحاجَّ من صلوة الصبح ركعةٌ واحدةٌ فلما لقيه صاحبه بعد الصلوٰة قال له: هذا كما رأيتَ وانما ذكرتَ عملك على معنى التبصرة والارشاد فلو ذكرته على غير ذٰلك لفاتتك الثانيةُ ؛

لغوی تحقیق

مقاتل بن سلیمان، ابو الحسن مشہور مفسر ہیں، اصل کے اعتبار سے بلخی ہیں، بعد میں بصرہ چلے گئے تھے۔ زہری، مجاہد اور ضحاک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض حضرات نے ان کو غیر ثقہ کہا ہے، حافظ وکیع نے کذاب کہا ہے۔ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ ابہۃ: برتری، گھمنڈ۔ ابہ (ف) ابہًا، لہ: بھانپ جانا، سمجھ جانا، قرائن سے پہچاننا۔ تأبہ، علیہ: گھمنڈ کرنا۔ کہف: کھوہ، غار۔ غار اور کھوہ میں فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف بڑا، وسیع ہوتا ہے۔ العرش، شاہی تخت، کنویں کی مینڈ۔ ج عروش، عُرش

عَرَشَ (ن، ض) عرشاً: لکڑی کا مکان بنانا۔ عریشہ: جھونپڑی (ض) عروشاً: ٹھہرنا۔ ثَریٰ: تری، نمناک مٹی۔ مراد زمین ہے۔ افحمہ: دلیل دیکر خاموش کر دینا (ف) جواب سے ساکت ہونا (ن) فحوماً البئر: پانی ٹھہر جانا (س) فحم، فحماً و فحاماً و فحوماً الصبی بچے کا روتے روتے آواز بند ہونا۔ شہرت۔ شہر (س) شہراً، شہرۃً: واضح کرنا۔ ابن قتیبہ: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے، فضل و علم میں درجۂ عروج کو پہونچے ہوئے ہیں اور صاحب تصانیف بھی ہیں چنانچہ ادب الکاتب، کتاب الجراثیم وغیرہ مختلف کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی وفات ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ لحظ: (ف): گوشۂ چشم سے دیکھنا۔ غصّ (س، ن) غصصاً، المکان: پُر ہو جانا اور تنگ ہو جانا۔ المحفل: مجلس۔ ج محافل۔ حفل (ض) حفلاً القوم: جمع ہونا۔ صفت حافل۔ ضرع حافل: بھرا ہوا تھن۔ تبرّز۔ البزالرجل: ہمسروں سے برتر ہونا۔ برز (ن) بروزاً: میدان کیطرف نکلنا۔ مبارزۃً: لڑائی کیواسطے مقابلہ پر نکلنا۔ الاغفال۔ جمع غفل: ناسمجھ۔ الفتیل: کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک پتی۔ قِطمیر۔ احار الجواب۔ احارۃً: جواب دینا (ن) حوراً: لوٹنا، پریشان ہونا۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور: ہم زیادتی کے بعد نقصان سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ کسل: مجبوری۔ کسِل (س) کسلاً، سست ہونا۔ صفت کَسِل، کسلان جمع کسالیٰ و کُسالیٰ۔ فضحہ (ن) فضحاً: ذلیل کرنا۔ شریش: مملکت اندلس میں ایک بڑا شہر ہے۔ الورع: تقویٰ، پرہیزگاری۔

توضیح مقاتل بن سلیمان نے ایک دن کہا اور ان میں علمی نخوت سرایت کر چکی تھی کہ مجھ سے سرایت کردہ اس چیز کے متعلق پوچھو جو عرش کے نیچے تحت الثریٰ تک ہے۔ تو ایک شخص نے کہا ہم آپ سے ان میں سے کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ ہم تو آپ سے ان چیزوں کے متعلق پوچھیں گے جو آپ کی نظر میں ہے زمین پر۔ آپ ہمیں اصحاب کہف کے کتے کے متعلق بتائیں کہ کیا رنگ تھا۔ تو اس شخص نے ان کو خاموش کر دیا، اور جب ابن قتیبہ کی تالیفات مشہور ہو گئیں اور ایک فنکار عالم کی آنکھوں سے گذار دی گئیں تو ممبر پر وہ چڑھے درانحالیکہ محفل کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، اور ابن قتیبہ اپنے دور کے علماء پر فوقیت رکھتے تھے جاہ و حشم کی فضیلت کے ساتھ ساتھ جو منجانب بادشاہ حاصل ہوا تھا تو انھوں نے فرمایا جو چاہے جس چیز کے متعلق چاہے مجھ سے پوچھ لے۔ تو ایک بیوقوف کھڑا ہوا، اور اس نے کہا فتیل اور قطمیر کیا ہیں؟ تو ان سے جواب نہ بن پڑا اور اپنے گھر لوٹ گئے سست کیطرح اور جب دونوں لفظوں پر غور کیا تو اپنے آپ کو زیادہ یاد کرنے والا پایا اور یہ خود پسندی کا نتیجہ تھا۔ اور حضرت قتادہ نے کہا میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سنی مگر یہ کہ اسے ضرور محفوظ کر لیا۔ اور کسی چیز کو محفوظ کرنے کے بعد میں نے اسے بھلایا نہیں۔ اور کہا اے لڑکے میرے جوتے لے آؤ تو اس نے کہا کہ وہ تو آپ کے پیروں میں ہے۔ تو اللہ نے ان کو رسوا کر دیا۔

شریش نامی جگہ پر ایک دیندار اور پرہیزگار شخص تھا، اور ابو حامد کے دور میں حج کیا اور ان کے ساتھ رہا۔ ایک دن فجر کی نماز چھوٹ گئی کسی ساتھی کی۔ تو اس نے اس کو ملامت کی، جب دوسرا دن ہوا تو حاجی نے فجر کی ایک رکعت پائی، جب اس کا ساتھی نماز کے بعد ملا تو اس سے کہا یہ جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ تم نے یاد دہانی کے طور پر اپنے عمل کا تذکرہ کیا تھا۔ اگر اس کے علاوہ اور کسی طریقہ پر ذکر کرتے تو دوسری رکعت بھی چھوٹ جاتی۔

وکان ابو ایوب الانصاری (واسمہ خالد بن زید) مع علی بن ابی طالب فی حروبہ کلھا ومات بالقسطنطنیۃ مرابطاً سنۃ احدی وخمسین وذلک مع یزید بن معاویۃ لما اعطاہ ابوہ القسطنطنیۃ خرج معہ فمرض فلما ثقل قال لاصحابہ اذا انا مت فاحملونی فاذا صاففتم العدو فادفنونی تحت اقدامکم ففعلوا ودفنوہ قریباً من سورھا وھو معروف الی الیوم، معظم یستشفون فیشفون فکانہ اشارۃ الی ان من تواضع للہ رفعہ اللہ۔

لغوی تحقیق ابو ایوب۔ خالد بن زید بن کلیب انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں، عقبہ ثانیہ میں حاضر خدمت ہوکر اسلام لائے، بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ ہجرت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کے گھر قیام فرمایا تھا، تمام کتب صحاح میں آپ سے احادیث مروی ہیں اور آپ کی مرویات پچاس حدیثیں ہیں۔ کوفہ جاتے وقت حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، آپ کی وفات ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوئی۔ یزید بن معاویہ۔ اس کی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی جبکہ امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کی طرف سے پورے ملک شام کے والی ہو چکے تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں صوبہ جات کے حکام اور وفود سے رائے لیکر یزید کی ولیعہدی کی بیعت لے لی تھی، لیکن مدینہ کے چند ممتاز رؤساء امت عبداللہ بن زبیر، امام حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اس بیعت کے مخالف تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان حضرات نے بھی بیعت کرلی، لیکن حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی۔ یہاں تک کہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو معرکہ کربلا پیش آیا، ایک طرف امام حسین کے اسی آدمیوں کی مختصر جماعت تھی، دوسری طرف عراقی فوج تھی جس میں ایک بھی شامی آدمی نہ تھا، بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی کا فیصلہ ہو گیا۔ امام حسینؓ اور ان کے ۷۱ آدمی شہید ہوئے اور ابن سعد کے ۸۸ آدمی کام آئے، اس کے بعد حصین بن نمیر یزید کے حکم کے مطابق عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کیلئے ۲۶ محرم کو ایک لشکر لے کر مکہ پہنچا۔ ابن زبیرؓ مقابلہ کیلئے نکلے لیکن شکست کھائی اور مکہ میں آگئے، شامیوں نے محاصرہ کیا اور منجنیق سے شہر پر پتھر پھینکے، اسی دوران میں خبر آگئی کہ یزید نے وفات پائی، شامیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور جنگ ختم ہو گئی۔ یزید نے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو ۳۹ سال کی عمر میں سرزمین شام کے شہر جوران میں وفات پائی۔ مدت خلافت ۳ سال ۸ مہینے ۱۴ دن رہی۔ حروب۔ ج حرب: جنگ۔ مرابطاً۔ رابط، مرابطۃ الجیش، لشکر کا دشمن کی سرحد کے پاس ہمیشہ قیام رکھنا۔ صاففتم۔ مصافۃ: مقابلہ کیلئے دشمن کے روبرو کھڑا ہونا۔ سور: شہر پناہ۔ ج اسوار۔

توضیح اور حضرت ابو ایوب انصاری (ان کا نام نامی خالد بن زید ہے) تمام جنگوں میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ تھے۔ اور قسطنطنیہ میں ۵۱ھ میں پڑاؤ ڈالتے ہوئے انتقال ہوا اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے جب یزید کو اس کے باپ نے قسطنطنیہ عطا کر دیا تھا۔ حضرت ابو ایوبؓ اس کے ساتھ نکلے تھے تو بیمار ہو گئے۔ جب بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو مجھے منتقل کر دینا، جب تم

دشمنوں کیلئے صف بندی کرلو تو مجھے اپنے پاؤں تلے دفن کردینا، تو انھوں نے ایسا ہی کیا اور ان کو قسطنطنیہ کی چہار دیواری کے قریب دفن کردیا اور وہ چہار دیواری آج تک محفوظ اور مشہور ہے، لوگ شفا طلب کرتے ہیں تو شفا پا جاتے ہیں۔ تو گویا اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ جو اللہ کیلئے تواضع اختیار کریگا تو اللہ اسے بلند کریگا۔

الجوابُ المُفحِمُ

مسکت جواب

قال هشامٌ اسلم عَقِيل (شقيق علي) سنةَ ثمانٍ من الهجرة وتُوفي سنة خمسين وكان اسرعَ الناسِ جوابًا فنسبوه الى الحماقة۔ قال ابنُ عساكر دخل على معاوية بعدَ ما ذهب بصره فاقعده معه على سريره وقال انتم يا بني هاشم تُصابون في ابصاركم فقال عقيل وانتم يا بني امية تصابون في بصائركم، وقال هشامٌ ان عقيلاً قدم على اخيه عليٍّ بالعراق فسأله فقال ما اعطيك شيئًا فقال اني فقير ومحتاج فقال اصبر حتى يخرج عطائي من المسلمين واعطيك فالحّ عليه فقال عليٌّ لرجلٍ خُذ بيده وانطلق به الى الحوانيت فافتح اقفالها وخُذ ما فيها فقال عقيلٌ انت اردتَ ان تجعلني سارقًا فقال عليٌّ انت اردتَ ان آخذُ اموالَ المسلمين واعطيك اياها فقال عقيل لاذهبنّ الى رجلٍ هو اولى منك يعني معاوية فقال انت وذاك فذهب الى معاوية فاعطاه مائة الف درهم وقال اصعد المنبر واذكر ما اولاك عليٌّ وما اوليتُك فصعدَ المنبرَ وقال ايها الناس اني اُخبركم اني اردتُّ عليًا على دينه فاختار دينه عليّ واني اردتُ معاويةَ على دينه فاختارني على دينه فقال معاوية هذا الذي تزعم قريش انه احمق وايما اعقل منه، وكان طالب اسنَّ من عقيل بعشر سنين وعقيل اسن من جعفر بعشر سنين وكلهم وُلد واقبل علي وهو اكبرُهُم۔

لغوی تحقیق

عقیل بن ابی طالب ہاشمی۔ حضور صلے اللہ علیہ سلم کے چچازاد اور حضرت علی و جعفر کے حقیقی بھائی اور صحابی رسول ہیں، غزوۂ موتہ میں شرکت فرمائی تھی، حضرت معاویہؓ کی آخر خلافت میں یا یزید کی اول حکومت میں وفات پائی، ان سے سنن نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے۔ شقیق: سگا بھائی، نظیر، پھٹی ہوئی چیز کا آدھا حصہ۔ شقہ (ن) شقًا الشئ: جدا جدا کرنا۔ مشقۃ الامر: دشوار ہونا۔ شق: شگاف۔ ج شقوق۔ شق: طرف، جانب۔ شقہ دور کا سفر، مشقۃ۔ ج مشاق۔ نسبوہ (ن، ض) نسبًا، نسبۃ: منسوب کرنا۔ نسب: قرابت ج انساب۔ الحماقۃ: ناسمجھی، بیوقوفی۔ حمق (س، ک) حماقۃ، حمقًا: بیوقوف ہونا۔ صفت حمق۔ ج حمق، حمقی۔ ابن عساکر: ابوالقاسم علی بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین بن عساکر الشافعی۔ اعلیٰ درجہ کے محدث اور تاریخی شخص

ہیں۔آپ کی وفات ۵۷۱ھ میں ہوئی۔ اپنے استاذوں سے ۱۳۰۰ روایت رکھتے ہیں۔انکی انتہائی ذکاوت و فطانت کیوجہ سے اہل بغداد ان کو "شعلۂ نار" کہا کرتے تھے۔ان کی تاریخ دمشق اسّی جلدوں میں ہے جس کے دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ایک شخص نے اس کو کیونکر تصنیف کیا۔ البصر۔ ج بصر: آنکھ (س،ک) بصراً ابصارۃً، ہ۔ بہ معلوم کرنا، دیکھنا۔بصیرۃ: چالاکی، عبرت۔ ج بصائر۔ باصرہ: آنکھ۔ ج بواصر۔حوانیت۔ج حانوت: دوکان۔ اقفال۔ ج قفل: تالا۔ اقفل الباب: دروانہ پر تالا لگانا۔قفل (ن،ض) قفولاً: سفر سے واپس آنا۔صفت قافل قفال۔ سارقاً: چور۔ ج سرقہ۔ سرق (ض) سرقۃ: چوری کرنا۔انت وذاک۔ای کن انت مع ذٰلک۔ اگر بعد واؤ کے بعد معیت پر دلالت کرنیوالا حرف واو واقع ہو تو خبر محذوف ہوتی ہے جیسے کل رجل وضیعتہ ۔پس انت مبتدا ہے اور ذاک اس پر معطوف ہے اور خبر محذوف ہے۔تقدیر عبارت یوں ہے انت مقرون مع ذاک، اور خبر انشاء کے معنے میں ہے۔ اولاک ایلاءً: بخشش کرنا۔ اسن: اسم تفضیل ہے: بڑی عمر والا۔

توضیح ہشام نے بیان کیا کہ حضرت عقیل نے اسلام قبول کیا جو حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی ہیں ۸ھ میں اور ۵۰ھ میں وفات ہوئی، لوگوں میں سب سے تیز تھے جواب دینے میں۔ لوگوں نے انھیں حماقت کی جانب منسوب کیا۔ ابن عساکر نے بیان کیا کہ حضرت عقیلؓ حضرت معاویہؓ کے پاس انکی نگاہ ختم ہوجانیکے بعد تشریف لے گئے تو حضرت معاویہؓ نے انکو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور فرمایا اے بنی ہاشم! تمہاری آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے، تو حضرت عقیل نے فرمایا اور تم اے بنی امیہ تمہاری بصیرت ختم ہوجاتی ہے اور ہشام نے بیان کیا کہ حضرت عقیل اپنے بھائی حضرت علیؓ کے پاس عراق تشریف لائے تو حضرت عقیل نے کچھ سوال کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ تو حضرت عقیل نے فرمایا میں محتاج وغریب ہوں پھر حضرت علیؓ نے فرمایا صبر کرو یہاں تک کہ میرا غازیوں والا حصہ مسلمانوں سے نکلے۔ اور میں تمہیں دوں گا تو حضرت عقیل نے اصرار کیا۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص سے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ کر دوکانوں پر لے جاؤ اور دوکان کا سارا سامان لے لو دوکان کا تالا کھول کر۔ تو حضرت عقیل نے فرمایا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے چور گردانیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال لے لوں اور وہ مال تمہیں دیدوں تو حضرت عقیل نے جواب دیا کہ میں آپ سے ایک بہتر شخص کے پاس جاؤں گا، مراد حضرت معاویہؓ تھے تو حضرت علیؓ نے فرمایا تو اور وہ۔ آخر کار حضرت عقیلؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے، حضرت معاویہؓ نے انھیں سو ہزار درھم دیئے اور فرمایا منبر پر چڑھ کر اس چیز کا ذکر کرو جو تمہیں حضرت علیؓ نے دیا ہے، تو انھوں نے منبر پر چڑھ کر فرمایا اے لوگو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ چاہا کہ حضرت علیؓ کو ترجیح دوں ان کے دین پر۔ لیکن انھوں نے اپنے دین کو مجھ پر ترجیح دیا اور میں نے ارادہ کیا حضرت معاویہ کو ترجیح دینے کا ان کے دین پر۔ تو انھوں نے مجھے اپنے دین پر ترجیح دی۔ تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا یہی ہے وہ شخص جس کو قریش احمق گمان کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ ہوشیار کون ہوگا۔ اور حضرت طالب حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اور حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور سب حضرت علیؓ سے پہلے پیدا ہوئے اور حضرت علیؓ ان میں بڑے تھے فضل وکمال میں۔

الادبُ خیرُ الذّخائرِ

ادب بہترین ذخیرہ ہے

عن الحجاج بن یوسف الثقفی انہٗ امر صاحب حراستہٖ ان یطوف باللیل فمن وجدہٗ بعد العشاء ضرب عنقہٗ فطاف لیلۃً فوجد ثلاثۃ صبیان یتمایلون علیهم اٰثار الشراب فاحاط بهم وقال لهم من انتم حتی خالفتم امر امیر المؤمنین، فقال الاول ؎

انا ابن من دانت الرقاب لہٗ	تاتیہ بالرغم وهی صاغرۃ
لما بین مخذ ومها وخادمها	یاخذ من مالها ومن دمها

فامسک عن قتلہٖ وقال لعلہٗ من اقارب امیر المؤمنین ثم قال للآخر من انت؟ فقال ؎

انا ابن الذی لاتنزل الارض قدرہٗ	تری الناس افواجًا الی ضوءِ نارہٖ
وان نزلت یومًا فسوف تعودُ	فمنهم قیامٌ حولها وقعودُ

فامسکَ عنْ قتلہٖ وقال لعلہٗ من اشراف العرب ثم قال للثالث مَنْ انت؟ فقال ؎

انا ابن الذی خاض الصفوف بعزمہٖ	وقوّمها بالسیف حتی استقامت
رکابا ہٗ لاتنفک رجلاہ منهما	اذا الخیل فی یوم الکریهۃ ولت

فامسک عنہ وقال لعلہٗ مِن اشجع العرب فلمّا اصبح رُفع امرهم الی الحجّاج فاحضرهم وکشف عن حالهم فاذا الاول ابن حجام والثانی ابن فوّالٍ والثالث ابن حائکٍ فتعجب الحجّاج من فصاحتهم وقال لجلسائہٖ علموا اولادکم الادبَ فوالله لولا الفصاحۃ لضربتُ اعناقهُم ؛

لغوی تحقیق

صاحب حراسۃ : نگہبان - حرس (ن، ض) حرسًا : حفاظت کرنا، نگرانی کرنا - حارس - ج حُرّاس، حرسۃ - یتمایلون - تمایلًا فی مشیہ : ناز وادا سے چلنا - رقاب - ج رقبہ : گردن - رَغم - رغم انفہ (س، ن) رغمًا : رسوا ہونا - ہٗ : ناپسند کرنا - رُغم : ناپسندیدگی - قدر : ہانڈی - ج قدور - خاض - خوضًا - الماء : داخل ہونا - لاتنفک - انفکاکًا : علیحدہ ہونا - یوم الکریهۃ : جنگ کا دن - ولت : پیٹھ پھیرنا - اشجع : بہادر - ابن قوال، فی الحاشیۃ

کان فی النسخۃ المنقول عنہا نوال (بالقاف)، فنقلنہ کما کان و ربط البیتین (انا ابن) علی ہذا ظاہر لایخفی ثم اخبرت عن بعض المہرۃ انہ نوال (بالفاء) للنسبۃ الی فول بالضم باقلی ونحوہ یقال لطباخ یطبخ الفول وغیرہ وباعہ فاستحسنتہ انتہی۔ حائک: پارچہ بان۔ ج حاکۃ، حُوَکۃ۔ حَاکَ (ن) حَوکًا، حِیاکًا الثوب: بننا۔ محاکۃ، کارگہ، کھڈی۔

توضیح حجاج ابن یوسف ثقفی سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس نے چوکیدار کو حکم دیا کہ شہر کارات میں چکر لگائے اور جس کو عشاء کے بعد ٹہلتا ہوا دیکھے جان سے ختم کردے۔ چوکیدار نے رات میں چکر لگایا اور تین لڑکوں کو ڈولتے ڈالتے دیکھا اور ان پر شراب نوشی کے آثار تھے، چوکیدار نے ان کو گھیر لیا اور کہا تم لوگ کون ہو کہ تم نے امیر المؤمنین کے حکم کے خلاف کیا، تو ایک نے کہا: شعر میں اس کا لڑکا ہوں جس کے آگے مخدوم وخادم سبھی کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ لوگوں کی گردنیں آتی ہیں اس کے پاس رسوائی کے ساتھ اور وہ ان سے مال اور خون دونوں لیتا ہے چوکیدار اس کو مارنے سے باز آگیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ یہ امیر المؤمنین کے قریبی لوگوں میں سے ہو۔ پھر دوسرے سے کہا: تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: شعر: میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہانڈی نہیں اترتی چولھے سے، اور اگر اتر جائے کسی دن تو پھر بہت جلد لوٹ جاتی ہے، تو لوگوں کو جوق درجوق دیکھے گا اس کی آگ کی روشنی کے پاس کچھ کھڑے ہوں گے۔ اور کچھ بیٹھے ہوں گے آگ کے اردگرد۔ چوکیدار اس کو بھی مار ڈالنے سے رک گیا اور کہا (دل میں) کہ شاید یہ لڑکا عرب کے شریف لوگوں میں سے ہے۔ پھر تیسرے لڑکے سے کہا: تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: شعر، میں ایسے آدمی کا بیٹا ہوں جو صفوں میں گھس گیا ہمت کے ساتھ اور ان صفوں کو تلوار کے ذریعہ درست کردیا اور وہ درست ہو بھی گئیں۔ اس کے پیر ہٹ نہیں سکتے رکاب سے اس وقت جبکہ گھوڑے بھاگ پڑتے ہیں جنگ کے دن۔ چوکیدار اس کے بھی قتل سے رک گیا اور کہنے لگا: شاید یہ عرب کے کسی بہت بہادر شخص کا لڑکا ہے۔ صبح ہونے پر ان کا معاملہ حجاج تک پہنچا، حجاج نے انھیں حاضر کیا اور رات کے حال کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلا حجام کا لڑکا ہے اور دوسرا باورچی کا لڑکا ہے، اور تیسرا جولاہے کا لڑکا ہے۔ تو حجاج کو ان کی خوش بیانی پر تعجب ہوا، اور اپنے مصاحبین سے کہا کہ اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ۔ قسم خدا کی اگر شیریں بیانی نہ ہوتی تو میں ان کی گردن اڑا دیتا۔

واقبلَ اعرابیٌّ الی داؤدبن المہلب، فقال لہٗ: انی مدحتک فاستمع قال: علی رسلک ثم دخل بیتہٗ وتقلد سیفہٗ وخرج فقال: قل: فان احسنتَ حکمناک وان اسأتَ قتلناک، فانشأ یقول ؎

اَمِنتُ بداؤدٍ وجودِ یمینہٖ	من الحدث المخشی وَالبؤس والفقرِ
فاصبحتُ لااخشی بداؤد نبوۃً	من الحدثان اذ شددتُ بہٖ ازری
لہٗ حکم لقمانٍ وصورۃ یوسفٍ	وَحُکم سلیمانَ وعدلُ ابی بکرٍ
فتی تفرقُ الاموالُ من جُودِ کفہٖ	کما یفرق الشیطانُ من لیلۃ القدرِ

فقال: قد حکّمناك، فان شئت علی قدرك وان شئت علی قدری، قال: بل علی قدری فاعطاه خمسین الفا، فقال له جلساؤه: هلا احتکمت علی قدر الامیر؟ قال لم یك فی ماله مایفی بقدره، قال له داؤد انت فی هذا اشعر منك فی شعرك وامرله بمثل ما اعطاه۔

لغوی تحقیق

داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب بن ابی صفرہ۔ خلیفہ ہارون رشید نے محمد بن زہیر ازدی کو معزول کرکے داؤد کو مصر کا والی بنادیا تھا۔ داؤد ۱۷۴ھ میں مصر آیا اور لوگوں کو خیر وصلاح کے ساتھ مطمئن کردیا، اس کی وفات ۲۰۵ھ میں ہوئی۔ علی رسلک: نرمی وآسانی یعنی آہستہ دبادقار رہ اور جلدی مت کر۔ حکمناک: اپنے مال میں دوسرے کو حاکم بنانا۔ الحدثان: مصیبت۔ الخشی۔ خشیۃ سے ہے: ڈر۔ البؤس: دشواری ومصیبت۔ نبوۃ، نبا جنبہ عن الفراش: اس کے پہلو نے بستر پر سکون نہیں پایا۔ آزر: پیٹھ، قوت۔ شد بہ ازرہ: اس کو اس کے ذریعہ قوت پہونچی۔ حکم بمعنے حکمت۔ لقمان بن باعور مشہور حکیم ہیں جن کا تذکرہ قرآن کی سورۂ لقمان میں ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے تین سال بعد علم وحکمت سے نوازا تھا، جامع التواریخ میں ہے کہ لقمان حکیم سیاہ فام اور عرب یا بنی اسرائیل کے غلام تھے، ان کے آقا نے انکی کوئی حکمت دیکھ کر ان کو آزاد کردیا تھا۔ بعض کتابوں میں حضرت لقمان کا ارشاد منقول ہے کہ میں نے چار ہزار انبیاء کی خدمت کی ہے اور ان کے ارشادات سے آٹھ باتیں اخذ کی ہیں (۱) جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر (۲) اگر کھانے میں مشغول ہو تو اپنے حلق کی حفاظت کر (۳) اگر دوسرے کے گھر پر ہو تو اپنی آنکھ کی حفاظت کر (۴) اگر لوگوں میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر (۵) موت کو نہ بھول (۶) خدا کو یاد کر (۷) دوسرے کے ساتھ احسان کرکے اس کو بھول جا (۸) اگر کسی نے تیرے ساتھ برائی کی تو اس کو بھی دل میں نہ لا۔ بعض علماء ان کو حضرت ایوبؑ کا بھائی، اور بعض بنی اسرائیل کا قاضی اور بعض حضرت سلیمان کا خادم اور بعض بعینہ سلیمان اور نبی کہتے ہیں۔ بقول صاحب اکمال اصح تر یہ ہے کہ آپ نبی نہیں تھے بلکہ حکیم تھے، فتح الرحمٰن میں ہے کہ آپ کی قبر اعمال فلسطین کی بستی صرفند میں ہے۔ حافظ قتادہ نے ان کی قبر شہر رملہ میں مسجد اور بازار کے مابین بتائی ہے۔ تفرق (س) فرقاً منہ: بدحواس ہونا۔ یفی وفاءً: پورا کرنا۔

توضیح

ایک اعرابی داؤد بن مہلب کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ کے لئے کچھ مدحیہ شعر کہا ہے آپ سماعت فرمائیے۔ داؤد نے کہا تم جاؤ پھر گھر کے اندر سے تلوار لے کر اپنی گردن پر لٹکالی اور باہر آئے اور کہنے لگے کہ کہو اگر تم نے اچھا کہا تو بہت کچھ دیدیں گے، اور اگر ٹھیک نہیں کہا تو تجھے قتل کردیں گے۔ تو اس نے کہنا شروع کیا۔

شعر، میں داؤد اور اس کے دائیں ہاتھ کی بخشش کی بناء پر ہر خوفناک حادثہ تنگی اور سختی سے مامون ہوگیا ہوں۔

اس بناء پر میں داؤد کی وجہ سے کسی پریشانی کا خوف نہیں رکھتا چونکہ میں نے اپنی کمر اس کے ذریعہ مضبوط باندھ لی۔

اس کی حکمت لقمان کی حکمت کیطرح ہے اور حضرت یوسف جیسی صورت ہے، حضرت سلیمان کیطرح فیصلہ ہے اور حضرت ابوبکر کے مثل انصاف ہے۔ وہ ایسا جوان ہے کہ مال سے گھبرا جاتا ہے اس کے ہاتھ کی سخاوت کی بناء پر، جس طرح

شیطان بچھڑ جاتا ہے لیلۃ القدر ہے تو داؤد نے کہا میں نے تجھے حاکم بنایا (یعنی کچھ نہ کچھ دیدیا) اگر تو چاہے تو تیرے رتبہ کے مطابق اور اگر چاہے تو میری حیثیت کے مطابق۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میری حیثیت کے مطابق، تو داؤد نے اسے پچاس ہزار درہم دیا۔ اس سے اس کے ہم نشینوں نے کہا کہ تو نے امیر المؤمنین کی حیثیت کے مطابق کیوں نہ کہا۔ اس نے کہا اس کے مال میں اس کی حیثیت کے بقدر گنجائش نہیں ہے۔ اس سے داؤد نے کہا تو اس میں زیادہ بڑا شاعر ہے اپنے شعر کے اعتبار سے اور اسے اتنا ہی پھر دینے کا حکم دیا۔

الفرج بعد الشدۃ

تنگی کے بعد آسانی

جاء فی حدیث انس رضی اللہ عنہ، قال: کان رجلٌ علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتجرُ من بلاد الشام الی المدینۃ ولا یصحب القوافل، توکلاً علی اللہ تعالیٰ، فبینا ھو جاءٍ من الشام، عرض لہ لِصٌّ علی فرسٍ فصاح بالتاجر قف، فوقف التاجر، وقال لہ شانك بمالی، فقال لہ اللص: المالُ مالی، وانما ارید نفسك، فقال لہ انظرنی حتّٰی اُصلّی قال: افعل ما بدالك، فصلّٰی اربع رکعاتٍ ورفع رأسہ الی السماء یقول: یا ودود، یا ودود، یاذا العرش المجید، یا مبدئُ، یا معیدُ، یا فعّال لما یُرید! اسئلك بنور وجھك الذی ملأ ارکان عرشك واسئلك بقدرتك التی قدرتَ بھا علی جمیع خلقك واسئلك برحمتك التی وسعت کلَّ شیئٍ، لا الٰہ الّا انت، یا مغیثُ اغثنی، ثلٰث مرّاتٍ، واذا بفارسٍ بیدہ حربۃٌ فلما نظرہ اللص ترك التاجر ومضٰی نحوہ، فلما دنا منہ طعنہ فاردٰہ عن فرسہٖ، ثم قتلہ وقال للتاجر اِعلم انی ملكٌ من السماء الثالثۃ، لمّا دعوت الاُولٰی سمعنا لابواب السماء قعقعۃً فقلنا امرٌ حدث، ثم دعوت الثانیۃ ففتحت ابواب السماء، ولھا شررٌ ثم دعوت الثالثۃ فھبط جبرئیل علیہ السلام ینادی مَن لھٰذا المکروب فدعوتُ اللہ ان یولّینی قتلہ واعلم یا عبد اللہ ان مَن دعا بدعائك فی کلِ شدۃٍ اغاثہ اللہ وفرج عنہ ثم جاء التاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ الخبر فقال لقد لقّنك اللہ اسماءہ الحسنٰی التی اذا دعا بھا اجاب واذا سُئل بھا اعطٰی۔

لغوی تحقیق

الفرج: فراخی، وسعت، کشادگی۔ فرج (ض) فرَجًا وفرج الشیئ: کھولنا۔ اللہ الغم عنہ: غم کو دفع کرنا۔ فرج: پھٹن، شرمگاہ ج فروج۔ فرجۃ: غم اور سختی سے رہائی۔ الشدۃ: سختی۔ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مشہور و معروف صحابی ہیں، ہجرت کے پہلے ہی سال ان کی والدہ محترمہ ام سلیمؓ ان کو ساتھ لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ بچہ حضورؐ کی خدمت کرے گا۔

اس وقت یہ آٹھ یا نو یا دس برس کے تھے۔ چنانچہ آپ نے دس سال حضورؐ کی خدمت کی ہے۔ ایک دفعہ انکی والدہ محترمہ خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اپنے چھوٹے خادم انس کیلئے دعا فرمائیے! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم اکثر مالہ، وولدہ، وادخلہ فی الجنۃ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اسی دعاء کا نتیجہ ہے کہ میری صلب سے سو سے زائد اولادیں پیدا ہو چکیں اور میرے باغات سال میں دو بار پھل لاتے ہیں۔ اور تیسری بات دخول جنت کی۔ مجھے باری تعالیٰ سے امید ہے حضرت انسؓ کے پاس حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا، آپ نے وصیت کی تھی کہ وفات کے بعد اس کو میرے منہ میں رکھدیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے فاروق اعظمؓ کے زمانہ سے بصرہ میں بود و باش اختیار فرمائی اور وہیں ۹۰ھ یا ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر دفن ہوئے۔ حضرت انسؓ کی روایات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اصحاب سے زائد ہے۔

القوافل جمع قافلہ۔ جاءٍ اسم فاعل ہے۔ جاء (ض) مجیئًا: آنا۔ بہ: لانا۔ لِصّ: چور۔ ج لصوص۔ لص (س) لصصًا: چور ہونا۔ قِف۔ وقوف سے امر حاضر ہے۔ وقف یقف وقفًا و وقوفًا: ٹھہرنا، چپ چاپ کھڑا ہونا۔ شانک۔ مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے" اشان شانک ای اقصد قصدک۔ انظرنی۔ انظارًا: موقع دینا۔ حربۃ: چھوٹا نیزہ۔ ج حراب۔ دنا (ن) دنوًا: نزدیک ہونا۔ طعنہ (ف، ن)، طعنًا: نیزہ مارنا اور چھونا۔ ارداہ۔ اردائً: ہلاک کرنا۔ ردی (س)، ردیً: ہلاک ہونا۔ قعقعۃ: ہتھیار کی جھنکار، دانتوں کی کڑکڑاہٹ، بادل کے گرج کی پے در پے سخت آواز ج قعاقع۔ شرر: چنگاری۔ ہبط (ن) ہبطًا: اوپر سے نیچے اترنا۔ من الجبل: پہاڑ سے اترنا۔ المکروب: غم زدہ۔ کرب (ن) کربًا۔ ہ الغم: سخت غم ہونا۔ الکرب۔ ج کروب اور الکربۃ ج کُرَب: غم و مشقت۔

توضیح حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک آدمی بلادِ شام سے مدینہ تک اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے قافلہ کے بغیر تجارت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ ملک شام سے لوٹ رہا تھا کہ ناگاہ ایک چور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے سامنے آیا، چور نے آواز لگائی کہ رک جاؤ تاجر نے رک کر چور سے کہا لے مال موجود ہے۔ چور نے کہا مال تو خیر میرا ہے ہی، میں تیری جان چاہتا ہوں۔ تاجر کہنے لگا مجھے نماز پڑھنے کی فرصت دیدے۔ چور نے کہا جو چاہے کرو۔ تاجر نے چار رکعت نماز ادا کی اور آسمان کی جانب سر اٹھا کر دعا کی۔ اے بہت زیادہ محبت کرنیوالے، اے عرش کے مالک بلند شان والے، اے شروع میں پیدا کرنیوالے اور لوٹانیوالے اور جو چاہے کرنیوالے۔ میں آپکے اس نور کا واسطہ دیکر مانگتا ہوں جس نے آپکے ارکان عرش کو بھر دیا ہے اور آپ کی اس قوت کا واسطہ دیکر مانگتا ہوں جس کے ذریعہ آپ تمام کائنات پر قادر ہیں اور آپکی رحمتِ عامہ کا سہارا لیکر سوال کرتا ہوں کوئی آپکے علاوہ معبود نہیں، اے فریاد سننے والے میری مدد فرما۔ تاجر نے تین دفعہ دعا کی۔ اچانک ایک شہسوار جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، آیا چور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف لپکا۔ تاجر کو چھوڑ کر جب قریب ہوا تو شہسوار نے اس پر تیر چلایا اور گھوڑے سے گرا دیا اور قتل کر دیا اور تاجر سے اس نے کہا میں فرشتہ ہوں، تیسرے آسمان سے آیا ہوں۔ جب تونے پہلی دفعہ دعا کی تو ہم نے آسمان کے دروازوں کی ایک جھنکار سنی تو ہم نے سوچا کہ کوئی بات پیش آگئی ہے، اور جب تم نے دوسری دفعہ دعا کی تو آسمان کے دروازوں

کو کھول دیا گیا اور اس سے شرارے اڑ رہے تھے۔ جب تیسری مرتبہ دعا کی تو حضرت جبرئیل ندا دینے کیلئے اترے کہ کون ہے یہ مصیبت زدہ۔ تو میں نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے اس کے قتل پر مامور فرمائے۔ اے خدا کے بندے جو بھی تیری دعا کے ساتھ کسی بھی پریشانی میں دعا کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی فریاد کو سنے گا اور پریشانی دور کرے گا۔ اس کے بعد تاجر نبی کریمؐ کے پاس آکر سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں اپنے اسماءِ حسنیٰ کی تلقین فرمائی کہ جب ان کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور جب انکے وسیلہ سے کچھ مانگا جائے تو دیدیا جاتا ہے۔

الارتجال

برجستہ گوئی

خرجَ المهديُّ يتصيّدُ ومعَهُ عليُّ بنُ سليمانَ فسنحَ لهُ قطيعٌ منَ الظِّباءِ، فأرسلتِ الكلابُ وأُجريتِ الخيلُ فرمى المهديُّ سهمًا فصرعَ ظبيًا ورمى عليُّ بنُ سليمانَ سهمًا فصرعَ كلبًا فقال ابودلامة:

قد رمى المهديُّ ظبيًا	شقَّ بالسهمِ فؤادَهْ
وعليُّ بنُ سليمَا	نَ رمى كلبًا فصادَهْ
فهنيئًا لهما كلُّ امـ	ـرئٍ يأكلُ زادَهْ

فضحكَ المهديُّ حتى كادَ يسقطُ، ومِن مُلَحِهِ أنهُ دخلَ على المهديِّ وعندَهُ وُجوهُ بني هاشمٍ فقالَ: أنا أُعطي اللهَ عهدًا لئن لم تهجُ واحدًا ممن في البيتِ لأقطعنَّ لسانَكَ فنظرَ إلى القومِ فكلما نظرَ إلى واحدٍ غمزَهُ بأنّ عليهِ رضاهُ قال فعلمتُ أني وقعتُ وأنها عزمةٌ من عزماتهِ لابدَّ منها فلم أرَ أدعى إلى السلامةِ من هجاءِ نفسي. فقلتُ:

ألا أبلغْ لديكَ أبا دُلامَهْ	فليسَ منَ الكرامِ ولا كرامَهْ
إذا لبسَ العمامةَ قلتَ قردًا	وخنزيرًا يكونُ بلا عِمامَهْ
جمعتَ دمامةً وجمعتَ لؤمًا	كذاكَ اللؤمُ تتبعهُ الدمامَهْ
فإن تكُ قد أصبتَ نعيمَ دُنيا	فلا تفرحْ فقد دنتِ القيامَهْ

فضحكوا ولم يبقَ أحدٌ إلا أجازَهُ۔

لغوی تحقیق الارتجال ۔ ارتجل الکلام: برجستہ کہنا ۔ الرجل: پیادہ چلنا ۔ علی بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس الہاشمی، موسیٰ ہادی کی جانب سے مصر کا امیر تھا، ہادی کے بعد ہارون الرشید نے بھی ان کو امارۃ مذکورہ پر باقی رکھا، یہ بہت انصاف پسند اور رعایا کا خیر خواہ امیر تھا ۔ انکی وفات ۱۷۲ھ میں ہوئی ۔ سنح (ف) سنحا: پیش آنا، ظاہر ہونا ۔ قطیع: بکریوں اور چوپایوں کا ریوڑ ۔ ج قطعان و قطاع و اقطاع ۔ جج اقاطیع ۔ الظباء ۔ ج ظبی: ہرن ۔ صرع (ف) صرعا: زمین پر گرادینا، پچھاڑ دینا ۔ ابودلامہ ۔ زند بن الجون، حبشی غلام لیکن انتہائی فصیح زبان اور عہد بنی عباس کے باکمال شعراء میں سے تھا، فصاحت و بلاغت، جزالت شعر، بدیہہ گوئی میں اپنے ہمعصر شعراء میں نمایاں مقام رکھتا تھا اور شراب کے ذکر و وصف میں بے نظیر تھا، زیر عنوان قصہ اس کی بدیہہ گوئی کا ایک نمونہ ہے، بعض لوگوں نے اس کا نام زید بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے ۔ چنانچہ ابن خلکان اور خطیب بغدادی دونوں زند لکھتے ہیں ۔ اس کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی ہے ۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ہارون الرشید کے تخت نشین ہونے یعنی ۱۷۰ھ تک زندہ رہا ہے ۔ لیکن پہلی روایت ہی صحیح ہے ۔ شق: شگاف ۔ ج شقوق ۔ شق: جانب، شقہ: دور کا سفر ۔ مشقۃ ج مشاق ۔ فواد: دل ۔ ج افئدہ ۔ ملح ۔ ج ملحۃ: مزیدار بات ۔ غمزہ بالعین: آنکھ سے اشارہ کرنا ۔ قرد: بندر، لنگور ۔ ج اقراد ۔ قرد (ض) قردا، المال: کمائی کرنا ۔ خنزیر ۔ ج خنازیر: سور ۔ دمامۃ ۔ دم (ن، ض، س) حقیر و بدصورت ہونا ۔ صفت دمیم ۔ ج دمام الارض: زمین کو یکساں کرنا ۔

توضیح مہدی شکار کیلئے نکلا، اس کے ساتھ علی بن سلیمان تھا تو مہدی کے سامنے ہرنیوں کی ایک ڈار نمودار ہوئی، کتے چھوڑ دیئے گئے، گھوڑے دوڑا دیئے گئے تو مہدی نے تیر چلایا اور ایک ہرنی کو پچھاڑ دیا اور علی بن سلیمان نے تیر چلایا تو کتے کو پچھاڑ دیا ۔ تو ابودلامہ شاعر نے کہا ۔ شعر: کہ مہدی نے ہرن کو تیر سے مارا اور تیر کے ذریعہ اس کے دل کو چیر ڈالا، اور علی بن سلیمان نے کتے کو مارا اور اس کا شکار کیا ۔ دونوں کو مبارک ہو ہر آدمی اپنا اپنا توشہ کھائے ۔ تو مہدی ہنسنے لگا اس قدر کہ گرنے کے قریب تھا اور اس کے چٹکلوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مہدی کے پاس آیا، مہدی کے پاس بنی ہاشم کے سردار تھے تو مہدی نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو کسی کی ہجو نہ کرے ان میں سے جو گھر میں ہیں تو میں تیری زبان کاٹ ڈالوں گا، تو اس نے لوگوں پر نظر ڈالی جب بھی کسی کو دیکھتا تھا تو وہ اس سے اشارۃً کہتا تھا کہ اس پر ضروری ہے اس کا خوش رکھنا ۔ ابودلامہ نے کہا کہ میں جان گیا کہ میں پھنس گیا اور اس کا ارادہ اٹل ہے تو میں نے نہیں دیکھا سلامتی کا باعث اپنے آپ کی ہجو کے علاوہ، تو میں نے کہا ۔ شعر: ابودلامہ تک یہ خبر پہنچا دے کہ وہ شریف نہیں ہے اور شریفوں کی نسل سے بھی نہیں ہے ۔ جب وہ پگڑی اوڑھتا ہے تو تم اسے بندر کہو گے اور خنزیر کہو گے جب وہ بغیر پگڑی کے ہو ۔ اے ابودلامہ تو نے جمع کر دیا ہے بدصورتی کو اور بداخلاقی کو ۔ یقیناً بداخلاق کیلئے برائی ضروری ہے اگر تجھے دنیا کی بہت سی نعمتیں حاصل ہو جائیں تو تو اس پر خوش نہ ہو چونکہ قیامت قریب ہے ۔ تو سب ہنسے اور کوئی نہیں رہا مگر یہ کہ اسے بدلہ دیا ۔

تحلّمُ السلاطین علیٰ اھلِ الدین اذا اجترؤا علیھم

بادشاہوں کی بردباری دینداروں کی جرأت پر

روی زیاد عن مالك بن انسٍ قال بعث ابو جعفرٍ المنصورُ الیَّ والی ابن طاؤس فاتیناہ فدخلنا علیہِ فاذا ھو جالس علی فُرُشٍ قد نضدت وبین یدیہ نطاعٌ قد بُسِطت وجلاوزۃ بایدیھم السیوفُ، یضربون الاعناق فاومأ الینا ان اجلسا، فجلسنا فاطرق عنا قلیلا ثم رفع راسہ والتفت الی ابن طاؤس فقال لہ حدّثنی عن ابیك قال، نعم سمعتُ ابی یقول، قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّ اشدَّ الناسِ عذابًا یوم القیٰمۃ رجلٌ اشرکہ اللہُ فی حُکمہٖ فادخلَ علیہِ الجورَ فی عدلہٖ فامسكَ ساعۃً، قال مالكٌ فضممتُ ثیابی من ثیابہٖ مخافۃَ ان یملأ ثیابی من دمہٖ ثم التفت الیہِ ابوجعفرٍ، فقال: عِظنی یا ابنَ طاؤسٍ! قال نعم یا امیر المؤمنین، انّ اللہَ تعالیٰ یقول: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (الی قولہٖ) اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ، قالَ مالكٌ فضممتُ ثیابی من ثیابہٖ مخافۃَ ان یملأ ثیابی من دمہٖ فامسكَ ساعۃً حتّٰی بَرَدَ مابیننا وبینہٗ ثم قال: یا ابنَ طاؤسٍ ناوِلنی ھٰذہ الدواۃَ فامسكَ عنہ، ثم قال: ناوِلنی ھٰذہ الدواۃَ، فامسكَ عنہُ، فقال ما یمنعكَ اَنْ تُناوِلنیھا؟ قال اَخشٰی اِن تکتُبَ بھا معصیۃً فاکونَ شریکك، فلما سمعَ ذٰلكَ قال: قُوما عنی قال ابنُ طاؤسٍ ذٰلكَ ما کُنّا نبغی منذ الیوم، قالَ مالكٌ: فما زلتُ اعرفُ لابن طاؤسٍ فضلہٗ وارسلَ ابوجعفرٍ الی سفیانَ الثوری فلما دخلَ علیہ قال عِظنی یا اباعبداللہ! قال، وما عملتَ فیما علمتَ فاعظكَ فیما جھلتَ فما وجد لہ المنصورُ جوابًا۔

لغوی تحقیق

تحلّم: بردباری۔ حُلم (ک) حلمًا، درگذر کرنا، بردبار ہونا۔ صفت حلیم۔ ج حُلَماء واحلام۔ السلاطین۔ واحد سلطان: بادشاہ۔ اجترؤا۔ اجتراءً: جری ونڈر ہونا۔ جرءَ (ک) جراءۃً، جراۃً علیہ: دلیری کرنا۔ صفت جریٌ۔ ج اجراء۔ مالک ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو الاصبحی المدنی ابوعبداللہ مشہور ومعروف ائمۂ دین میں سے ہیں، آپ کی رفعتِ شان پر اعلام امت کا اتفاق ہے، آپ بطنِ مادر میں تقریبًا تین سال رہے، اور اصح روایت کے اعتبار سے آپ کی پیدائش ۹۳ھ میں ہوئی اس وجہ سے آپ تبع تابعین میں ہیں اور امام ابوحنیفہؒ سے تیرہ سال چھوٹے ہیں اسلئے کہ امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور علامہ کوثری کی تحقیق کے اعتبار سے ۲۳ سال چھوٹے ہیں اسلئے کہ ان کی تحقیق کے اعتبار سے امام صاحب ۷۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں، امام مالکؒ نے علم غربت کی حالت میں حاصل کیا پھر ایسی برکت ہوئی کہ امیر کبیر ہوگئے، آپ نے اپنے زمانے کے تمام علماء محدثین سے احادیث سنیں۔

جیسے نافع مولیٰ عمرؓ، زید بن اسلم، حمید الطویل، ہشام بن عروہ وغیرہ۔ زرقانی نے تحریر کیا ہے کہ آپ نے نو سو سے زائد شیوخ سے اخذِ علم کیا ہے۔ سترہ سال کی عمر میں درس وتدریس میں شہرت حاصل کی اور پوری زندگی مدینہ منورہ میں فیضِ علم پہنچاتے رہے اور ایک مرتبہ بھی حج کرنے کے علاوہ مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے، مدینہ منورہ میں سواری پر کبھی بھی سوار نہیں ہوئے۔ جب آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو گھوڑوں کے کھروں سے روندوں جس پر آقائے نامدار تاجدارِ مکی و مدنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بابرکت اور مقدس قدم رکھے ہوں۔ آپ نے دس ہزار حدیثیں لکھی تھیں جن میں سے منتخب کرکے کتاب کا نام مؤطا رکھا تھا۔ آپ کی یہ کتاب سب سے پہلی کتاب نہ سہی لیکن اس میں شک نہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں جو کتابیں موجود ہیں اور جن کی صحت پر علماء امت متفق ہیں سب سے پہلی کتاب ہے۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ ابن طاؤس: ابو محمد عبداللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی الانباری نیک اور صالح لوگوں میں سے ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۳۲ھ میں ہوا۔ آپ کے والد طاؤس بلند پایہ کے محدث اور فقیہ ہیں جنکی وفات ۱۰۶ھ میں ہے۔ نضرت (ن، س، ک) نضرًا، نضرۃ الوجہ: خوش ہونا، شگفتہ ہونا۔ صفت ناضر ج نضر۔ نطاع، نطع: چمڑے کا وہ فرش جو مجرم کو قتل کرنے کیلئے بچھایا جائے۔ ج نِطاع، انطاع و نطوع۔ بسطت (ن) بسطًا (ک) بساطۃ: کشادہ ہونا، بسیط ہونا۔ صفت باسط (اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے) بساط: بچھونا۔ ج بُسُط۔ جلاوزہ۔ ج جلواز: جلاد، قتل کرنیوالا سپاہی۔ اَوْمَأ: ایماء کرنا، اشارہ کرنا۔ اطرق: خاموش ہونا، نگاہ جھکا کر زمین کیطرف دیکھنا۔ الجور: ظلم وزیادتی۔ جار (ن) جورًا، ظلم کرنا۔ ارم: میدان میں رہبری کیلئے نصب کئے ہوئے پتھر۔ ج ارم۔ یہاں ارم سے مراد قوم عاد ہے۔ مرصاد: تاک گھات۔ ج مراصید۔ رصد (ن) رصدًا، ۃ: تاک میں بیٹھنا، انتظار کرنا۔ صفت راصد: نگراں۔ ج رُصد۔ برد: ٹھنڈا ہونا۔ دواۃ: سیاہی رکھنے کا برتن۔ ج دَوًی، دُوِی۔

توضیح زیاد نے حضرت مالک ابن انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اور ابن طاؤس کو منصور نے بلاوا بھیجا۔ اس کے پاس دونوں آئے، وہ نازک اور عمدہ سجے ہوئے بستر پر بیٹھا تھا، اس کے آگے چمڑے کا فرش بچھا دیا گیا تھا اور جلاد کھڑے تھے، ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور وہ تیار تھے گردن اڑانے کیلئے۔ منصور نے ہم کو اشارہ سے بیٹھنے کیلئے کہا، ہم بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک وہ چپ چاپ رہا۔ اس کے بعد ابن طاؤس کی جانب سر اٹھا کر متوجہ ہوا اور کہنے لگا جو تم نے اپنے والد سے حدیث سنی ہے اسے بیان کرو۔ اس حکم سے ابن طاؤس کو اس کا موقع مل گیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی زیادتیوں پر متنبہ کرے۔ چنانچہ فرمایا: ہاں میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس کو اللہ نے اپنے حکم میں شریک کیا ہو اور خدا کے قانون عدل میں اس نے ظلم کو داخل کیا ہے۔ منصور تھوڑی دیر کیلئے چپ ہو گیا۔ حضرت مالک کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ کہیں میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر ان کی طرف منصور متوجہ ہوا اور کہا ابن طاؤس مجھے نصیحت کر۔ فرمایا ہاں امیر المؤمنین اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کیا آپ کو اس کا علم نہیں کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا

جن کے قدو قامت ستون کیطرح تھے۔ جن کے مثل شہروں میں کوئی پیدا نہیں ہوا اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی القریٰ میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنھوں نے شہروں میں سرکشی اور بہت زیادہ فساد مچا رکھا تھا تو ان پر آپ کے رب نے عذاب کا کوڑا برسایا۔ بیشک آپ کا پروردگار گھات میں ہے۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے کپڑوں کو اس کے کپڑوں سے سمیٹ لئے اس ڈر سے کہ میرے کپڑے خون سے بھر جائیں گے، پھر تھوڑی دیر رکا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا وہ غصہ جو ہمارے درمیان اور اس کے درمیان تھا۔ پھر کہا اے ابن طاؤس مجھے یہ دوات دیدیجئے تو وہ رکے پھر اس نے کہا کہ یہ دوات دیدیجئے پھر رکے تو اس نے کہا تو اسے کیوں نہیں دیتا۔ کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ تو اس سے کوئی گناہ کی بات لکھے گا۔ پھر میں تیرے ساتھ شریک ہو جاؤں گا منصور نے کہا: یہ سنکر کہ تم دونوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ ابن طاؤس نے کہا ہم تو پہلے ہی یہ چاہتے تھے۔ مالکؒ نے کہا میں اس روز سے ہر دم عبداللہ ابن طاؤس کے فضل وکمال کا اعتراف کرتا رہا۔ اور منصور نے حضرت سفیان ثوری کے پاس آدمی بھیجا، جب آپ تشریف لائے تو کہا اے ابو عبداللہ مجھے نصیحت کر، تو وہ کہنے لگے تو نے اپنے علم پر عمل کیا کہ میں تجھے ان چیزوں کی نصیحت کروں جن سے تو ناواقف ہے۔ تو منصور نے اس کا کوئی جواب نہیں پایا۔

حدیثُ عیانٍ أو ذئبٌ فی زیّ شاۃٍ

آنکھوں دیکھی بات یا بھیڑیا بکری کے روپ میں

فجاءنا بمجلس عمدۃ القریۃ رجلٌ ممتلئٌ صحۃً وقوۃً بصوتٍ قویٍ جہیرٍ، وعمامۃٍ کبیرۃٍ حمراءَ فی عنقہ سُبحۃٌ ضخمۃٌ، وفی یدہ عصاً غلیظۃٌ قد رُصعت بالمسامیر، دخل یہلّلُ ویکبّر من غیر استئذانٍ ولا سلامٍ فاوّلُ ما وقعَ فی قلبی أن، مخادعٌ کذّابٌ فانبریتُ لہ دُونَ الجالسین، فقلتُ لہ: مَنِ الرجُلُ؟ فقالَ فلانٌ. فقلتُ وَمَا عملُکَ؟ فقالَ مِنَ المتوکّلین فقلتُ، کیف تعیشُ؟ فقالَ من عند الکریم، فلم ازل استدرجہ حتی صارحنی فی غیر حیاءٍ انہ ملکَ اعواماً ستۃً یُنفقُ من تحت السجّادۃِ واقلُّ ماکان یجدُ کلَّ صباحٍ عشرُونَ قرشاً، ثم حسدہٗ اقاربُہٗ علی ھذا الرزقِ، لما أفشی السرَّ فانقطعَ عنہ، وکانَ من العابدین القانتین، فقلتُ یاللعجب! تشکرُ ربّکَ وتعبدُہٗ فینقطع عنک رزقُہٗ ومعونتُہٗ، وھوَ الذی یقولُ: لئن شکرتم لازیدنّکم، واللہِ انکَ لمفترٍ کذّابٌ فعلاہُ خزیٌ ولم یستطع ان یجیبَ شیئاً ثم استبانَ مِنْ خلالِ حدیثہ انہ تارکٌ بلدتہ وزوجتہ واولادہ وعاقٌ لأمّہ وانہ یرحلُ من قریۃٍ الی قریۃٍ ویدخلُ علی النساءِ ویُجالسُھُنّ وذکرَ بعض الجالسین کثیراً من معایبہ ومخازیہ، فشرحتُ للناسِ فضلَ الکسبِ وعملَ الیدِ وبیّنتُ لھُم أن

نبیَّ اللّٰہِ داؤدَ (علیٰ نبینا وَعلیہ الصّلوٰۃ وَ السّلام) کَانَ یَاکُلُ مِنْ عملِ یدِہٖ وَ اَنّ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہٗ کَانَ یعظّم الرجُلَ ویکبّرہٗ فاذا عَلِمَ انہٗ لاعملَ لہٗ اسقطہٗ وَ ازدراہٗ وانہٗ لوکانت السّماءُ تمطرذھبًا اَوِ الارضُ تنفجرُ فضّۃً لفسدَ النظامُ واختلّ العمرانُ و لکانَ الانبیاءُ و الاولیاءُ اَوْلیٰ بھٰذا المغنمِ الفیاضِ فامن النّاسُ بالحقِّ وَکفرُوا بالباطلِ وَخرجِ الدجّالُ مَذْءُومًا وَ لم یعثرْ لہٗ احدٌ بعدُ علیٰ اَثَرٍ۔

لغوی تحقیق

عیانؔ مصدر بمعنی اسم فاعل ہے اور حدیث کی اضافت عیان کیطرف اضافت موصوف الی الصیغہ کے قبیل سے ہے یعنی یہ خبر دینے والے کا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ ذئبؔ: بھیڑیا۔ ج ذئاب۔ زیؔ: روپ۔ فاجارنا۔ مفاجاۃ سے ماضی کا واحد غائب ہے: بیک وقت آجانا۔ عمدۃ القریہ: مصر کا ایک مشہور و معروف گاؤں ہے۔ جہیرؔ: تیز آواز والا۔ جہر (ک) جہارۃ الصوت: بلند ہونا (ف) جہرًا، جہارًا بالقول: آواز اونچی کرنا۔ سُبحۃ: تسبیح، مالا، تسبیح کے پروئے ہوئے دانے۔ سبح (ف) سُبحانًا: سبحان اللہ کہنا۔ سبوح: اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔ سباحۃً فی الماء: تیرنا۔ ضخمۃؔ۔ ضخم کی تانیث ہے: فربہ۔ ضخم (ک) ضخامۃ: فربہ ہونا۔ رصعت۔ رصع الذہب بالجواہر: سونے میں جواہر بٹھانا۔ المسامیرؔ۔ ج مسمار: لوہے کی کیل۔ سمر (ن) سمرًا العین: گرم سلائی سے آنکھ پھوڑنا۔ سمورًا: رات میں قصہ گوئی کرنا۔ مخادع: دھوکہ باز۔ فانبریت۔ انبری، لہٗ: سامنے آنا۔ صارحنی۔ صُراحًا: علی الاعلان کہنا۔ اعوامؔ۔ ج عام: سال۔ سجادہ: جائے نماز۔ قرشؔ: ایک ترکی سکہ جو چالیس پارہ کے برابر ہوتا ہے۔ القانتینؔ۔ ج قانت: اطاعت گذار۔ مفترؔ۔ افترار سے اسم فاعل ہے، تہمت لگانا، اپنی جانب سے گھڑ لینا۔ خزیؔ: رسوائی، شرمندگی۔ خزی (ض) خزیًا: ذلیل ہونا۔ خزایۃ۔ منہ: شرم کرنا۔ صفت خز۔ مؤنث خزیاء۔ ج خزایا۔ استبانؔ: نمودار ہوا۔ عاقؔ: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ عق (ن) عقوقًا امہٗ: نافرمانی کرنا۔ صفت عاق۔ ج عققہ۔ مخازیؔ۔ ج مخزاۃ: رسوا کرنیوالی چیزیں اختلؔ۔ اختلالًا: کمزور ہونا، فاسد ہونا، خلل پذیر ہونا۔ العُمرانؔ: آبادی۔ لم یعثر (ن) عثرًا، عثورًا: خبردار ہونا۔

توضیح

ایک صحت مند اور قوی شخص عمدۃ القریہ کی مجلس میں نہایت ہی بلند آواز کے ساتھ ہمارے پاس سرخ پگڑی باندھ کر ناگاہ آدھمکا۔ اس کے گلے میں موٹے موٹے دانوں والی مالا تھی اور لوہے کی کیلوں سے جڑی ہوئی بہت موٹی لاٹھی تھی۔ نہ لاالٰہ الااللہ، اللہ اکبر کہتا ہوا گھس گیا۔ نہ سلام کیا نہ اجازت چاہی اس کو دیکھ کر یہ بات میرے دل میں آئی کہ یہ آدمی پکا مکار، دھوکہ دینے والا اور جھوٹا ہے۔ تو میں نے اس کے سامنے آکر کہا نہ کہ دوسرے حاضرین کہ کون شخص ہے۔ اس نے کہا فلاں: میں نے پوچھا تمہارا کیا شغل ہے۔ اس نے کہا متوکلین میں سے ہوں۔ پھر میں نے کہا کیسے زندگی گذارتے ہو۔ اس نے کہا سخی لوگوں کے پاس سے تعاون حاصل کرکے۔ میں اسے ڈھیل دیتا رہا یہاں تک کہ وہ میرے سامنے شرم کو ترک کرکے کھل کر آ گیا اور اس نے کہا کہ میں مصلے کے نیچے سے چھ سال تک خرچ کرتا رہا اور ہر صبح کے وقت کم از کم بیس قرش پاتا تھا۔ پھر اس

روزی پر اس کے اقرباء نے حسد کیا جس کی وجہ سے اس کا راز فاش ہوگیا اور اس سے یہ سلسلہ ختم ہوگیا درانحالیکہ وہ متواضع عابدوں میں سے تھا۔ میں نے اس سے کہا بہت ہی تعجب ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کا شکر یہ بھی بجالاؤ پھر بھی تم سے اس کا رزق اور وظیفہ منقطع ہو جائے حالانکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے" لئن شکرتم لازیدنکم "یعنی اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم تمہارے لئے اضافہ کریں گے۔ قسم خدا کی کوئی شک نہیں کہ تو بہتان تراش اور جھوٹا ہے۔ اس پر رسوائی غالب ہوگئی اور وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر اس کی بات کے دوران یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ اپنے شہر اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑنے والا ہے اور اپنی ماں کا نافرمان ہے، اس گاؤں سے اس گاؤں کوچ کرتا ہے، اور عورتوں کے پاس جاتا ہے اور انکی ہم نشینی اختیار کرتا ہے اور کچھ حاضرین نے اس کے بہت سے عیوب اور رسوائی کی باتیں بیان کیں تو میں نے لوگوں کے سامنے کمانے کی فضیلت اور ہاتھ کی کاریگری کی وضاحت کی۔ اور میں نے ان کے سامنے بیان کیا کہ اللہ کے نبی داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ کے عمل کے ذریعہ کھاتے تھے اور یہ بھی بتایا کہ حضرت عمرؓ ایک شخص کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو بڑا سمجھتے تھے۔ جب معلوم ہوتا کہ اس کا کوئی کام نہیں ہے تو نظروں سے گرادیتے تھے اور اس کو عیب دار بنادیتے تھے، اور میں نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر آسمان سونا برساتا اور زمین چاندی نکالتی تو نظام فاسد ہو جاتا اور آبادی مختل ہو جاتی اور انبیاء و اولیاء اس بکثرت ہونیوالی غنیمت کے زیادہ مستحق ہوتے تو لوگوں نے حق کو تسلیم کیا اور باطل کا انکار کیا اور وہ دھوکہ باز رسوا ہو کر نکلا، اور کسی کو اس کے بعد اس کے نشان کا بھی علم نہ ہوا۔

جُودُ الحَاتِمِ الطَّائِیِّ

حاتم طائی کی سخاوت

روى محرزٌ مولى ابى هريرة قال: مَرَّ نفرٌ من عبد القيس بقبر حاتمٍ فنزلوا قريبًا منه، فقام اليه رجلٌ يقال له ابو الخيبرى، وجعل يركُضُ برجلهٖ قبرَهٗ ويقولُ اقْرِنا، فقال له بعضهم ويلك، ما يدعوك؟ ان تعرِضَ لرجل قد مات قال: اِنَّ طيًّا تزعَمُ انَّهٗ مَا نزل بهٖ احدٌ اِلا اقراهُ ثم اجنّهم الليلُ فناموا، فقام ابو الخيبرى فزعًا، وهو يقول: وا راحلتاه فقالوا له: مالك قال: اتانى حاتمٌ فى النوم، وعقرَ ناقتى بالسيف، وانا اَنظُرُ اليها ثم انشد فى شعرٍ احفظتهُ يقول فيه

ابا الخيبرى وانت امرُؤٌ	ظلُومُ العشيرةِ شَتّامُها
اتيتَ بصحبكَ تبغى القِرى	لدى حُفرةٍ قد صدت هامُها
اتبغى لِىَ الذّمّ عند المبيت	وحولك طَيٌّ وَ اَنعامُهَا

فانا لنشبعُ أضيافنا ۔۔۔ وناتی المطیۃ فنعتامُها

فقامُوا، وَاذا ناقۃُ الرجُلِ تکوسُ عقیرًا، فانحرُوھا، وَباتوْا یاکُلون وَقالوا: قرانا حاتم حیًّا وَمیتًا واردفوا صاحِبَھم وانطلقوا سائرینَ واذا برجلٍ راکب بعیرًا وَیقودُ اٰخرَ قد لحقہ وھُوَ یقولُ: ایکم ابوالخیبری قال الرجلُ انا، قالَ، فخذ ھٰذا البعیرَ، انا عدِیُّ بنُ حاتم، جاءنی حاتم فی النوم وزعم انہ قراکم بناقتك، وامرنی ان اَحملكَ فشأنك و البعیرَ، ودفعہ الیھم وانصرف والٰی ھذہ القضیّۃ اشارَ ابن دارۃ الغطفانی فی قولہ یمدح عدی بن حاتم ۔

أبوك ابُوسفّانۃ الخَیر لم یزلْ ۔۔۔ لدَنْ شَبَّ حتیٰ ماتَ فی الخیر راغبًا
بہ تُضوب الامثال فی الشعر میتًا ۔۔۔ وکان لہ اذ ذاك حیا مصاحبا
قری قبرہ الاضیاف اذ نزلوا بہ ۔۔۔ ولم یقرِ قبرٌ قبلہ الدھر راکبًا

لغوی تحقیق

یرکض۔ رکض (ن)، رکضًا۔ الفرس: ایڑ لگانا۔ رکضۃ، حرکت، دھکا۔ اقرنا۔ امر حاضر ہے۔ قری (ض)، قریً۔ الضیف: مہمان نوازی کرنا۔ قریٰ، مہمان نوازی کرنا۔ قِری، مہمانی کا کھانا۔ ویلکَ: مصیبت کے وقت بولا جاتا ہے۔ ویل، ہلاکت۔ اجنھم اللیل: چھپانا۔ وآرحلتاہ۔ واو ندبہ کیلئے ہے اور راحلہ مندوب ہے، اس کے آخر میں الف استغاثہ کا ہے اور ہاء سکتہ کیلئے ہے اور حرف ندا محذوف اور جواب ندا شعر ثانی اتیت بصبحک میں ہے۔ العشیرۃ: قبیلہ۔ شتّام: بہت گالی دینے والا۔ شتمہ (ن، ض) شتمًا و شتیمۃ: گالی دینا۔ حفرۃ: گڑھا، قبر ج حُفَر۔ حَفَر (ض) حفرًا: گڑھا کھودنا۔ حافرۃ: کھودی ہوئی زمین، ابتدائی حالت۔ صدیت۔ صدی (س) صدیًا بہت پیاسا ہونا۔ صفت صدٍ، صادٍ، صَدیان۔ ج صود۔ ہام بتخفیف میم۔ اہل جاہلیت کے عقیدے کے مطابق ایک جانور ہے جو مردے کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے، نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ ایک جانور کا نام ہے جو مقتول کے سر سے نکلتا ہے اور مسلسل فریاد کرتا ہے کہ مجھے پانی دو، مجھے پانی دو یہاں تک کہ اس مقتول کا بدلہ لے لیا جائے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ الو ہے کہ وہ جس مکان پر بیٹھتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو وہ گھر برباد ہو جاتا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے اس قسم کے اعتقادوں کو غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "لا طیرۃ ولا ہامۃ" بدشگونی اور ہامہ کوئی چیز نہیں ہے۔ المبیت: سونے کا کمرہ۔ انعام۔ ج نعم، چوپایہ۔ اضیاف۔ ج ضیف: مہمان۔ فنعتامھا: اعتیام سے جمع تکلم ہے: عمدہ مال چھانٹ لینا، اختیار کرنا۔ تکوس (ن) کوسًا۔ البعیر: ایک ٹانگ کے زخمی ہونے کی وجہ سے تین ٹانگوں پر چلنا۔ فی الیسر: آہستہ چلنا۔ انتحرہا۔ الرجل: خودکشی کرنا۔ نحر (ف) نحرًا۔ البھیمۃ: ذبح کرنا، سینہ پر مارنا۔ اردفوا۔ اردافًا: اپنے پیچھے سوار کرنا۔ ردفہ (ف) وردف لہ (س)، ردفًا: پیچھے ہونا، پیچھے سوار ہونا۔

توضیح محرز نے بیان کیا جو حضرت ابو ہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ عبدالقیس کے کچھ لوگ گذرے حاتم طائی کی قبر سے، اس کے قریب وہ اتر گئے۔ حاتم کی قبر کے پاس ایک شخص کھڑا ہوا اسے ابوالخیبری کہا جاتا ہے اور اپنے پیر سے اس کی قبر کھودنے لگا اور کہتا تھا کہ ہماری مہمان نوازی کر۔ تو کچھ لوگوں نے اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے کون سی چیز تجھے آمادہ کررہی ہے۔ کیا تو ایک مردہ شخص کے سامنے اپنی باتیں پیش کررہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ قبیلہ طے کا یہ خیال ہے کہ حاتم کی قبر کے پاس کوئی نہیں اترا مگر یہ کہ حاتم نے اس کی ضیافت کی، پھر ان کو رات نے چھپالیا تو وہ سو گئے۔ تو ابوالخیبری گھبرا کر اٹھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا "وا راحلتاہ" ہائے اونٹنی۔ لوگوں نے اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا حاتم خواب میں میرے پاس آیا اور میری اونٹنی کی کونچیں اس نے تلوار کاٹ دیں درانحالیکہ میں اونٹنی کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے مجھے شعر سنایا، جسے میں نے یاد بھی کرلیا۔ وہ شعر میں یہ کہہ رہا تھا۔ شعر: اے ابوالخیبری تو ایسا آدمی ہے جو قبیلہ پر ظلم کرنیوالا ہے اسے گالی دینے والا ہے تو آیا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضیافت طلب کرنے کیلئے اس گڑھے کے پاس کہ اس کا الّو بہت پیاسا ہے کیا تو میرے لئے برائی تلاش کرتا ہے سونے کے وقت درانحالیکہ تیرے اردگرد قبیلہ طے ہے اور اس کے چوپائے یقیناً ہم اپنے مہمانوں کو شکم سیر کرتے ہیں اور ہم بہترین سواری ان کیلئے اختیار کرتے ہیں۔ تو لوگ کھڑے ہوگئے اور دیکھا کہ اس شخص کی اونٹنی زخمی تھی تو انھوں نے اسے ذبح کیا اور رات گذاری اسے کھا کر اور کہا کہ ہم کو حاتم نے زندہ اور مردہ دونوں حالت میں کھلایا اور انھوں نے اپنے ساتھی کو ردیف بنایا اور چلتے رہے، ایک شخص ناگاہ ملا جو اونٹ پر سوار تھا اور دوسری سواری ہانک رہا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا تم میں سے ابوالخیبری کون ہے؟ اس شخص نے کہا میں ہوں۔ تو اس نے کہا یہ اونٹ لے لے میں عدی بن حاتم ہوں۔ حاتم میرے پاس خواب میں آیا تھا اور اس نے یہ کہا کہ تمہاری ضیافت تیری اونٹنی کے ذریعہ کی ہے اور مجھے یہ اونٹ دینے کا حکم دیا تو یہ اونٹ لے لو، اور اسے دیدیا اور لوٹ گیا۔ اسی قصہ کی جانب ابن دارا غطفانی نے اشارہ کیا ہے اپنے قول میں عدی ابن حاتم کی تعریف کرتے ہوئے۔ شعر: تیرا باپ ابو سفانۃ الخیر ہمیشہ خیر کا طالب رہا اس کے مرجانے کے باوجود ضرب المثل ہے اشعار میں، وہ بہت اچھا تھا زندگی میں مہمان جب اس کی قبر پر اترے تو اس نے میزبانی کی اور زمانہ بھر میں کسی قبر نے اس سے پہلے کسی سوار کی ضیافت نہیں کی۔

إن الحكم إلا لله

حکم نہیں ہے مگر خدا ہی کیلئے

لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ اَتَیٰ اَهْلُهَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ حِیْنَ دَخَلَ یَوْمٌ مِنْ اَشْهُرِ الْعَجَمِ فَقَالُوْا یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ! اِنَّ لِنِیْلِنَا هٰذَا سُنَّةً لَا یَجْرِیْ اِلَّا بِهَا قَالَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوْا: اِذَا كَانَ اِحْدَیٰ عَشْرَةَ لَیْلَةً یَخْلُوْ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ عَمَدْنَا اِلَیٰ جَارِیَةٍ بِكْرٍ بَیْنَ اَبَوَیْهَا فَاَرْضَیْنَا اَبَوَیْهَا وَجَعَلْنَا عَلَیْهَا مِنَ الثِّیَابِ

وَالحُلِیِّ افضلُ مایکونُ ثم القیناھا فی ھذا النیل، فقالَ لھم عمرو: ان ھذا لا یکون ابداً فی الاسلام وان الاسلام یھدم ما کان قبلہٗ، فاقاموا والنیل لا یجری قلیلاً ولا کثیراً حتیٰ ھمّوا بالجلاء، فلما رأی ذلک عمروٌ کتبَ الی عُمَرَ بن الخطاب بذلِکَ فکتبَ لہٗ ان قد اصبتَ بالذی قلت وان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وبعث بطاقۃً فی داخلِ کتابہٖ وکتبَ الی عمرو انی قد بعثتُ الیکَ ببطاقۃٍ فی داخل کتابی فألقِھا فی النیل فلما قدم کتاب عُمَرَ الی عمرو ابن العاص اخذ البطاقۃ ففتحھا فاذا فیھا مِن عبد اللہ عمر بن الخطاب امیرِ المؤمنین الی نیل مصرَ فان کنتَ تجری مِن قبلکَ فلا تجر، وان کان اللہُ یُجریکَ فاسألُ الواحدَ القھّارَ ان یُجریکَ فألقیَ البطاقۃ فی النیل قبل الصلیب بیوم فاَصبحوا وقد اجراہ اللہ تعالیٰ ستۃ عشر ذراعاً فی لیلۃٍ واحدۃٍ فقطع اللہ تلک السنۃَ عنْ اھل المصر الی الیوم۔

لغوی تحقیق

عمرو بن العاص بن وائل ابو عبد اللہ قریشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ ۸ھ میں مشرف باسلام ہوئے جاریۃ بکر: کنواری لڑکی، غیر شادی شدہ۔ بین ابویہا: وہ لڑکی جو ماں باپ کی زندگی میں پرورش پائی ہو اور پروان چڑھی ہو کہ وہ ناز و نعمت میں پلنے کی وجہ سے تندرست اور فربہ ہوتی ہے۔ الحُلی: زیورات۔ یہدم یعنی اسلام رسوم باطلہ کو مٹا دیتا ہے۔ الجلاء۔ جلا (ن) جلواً، جلاء الرجل عن بلدہ: شہر بدر کرنا۔ الامر: واضح کرنا۔ بطاقۃ: خط، لیٹر، رقعہ، پرچہ، پرزہ۔ ج بطائق۔

توضیح

جب مصر فتح کیا گیا تو مصر کے باشندے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے جبکہ عجم کے مہینوں میں سے ایک دن آیا تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارے دریائے نیل کا ایک طریقہ ہے وہ اسی سے جاری ہوتا ہے" فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جب گیارہ راتیں اس مہینہ کی گذر جاتی ہیں تو ہم ایک جاریہ کا ارادہ کرتے ہیں (یعنی اسے حاصل کرتے ہیں) جو باکرہ ہو اور اپنے والدین کے درمیان پلی ہوئی ہوتی ہے، پھر اس کے والدین کو ہم راضی کرتے ہیں (کچھ دیکر کے) اور اس پر ہم کپڑے اور زیورات ڈالتے ہیں (پہناتے ہیں) بہتر سے بہتر جو ہو پھر ہم اسے اس نیل میں ڈالتے ہیں۔ تو ان سے حضرت عمروؓ نے فرمایا اسلام میں کبھی نہیں ہو سکتا، اسلام اپنے پہلے کی چیزوں (رسومات) کو ختم کر دیتا ہے۔ تو وہ رکے رہے اور نہیں چلتا تھا کم نہ زیادہ یہانتک کہ انھوں نے ارادہ کر لیا شہر بدر ہونیکا جب حضرت عمروؓ نے یہ (صورتحال) دیکھی تو حضرت عمرؓ کے پاس لکھ کر بھیجا اس (صورتحال) کے متعلق، تو حضرت عمرؓ نے انھیں لکھا کہ تم نے جو کہا وہ صحیح کہا اور اسلام اپنے قبل کی چیزوں کو (رسومات) کو ختم کر دیتا ہے اور ایک پرچی بھیجی اپنے خط کے اندر اور حضرت عمروؓ کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس ایک پرچی بھیجی ہے اپنے خط کے اندر تو تم اسے دریائے نیل میں ڈالدو۔ جب حضرت عمرؓ کا خط حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آیا تو انھوں نے اس پرچی کو کھول کر پڑھا تو اس میں اچانک (لکھا ہوا) تھا۔ اللہ کے بندے حضرت عمر بن خطابؓ امیر المؤمنین کیطرف سے مصر کے

نیل کیجانب اگر تو اپنے طور پر بہتا تھا تو مت بہہ، اور اگر اللہ تجھے جاری کرتا تھا تو میں اللہ واحد وقہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کردے۔ تو پرچی کو انھوں نے نیل میں ڈالدیا صلیب سے ایک دن قبل انھوں نے صبح کو اور اللہ نے جاری کردیا تھا سولہ ذراع (گز) ایک رات میں، پھر اللہ نے اس طریقہ کو ختم کردیا مصر والوں میں آج تک۔

صَفَۃُ العَدل

انصاف کی تعریف

قَالَ مُعَاوِیَۃُ اِنِّی لَاَسْتَحْیِی اَنْ اَظْلِمَ مَنْ لَا یَجِدُ نَاصِرًا عَلَیَّ اِلَّا اللّٰہ استعمل ابن عامر عمرو بن اصبع علے الاھواز فلما عزلہ قال لہ ماجئت بہ؟ قال لہ: ما معی الا مائۃ درھم واثوابٌ، قال کیف ذلك؟ قال ارسلتنی الی بلدٍ اھلہ رجلان رجل مسلم لہ مالی، وعلیہ ما علیّ ورجل لہ ذمۃ اللہ ورسولہ قال: فواللہ ما دریت این اضع یدی قال (الراوی) فاعطاہ عشرین الفًا قال النبی صلے اللہ علیہ الظلم ظلماتٌ یوم القیامۃ۔

توضیح حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا، میں حیا کرتا ہوں کہ ظلم کروں اس شخص پر جو میرے خلاف مددگاری میں پاتا ہے مگر اللہ کو۔ ابن عامر نے عمرو بن اصبع کو گورنر بنایا اہواز کا جب ابن عامر نے انھیں معزول کردیا ان سے پوچھا کہ تم کیا لائے ہو؟ تو انھوں نے ابن عامر کو جواب دیا کہ نہیں ہیں میرے ساتھ مگر سو دراہم اور کچھ کپڑے۔ فرمایا کہ یہ کیسے؟ فرمایا کہ تم نے مجھے ایسے شہر کی جانب بھیجا کہ اس کے باشندے دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک مسلم، اس کیلئے وہ چیز مفید ہے جو میرے لئے اور جو چیز میرے لئے نقصان دہ ہے وہ ان کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جن کیلئے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ فرمایا، قسم خدا کی میں نہیں سمجھ سکا کہ میں اپنا ہاتھ کہاں ڈالوں۔ راوی کہتے ہیں کہ ابن عامر نے انھیں بیس ہزار دراہم دیئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم تاریکیاں ہیں قیامت کے دن۔

کتبَ عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ لما ولی الخلافۃ الی الحسن بن ابی الحسن البصری اَنْ یکتب الیہ بصفۃ الامام العادل فکتب الیہ الحسن رحمہ اللہ اعلم یا امیر المؤمنین ان اللہ جَعَلَ الامام العادل قوّام کلِّ مائلٍ وقصدَ کل جائرٍ وصلاح کل فاسدٍ وقوۃ کل ضعیفٍ ونصفۃ کل مظلوم ومفزع کل ملھوفٍ والامامُ العدلُ یا امیر المؤمنین کالرّاعی الشفیق علی ابلہ الرفیق الذی یرتاد لھا اطیب المرعیٰ ویذودھا عن مراتع المھلکۃ ویحمیھا من السباع ویکنفھا من اذی الحر والقر والامام العدل یا امیر المؤمنین کالاب الحانی علی ولدہٖ یسعی لھم صغارا ویعلمھم کبارا یکتسب فی حیاتہ ویدّخر بعد مماتہ۔

لغوی تحقیق

قوّام، امور کا منتظم، نگرانی کرنیوالا۔ قصد: استقامت، درمیانی چال۔ جائر۔ جار (ن) جورًا عن الطریق: بھٹک جانا۔ علیہ: زیادتی کرنا۔ صفت جائر۔ ج جَوَرَہ۔ نصفۃ: عدل وانصاف۔ مفزع: جائے پناہ۔ فزع (ف) فزعًا منہ، گھبرانا (س) فزعًا: دہشت زدہ ہونا۔ ملھوف: مصیبت زدہ۔ یرتاد۔ ارتیادًا: چاہنا۔ راد (ن) رودًا الشئ: طلب کرنا۔ مرعیٰ: چراگاہ، گھاس۔ یذود (ن) ذودًا: دور کرنا، ہٹانا۔ مراتع۔ ج مرتع: چراگاہ مھلکۃ۔ مصدر میمی ہے۔ سباع۔ ج سبع: درندہ۔ حرّ: گرمی۔ قرّ: برودت۔ الحافی۔ اسم فاعل ہے۔ حفی (س) حفاءً حفاوۃً: عزت واکرام میں حد سے تجاوز کرنا۔

توضیح

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا جب خلافت انھیں ملی حضرت حسن بن ابوالحسن بصری کے پاس کہ ان کے پاس وہ لکھیں امام عادل کے اوصاف، تو حسنؒ نے لکھا: امیرالمؤمنین! آپ اتنا جان لیجئے کہ امام عادل کو اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہر کجی کیطرف مائل ہونیوالے کیلئے سیدھا کردینے والا بنایا، اور ہر ظلم کرنیوالے کو ٹھیک کرنیوالا بنایا، اور ہر فاسد کیلئے صلاح، اور ہر ضعیف کیلئے قوت، اور ہر مظلوم کیلئے انصاف، اور ہر مغموم کے لئے ملجا بنایا ہے۔ اور اے امیرالمؤمنین منصف امام اس مشفق نگراں کیطرح ہے جو اپنے اونٹوں کے ساتھ شفقت اور نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور ان کیلئے بہترین چراگاہ تلاش کرتا ہے اور انھیں دور رکھتا ہے ہلاکت میں ڈالنے والے چارے سے اور درندوں سے بچاتا ہے، اور گرمی سردی کی تکلیف سے الگ رکھتا ہے اور اے امیرالمؤمنین! منصف امام اس مشفق باپ کیطرح ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرتا ہے، ان کیلئے محنت وکوشش کرتا ہے بچپن میں اور انھیں تعلیم دیتا ہے بڑے ہونے کے وقت اپنی زندگی بھر کماتا ہے اور اپنے مرنے کے بعد انکے لئے ذخیرہ چھوڑ جاتا ہے۔

وَالامَامُ العَدْلُ یا امیرالمؤمنین کالام الشفیقۃ البرّۃ الرّفیقۃ بولدھا حملتہ کُرھًا ووضعتہ کُرھًا وربّتہ طفلاً تسھر بسھرہ وتسکن بسکونہ ترضعہ تارۃً وتفطمہ اخریٰ وتفرح بعافیتہ وتغتمّ بشکایتہ وَالامَامُ العَدْلُ یا امیرالمؤمنین! وصیّ الیتامیٰ وخازن المساکین، یُربّی صغیرھم ویموّن کبیرھم وَالامَامُ العَدْلُ یا امیرالمؤمنین! کالقلب بین الجوانح تصلح الجوانح بصلاحہ وتفسد بفسادہ وَالامَامُ العَدْلُ یا امیرالمؤمنین! ھوالقائم بین اللہ وبین عبادہ یسمع کلام اللہ ویُسمعھم وینظر الی اللہ ویُریھم وینقاد الی اللہ ویقودھم فلاتکن یا امیرالمؤمنین! فیما ملکک اللہ کعبد ائتمنہ سیدہ واستحفظہ مالہ فبدّد المال وشرّد العیال فافقر اھلہ وفرّق مالہ، وَاعلم یا امیرالمؤمنین! ان اللہ انزل الحدود لیزجر بھا عن الخبائث والفواحش فکیف اذا اتاھا من یلیھا وان اللہ انزل القصاص حیوۃً لعبادہ فکیف اذا قتلھم مَن یقتصّ لھم۔

لغوی تحقیق

البرّۃ بمعنی بارّہ۔ برّ (ن، ض) برًّا: اچھا برتاؤ کرنا۔ والدہ: اطاعت کرنا۔ کرہ: دشواری۔ تفرح (س)

فرحًا: خوش ہونا۔ تغتم۔ اغتمامًا: اداس ہونا۔ شکایۃ: بیماری۔ وصی: وصیت کرنیوالا، جس کو وصیت کی جائے۔ ج اوصیاء۔ الیتامیٰ ج یتیم، نابالغ بچہ جس کا باپ مرگیا ہو۔ یتیم (ض، س، ک) یُتمًا: یتیم ہونا۔ خازن: جمع کرنیوالا۔ ج خزنۃ۔ خزن (ن) خزنًا۔ المال: اکٹھا کرنا۔ خزوئًا (س)، خزنًا (ک) خزانۃ اللحم: بدبودار ہونا۔ صفت خزین۔ یمون (ن) مَوْنًا، مؤنۃ: نان نفقہ برداشت کرنا۔ صفت مائن۔ الجوانح۔ ج جانحۃ: پسلی۔ جنح (ف، ن، ض) جنوحًا الیہ: متوجہ ہونا۔ ائتمنہ۔ امین بنانا بدّد الشئ: منتشر کرنا۔ شرّدہ: بھگانا، دھتکارنا۔ شرد (ن) شردًا، شرودًا، شرادًا، شرادًا: بدکنا، بھاگنا۔ علی اللہ: فرمانبرداری سے نکل جانا۔ صفت شارد۔ ج شرّدہ۔ یزجر (ن) زجرًا: منع کرنا۔ الفواحش۔ ج فاحشۃ: بہت بری چیز۔

توضیح اور امام عادل اے امیر المؤمنین اس شفیق صالح اور مہربان ماں کیطرح ہے جس نے بڑی تکلیف کے ساتھ اپنے بچے کو پیٹ کے اندر رکھا اور اس کو تکلیف کے ساتھ جنا، اور اس کو بچپن سے اسطرح پالتی ہے کہ اس کے بیدار رہنے کیوجہ سے خود بھی بیدار رہتی ہے اور اس کے سکون ہی سے وہ سکون پاتی ہے کبھی اس کو دودھ پلاتی ہے اور کبھی دودھ چھڑاتی ہے، اس کی عافیت سے خوش ہوتی ہے اور بیماری سے مغموم ہوتی ہے۔ اور منصف امام یتیموں کا نگراں ہے، غریبوں کیلئے ذخیرہ کرنیوالا ہے چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے اور بڑوں کے نان و نفقہ کا بوجھ برداشت کرتا ہے، اور منصف امام دل کے مانند ہے پسلیوں کے درمیان کے تمام اعضاء اس دل کے ٹھیک رہنے پر ٹھیک رہتے ہیں اور اس کے بگڑنے سے بگڑ جاتے ہیں اور منصف امام قائم بین اللہ وبین العباد ہوتا ہے خدا کا کلام خود سنتا ہے اور بندوں کو سناتا ہے، اللہ کو وہ دیکھتا ہے اور بندوں کو دکھلاتا ہے وہ اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے، بندوں کو اس کی فرمانبرداری کیطرف لاتا ہے امیر المؤمنین ان چیزوں میں جن کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے اس غلام کے مانند نہ ہو جائیے کہ جس کو اس کے مالک نے امانت دار سمجھ کر اپنے مال کی حفاظت چاہی اور اس نے مال کو تباہ کر دیا اور اہل و عیال کو دھتکار دیا۔ نتیجۃً اس کے گھر والوں کو فقیر و محتاج بنا دیا اور اس کے مال کو منتشر کر دیا اور اے امیر المؤمنین جان لیجئے کہ اللہ نے خباثت سے روکنے کیلئے حدود نازل کئے ہیں اور خواہشات سے۔ تو خدا اس کو کیوں عذاب نہیں دیگا جب حاکم ان برائیوں کو کرنے لگے۔ اللہ نے قصاص کو اپنے بندوں کیلئے باعثِ حیات بنا کر نازل کیا، تو کیا حال ہوگا جب ان کو وہی شخص قتل کریگا جو ان کیلئے قصاص لینے والا ہو۔

وَاذکُرْ یا امیر المؤمنین الْمَوْتَ وَمَا بَعْدَہٗ وقِلَّۃَ اَشیاعِكَ عندہٗ وانصارِكَ علیہ فتزوّد لہٗ ولما بعدہٗ من الفزع الاکبر۔ واعلم یا امیر المؤمنین! ان لك منزلا غیر منزلك الذی انت فیہ یَطولُ فیہ ثُواؤُكَ ویفارقك احبّاؤك یسلمونك فی قعرہ فریدا وحیدًا فتزوّد لہٗ مَا یصحبك یومَ یفرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخیہِ وامّہِ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ۔ واذکر یا امیر المؤمنین! اِذا بُعْثِرَ مَا فی القبور وحُصِّلَ ما فی الصُّدورِ فالاسرار ظاھرۃٌ والکتابُ لا یغادرُ صغیرۃً وَلَا کبیرۃً الا احصاھا فالان یا امیر المؤمنین! وانت فی مَھَلٍ قبل حلول الاجلِ وانقطاع الاملِ

لاتحکم بحکم الجاھلین و لاتسلك بھم سبیل الظٰلمین ولاتُسلّط المستکبرین علی المستضعفین فانھم لایرقبون فی مؤمن الّا ولا ذمّۃً فتبوء باوزارك واوزار مع اوزارك وتحمل اثقالك و اثقالاً مع اثقالك ولا یغرّنّك الذین یتنعّمون بما فیہ بؤسك، ویاکلون الطیبات فی دنیاھم باذھاب طیباتك فی اٰخرتك لاتنظر الی قدرتك الیوم ولکن انظر الی قدرتك غدًا و انت ماسور فی حبائل الموت وموقوف بین یدی اللہ فی مجمع من الملائکۃ والنبیین والمرسلین وقد عنت الوجوہ للحی القیوم، انی یا امیر المؤمنین! وان لم ابلغ بعظتی ما بلغہ اولو النھی من قبلی فلم اٰلك شفقۃً ونصحًا فانزل کتابی کمداوی حبیبہ یسقیہ الادویۃ الکریھۃ لما یرجو لہ فی ذلك من العافیۃ والصحۃ والسلام علیك یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لغوی تحقیق

اشیاع - ج شیعۃ: معین ومددگار - الفزع: گھبرانا - فزع (ف) فزعًا منہ: خوف کرنا (س) فزعًا: وحشت زدہ ہونا - فزع اکبر سے مراد نفخۂ ثانیہ یا وہ وقت ہے جب موت کو ذبح کیا جائیگا (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) ثواک - ثوی (ض) ثواءً، ثویًا، المکان، فیہ، بہ: ٹھہرنا، مقیم ہونا، اقامت کرنا - تعر: گڑھا، ج تعور بعثر، ہ: منتشر کرنا - لایغادر - مغادرۃ: چھوڑنا، ترک کرنا - مھل: آہستگی، نرمی - مھل (ف) مھلاً، مھلۃ، فی العمل: چین وسکون سے کام کرنا (س) مَھَلاً: بھلائی میں سبقت کرنا - لایرقبون (ن) رقوبًا: نگرانی کرنا، انتظار کرنا - اِلّ: عہد - تبوء (ن) بوءً: الیہ: واپس ہونا - بالحق: اقرار کرنا - اوزار - جمع وزر: گناہ - لایغرنّك - غرّۃ (ن) غرًّا وغرۃ: دھوکہ دینا، بیہودہ امید دلانا - بؤسك: بوس: شدت - حبائل - ج حبلۃ: پھندا - عنت (ن) عنوًّا: اطاعت گذار ہونا، ذلیل ہونا - نھی - ج نھیۃ: عقل - لم آل - اٰلو سے مضارع متکلم مجزوم ہے: بمعنٰی کوتاہی کرنا - اصل میں آلو تھا (بالھمزتین) اول کلمہ میں دو ہمزہ جمع ہوئے اور ہمزۂ ثانیہ کا ماقبل مفتوح ہے لہٰذا الف سے بدل دیا اور آخر کلمہ میں واو حرف جزم یعنی لم کی وجہ سے ساقط ہوگیا - مداوی - مداواۃ سے اسم فاعل ہے -

توضیح

اور اے امیر المؤمنین موت کو یاد کیجئے اور اس کے مابعد کیلئے بہت بڑی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے۔ اور اے امیر المؤمنین یاد رکھئے کہ جس میں تو اب ہے اس کے علاوہ تیرا اور ایک گھر ہے جس میں تجھے طویل مدت تک رہنا ہے تجھے ایک گڑھے میں اکیلا ڈالکر تیرے دوست واحباب علیحدہ ہو جائیں گے۔ تو تو اب سامان تیار کر جو اس دن تیرے ساتھ رہنے والا ہو جس دن ہر شخص الگ ہو جائیگا، اپنے بھائی ماں باپ بیوی اور بچوں سے۔ اور وہ گھڑی یاد کر جب مردوں کو قبروں سے زندہ کیا جائیگا اور ظاہر کر دیا جائیگا جو دلوں میں پوشیدہ چیزیں ہیں ظاہر ہونگی اور نامۂ اعمال کسی چھوٹے گناہ نہ بڑے گناہ کو چھوڑیگا۔ اے امیر المؤمنین تو امید ختم ہونے سے اور موت کے آنے سے پہلے نرمی کر رعایا کے ساتھ خلاف شرع حکم اور ظالمانہ سلوک نہ کر اور قوی لوگوں کو ضعیفوں پر مسلط نہ کر چونکہ وہ کسی مسلمان کے حق میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد وپیمان کا تو تیرے ہی سر اوروں کے گناہوں کا بھی

وبال ہوگا اور تو اپنے بوجھ کے ساتھ اور بہت سے بوجھ اٹھائیگا اور تو ان کے دھوکہ میں نہ آجن چیزوں سے وہ راحت کی زندگی گذارتے ہیں ان میں تیرا نقصان ہے اور ایسے لوگوں کے دھوکہ میں نہ آکہ جو دنیا میں مزے سے رہتے ہیں تیری اخروی لذتوں کو تباہ کرکے آج اپنی طاقت کو نہ دیکھ بلکہ کل کی اپنی طاقت کو دیکھ اور تو موت کے جال میں مقید ہے اور تجھے اللہ کے سامنے، ملائکہ، نبیین اور مرسلین کے سامنے کھڑا کیا جائیگا اور حی قیوم کی ہستی کے سامنے چہرے جھپ جائیں گے۔ اور اے امیر المومنین! اگرچہ میں اپنی نصیحت کے ذریعہ اس مقام تک نہیں پہنچا جہانتک ارباب عقل و دانش پہنچے ہیں۔ اس سے پہلے تو میں نے آپ کے ساتھ شفقت اور خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی تو تم میرے خط کو اپنے دوست کے علاج کی جگہ اتارنا کہ جسے وہ تلخ دوائیں پلاتا ہے اس بناء پر کہ وہ اس کیلئے ان دواؤں میں صحت و عافیت کی امید رکھتا ہے۔ اور اے امیر المومنین آپ پر سلامتی نازل ہو اور اللہ کی رحمت و برکت۔

لا يضيعُ اجرُ مَن غارَ لله

اس شخص کا اجر ضائع نہیں ہوتا جو اللہ کیلئے غیرت کرے

ذکر الحریری فی الدرۃ ان ابا العباس المبرد ذکر ان ابا عثمان المازنی قصدہٗ بعض اھل الذمۃ لیقرأ علیہ کتاب سیبویہ وبذل لہٗ مائۃ دینارٍ فامتنع ابو عثمان من قبول بذلہ فقلت لہٗ: جعلت فداك اتترك ھذہ النفقۃ مع فاقتك وشدۃ اضافتك؟ فقال: ان ھذا الکتاب یشتمل علیٰ ثلاث مائۃ کذا وکذا اٰیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ ولست اریٰ ان امکّن منہ ذمیًا غیرۃ علیٰ کتاب اللہ تعالیٰ وحمیۃ لہ قال فاتفق اَن غنّتْ جاریۃ بحضرۃ الواثق بقول العرجی ؎

اَظلومُ اِنّ مُصابکم رجلاً ❊ اھدی السّلام تحیۃ ظُلمٗ

فاختلفَ مَن بالحضرۃ فی اعراب "رجل" فمنھم من نصبہٗ بانّ علی انہٗ اسمھا، ومنھم من رفعہٗ علی انہٗ خبرھا والجاریۃ مُصِرّۃٌ علیٰ ان شیخھا ابا عثمان لقّنھا ایاہ بالنصب فامر الواثق باحضارہٖ قال ابو عثمان، فلما مثلتُ بین یدیہ قال: من الرجل؟ قلتُ من بنی مازن، قال: من ایّ الموازن؟ امازن تمیم ام مازن قیس ام مازن ربیعۃ؟ قلت، من مازن ربیعۃ؟ فکلمنی بکلامِ قومی، وقال لی باسمك؟ یرید ما اسمك وھم یقلبون المیم باءً والباء میمًا اذا کان فی اول الاسماءِ نکرھتُ ان اجیبہٗ علیٰ لغۃ قومی لئلا اواجھہ بالمکر فقلت: بکر، یا امیر المؤمنین! ففطن لما قصدتُّہٗ واعجب منہ ثم قال: ماتقول فی قول الشاعر اظلوم ان (البیت) اترفع رجلاً ام تنصبہ؛ فقلت: بل الوجہ النصب، قال، ولم ذٰلك؟ فقلتُ ان مصابکم رجلاً مصدرٌ بمعنی اصابتکم فاخذ الیزیدی فی معارضتی، فقلتُ ھو بمنزلۃ قولك ان ضربکم زیدٌ الظالمٗ

فالرجلُ مفعولٌ بمصابكم ومنصوبٌ به والدليل عليه ان الكلامَ معلقٌ الّا ان يقولَ ظلمٌ فيتم فاستحسن الواثق ثم امرلي بألف دينار وردّني مكرمًا، قال ابو العباس فلما عاد الى البصرة قال: كيف رأيت؟ يا ابا العباس؛ رددنا لله تعالى مائةً فعوّضنا بالفٍ۔

لغوی تحقیق غار (س) غیرۃً۔ الرجل: غیرت کھانا۔ صفت غیور۔ ج غُیاری۔ الحریری: ابو القاسم بن علی بن محمد بن عثمان بصری، شہر بصرہ کے قریب مشان کے اندر ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے، نہایت ذکی، ہوشیار، نازک خیال، فصاحت وبلاغت میں یکتائے روزگار، علم لغت، امثال نحو، معانی، بیان، بدیع میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ مقامات حریری اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے اس کے علاوہ درۃ الغواص فی اوہام الخواص، ملحۃ العرب وغیرہ بھی آپ کے زیر قلم کی ہیں آپ کی دفات ۵۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ ابو عثمان المازنی بکر بن محمد بن بقیہ عدوی بصری انتہائی بزرگ متقی وپرہیزگار اور اپنے وقت کے امام تھے، علم صرف کو سب سے پہلے آپ ہی نے مدون کیا، اس سے پہلے یہ علم نحو میں پیوست تھا، یزیدی آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، قاضی بکار بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ علم نحو میں سیبویہ کے بعد مازنی سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، عقیدۃً مرجیہ کیطرف مائل تھے، بہت شاندار مقرر تھے کسی کو ان سے مناظرہ کی تاب نہ تھی۔ ایک دفعہ ان سے اہل علم کی بابت دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا "اصحاب القرآن فیہم تخلیط وضعف واہل الحدیث فیہم حشو ورقاعۃ والشعراء فیہم ہوج والنخاق فیہم ثقل وفی رواۃ الاخبار الظرف علل النحو کتاب الالف واللام"، کتاب التعریف، کتاب الدیباج، کتاب مایلحن فیہ العامۃ انھیں کی تصانیف ہیں جو ایک سے ایک عمدہ ہے۔ مازنی نے ۲۴۷ھ یا ۲۴۸ھ میں دفات پائی۔ اہل الذمہ: دار الاسلام میں معاہدہ کے ساتھ رہنے والے یہود ونصاریٰ وغیرہم۔ بذل (ن، ض) بذل الشئ: دینا۔ جہدہ: بھرپور کوشش کرنا۔ العرجی۔ عرج ایک منزل ہے جو مکہ کے راستہ میں پڑتی ہے۔ الواثق: ابو جعفر ہارون بن معتصم ابن ہارون الرشید یہ ایک رومی کنیز قراطیس کے بطن سے تھا ۱۹۶ھ میں مکہ کے راستہ میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ معتصم کی وفات کے روز یوم پنجشنبہ ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اس کا لقب واثق باللہ رکھا گیا، اس کی عمر کا چھتیسواں سال تھا کہ مرض استسقاء میں مبتلا ہوا اور ۱۶ ذو الحجہ ۲۳۲ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا، مدتِ خلافت پانچ سال نو ماہ گیارہ دن رہی۔ العرجی: اس کے حالات مقدمہ میں بیان کئے جاچکے وہاں مراجعت کرلی جائے۔ اظلوم۔ ہمزہ ندائیہ ہے اور ظلوم ظالم کا مبالغہ ہے جس سے مراد محبوب ہے مصابٌ۔ مصدر میمی ہے: نشانہ پر تیر مارنا، دردمند بنانا۔ رجلاً مصابٌ کا مفعول بہ ہے اور موصوف ہے۔ اہدی السلام تحیۃ: جملہ صفت ہے، ظالم انّ کی خبر ہے۔ مثلت (ک) مثولاً بین یدیہ: رو برو کھڑا ہونا۔ مثالۃً: افضل ہونا (ن) مثولاً: مانند ہونا۔ مُثلۃ: امم ماضیہ کی عبرتناک سزائیں۔ ج مثلات۔

توضیح حریری نے درہ میں ذکر کیا ہے کہ ابو العباس مبرد نے بیان کیا کہ ابو عثمان مازنی کا ارادہ کیا بعض ذمیوں نے تاکہ ان کے سامنے سیبویہ کی کتابیں پڑھیں اور ان کو سو دینار دیں تو ابو عثمان نے ان کے اس

عطیہ کو قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے ابو عثمان سے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ چھوڑ رہے ہیں اس نفقہ کو اپنے فاقہ اور شدت تنگی کے باوجود، تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ کتاب تین سو الیسی الیسی اللہ کی کتاب کی آیتوں پر مشتمل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی ذمی کو اس پر قدرت دوں اللہ کی کتاب پر غیرت اور اس کی حمیت کیوجہ سے۔ راوی نے بیان کیا کہ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک باندی نے واثق کی بارگاہ میں عرجی کا قول گایا۔ شعر: اے ظالم یقیناً تمہارا ایسے شخص کو تکلیف دینا جس نے ہدیہ میں سلام بھیجا ظلم ہے: تو اختلاف کیا ان لوگوں نے جو مجلس میں تھے رجل کے اعراب میں، کچھ لوگوں نے اسے نصب دیا اِنّ کیوجہ سے اس کا اسم واقع ہونیکی بناء پر اور کچھ لوگوں نے اسے رفع دیا اِنّ کی خبر کی بنیاد پر۔ اور باندی اس بات پر اڑ گئی تھی کہ اس کے شیخ ابو عثمان نے اسے نصب کی تلقین کی ہے تو واثق نے ابو عثمان کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے کہا کون شخص ہے؟ تو میں نے کہا بنی مازن سے تعلق رکھتا ہوں۔ پوچھا کون سے مازن سے۔ مازنِ تمیم یا مازنِ قیس یا مازنِ ربیعہ سے۔ تو میں نے کہا مازن ربیعہ سے تو اس نے بات کی مجھ سے میری قوم کی بات چیت کے ساتھ اور مجھ سے کہا "باسمک" اس کا مقصد تھا مااسمک اور وہ لوگ میم کو بار سے بدلتے ہیں اور بار کو میم سے جبکہ اسماء کے شروع میں ہو۔ تو میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ میں اسے اپنی قوم کی زبان میں جواب دوں تاکہ میں اس کے سامنے نہ آؤں مکر کے ساتھ۔ تو میں نے کہا بکر اے امیر المومنین۔ تو اس نے سمجھ لیا میرے مقصد کو اور خوش ہوا، پھر اس نے کہا تم کیا کہتے ہو شاعر کے شعر کے بارے میں۔ شعر: کیا تم لفظ رجل کو رفع دیتے ہو یا نصب، تو میں نے کہا بہتر نصب ہے۔ اس نے کہا وہ کیوں؟ تو میں نے کہا کہ لفظ مصابکم رجلاً مصدر ہے اصابتکم کے معنیٰ میں۔ تو یزیدی نے مجھ سے مناظرہ شروع کیا میں نے کہا کہ وہ تمہارے قول ان ضربکم زیدًا ظلمٌ کے درجہ میں ہے تو لفظ رجل مصابکم کا مفعول ہے جو اسی سے منصوب ہے، اور دلیل یہ ہے کہ کلام معلق رہتا ہے مگر یہ کہ ظلم کا لفظ کہے تو تام ہو جاتا ہے تو اسے واثق نے مستحسن قرار دیا پھر مجھے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور مجھے عزت کے ساتھ لوٹا دیا۔ ابو العباس کہتے ہیں کہ جب وہ بصرہ لوٹے تو انھوں نے پوچھا آپ نے کیا دیکھا اے ابو العباس اللہ تعالیٰ کیلئے ہم نے تجھکو سو اشرفیاں واپس کیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ہزار اشرفیاں دیں۔

نبذۃ من ذکر الحجاج

حجاج کا مختصر سا تذکرہ

يقال اِنّ الحجاج بعد قتل ابن الزبير ذهب الى المدينة وعلى وجهه لثام فرأى شيخًا خارجًا من المدينة فسألهٗ عن حال اهل المدينة فقال، شرّ حالٍ قُتِل ابن حوارىّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال من قتلهٗ؟ قال: الفاجر اللعين الحجاج عليه لعائن الله ورسله من

قليل المُراقبة لله فغضب الحجّاج غضبًا شديدًا ثم قال: ايها الشيخ القرف الحجّاج اذا رأيته؟ قال نعم: ولا عرّفه الله خيرًا ولا وقاه ضيرًا، فكشف الحجّاج اللثام عن وجهه وقال ستعلم الآن اذا سال دمك الساعة، فلما تحقق الشيخ انه الحجّاج قال: ان هذا لهو العجب يا حجاج! انا فلان اصرع من الجنون في كل يوم خمس مرّات فقال الحجّاج لا شفى الله الا بعد من جنونه ولا عافاه، وخلوص هذا من يد الحجّاج من العجب لان اقدامه على القتل ومبادرته اليه امر لم ينقل مثله عن احد وكان يخبر عن نفسه، ويقول: ان اكبر لذاته سفك الدماء قال بعضهم: والاصل في ذلك انه لما وُلد لم يقبل ثديًا فتصوّر لهم ابليس في صورة الحرث بن كلدة طبيب العرب وقال اذبحوا له تيسًا اسود والعقوه من دمه واكملوا به وجهه ففعلوا به ذلك فقبل ثدي امه وذكرانه أتي اليه بامرأة من الخوارج فجعل يكلمها وهي لا تنظر اليه ولا تردّ عليه كلامًا فقال لها بعض اعوانه يكلمك الامير وانت معرضة فقالت اني استحيي ان انظر الى من لا ينظر الله اليه، فامر بها فقتلت، وقد اُحصي الذي قُتل بين يديه صبرًا فبلغ مائة الف وعشرين الفًا۔

لغوی تحقیق

نَبذَة: شی کا حصہ، گوشہ، ٹکڑا۔ ج نُبَذ۔ نَبَذ (ض) نبذًا الشئ: پھینکدینا۔ العہد: توڑ دینا۔
الحجّاج: مشہور و معروف ظالم شخصیت کا نام ہے، اس کی کنیت ابو محمد اور والد کا نام یوسف بن الحکم ہے۔ اس کی ولادت ۴۵ھ میں یا اس کے کچھ بعد ہوئی، عبد الملک بن مروان کی جانب سے عراق اور خراسان کا گورنر تھا، عبد الملک کے انتقال کے بعد جب ولید بن عبد الملک ولیعہد ہوا تو اس نے بھی اس کو مذکورہ بالا عہدہ پر برقرار رکھا، حجاج کی ستم رسانی و خونریزی کے واقعات دنیا کے عجائبات میں سے ہیں۔ تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو اپنی حکومت کے دوران ظلمًا قتل کرایا ہے، لڑائیوں کے مقتولین انکے علاوہ ہیں، حجاج خود کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شے خونریزی، قتل و غارتگری ہے۔ اس نے صحابۂ کرامؓ پر جو ظلم توڑے اس کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا، حرم مکہ میں کشت و خون کیا، خانۂ کعبہ پر منجنیق سے گولہ باری کی جس کے سبب حرم شریف کے پردے جل گئے۔ سب سے اخیر میں جن بزرگ کو اس نے شہید کیا وہ سعید بن جبیرؒ یعنی ابن عباسؓ کے شاگرد رشید تھے۔ حجاج کے پیٹ میں سخت تکلیف ہوتی تھی عارضہ کی تشخیص میں آراء کا اختلاف ہوا، ایک ماہر طبیب نے کہا پیٹ میں کیڑے پڑ گئے ہیں چنانچہ ایک دھاگہ میں گوشت کا ٹکڑا باندھ کر اس کے حلق میں ڈالا اور دیر تک یوں ہی رکھا پھر اس کو نکالا تو اس میں سیکڑوں کیڑے لپٹے ہوئے تھے، حجاج تو غضب خداوندی میں مبتلا تھا اس کو کوئی دوا کیونکر مفید ہوتی، اس کی حالت یہ تھی کہ اس کے قریب آگ جلائی جاتی تھی تو کچھ سکون ہوتا تھا مگر اس کو درد سے آگ کی حرارت کا بالکل احساس نہ ہوتا تھا، یہ مظالم توڑنے کا ثمرہ

تھا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوقات کو دکھادیا ؎ ہر آن کز ستم خنجرے برکشید ٭ فلک ہم بداں خنجرش سر برید
حجاج نے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دعاء فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے منع کیا تھا کہ اولیاء اللہ سادات کو نہ ستا تو نے احتراز کیا نہیں، یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ حجاج نے کہلا بھیجا کہ آپ صحت کی دعا نہ کیجئے میری یہ آرزو بھی نہیں ہے، آپ یہ دعا کر دیجئے کہ اللہ جلد سے جلد موت دیدے تاکہ اس عذاب سے نجات ملے، حسن بصری یہ سنکر بہت روئے۔ حجاج پندرہ روز تک اسی حالت میں رہا اور شہر واسط میں جو ۸۴ھ میں اسی نے آباد کیا تھا ۵۴ سال کی عمر میں ۹۵ھ میں مر گیا۔ جب اس کے مرنے کی کیفیت حضرت حسن بصریؒ کو پہنچی تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ لوگوں نے اس کی قبر کو زمین کے برابر کر کے اس پر پانی بہادیا تاکہ پتہ نہ لگے۔ ابن زبیر: عبداللہ بن زبیر بن العوام مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ ہیں۔ آپ کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، آپ کی دادی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور آپ کے دادا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ ہجرت کے بعد یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے ایسا منتر کر دیا ہے کہ مہاجرین کے اولاد نہیں ہوگی۔ حسن اتفاق سے چھ ماہ تک ایسا ہی ہوا مگر سال کے اندر ہی حضرت عبداللہؓ کی پیدائش ہوئی تو صحابہ نے فرط مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ ولادت کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپؐ نے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی اور دعاء خیر کی۔ آپ کی شہادت حجاج کے لشکر کے ہاتھوں مکہ معظمہ میں حرم کے اندر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں ہوئی، حجاج نے بی بی اسماء کے ساتھ سخت کلامی اور عبداللہؓ کی نعش کے ساتھ کمال بے حرمتی کی۔ لثام: نقاب، ڈھاٹا، کپڑا جو ناک اور راس کے اردگرد لپیٹا جائے۔ ج لثم۔ لعائن قال الشیخ فی الحاشیۃ تتبعت کتب اللغۃ من الاقرب والقاموس والمنتہی التی عندی فلم اجد فی شئی منہا ولعل اللعائن جمع لعنۃ علی غیر قیاس انتہی۔ من قلیل: کلمۂ من تعلیلیہ ہے اور محذوف سے متعلق ہے ضیر: نقصان۔ اصرع: مرگی ہونا۔ سفک الدماء: خونریزی۔ سفک (ض) سفکًا، الدم: خون بہانا۔ ثدیا: پستان۔ ج ثدی۔ ثدی (س) ثدی، تر ہونا۔ ثدیاء: بڑی پستان والی عورت۔ حرث بن کلدہ۔ اس کا بیان مقدمہ میں آچکا ہے۔ تیسًا: بکرا، نر ہرن۔ ج تیوس، اتیاس۔ العقوہ۔ العاقًا: چٹانا۔ لعق (س) لعقًا، لعقۃ: چاٹنا، لعقہ: چمچہ بھر چیز۔ لعوق: ہر وہ چیز جو چاٹی جاسکے۔ ملعقہ: چمچہ۔ ج ملاعق۔ اطلوا۔ طلی (ض) طلیًا: ملنا۔ اعوان۔ ج عون: مددگار۔

توضیح کہا جاتا ہے کہ حجاج حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے قتل کرنے کے بعد مدینہ گیا درانحالیکہ اس کے چہرے پر نقاب تھا، تو اس نے ایک بوڑھے کو مدینہ سے باہر دیکھا، اس سے مدینہ والوں کا حال پوچھا۔ تو اس نے کہا بہت برا حال ہے، حواری نبیؐ کے صاحبزادے کو قتل کر دیا گیا۔ حجاج نے پوچھا کس نے قتل کیا؟ کہا ملعون فاسق وفاجر حجاج نے، اس پر اللہ اور اللہ کے رسولوں کی لعنتیں ہوں وہ اللہ کے حکم کا خیال نہیں رکھتا۔ حجاج بہت خفا ہوا پھر کہنے لگا او! بوڑھے تو حجاج کو دیکھنے کے بعد کیا پہچان لیگا؟ تو اس نے کہا ہاں، اور اللہ حجاج کو خیر سے آشنا نہ کرائے اور اسے تنگی سے نہ بچائے تو حجاج نے نقاب اٹھائی اور کہنے لگا، ابھی تو جان لیگا جب تیرا خون بہنے لگے گا۔ جب شیخ کے سامنے حقیقت کھل گئی کہ یہ حجاج ہے تو اس نے کہا یہ تو بہت عجیب بات ہے

اے حجاج میں فلاں ہوں جنون کیوجہ سے ہر دن پانچ مرتبہ مرگی میں مبتلا ہوتا ہوں۔ تو حجاج نے کہا جا تجھے اللہ شفا نہ دے اور صحت نہ عطا کرے جنون سے اور اس کا چھٹ جانا حجاج کے ہاتھ سے بہت عجیب بات ہے کیونکہ حجاج کے قتل کیلئے اقدام اور سبقت ایسی بات ہے کہ اس کی طرح کسی اور کے بارے میں منقول نہیں ہے، وہ اپنے بارے میں کہا کرتا تھا کہ سب سے زیادہ لذیذ چیز خونوں کا بہانا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اس سلسلہ میں دراصل بات یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس نے پستان کو قبول نہیں کیا تو اس کے گھر والوں کے سامنے ابلیس عرب کے طبیب حرث ابن کلدہ کی شکل میں آیا اور کہنے لگا کہ اس کے لئے سیاہ بکرا ذبح کرو اور اس کا خون اسے چٹاؤ اور اس کے چہرے پر مل دو انھوں نے جب ایسا کیا تو اس نے اپنی ماں کے پستان کو قبول کیا۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک خارجیہ اس کے پاس لائی گئی تو وہ اس سے بات کرنے لگا اور وہ عورت اس کیطرف دیکھتی نہیں تھی اور اس کی بات کا جواب نہیں دیتی تھی تو اس عورت سے حجاج کے بعض حاشیہ نشینوں نے کہا کہ خلیفہ تم سے بات کر رہے ہیں اور تو اعراض کر رہی ہے تو اس نے کہا میں حیا کرتی ہوں اس شخص کو دیکھنے سے کہ جس کیطرف اللہ نظر نہیں کرتا، تو حجاج نے حکم دیا اس کے قتل کر دینے کا، عورت کو قتل کر دیا گیا اور ایسے لوگ جو حجاج کے سامنے ظلماً قتل کئے گئے انھیں شمار کیا گیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی۔

رُبَّ اخٍ لم تلده اُمُّك

بہت سے بھائی ایسے ہیں کہ انکو نہیں جنا تمہاری ماں نے

اتفق انہ کان شاعرًا من العجم یُعرف بالغسانی وفد علیٰ احمد بن مروان وکانت عادتہ اذا وفد علیہ یکرمہ وینزلہ ولا یستحضرہ الا بعد ثلثۃ ایام واتفق ان الغسانی لم یکن اعد شعرًا یمدحہ بہ ثقۃ بنفسہ فاقام ثلاثۃ ایام ولم یفتح علیہ بشیٍٔ فاخذ قصیدۃ من شعر ابن اسد ولم یغیر منہا غیر الاسم، فغضب الامیر وقال ھٰذا الاعجمی یسخر منا وامر ان یکتب بذٰلک الیٰ ابن اسد فاعلم الغسانی بعض الحاضرین بذٰلک فجھز الغسانی غلامًا جلدًا الیٰ ابن اسد یدخلُ علیہ ویعرّفہ العذر فوصل الغلامُ الیٰ ابن اسد قبل وُصولِ قاصدِ ابن مروَان، فلمّا عَلِمَ ذٰلکَ کتب الجوابَ الیٰ ابن مروان انہ لم یقف علیٰ ھٰذہ القصیدۃ ابدًا، ولم یَرَھا الا فی کتابہ فلما وقَفَ ابن مروانَ علی الجواب سَاءَ علی الشاعِر وسبّہ وقال، انما ترید اساءتی بابن الملوک ثمّ احسَنَ الی الغسانی وَاکرَمَہ غایَۃَ الاکرام وعاد الیٰ بلادہ فلم یمض علیٰ ذٰلکَ مدۃٌ، حتیٰ اجتمع اھلُ میّافارقین ودعوا ابن الاسد علیٰ ان یُوقروہُ علیھم واقیمت الخطبۃ للسُّلطان ملک شاہ واسقاط اسمِ ابن مروان، فاجابھم الیٰ ذٰلک وحشدَ ابنُ مروان ونزلَ علیٰ میّافارقین فاعجزہ امرُھا، فسیّر الیٰ نظام الملک والسلطان، یستمِدُّھما، فانفذ الیہ جیشًا، ومددًا مع الغسانی

الشاعر وکان قد تقدم عند السلطان فصد قوا الحملۃ علی میافارقین فملکوھا عنوۃً وقبض علی ابن اسد وجئ بہ الی ابن مروان فامر بقتلہ فقام الغسانی وجرّد العنایۃ فی الشفاعۃ حتی خلّصہ وکفلہ بعد عناءٍ شدیدٍ ثم اجتمع بہ وقال اتعرفنی؟ قال: لا واللہ، ولکن اعرف انک مَلَکٌ من السمآء منّ اللہ علیّ بک لبقاء مھجتی، فقال: انا الذی ادّعیتُ قصیدتک وسترت علیّ وما جزاء الاحسان الا الاحسان، فقال ابن اسد: ما سمعتُ بقصیدۃٍ جحدت، فنفعت صاحبھا الا ھذہ فجزاک اللہ خیرًا، وانصرف الغسانی من حیث جاء۔

لغوی تحقیق

ابن اسد مصری ظریف وخوش طبع شاعر تھا، شیخ صلاح الدین نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے قاہرہ میں بارہا ملاقات کی ہے اور اس کے اشعار سنے ہیں۔ اس نے شاشات خلیج، زوائد، نوادر امثال وغیرہ میں کتابیں بھی لکھی ہیں جو قاہرہ میں موجود ہیں۔ ۴۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یسخر (س) سخرًا، سُخرًا، سُخرۃً بہ، منہ، ہنسی مذاق کرنا، ٹھٹھا کرنا، جلد، مضبوط، قوی۔ ج اجلاد۔ التاع: چغلخور۔ میافارقین۔ میا، ایک لڑکی کا نام تھا اسی نے شہر میافارقین بنایا تھا، اسلئے اس کو میافارقین کہتے ہیں، اس سے پہلے اس کا نام "مدینۃ الشہداء" تھا۔ حَشَدَ (ن ض) حشدًا، الشئ: جمع کرنا۔ مراد لشکر کشی۔ نظام الملک، حسن بن علی بن اسحاق بن عباس، کنیت ابو علی، لقب نظام الملک قوام الدین تھا، بروز جمعہ ۲۱ ذوالقعدہ ۴۰۸ھ کو نوقان ضلع طوس میں اس کی ولادت ہوئی۔ طوس مردم خیز جگہ ہے یہاں نظام الملک، غزالی، فردوسی تین بڑے مشہور شخص گذرے ہیں، کسی کا شعر ہے ؎ ہر دبیر و شاعر و مفتی کہ او طوسی بود چوں نظام الملک و غزالی و فردوسی بود۔ نظام الملک وزیر سلطنت عالم دین قدر شناس آدمی تھا، اس کی مجلس ہمہ وقت علماء کبار اور صوفیانہ مدارا ور اہل ادب سے بھری رہتی تھی۔ اس نے نظامیہ یونیورسٹی کی ۴۵۷ھ میں بنیاد رکھی جس کی تکمیل ۴۵۹ھ میں ہوئی، اس یونیورسٹی کیلئے تین کروڑ سالانہ کی جاگیر وقف کی۔ حدیث شریف کے درس میں طالبعلمانہ طور سے حاضر ہوتا، کبھی خود بھی روایت کیا کرتا اور کہا کرتا کہ میرا شمار راویان حدیث میں ہوگا، جسوقت اذان کی آواز سنتا تھا خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مشغول کیوں نہ ہو چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا اور نماز کے بعد اس کو انجام دیتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص اپنی عقل و تدبیر کے ذریعہ سلجوقیہ کی پیشانی کا نور تھا۔ اصول جہاں داری پر فارسی زبان میں "سیاست نامہ" اسی کی تصنیف کردہ ہے جو آج تک علماء اور ادباء میں مقبول ہے۔ ۱۷ رمضان ۴۸۵ھ میں ایک باطنی ملحد نے قتل کردیا، اس سازش میں تاج الملک خسرو بھی شامل تھا۔ ابوالہیجا مقاتل ابن عطیہ نے مرثیہ میں یہ قطعہ کہا ؎

کان الوزیر نظام الملک لؤلؤۃ ... یتیمۃً صاغھا الرحمٰن من شرف

عزّت فلم تعرف الایام قیمتھا ... فردّھا غیرۃً منہ الی الصدف

ترجمہ:۔ نظام الملک ایک نفیس موتی تھا جس کو رحمٰن نے دریائے شرف سے نکالا تھا۔ اس نے دنیا کو اپنی آب

تاب دکھائی لیکن دنیا نے اس کی قدروقیمت نہ پہچانی اس لئے غیرت الہیہ نے اس کو پھر صدف ہی میں رکھدیا۔ ملک شاہ: ابن الپ ارسلاں ابن داؤد ابن میکائیل بن سلجوق، جس کی ولادت ۴۴۷ھ میں ہوئی، حد درجہ انصاف ور، دیندار، عالیشان بلند حوصلہ بادشاہ تھا، آل سلجوق میں اس کا عہد ہر اعتبار سے نرالا ہے۔ جسطرف اس نے رخ کیا کامیابی حاصل کی، انطاکیہ سے قسطنطنیہ تک رومیوں کو پسپا کرتا ہوا چلا گیا، ان کے ملک میں جا بجا پچاس منبر قائم کئے، قیصر نے ایک ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی اور ان تمام فتوحات میں دو ماہ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے اور اس کی وفات ۴۸۵ھ میں ہوئی۔ یستمد، استمداد: مدد طلب کرنا۔ عنوۃ (ن) زبردستی یا صلحاً لے لینا۔ عنا، لہٗ: جھکنا (س) تھکنا۔ مہجۃ: روح، ہر شئی کا بہترین اور خالص حصہ۔ ج مُہج۔ مَہج (ف) مہجا: بیماری کے بعد چہرہ پر رونق آنا، جحدت (ف) جحدًا، جحودًا، جھٹلانا، کفر کرنا۔ صفت جاحد (ض) جحدًا، الشئ، کم ہونا۔

توضیح اتفاق ایسا ہوا کہ ایک عجمی شاعر جو غسانی کے ساتھ مشہور ہے احمد بن مروان کے پاس آیا۔ اور احمد بن مروان کی عادت یہ تھی کہ جو شاعر اس کے پاس آتا تھا تو اس کا وہ اکرام کرتا تھا اور اسے ٹھہراتا تھا اور اسے تین روز سے پہلے نہیں حاضر کرتا تھا اور اتفاق ایسا ہوا کہ غسانی نے اس کی مدح میں کوئی شعر تیار نہیں کیا تھا اپنے اوپر اعتماد کرتے ہوئے۔ تو وہ تین دن تک مقیم رہا اور اس پر کوئی چیز نہیں کھولی گئی تو اس نے ابن اسد کے شعر کا ایک قصیدہ لیا اور نام کے علاوہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی، تو امیر کو غصہ آیا اور کہا کہ یہ عجمی ہم سے مذاق کرتا ہے اور حکم دیا کہ اس کے بارے میں ابن اسد کو لکھ دیا جائے۔ حاضرین میں سے کسی نے غسانی کو اس کی اطلاع دی تو غسانی نے ایک چالاک لڑکے کو محمد ابن اسد کے پاس بھیجا جو اس کے پاس جاکر عذر بتائے۔ ابن مروان کے قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی ابن اسد کے پاس وہ لڑکا پہنچا، جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے ابن مروان کو جواب میں لکھا کہ میں نے اس قصیدے کو کبھی بھی نہیں جانا اور نہ اس کو دیکھا مگر آپ کے خط میں، جب ابن مروان جواب پر واقف ہوا تو اس نے چغلخور کو برا بھلا کہا اور اس کی مذمت کی اور کہا تم بادشاہوں کے درمیان میری مذمت چاہتے ہو پھر غسانی کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کا بہت اکرام کیا اور غسانی اپنے شہر لوٹ آیا، اس پر کوئی خاص مدت نہیں گذری تھی کہ میافارقین والے جمع ہوئے اور انھوں نے ابن اسد کو دعوت دی اس بات کے لئے کہ وہ اپنے اوپر اسے مؤقر بنائیں اور سلطان ملک شاہ اور ابن مروان کو گرانے کے لئے تقریر تیار کی گئی تو ابن اسد نے اس بات کو قبول کر لیا اور ابن مروان نے فوج اکٹھا کیا اور میافارقین پر چڑھ آیا لیکن اس کو عاجز کر دیا میافارقین کے معاملہ میں، اس بنا پر نظام الملک اور ملک شاہ کے پاس مدد کی درخواست بھیجی۔ انھوں نے غسانی شاعر کے ساتھ امداد کا فوجی دستہ روانہ کر دیا اور وہ پہلے ہی آیا ہوا تھا ملک شاہ کے پاس، تو انھوں نے بہت شدید حملہ کیا میافارقین پر اور اس پر غلبۃً ملکیت حاصل کرلی اور ابن اسد کو گرفتار کرکے ابن مروان کے پاس لایا گیا، ابن مروان نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا تو غسانی کھڑا ہوا اور اس نے توجہ کو خالی کر دیا سفارش کے سلسلہ میں یہانتک کہ اس کو چھڑا لیا اور اپنی کفالت میں لے لیا، بہت ہی پریشانی کے بعد، پھر غسانی اس سے ملا اور کہنے لگا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ کہا نہیں قسم خدا کی لیکن میں جانتا ہوں کہ تو آسمان کا فرشتہ ہے اللہ نے مجھ پر تیرے ذریعہ احسان

کیا، میری جان باقی رکھکر۔ تو اس نے کہا میں ہی ہوں کہ تمہارے قصیدہ کو اپنی جانب منسوب کیا تھا اور تو نے مجھ پر پردہ پوشی کی اور نہیں ہے احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ۔ تو ابن اسد نے کہا میں نے نہیں سنا کہ کسی قصیدہ کا انکار کیا گیا پھر بھی اس قصیدے نے صاحبِ قصیدہ کو نفع پہنچایا ہو سوائے اس قصیدہ کے۔ اللہ تجھے جزاء خیر دے، اور غسانی جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ گیا۔

وعَنْ عبدِ اللہ بن سوّار قال: قال لی الربیع الحاجب: أتُحِبُّ ان تسمعَ حدیثَ ابن ہبیرۃَ مع مسلمۃ؟ قلتُ نعم، قال: فارسلْ الخصیَّ کان لمسلمۃ یقوم علی وضوئہ فجاءَ فقال حدثنا حدیثَ ابن ہبیرۃَ مع مسلمۃَ قال: کان مسلمۃ بن عبد الملک یقوم من اللیل فلیتوضأ ویتنفل حتٰی یصبح فیدخل علی امیرالمؤمنین فانی لاصُبُّ الماءَ علٰی یدَیہ من اٰخر اللیل وھو یتوضأ اذ صاح صائحٌ من وراء الرواق، انا باللّٰہ وبالامیر فقال مُسْلمۃ صوتُ ابن ہبیرۃ اخرج الیہ فخرجت الیہ ورجعتُ وَ اخبرتُہٗ فقال ادخلہٗ فدخل فاذا رجلٌ یمید نعاسًا فقال انا باللّٰہ وبالامیر قال: انا باللّٰہ و انت باللّٰہ، ثم قال، انا باللّٰہ وبالامیر قال انا باللّٰہ وانت باللّٰہ حتیٰ قالہا ثلاثا، ثم قال: انا باللّٰہ، فسکت عنہ ثم قال لی انطلق بہ فوضّئہ ولیصل ثم اعرض علیہ احبَّ الطعام الیہ فاتہ بہ وافرش لہ فی تلک الصُّفۃ لصفۃٍ بین یدی بیوت النساء ولا توقظہ حتٰی یقوم متٰی قام فانطلقتُ بہ فتوضأ وصلّٰی وعرضتُ علیہ الطعام فقال شربۃ سویق فشرب وفرشت لہ فنام وجئتُ الی مسلمۃ فاعلمتہ، فغدا الی ہشام فجلس عندہ حتٰی اذا حانَ قیامہ، قال یا امیرالمؤمنین لی حاجۃ قال قضیتُ اِلا ان تکون فی ابن ہبیرۃ قال: رضیتُ یا امیرَ المؤمنین، ثم قام منصرفًا حتٰی اذا کادان یخرج من الایوان رجع، فقال: یا امیرالمؤمنین! مَا عوّدتنی ان تستثنی فی حاجۃٍ من حوائجی، وانی ان اکرہ ان یتحدث الناس انک احدثتَ علیَّ الاستثناء قال لا استثنی علیک قال فھو ابن ہبیرۃ فعفا عنہ۔

لغوی تحقیق مسلمہ بن عبدالملک بن مروان۔ سلطنتِ امویہ میں مشہور فاتح حکمراں تھا ہمیشہ رومیوں کے مقابلہ میں رہا ہر سال ان کے اوپر فوج کشی کرتا تھا اور ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے قلعے چھین لیتا تھا اس نے جو قلعے لئے تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں قلعۂ طوانہ، عموانہ، مرقلہ، قمونیہ، سطیہ، طرسوس وغیرہ۔ عبدالملک کی جانب سے جزیرہ اور آذربیجان کا گورنر تھا اور اسی نے ۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کو قتل کیا ہے۔ اس کی وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی ہے۔ رُواق: بالاخانہ، سائبان، برآمدہ اور بقول مطرزی چھت سے لیکر نیچے تک کا پردہ۔ ج اَرْوِقہ، رُوُق۔ رَاقَ (ن) روقًا الشراب: صاف ہونا۔ روقانًا ہ الشئ: پسند کرنا۔ یمید (ض) میدًا، میدانًا: جھکنا، ہلنا۔ صفت مائد۔ ج میدیٰ۔ نعاس: اونگھ۔ نعس (ف،ن) نعسًا الرجل: اونگھنا، سویق: ستو۔ حانَ (ض) حینونۃً: وقت کا آنا۔ حین: وقت۔ ج احیان۔ ایوان۔ محل۔ ج اداوین۔

توضیح اور عبد اللہ ابن سوار سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے ربیع دربان نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ ابن ہبیرہ کا واقعہ سنے مسلمہ کے ساتھ۔ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا تو پھر خصی کو بلوائیے جو مسلمہ کو وضو کراتا تھا تو خصی اس کے پاس آیا، اس نے کہا کہ ہم سے ابن ہبیرہ کا مسلمہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا بیان کرو تو خصی نے کہا کہ مسلمہ ابن عبد الملک رات کو اٹھ کر وضو کر کے صبح تک نفلیں پڑھتا تھا پھر امیر المؤمنین کے پاس جاتا تھا، میں اس کے ہاتھوں پر رات کے اخیر حصہ میں وضو کے وقت پانی بہا رہا تھا کہ اچانک محل کے پیچھے سے کسی نے آواز لگائی "انا باللہ و بالامیر" تو مسلمہ نے کہا ابن ہبیرہ کی آواز ہے، اس کے پاس نکل کر جاؤ! میں نکل کر گیا اور میں نے لوٹ کر اسے بتایا تو مسلمہ نے کہا اسے اندر بلا لو۔ وہ اندر آیا تو وہ ایسا شخص تھا کہ نیند کی وجہ سے ادھر ادھر ڈول رہا تھا پھر اس نے کہا "انا باللہ و بالامیر" تو مسلمہ نے کہا "انا باللہ وانت باللہ" پھر اس نے کہا "انا باللہ و بالامیر" مسلمہ نے کہا "انا باللہ وانت باللہ" یہاں تک کہ تین مرتبہ کہا پھر اس نے کہا "انا باللہ" پھر چپ ہو گیا۔ مجھ سے مسلمہ نے کہا اسے لے جاؤ وضو کراؤ تاکہ وہ نماز پڑھ لے پھر اس کے سامنے عمدہ کھانا پیش کرو پھر اس کے پاس آنا اور اس کیلئے اس چبوترے پر جو عورتوں کے گھر کے سامنے ہے بچھا دینا اور اس کو جگانا مت جب تک کہ وہ نہ اٹھے تو میں اسے لے گیا، اس نے وضو کیا اور نماز پڑھا اور میں نے کھانا پیش کیا تو اس نے کہا کہ ستو کا شربت ہونا چاہئے۔ پھر اس نے ستو کا شربت پی لیا اور میں نے اس کیلئے بچھا دیا پھر وہ سو گیا، اور میں مسلمہ کے پاس آیا تو میں نے اسے بتایا پھر وہ ہشام کے پاس آیا اس کے پاس بیٹھا یہاں تک کہ جب اس کے اٹھنے کا وقت آ گیا تو کہا اے امیر المؤمنین! میری ایک ضرورت ہے۔ تو اس نے کہا میں نے پوری کی مگر یہ کہ ابن ہبیرہ کے بارے میں ہو۔ مسلمہ نے کہا کہ میں راضی ہوں اے امیر المؤمنین! پھر وہ کھڑا ہو گیا لوٹتے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب محل سے نکلنے کے قریب ہوا پھر لوٹ گیا اور کہا اے امیر المؤمنین! آپ نے مجھے عادی نہیں بنایا ہے کہ میری کسی ضرورت میں استثناء کریں اور میں اس کو ناپسندیدہ سمجھتا ہوں کہ لوگ یہ بیان کریں کہ تو نے میرے لئے استثناء کیا ہے۔ تو امیر المؤمنین نے کہا میں تیرے لئے استثناء نہیں کرتا۔ مسلمہ نے کہا وہ ابن ہبیرہ ہی ہے، پھر امیر المؤمنین نے اسے معاف کر دیا۔

ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین

بیشک اللہ ہی رزق دینے والا اور طاقت والا اور مضبوط ہے

نقل الشیخ عبد الرحمن بن سلام المقریؒ فی کتاب العقائد ان سلیمان لما رأی ان اللہ تعالیٰ اوسع لہ الدنیا وصارت بیدہ قال: اللھم لو اذنت لی ان اُطعِم جمیع المخلوقات سنۃً کاملۃً فاوحی اللہ الیہ، انک لن تقدر علیٰ ذلک فقال: ولو یوماً واحداً: فاذن اللہ تعالیٰ لہ فی ذلک فامر سلیمانُ الجنَّ والانسَ بان یاتوا بجمیع ما فی الارض من ابقارٍ واغنامٍ ومن جمیع ما یوکل مِنْ اجناسِ الحیوانِ من طیرٍ وغیر ذلک فلما جمعوا

ذٰلك اصطنعوا له القدور الراسيات، ثم ذبح ذٰلك وطبخه، وأمر الريح أن تهب على الطعام لئلا يفسد، ثم مدّ ذٰلك الطعام في البرية فكان طول ذٰلك السماط مسيرة شهرٍ وعرضه مثل ذٰلك ثم أوحى الله تعالى إليه يا سليمان بمن تبتدئ من المخلوقات؟ فقال سليمان: ابتدئ بدواب البحر، فأمر الله حوتًا من البحر المحيط أن يأكل من ضيافة سليمان فرفع ذٰلك الحوت رأسه وقال يا سليمان! سمعت أنك فتحت باب الضيافة وقد جعلت عليك ضيافتي في هذا اليوم فقال سليمان دونك والطعام فتقدم ذٰلك الحوت وأكل من أول السماط فلم يزل يأكل حتى أتى إلى آخره في لحظة ثم نادى أطعمني يا سليمان وأشبعني فقال له سليمان: أكلت الجميع وما شبعت فقال الحوت هكذا يكون جواب أصحاب الضيافة للضيف؟ إعلم يا سليمان أن لي في كل يوم مثل ما صنعت ثلاث مرات وأنت كنت السبب في منع راتبتي في هذا اليوم وقد قصرت في حقي فعند ذٰلك خر سليمان ساجدًا لله تعالى وقال: سبحان المتكفل يا رزاق الخلائق من حيث لا يعلمون۔

لغوی تحقیق

اسبوع: ہفتہ۔ ج اسابیع۔ البقار۔ ج بقر۔ اغنام۔ ج غنم۔ قدور۔ ج قدر۔ راسیات۔ ج راسیۃ: اتنی بڑی دیگ جو وزنی ہونیکے سبب اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ بریۃ: جنگل، بیابان۔ ج براری۔ سماط: دسترخوان۔ ج سمط۔ حوت: مچھلی۔ اکثر و بیشتر بڑی مچھلی پر اطلاق ہوتا ہے۔ ج حیتان۔ دونک: اسم فعل ہے معنیٰ میں خذ کے یعنی لے لے۔ یقال دونک زیدًا، زید کو پکڑ۔ راتبۃ: وظیفہ۔ ج رواتب۔

توضیح

شیخ عبدالرحمٰن ابن سلام المقری نے کتاب العقائد میں نقل کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دنیا کو وسیع کر دیا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگئی تو کہنے لگا اے میرے معبود! اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں تمام مخلوقات کو پورے سال کھلاؤں (تو بہت بہتر ہوتا)، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تو اس پر ہرگز قادر نہیں ہے۔ پھر درخواست کی یا الٰہی ایک ہفتہ۔ تو اللہ نے جواب دیا، تو ہرگز قدرت نہیں رکھتا۔ پھر درخواست کی یا الٰہی ایک دن ہی سہی، تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کی اجازت دے دی۔ تو سلیمانؑ نے جنات اور انسانوں کو حکم دیا کہ وہ تمام کے تمام ان چیزوں کو جوان پر ہیں یعنی گائے، بیل اور بکریاں وغیرہ اور تمام ان چیزوں میں سے جو جنس حیوان میں سے ماکول ہیں یعنی پرندے وغیرہ*۔ جب انھوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا تو اس کے لئے بڑی بڑی دیگیں تیار کیں پھر ان کو ذبح کیا گیا اور ان کو پکایا گیا اور ہوا کو حکم دیا کہ کھانے پر چلے تاکہ خراب نہ ہوں پھر اس کھانے کو جنگل میں پھیلا دیا، پھر اس دسترخوان کا طول ایک مہینہ کی مسافت کے برابر تھا اور اس کا عرض بھی اتنا ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اے سلیمان! تو مخلوق میں سے کس سے شروع کرے گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں دریا کے جانوروں سے شروع کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت سلیمانؑ کی ضیافت میں سے کھائے۔ تو اس مچھلی نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے سلیمان! میں نے سنا ہے کہ تو نے ضیافت کا دروازہ کھول دیا ہے اور آج تو میری ضیافت کرے گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام

* [illegible]

نے فرمایا، لے اور کھانا شروع کر۔ تو وہ مچھلی آگے بڑھی اور دستر خوان کے شروع سے کھانے لگی۔ اس قدر کھاتی رہی کہ ایک منٹ میں سارا صاف کر دیا، پھر اس نے آواز لگائی کہ اے سلیمان مجھے کھانا کھلاؤ اور مجھے شکم سیر کرو۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو سارا کھا گئی اور شکم سیر نہیں ہوئی؟ تو مچھلی نے کہا، کیا اسی طرح میزبان کا جواب ہوتا ہے مہمان کیلئے اے سلیمان! آپ خوب جان لیجئے کہ میرے لئے ہر دن اس طرح جتنا تو نے پکایا تین مرتبہ متعین ہے، اور تو سبب بنا ہے آج میرے وظیفہ کے رکنے میں۔ اور تو نے میرے حق میں کمی کر دی۔ تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور کہنے لگے پاک ہے وہ ذات جو کفالت کرنیوالی ہے مخلوق کی روزیوں کے ساتھ جہاں سے وہ جانتے بھی نہیں۔

بسط العدل لہ ورد المظالم

انصاف کا پھیلانا اور مظالم کا دفاع

رُوِیَ عن الشیبانی قال: حدثنا محمد بن زکریا عن عباس المفضل الهاشمی فی خطبة ابن حُمید قال، انی لواقفٌ علیٰ رأسِ المامونِ یوماً وقد جلس للمظالم فکان آخر من تقدم الیہ (وقد ھمّ بالقیام) امرأةٌ علیھا ھیئة السفرِ علیھا ثیابٌ رثةٌ فوقفت بین یدیہِ فقالت السلام علیک یا امیرالمؤمنین ورحمة اللہِ وبرکاتہٗ فنظر المامونُ الیٰ یحییٰ بن اکثم فقال لھا یحییٰ: وعلیکِ السلام یا امة اللہ تکلمی فی حاجتکِ فقالت ے

یا خیرَ منتصفٍ یُھدیٰ لہُ الرشدُ ۔۔۔ ویا اماماً بہٖ قد اشرقَ البلدُ
تشکو الیک عمیدَ القومِ ارملةٌ ۔۔۔ عدا علیھا فلم یترک لھا سبدُ
وابتزّ منّی ضیاعی بعدَ منعتِھا ۔۔۔ ظلماً وفرّقَ منّی الاھلُ والولدُ

فاطرقَ المامُونُ حیناً ثم رفعَ راسہٗ الیھا وھو یقولُ ے

فی دون ما قلتِ زالَ الصبرُ والجلدُ ۔۔۔ عنّی واقرحَ منّی القلبُ والکبدُ
ھٰذا اذانُ صلوٰةِ العصرِ فانصرفی ۔۔۔ واحضری الخصمَ فی الیومِ الذی اَعِدُ
والمجلسُ السبتُ ان یقضِ الجلوسُ لنا ۔۔۔ نُنصِفْکِ منہُ والّا المجلسُ الاحدُ

قال فلما کان یوم الاحدِ جلس فکان اولَ من تقدّم الیہ تلک المرأةُ فقالت السلام علیک یا امیرَ المؤمنین ورحمة اللہِ وبرکاتہٗ فقال وعلیکِ السلام این الخصمُ فقالت علیٰ راسک یا امیرَ المؤمنین

وَاَو مَأتْ الی العَبّاسِ ابنہٗ فقال یا احمد بن ابی خالد خُذْ بیَدِہٖ فاَجلسَہٗ مَعَھَا مجلسَ الخصوم فجعل کَلاَمُہَا یَعلو کلاَمَ العَباسِ فقال لھَا اَحْمَدبن ابی خالدٍ یا اَمَۃَ اللّٰہِ انلِک بین یَدَی امیرالمؤمنین وانلِکِ تکلمین الامیر فاخفضی مِنْ صَوْتِکِ فقال المامون دَعْھَا یا اَحْمَدُ فاِن الحق انطقھَا وَاخرسَہٗ ثم قضی لھَا برد ضیعتھَا الیھَا وظلم العباس بظلمہٖ لھَا وامر بالکتاب لھَا الی العَامل ببلدھا ان یوغرلھا ضیعتھا ویحسن معاونتھا وامرلھَا بنفقۃٍ۔

لغوی تحقیق

الشیبانی۔ ابوعمرو اسحٰق بن مرزا، آپ کی ولادت ۹۶ھ میں ہوئی۔ علم لغت اور فن شعر میں اپنے وقت کے امام تھے۔ ابوعبید۔ یعقوب بن سکیت۔ امام احمد بن حنبل جیسے بلند پایہ حضرات آپ کے تلامذہ میں سے تھے، آپ نے بہت سی کتابیں زیر قلم کی ہیں جن میں مشہور تر کتاب النوادر الکبیر ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے قرآن کریم تحریر کرتے تھے۔ تقریباً اسی قرآن پاک آپ نے لکھا ہے۔ آپ کی اس دارفانی سے رحلت ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ قریب قریب ایک سو دس سال باحیات رہے۔ محمد بن زکریا۔ آپ کی ولادت شہر رے میں ہوئی۔ وہیں آپ نے نشوونما پائی اس کے بعد تقریباً ۳۰ رسال کی عمر میں بغداد میں منتقل ہوگئے۔ ابتدائً علوم عقلیہ، علم ادب، شعروشاعری سے بہت دلچسپی تھی۔ اس کے بعد علم طب اور علم فلسفہ کا شوق وذوق غالب آیا اور پوری مشغولیت کے ساتھ اُدھر لگ گئے، یہاں تک کہ حاذق اطباء میں سے شمار ہونے لگے۔ کتاب الحاوی آپ ہی کی تصنیف ہے جو تیس جلدوں میں سما سکتی ہے اور آج تک مرجع اطباء ہے۔ آپ نے شاہ منصور بن نوح کیلئے صناعت کیمیاء کے اثبات میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ شاہ نے دیکھ کر کہا، جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو عملی جامہ پہنا کر دکھا۔ ایسا نہ کر سکے تو شاہ نے ان کے سر پر اسی کتاب سے ضربیں لگوائیں جس کے ملال سے آپ کی بینائی جاتی رہی۔ آپ کی وفات ۳۱۱ھ میں ہوئی ابن حمید۔ ابوعثمان سعید بغدادی متوفی ۲۶۱ھ۔ صاحب انتصاف العرب من العجم۔ ثیابٌ رثۃ: پھٹے پرانے کپڑے۔ یحیٰ بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان ابومحمد تمیمی مروزی۔ آپ کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہوئی۔ آپ فقیہ عصر، محدث وقت امور قضاء کے واقف کار اور صاحب بصیرت تھے، انھیں اوصاف کیوجہ سے مامون نے آپ کو بغداد کا قاضی مقرر کیا اور اپنی سلطنت کے تمام وزراء کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی تھی، بیس سال کی عمر میں بصرہ کے قاضی ہوئے، اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا کہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی عمر میں زیادہ ہوں جن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ منتصف۔ انتصف سے اسم فاعل ہے: حق لینا۔ عمید القوم: سردار۔ ج عمداء۔ ارملۃ: غریب ومحتاج اور بیوہ عورت۔ ج ارامل۔ عدا (ن) عدوانا: ظلم کرنا۔ سبد: کم بال۔ یقال مالہ سبد ولالبد: اس کے پاس نہ تو بال ہیں اور نہ اون یعنی اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ سبد (ن) سبدًا الشعر: بال مونڈنا۔ ابتز: لوٹ لیا۔ ضیاع: زمین۔ العباس بن المامون: ۲۱۳ھ میں ان کے والد ماجد مامون نے جزیرہ کا اور جمادی الثانیہ ۲۱۸ھ میں طوانہ پر مقرر کیا کہ اس کو آباد کرے۔ عباس نے ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا شہر آباد کیا اور مختلف جنگ جو بہادر قوموں کو اس جگہ آباد کیا۔ شہر کی فصیل تین میل مدور تھی، مامون کے انتقال کے بعد عباس اور اس کے چچا معتصم میں تنازعہ ہوا مگر آخر میں معتصم کی خلافت پر بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ ۲۲۳ھ میں معتصم رومیوں کے

مقابلہ کیلئے نکلا اور کامیابی حاصل کرنیکے بعد قسطنطنیہ کیطرف بڑھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے عباس کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے، معتصم نے فوراً واپس آکر عباس کو قید کرلیا اور اسی سال عباس کا انتقال ہوگیا۔ احمد بن ابی خالد۔ مقدمۃ الکتاب میں مراجعت کرلی جائے۔ یوغز ارضہ ایغازاً: بغیر ٹیکس کے زمین دینا۔ وغزا (ض) وغزا الیوم: سخت گرم ہونا۔

توضیح امام شیبانی سے منقول ہے انھوں نے بیان کیا کہ محمد ابن زکریا نے مفضل ہاشمی ابن حمید کی وساطت سے تقریر بیان کیا، اس نے کہا کہ میں ایک دن مامون کی پیٹھ پیچھے کھڑا تھا اور مامون مظالم اور ان کے فیصلوں کیلئے دربار قائم کئے ہوئے تھا جب مامون اٹھنے کا قصد کرچکا تھا تو آخر میں ایک عورت آئی جس پر پھٹے پرانے کپڑے اور سفر کے آثار نمایاں تھے، وہ مامون کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی اور سلام کیا، مامون نے یحییٰ ابن اکثم پر نظر ڈالی تو یحییٰ نے عورت کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا اپنی حاجت کو بیان کر۔ عورت کہنے لگی۔ اے بہتر شخص مظلوم کا ظالم سے حق دلانیوالے، اے وہ شخص جس کیلئے ہدیہ کی گئی ہے رہنمائی، اور اے ہدایت کے امام کہ جس نے روشن کردیا ہے۔ تم سے قوم کے سردار کی شکایت کررہی ہے ایک بیوہ عورت کہ جس نے اس پر ظلم کیا اور اس کیلئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور ظلماً چھین لی مجھ سے میری جائداد اس کو روکنے کے بعد اور مجھ سے الگ کردیا گیا میرے گھر والوں کو اور میرے بچوں کو، مامون نے تھوڑی دیر تک سر جھکایا، پھر اس کی جانب سر اٹھایا یہ شعر پڑھتے ہوئے۔ شعر: اس سے کم میں جو تونے کہا صبر اور طاقت ختم ہوچکی مجھ سے اور میرے قلب و جگر کو زخمی کیا گیا۔ یہ عصر کی نماز کی اذان ہے تو تو لوٹ جا اور مدمقابل کو حاضر کر اس دن جس کا میں وعدہ کررہا ہوں اور مجلس سنیچر کو ہوگی، اور ہمارے لئے قسمت نے فیصلہ کیا، ہم تیرا اس سے انصاف دلائیں گے ورنہ اتوار کو مجلس ہوگی۔

راوی کہتے ہیں جب اتوار کا دن آیا مامون بیٹھا تو سب سے پہلے مامون کے سامنے وہی عورت آنیوالی تھی تو اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو مامون نے جواب دیا وعلیک السلام۔ کہاں ہے فریق مخالف تو اس نے جواب دیا کہ تیرے سرہانے کھڑا ہے اے امیر المؤمنین اور اشارہ کیا اس نے مامون کے بیٹے عباس کی جانب۔ تو مامون نے کہا اے احمد ابن خالد اس کا ہاتھ پکڑ اور مقدمہ کی مجلس میں اس کو اس عورت کے ساتھ بٹھاؤ۔ اس عورت کی بات عباس کی بات پر غالب آرہی تھی تو احمد ابن خالد نے کہا اے اللہ کی بندی تو امیر المؤمنین کے سامنے ہے اور امیر المؤمنین سے تو بات کررہی ہے لہٰذا اپنی آواز پست کرلو۔ تو مامون نے کہا اے احمد اس عورت کو چھوڑدو چونکہ حق نے اسے بولتا بنایا اور عباس کو گونگا بنادیا پھر اس عورت کیلئے اس کی جائداد کو لوٹانے کا اس عورت کی جانب فیصلہ کیا اور عباس کو سزادی اس کے ظلم کرنیکی وجہ سے اس عورت پر اور اس کے لئے اس عورت کے شہر کے گورنر کو خط کے ذریعہ یہ حکم دیا کہ وہ اس کے لئے اس کی جائداد کا ٹیکس نہ لے اور اسکے ساتھ حسن سلوک کرے۔

نبذۃ من وقعۃ الحرّۃ

حرّہ کے واقعہ کی ایک مختصر سی جھلک

وقعۃ الحرّۃ المشہورۃ التی کانت تبیدا ھل المدینۃ عن اٰخرھم قتل فیھا الجمّ الکثیر من الصّحابۃ

والتابعین وقیل، المقتول فیھا من الصحابۃ ثلاثۃ، منھم عبد اللہ ابن حنظلۃ و نُھبت المدینۃ و افتض فیھا الف عذراء و لم تقم الجماعۃ ولا الاذان فی المسجد النبوی مدۃ المقاتلۃ وھی ثلثۃ ایام۔

لغوی تحقیق

نبذۃ، شئ کا حصہ ٹکڑا، گوشہ۔ ج نُبَذ۔ نَبَذَ (ض) نبذًا الشئ: پھینک دینا۔ العھد: توڑ دینا۔ الحرّۃ: سیاہ پتھروالی زمین۔ ج حرار (وہی ارض بظاھر المدینۃ) تبید: آباد۔ ۶ ابادۃً: ہلاک کرنا۔ الجم۔ جموم سے ہے بمعنی کثرت۔ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر، الراہب الانصاری: حضرت حنظلہؓ جن کے جنازہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا، اسی وجہ سے آپ کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے یہ ان کے صاحبزادے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئے، آپ کی وفات کے وقت انکی عمر سات سال کی تھی، آپ انصار کے رہنما اور مدینہ کے امیر تھے۔ ذو الحجہ ۶۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔ نہبت، لوٹ لیا گیا۔ نہب (ن، ف) نہبًا، مالِ غنیمت لوٹ لینا۔ نہبۃ: لوٹ مار۔ افتض۔ انفضاض سے ماضی مجہول ہے۔ سہاگ لوٹنا۔ افتض الماء سے ماخوذ ہے۔ بمعنی رفتہ رفتہ پانی گرانا۔ یہاں اس سے مراد زنا ہے۔ عذراء: کنواری باکرہ۔ ج عذاری۔ عذرۃ: بکارت۔

توضیح

حرہ کا واقعہ جو مشہور ہے کہ مدینہ والوں کو جڑ ہی سے ہلاک کر دیا تھا اس میں حضرات صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت قتل کردی گئی۔ اور کہا گیا کہ اس جنگ میں صحابہ میں سے تین کو قتل کیا گیا جن میں سے عبد اللہ ابن حنظلہؓ ہیں اور مدینہ کو لوٹا گیا اور ایک ہزار باکرہ عورتوں کے ساتھ زنا کیا گیا، اور جماعت بھی قائم نہ کی جاسکی نہ اذان مسجدِ نبوی میں جنگ کی مدت تک۔ اور وہ تین دن ہے۔

خرج جابر بن عبد اللہ فی یوم من تلک الایام وھو اعمیٰ یمشی فی بعض ازقۃ المدینۃ و صار یعثر فی القتلیٰ ویقول، تعس من اخاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ قائل من الجیش من اخاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من اخاف اھل المدینۃ اخاف ما بین جنبی فحمل علیہ جماعۃ من الجیش لیقتلوہ فاجارہ منھم مروان و ادخلہ بیتہ قال السہیلی وقتل فی ذلک الیوم من وجوہ المھاجرین والانصار رضی اللہ عنھم الف و سبع مائۃ وقتل من اخلاط الناس عشرۃ آلاف سوی النساء والصبیان فقد ذکران امرأۃ من الانصار دخل علیھا رجل من الجیش وھی ترضع صبیھا وقد اخذ ما وجدہ عندھا ثم قال لھا ھات الذھب والا قتلتک وقتلت ولدک فقال لہ ویحک ان قتلہ فابوہ ابو کبشۃ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا من النسوۃ اللاتی بایعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ الصبی من حجرھا وثدیھا فی فمہ وضرب بہ الحائط حتی انتثر دماغہ فی الارض فما خرج من البیت حتی اسود نصف وجھہ وصار مثلۃ فی الناس قال السہیلی: واحسب ھذہ المرأۃ جدۃ للصبی لا اماً لہ اذ یبعد فی العادۃ ان یبایع امرأۃ وتکون یوم الحرۃ فی سن من ترضع ولداً

صغیرًا لہا، وَوَقعۃ الحرۃ ھٰذہٖ مِنْ اعلامِ نبوتہٖ صلّے اللہ علیہ وسلّم ففی الحدیث انہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وقف بھٰذہٖ الحرۃ وَقال لیقتلنَّ بھٰذا المکانِ رجال ھوخیار امتی بعد اصحابی۔

لغوی تحقیق

جابر بن عبداللہ: ابن عمر بن حرام ابوعبداللہ الانصاری الخزرجی السلمی مشہور صحابی ہیں اور صحابی زادے ہیں رضی اللہ عنہما۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں آپ کی شرکت مختلف فیہ ہے، باقی دس غزوات میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اخیر عمر میں آپ کی بینائی جاتی رہی، چورانوے سال کی عمر میں آپ دنیا سے تشریف لے گئے، مدینہ کے اندر صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔ ازقۃ ج زقاق: تنگ راستہ، گلی، کوچہ۔ یعثر (ک) عثارًا: گرنا۔ قتلی جمع قتیل: بمعنے مقتول۔ تعس (ف، س) تعسًا: ہلاک ہونا، برباد ہونا۔ اجارہ: پناہ دینا، امن دینا۔ مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف الاموی المدنی۔ آپ کی ولادت ۲ھ میں ہے لیکن صحبت ثابت نہیں، ابتداءً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے کاتب اور مشیر رہے اور حضرت معاویہؓ کے عہد میں کئی مرتبہ مدینہ کے والی مقرر ہوئے یزید کی وفات کے بعد بنی امیہ کے ہاتھ سے خلافت تقریبًا نکل چکی تھی، عبیداللہ بن زیاد نے انکو بیعت کر لینے کا مشورہ دیا۔ اس کے ہمت دلانے سے تیار ہو گئے۔ دمشق اور بالآخر مرج راہط کی فتح کے بعد شام اور مصر دو صوبوں میں ۶۵ھ میں ان کی خلافت قائم ہو گئی لیکن خلافت کا زمانہ فقط چھ ماہ رہا اور تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں رمضان ۶۵ھ میں انتقال کر گئے۔ اخلاط الناس: مختلف قسم کے ملے جلے لوگوں کی جماعت۔ ہات۔ قال فی الحاشیۃ ولعل ہات ہٰہنا من زلات الناسخین فان ہات یقال للمذکر وللمؤنث ہاتِ۔ ویحک کلمۂ ترحم و توجع ہے، کبھی مدح و تعجب کے موقع پر آتا ہے اور ویل کے معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابوکبشہ۔ عمرو بن سعد (یا سعید بن عمر یا عامر بن سعد) الانماری نزیل شام صحابی ہیں رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر سے روایت رکھتے ہیں اور ان سے سالم بن ابی الجعد اور نعیم بن زیاد وغیرہ روایت کرنیوالے ہیں۔ مثلۃ: آفت، ناک کان کا کاٹنا۔ قال فی الحاشیۃ ولعل ہٰذا سہو من الناسخین والصحیح مثلاً وہو العبرۃ، ومنہ قولہ تعالے فجعلناہ سلفًا ومثلاً للآخرین۔

توضیح

انھیں ایام میں سے ایک دن حضرت جابر بن عبداللہؓ نکلے اور وہ نابینا تھے، مدینہ کی بعض گلیوں میں ٹہل رہے تھے اور مقتولین سے ٹھوکر کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ذلیل ہو وہ شخص جس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کیا تو لشکر کے کسی آدمی نے کہا، کس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا؟ تو کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ جس نے اہلِ مدینہ کو خوفزدہ کیا اس نے اس چیز کو خوفزدہ کیا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے (دل کو)، لشکر میں سے ایک جماعت نے ان پر حملہ کیا تاکہ انھیں جان سے ماردیں لیکن انھیں میں سے مروان نے ان کو پناہ دی اور اپنے گھر میں داخل کر دیا۔ سہیلی کہتے ہیں کہ اس دن حضرات مہاجرین اور حضرات انصار میں سے بڑے بڑے لوگ ایک ہزار سات سو کی تعداد میں شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور مختلف لوگوں میں سے دس ہزار عورتوں اور بچوں کے علاوہ کو قتل کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک انصاری عورت پر لشکر کا ایک آدمی داخل ہوا در انحالیکہ وہ انصاری عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اور اس شخص نے اس عورت کے پاس جو بھی پایا لے لیا پھر اس سے کہنے لگا:

سونا لاؤ ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا اور تیرے بچے کو بھی قتل کردوں گا۔ تو عورت نے جواب دیا تجھ پر افسوس ہے اگر تو نے اس بچہ کو قتل کیا تو اس کا باپ ابوکبشہؓ ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور میں ان عورتوں میں سے ہوں جنھوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ تو اس نے بچے کو اس کی گود سے لے لیا اس حال میں کہ ان کی چھاتی بچے کے منہ میں تھی اور اسے دیوار پر مارا یہاں تک کہ بچے کا بھیجا زمین پر بکھر گیا لیکن وہ گھر سے نہیں نکلا تھا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہوگیا اور یہ لوگوں کے لئے عبرت ہو گئی۔ سہیلی کہتے ہیں میں اس عورت کے بارے میں بچے کی دادی ہونیکا خیال رکھتا ہوں نہ کہ ماں ہونے کا۔ اسلئے کہ عام طور پر یہ بعید ہے کہ ایک عورت بیعت کرے اور حرّہ کے دن اس عمر میں ہو کہ جو اپنے چھوٹے بچے کو دودھ پلائے۔ اور یہ حرّہ کا واقعہ نبوت کی علامتوں میں سے ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام حرہ پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا، اس جگہ کچھ لوگ قتل کئے جائیں گے جو میری امت میں بہتر لوگ ہوں گے میرے صحابہؓ کے بعد۔

الکرم کرم النفس

سخاوت تو جان کی سخاوت ہے۔

رُوِیَ عَنْ معن بن زائدۃ قالَ: لما هربتُ من المنصورِ خرجت من بابِ حرب بعد ان اقمتُ فی الشمسِ ایامًا وخففتُ لحیتی وعارضی ولبستُ جُبّةَ صوف غلیظةً ورکبتُ جملًا وخرجتُ علیہِ لامضیَ الی البادیۃ، قال فتبعنی اسودُ متقلدٌ سیفًا حتے اذا غبتُ عن الحرس قبضَ علی خطامِ الجملِ فاناخہٗ وقبض علیَّ فقلتَ ماشانك؟ فقال: انت بُغیَۃَ امیر المؤمنین فقلت لہٗ ومن انا؟ حتے یطلبنی امیر المؤمنین فقال معنُ بن زائدۃ، فقلتُ: یا ھٰذا اتق اللہ واین انا من معن بن زائدۃ؟ فقال: دع ھٰذا عنك، فانا واللہ اعرف بك فقلت لہٗ: فان کانت القصۃ کما تقول، فھٰذا جوھرٌ حملتہٗ معی باضعاف مابذلہ المنصور لمن جاء بی فخذہ ولا تسفك دمی، فقال: ھاتہ فاخرجتہ الیہ فنظرَ الیہ ساعۃً وقالَ صدقتَ فی قیمتہ، ولستُ قابلہ حتی اسألك عن شیٔ فان صدقتنی اطلقتك فقلتُ، قل، فقال، ان الناس قد وصفوك بالجود فاخبرنی ھل وھبتَ قطُّ مالك کلہ؟ قلت: لا قال، فنصفہٗ قلت: لا، قال: فثلثہٗ؟ قلتُ لا حتے بلغ العُشرَ فاستحییتُ وقلتُ: انی اظن انی قد فعلتُ ھٰذا فقالَ ما ذالكَ بعظیم، انا واللہ راجل ورزقی علی ابی جعفر عشرون درھمًا وھٰذا الجوھر قیمتہٗ الف دینار وقد وھبتُہ لكَ ووھبتك لنفسك ولجودك الماثور بین الناس، ولتعلمَ ان فی الدنیا من ھو اجود منك ولا تعجبك نفسك ولتحقِرَ بعد ھٰذا کل شیٔ تفعلہ ولا تتوقف عن مکرمۃ ثم رمی بالعقد الیَّ وخلّی خطام الجمَل وانصرف فقلتُ، یا ھٰذا قد واللہ فضحتنی ولسفك دمی اھون علیَّ ممّا فعلتَ فخُذْ ما دفعتہٗ الیك، فانی عنہ فی غنی فضحك ثم قال اردتَ ان تکذبنی فی مقامی ھٰذا فواللہ لا اٰخذہٗ

وَلَا اٰخذ لمعروفٍ ثمنًا ابدًا او مَضٰى فوالله لقد طلبتهٗ بعد اَن امنتُ وَ بذلت لمن جاء فی بہٖ ما شاءَ فما عرفتُ لهٗ خبرًا و کانّ الارض ابتلعتهٗ ۔ وکان سببُ غضب المنصورِ علٰی معن بن زائد ؔ انهٗ خرج مَعَ عمرو بن یزید بن عمرو بن هبیرة و ابلٰی فی حربہٖ بلاءً حَسنًا۔

لغوی تحقیق

معن بن زائدہ بن مطر ابوالولید۔ منصور کے مشہور سپہ سالاروں میں سے ہے۔ عہد بنی امیہ میں یہ امیر عراقین ابن ہبیرہ فزاری کی سرپرستی میں تھا، واسط کے محاصرہ کے زمانہ میں اس کے ساتھ رہا اور دلیری کے ساتھ مدافعت کی۔ اس کے قتل کے بعد منصور کے ڈر سے روپوش ہوکر جابجا پھرنے لگا۔ اتفاق یہ ہوا کہ چھ سو خراسانیوں کی ایک جماعت منصور سے ابومسلم کا قصاص لینے کیلئے مستعد ہوئی۔ یہ لوگ کاشان کے قریب مقام "بلیدہ" میں اکٹھا ہوئے۔ وہاں سے انبار پہنچے جب شہر میں داخل ہو گئے تو منصور کو خبر ملی، وہ مقابلہ کیلئے نکلا۔ معن اس وقت شاہی محل کے سامنے موجود تھا اس نے خلیفہ کی سواری پکڑی اور کہا آپ واپس جائیے ہم مقابلہ کیلئے کافی ہیں، منصور نے واپسی سے انکار کیا، اسی دوران میں خراسانی ٹوٹ پڑے۔ معن نے مختصر سی جماعت کی مدد سے ان کو مار بھگایا اور اپنی سپہ گری کا جوہر دکھلایا، منصور اس بہادری سے دنگ رہ گیا اس کو شیر مرد کا خطاب دیا اور جب حال اور نام سے باخبر ہوا تو امان عطا کی اور دس ہزار درہم دیکر یمن کی امارت پر بھیجدیا، وہاں اس نے بغاوتوں کو مٹا کر امن و امان قائم کیا اور نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔ جب سیستان میں شورش بڑھی تو منصور نے اس کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس صوبہ کو بھی ٹھیک کیا۔ ۱۵۱ھ میں وہیں خارجیوں نے اس کو بے خبری میں قتل کر ڈالا۔ معن علم و دانائی میں ممتاز، سخاوت میں حاتم، شجاعت میں رستم تھا۔

ہربت (ن) ہربًا، بھاگنا۔ عارض، رخسار۔ الحرس، شاہی محافظ۔ قال فی المصباح ولا یستعمل لهٗ واحد من لفظہٖ۔ خطام: مہار، نکیل۔ ج خُطُم۔ اناخہ: اونٹ کو بٹھانا۔ بغیہ: مطلوب۔ بغا (ن) بغوًا الشیٔ: غور سے دیکھنا۔ بغی (ض) بغیًا، بغیۃً، الشیٔ: طلب کرنا، علیہ: ظلم کرنا۔ صفت باغ۔ ج بغاۃ۔ بغی: زانیہ۔ ج بغایا۔ این۔ اسم ظرف ہے بمعنی کہاں۔ کبھی تفصیل کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے این انا من معن بن زائدہ، یعنی اس کو مجھ پر بہت فضیلت ہے۔ لاتسفک: خون بہانا۔ مکرمۃ: بزرگی۔ فضحتنی (ف) فضحًا: رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔

توضیح

معن بن زائدہ سے روایت بیان کی گئی ہے اس نے کہا جب میں منصور کے پاس سے بھاگا میں باب حرب سے نکلا اس کے بعد کہ میں دھوپ میں کئی روز رہا اور میں نے اپنی ڈاڑھی اور رخسار کو ہلکا بنا دیا تھا اور اُون کا موٹا جبہ پہن لیا تھا، اور اونٹ پر سوار ہو کر جنگل جانے کیلئے نکلا۔ انھوں نے بیان کیا تو میرے پیچھے ایک حبشی تلوار لٹکائے ہوئے چل پڑا یہاں تک کہ جب میں چوکیداروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اسے بٹھایا اور مجھے پکڑ لیا تو میں نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا تو امیر المؤمنین کا مطلوب ہے تو میں نے اس سے کہا اور میں کون ہوں کہ مجھے امیر المؤمنین طلب کرے۔ تو اس نے کہا معن ابن زائدہ۔ تو میں نے کہا او بھلا شخص تو اللہ سے ڈر میں کیا ہوں معن ابن زائدہ تو اس نے کہا یہ سب چکر چھوڑ۔ میں بخدا تمہیں پہچانتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا اگر واقعہ

اس طرح ہے جس طرح تو کہہ رہا ہے تو یہ وہ موتی ہے جسکو میں اپنے ساتھ لایا ہوں ان چیزوں کی دوگنی قیمتوں سے جو منصور اس شخص پر خرچ کریگا جو مجھے لے آئے، تو تو اسے لے لے اور میرا خون نہ بہا۔ تو اس نے کہا لا۔ پس میں نے اسے نکال کردے دیا اور اس موتی کیطرف کچھ دیر تک دیکھتا رہا اور کہا تو سچا ہے اس کی قیمت میں، اور میں اس کو قبول نہیں کرسکتا یہانتک کہ تجھ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھ لوں، اگر تو مجھے سچ سچ بتادے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا تو میں نے کہا کہ کہو! تو اس نے کہا کہ لوگ تیری سخاوت کی تعریف کرتے ہیں تو تو مجھے بتا کیا تو نے اپنا سارا مال ہبہ کردیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو نصف؟ میں نے کہا نہیں۔ تو پھر اس نے کہا ثلث؟ میں نے کہا نہیں۔ یہانتک کہ عشر تک پہنچ گیا۔ تو مجھے شرم معلوم ہوئی۔ میں نے کہا شاید میں اتنا کیا ہونگا۔ تو اس نے کہا یہ تو کوئی بڑی سخاوت نہیں ہے۔ بخدا میں ایک پیادہ شخص ہوں اور میرا وظیفہ ابو جعفر کے یہاں بیس درہم ہے اور یہ جوہر اس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے اور میں نے اسے تجھکو ہبہ کردیا تیری وجہ سے اور تیری سخاوت کیوجہ سے جو لوگوں کے درمیان مشہور ہے تاکہ تو جان لے کہ دنیا میں وہ شخص بھی ہے جو تجھ سے بڑا سخی ہے۔ اور تجھے تعجب میں نہ ڈالے تیرا نفس تاکہ تو حقیر سمجھے اس کے بعد ہر اس چیز کو جس کو تو کرے اور کسی باعث عزت چیز سے نہ رُکے پھر اس نے اپنا ہار میری جانب پھینکا اور اونٹ کی نکیل چھوڑ دی اور لوٹ گیا۔ تو میں نے کہا اے فلاں قسم خدا کی تو نے مجھے رسوا کیا اور یقیناً میرے خون کا بہایا جانا میرے لئے زیادہ آسان ہے اس چیز کی بہ نسبت جو تو نے کیا، تو تو لے جو میں نے تجھے دیا تھا میں اس سے مستغنی ہوں تو وہ ہنسا پھر کہنے لگا کہ تو مجھے جھٹلانا چاہتا ہے میرے اس درجہ کو، تو بخدا میں اسے نہیں لوں گا اور کسی احسان کیلئے کوئی قیمت بھی نہیں لوں گا اور وہ چلا گیا۔ قسم خدا کی میں نے اسے تلاش کیا جبکہ میں مامون ہو چکا تھا اور میں نے خرچ کرنا چاہا اس شخص پر جو میرے پاس اسے لائے جو چاہے لیکن میں اس کی کوئی خبر جان نہ سکا گویا کہ زمین اسے نگل گئی۔ اور معن ابن زائدہ پر منصور کے خفا ہونیکا سبب یہ تھا کہ معن ابن زائدہ عمر بن یزید اور عمر بن ہبیرہ کے ساتھ نکلا تھا اور اس کی جنگ میں اس نے ایک نمایاں کارنامہ انجام دیا۔

الشجاعة
بہادری

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ بسندٍ متصلٍ عن ابن الاعرابی قال بلغنی انہٗ کان رجلٌ من بنی حنیفۃ یقال لہٗ جحدر بن مالک فتاکًا شجاعًا فقد اغار علی عامل الحجاج فکتب الی عاملہ بالیمامۃ یوبخہٗ بتلاعب جحدر بہ ویامرہٗ بالاجتہاد فی طلبہ فلما وصل الیہ الکتاب ارسل الی فتیۃ من بنی یربوع فجعل لہم جعلاً عظیمًا ان ہم قتلوا جحدرًا او اتوا بہ اسیرًا فانطلقوا حتی اذا کانوا قریبًا منہ ارسلوا الیہ انہم یریدون الانقطاع الیہ والتحرز بہ فاطمأن الیہم ووثق بہم فلما اصابوا منہ

غِرّۃ شدٗ و ٗکتافاوقد مواہ علی العامِل فوجّہ بہ معھم الی الحجّاج فلما اُدخِلَ علی الحجّاج قال لہ:
مَنْ انت؟ قال انا جحدر بن مالكٍ، قال، ما حَمَلَكَ علیٰ ما كانَ منك؟ قال جرأۃ الجنان وجفاءُ السلطان
وكلب الزمان، قال: وما الذی بلغ منك فجرّأجنانك؟ قال لوبلانی الامیر (اكرمہ اللہ)،
لوجدنی من صالح الاعوان وبُهَم الفرسان وذٰلك انی ما لقیت فارسًا قطّ الاوكنتُ علیہ
فی نفسی مقتدرًا فقال لہ الحجاج: انا قاذفون بك الیٰ اسد عاقرٍ ضارٍ فان هوقتلك كفانا
مؤنتك، وان انت قتلتہ خلینا سبيلك قال اصلح اللہ الامیر عظمت علینا المنّۃ وقویت
المحنۃ قال الحجّاج فانا لسنا بتاركیك تقاتلہ الا وانت مكبّلٌ بالحدید فامربہ الحجّاج
فغُلت یمینہ الیٰ عنقہ وارسل بہ الی السجن ثم امَرَ الحجّاج باسدٍ عاتٍ فجئَ بہ یُجَرّ علی
عجلٍ فاجیع ثلاثۃ ایامٍ وَارسلَ الیٰ جحدر وَیدہُ الیمنیٰ مغلولۃٌ الی عنقہٖ واعطی سیفًا والحجّاج
وَجُلَساؤہٗ فی منظرۃ لهم فلما نظر جحدرٌ الی الاسد انشأ یقول (ابیاتا تركناہ) فلمانظر الیہ
الاسَدُ زارَ زارۃً شدیدۃً وتمطّی واقبَلَ نحوہٗ، فلماصار منه علیٰ قدرِ رمح وثب وثبۃ شدیدۃً
فتلقاها جحدرٌ بالسیف فضرب ضربۃً حتےٰ خالط ذُباب السّیف لهواتہ فخرّالاسدُ كانہٗ خیمۃٌ
صرعتها الریح وسقط جحدرٌ علیٰ ظهرہ من شدۃِ وثبۃ الاسد وموضع الكبول فكبّر الحجّاج
والناس جمیعًا واكرم جحدرًا واحسنَ جائزتہٗ۔

لغوی تحقیق

ابن الاعرابی۔ ابوعبداللہ محمد بن زیاد کوفی ۱۵۰ھ یا ۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے اور عنفوانِ شباب میں تحصیلِ علم کا شوق پیدا ہوا تو ابومعاویہ ضریر، مفضل ضبی، کسائی وغیرہ کی خدمت میں تلمذ کے لئے حاضر ہوئے، ان کا حافظہ خداداد تھا، فطری ذہین تھے، طبیعت کے نقاد تھے، تھوڑی محنت سے چند دن میں اپنے معاصرین سے بھی بڑھ گئے پھر پڑھانے کیطرف متوجہ ہوئے۔ ابراہیم حربی، ابن السکیت، ابوالعباس ثعلب ابوعکرمہ وغیرہ ان کے شرفِ تلمذ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ تقریبًا سو شاگردوں کو کتاب کیطرف رجوع کئے بغیر پڑھاتے تھے، اور ان کے سوالوں کے جواب بے دھڑک دیتے تھے۔ فضل شعرانی کا قول ہے کہ زمانۂ سابق میں ایک فن کے سردار گذر گئے۔ سفیان ثوری حدیث میں سردار تھے۔ ابوحنیفہ قیاس میں، کسائی قراءت میں، لیکن اس زمانہ میں ابن الاعرابی سے بڑا کوئی سردار نہیں وہ کلامِ عرب کے سردار ہیں۔ کتاب النوادر، کتاب الانواع، کتاب النبات، کتاب صفۃ الخیل وغیرہ انکی کی تصانیف ہیں۔ آپنے ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ جحدر بن ربیعہ یا مجدر بن معاویہ محرزی بہت بڑا ڈاکو تھا۔ ولید بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں یمن میں قافلوں کو لوٹتا تھا لیکن زبان آوری اور بہادری میں یگانہ تھا۔ حجاج نے اس کو قید کرلیا تھا لیکن جب اس کی دلیری دیکھی تو رہا کردیا اور یمامہ کا والی بنادیا۔ فتاک۔ فاتک اسم فاعل کا مبالغہ ہے: کرگذرنے والا۔ اغار۔ اغارۃً: لوٹ ڈالنا، زبردستی کسی کا مال لینا، غارتگری کرنا۔ یمامہ۔ دراصل ایک کنیز کا نام تھا جو تین روز کی مسافت

سے سوار کو دیکھ لیا کرتی تھی، بلاد جو اس کیطرف منسوب اور اسی کے نام سے موسوم ہیں۔ یمامہ، مکہ کی جانب سے وسط شرق میں ایک شہر ہے جس کو بصرہ اور کوفہ سے سولہ مراحل کا فصل ہے۔ بنی یربوع: ایک قبیلہ ہے جو یربوع بن حنظلہ بن مالک کیطرف منسوب ہے۔ حضرت متمم بن نویرہ رضی اللہ عنہ اسی قبیلہ سے ہیں۔ عزۃ: غفلت، ناتجربہ کاروں کی جماعت۔ ج عزر۔ کتافا: وہ رسی جس سے باندھا جائے۔ الجنان: دل۔ کلب الزمان: زمانہ کی سختی۔ بلاَنی۔ بلوا: آزمانا۔ بہم۔ ج بہمۃ: بہادر۔ فرسان۔ ج فارس: شہسوار۔ قاذفون۔ ج قاذف: پھینکنے والا۔ عاقر: پھاڑنے والا۔ ضار۔ ضری (س) ضرئ، ضراۃ۔ الکلب بالصید: کتے کا شکار پر خوگر ہونا، مع خون کے چٹ کرجانا۔ صفت ضار۔ ج ضوار۔ مکبل۔ کبلہ (ض) کبلاً: بیڑی ڈالنا، قید کرنا۔ غلت۔ ماضی مجہول ہے: ہاتھ میں ہتھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ عاث۔ اسم فاعل ہے۔ عثی (ن، ض، س، ک) عثوا، عثیا: فساد میں مبالغہ کرنا۔ صفت عاث۔ ج عثاۃ، عثی۔ عجل۔ ج عجلۃ: سامان، لادنے کی گاڑی۔ منظرۃ: تماشہ گاہ۔ زار (ف، ض) زارۃ: چنگھاڑنا۔ تمطی: انگڑائی لینا۔ ذباب السیف: تلوار کی دھار والی جانب۔ لہوات۔ ج لہاۃ: حلق کا کوا۔ اس کی جمع لہیات، لہی، لہا، لہاء بھی آتی ہے۔ لہوۃ: پیستے ہوئے چکی میں ایک دفعہ جتنی مقدار میں غلہ ڈالیں، لب بھر مال۔ عطیہ۔ ج لہی۔ کبول: بیڑی۔

توضیح ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سند متصل کیساتھ بیان کیا ہے کہ ابن اعرابی سے انھوں نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی کہ بنی حنیفہ کا ایک شخص جس کو جحدر ابن مالک کہا جاتا تھا وہ نہایت خونریز اور بہادر تھا، اس نے حجاج کے ایک گورنر پر حملہ کیا تھا، حجاج نے اپنے یمامہ کے عامل کے پاس لکھا جس میں اس کو تاکید کی تھی جحدر کے ساتھ مذاق کرنے کی اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ خوب محنت سے تلاش کرے۔ تو جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے بنی یربوع کے جوانوں کو اطلاع بھیجی اور ان کیلئے زبردست انعام رکھا اگر وہ جحدر کو قتل کریں اور اس کو گرفتار کرلیں تو وہ لوگ چلے جب اس کے قریب ہوئے اور کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ ہم آپ کی مخصوص صحبت سے بہرہ اندوز اور گردش ایام سے آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔ جحدر نے ان پر اطمینان اور اعتماد کیا۔ جب انھوں نے اسے غافل پایا تو اس کے مونڈھوں کو باندھ دیا اور عامل کے سامنے پیش کیا، عامل نے جحدر کو انھیں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجا۔ جب حجاج کے پاس لایا گیا تو اس سے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جحدر ابن مالک ہوں تو حجاج نے کہا تجھے اس چیز پر کس نے آمادہ کیا جو تجھ سے سرزد ہوئی؟ تو اس نے کہا، دل کی جرأت، بادشاہ کا ظلم اور زمانے کی سختی نے۔ حجاج نے کہا اور یہ حالات کس حد تک پہنچے کہ جنھوں نے تیرے دل کو جری بنا دیا؟ اس نے کہا اگر مجھے امیر المؤمنین آزمائے تو مجھے ایک شریف مددگار اور عمدہ شہسوار پائیگا اور وہ اسلئے کہ میں نے کبھی کسی شہسوار سے ملاقات نہیں کی مگر میں اس پر غالب رہا۔ تو اس سے حجاج نے کہا کہ ہم تجھے ڈالتے ہیں ایک شکار کے خوگر شیر ببر کے سامنے، اگر وہ تجھے ختم کردے تو تیرا بوجھ ہمارے لئے کفایت کریگا اور اگر تو نے اسے ماردیا تو ہم تجھے چھوڑدیں گے، تو اس نے کہا، اللہ خلیفہ کی اصلاح فرمائے آپ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور بڑی محنت کی۔ حجاج نے کہا ہم تمہیں اس سے لڑنے کیلئے نہیں چھوڑیں گے مگر لوہے سے جکڑکر۔ تو حجاج نے جکڑنے کا حکم دیدیا، اس کے دائیں ہاتھ کو اس کی گردن پر باندھ دیا گیا اور اس کو قیدخانہ بھیجدیا گیا۔ پھر حجاج نے ایک خونخوار شیر

لانیکا حکم دیا، وہ شیر گاڑی پر کھینچ کر لایا گیا اور اسے تین دن بھوکا رکھا گیا اور اسے حجدر پر چھوڑا گیا اس حال میں کہ اس کا دایاں ہاتھ اس کی گردن پر بندھا ہوا تھا اور اسے ایک تلوار دیدی گئی، اور حجاج اور اس کے مصاحبین وہ تماشہ دیکھنے لگے۔ جب حجدر نے شیر کو دیکھا تو وہ کچھ اشعار پڑھنے لگا جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ جب شیر نے اسے دیکھا تو اس نے بہت زور سے چیخ لگائی اور انگڑائی لیکر اس کیطرف بڑھا۔ جب اس سے ایک نیزہ کے فاصلہ پر تھا تو وہ بہت زور سے کودا، حجدر نے تلوار سے اس کا مقابلہ کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ تلوار کی نوک اس کے جبڑوں سے پیوست کر گئی، تو شیر اس طرح گر پڑا گویا کہ وہ ایک خیمہ ہے جس کو ہوا نے ڈھا دیا، اور حجدر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑا شیر کے بہت کودنے کیوجہ سے اور جکڑنے کی تکلیف کیوجہ سے۔ تو حجاج اور تمام لوگوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حجدر کا بہت اکرام کیا گیا اور اسے انعام دیا گیا۔

وَمِنْ قصتہ بهرام جور الملك فى ابتداءِ ملكہ ان والدہٗ يزدجرد الاثيم سلمہٗ وهو صغيرٌ الى المنذر بن النعمان ملك العرب ليتولى تربيتہٗ ويخرجہٗ ففعل ذلك فلما كبر علمہ الفروسيۃَ واللہ تعالٰى قد ركبها فيه وهيأه لبلوغ غايتها، ثم جاء به الى والده وعرض عليه فروسيتہ ورميہٗ وحذقہٗ فى حمل السلاح ثم استنطقہٗ فوجدہٗ فصيحًا فاضلاً بارعًا فى الالسن المتداولۃِ فاعجب به وانصرف المنذر فبقى بهرام عند ابيہ لا يصرفہ فى امر ولا يوسعُ عليہِ فى نفقتہِ ويحجبہ ويقصيہ ويبغض عنہ فصبر حتى ورد رسولُ الروم الى يزدجرد فسألہٗ بهرامُ ان يشفع لہٗ عند والدہٖ ان يُطلِق سراحہٗ ليعودَ الى العرب فانہٗ قد اشتاق اليهم فاذِنَ لہٗ فانصرف فاقامَ مكرمًا عند المنذر حتى ماتَ والدہٗ يزدجرد فاجتمعتْ عظماءُ الفرس على رجل من اهل بيت المملكۃ يسمّى كسرٰى فولّوه عليهم لكراهتهم فى يزدجرد لسوءِ سيرتہ ولم يريدوا بقاءَ الملكِ على ولدہٖ فلما بلغ المنذرَ ذلك اَعلم بهرامَ وقال لہٗ: هل تنهضُ لاخذ الملكَ لكَ؟ فانى اجمع العرب اسير معك، فقالَ: ان تفعل تجزَ بہ فجمَع عساكر العرب وسارَ حتى اناخ بمدينۃ ملكِ الفرس فخرجَ اليہ المرازبۃُ والعظماءُ وقالوا لہٗ نحن قد انعمَ اللہُ علينا بالخلاص من يزدجردِ وظلمہٖ وعسفہ ونخشى ان يكونَ ولدہٗ على سيرتہ وقد قلدنا هذا الملكَ امورنا فلا يكن من قبلك الينا شرٌّ فقال لهم: اجتمعوا الى بهرام واسمعوا كلامہٗ واشرطوا عليہِ ما تريدونَ فان اتفق ما يُرضيكم والاّ عُدتُ فوعدهم ليوم اجتمعوا فيہ لذلكَ وكانَ المنذرُ قد صنع لهم طعامًا وشرابًا واجلسَ بهرام على تخت من وراء حجاب ثم لما تكاملَ جمعُهم وفرغ اكلهم اَمرَ برفع الحجاب والسّلام عليہ فاحسنَ الردّ عليهم وخطبهم خطبۃً بليغۃً فارسيۃً ووعدهم فيها بالجميل والخير والفضلِ واتباع الشرع ثم قالَ: واما طلبى الملكَ فليس بمجرد الارثِ بل يوضع التاجُ والحلۃُ والخاتمُ بين يدى اسدين ضاريين واحضرُ انا وملككم الذى قلدتموه فمن انتزع آلۃَ الملكِ استحق الولايۃَ عليكم فاعجبهم ما سمعوه من فصاحتہ

وَشاهَدوه من صَباحته مَعَ مَوَاعيده الجَميلة فاتفقوا علىٰ اَن يفعلوا ذٰلكَ فاخذ واالتاجَ وَ الخاتمَ والحُلّةَ وَوَضعوهَابين يدى اسدَين مجوّعَين مَعَ خروف مسلوخ وَاجتمع العظماءُ وَالمَرَازبَةُ والموَابذةُ وَ اَركانُ الدولةِ لمشاهدة ذٰلكَ فقال بهرام لكسرٰى تقدّم لاخذ التاج فرأى الآساد وهى تزأر نارتاع لذٰلكَ فقالَ: بل تقدّم انتَ فقالَ علٰے خيرة اللّٰهِ وَتقدّمَ وبيده كرز الذهب فقصدَ الى الحُلّة وَاُطلق الاسَدَان مِنَ السَلاسِل قصَده احدُهمَا فلمّا قرب منه راوغَه ثم وثب علٰے ظهره فركبه وعَصره بفخذَيه حتّٰى كادت اَضلاعه تندقّ فقصده الاسدُ الآخرُ فبادره بالكرز علىٰ ام راسه فاشتغله وَلم يَزل ذٰلكَ الاسد الذى تحته يقعد ويقوم وَهولا يفلتُ فخذيه عنه وَيضربه بالكرز فى دماغه حتّٰى قتله ثم عطف علىٰ الآخر فقتله فارتفعت الضجّاتُ وَاستَبشرَ الناسُ وَدعواله ووضع التاج علىٰ رأسه وجلسَ علٰے تخت الملكِ باستحقاق۔

لغوی تحقیق

بہرام جور۔ شاہانِ فارس میں سے پانچواں بادشاہ ہے جو انتہائی ذکی، نہایت دلیر بڑا بہادر اور صاحب دبدبہ تھا۔ گورخر کے شکار کا بہت شوقین تھا اس لئے اس کا لقب جور ہوگیا۔ اپنے والد کے بعد ۴۲۵ھ میں تخت نشین ہوا اور اکیس ۲۱ سال تک حکومت کی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستان تک آیا تھا اور کسی راجہ نے اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی بھی کی تھی۔ یزدجرد۔ بہرام جور کے باپ کا نام ہے جو ملکِ فارس کا حکمراں تھا۔ ۳۹۰ء میں تخت نشین ہوا اور ستم ظرفی وقتل وغارتگری وخونریزی کے وہ پہاڑ توڑے کہ شاہانِ فارس میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے ملک کی مدت بھی اکیس ۲۱ سال ہے، اس کی موت گھوڑے کے لات مارنے سے واقع ہوئی ہے۔ یخرجہ۔ خرّج الولد فی الادب: مہذب وتجربہ کار بنانا۔ فروسیۃ: شہسواری۔ حذقۃ (ض، س) ماہر ہونا، تجربہ کار ہونا، کامل فن ہونا۔ یحجبہ: پاس آنے سے روکنا۔ یقصہ۔ اقصاءً: دفع کرنا، دور کرنا۔ یغض (ن) غضاعنہ طرفہ: نگاہ نیچی کرنا۔ یطلق اطلاقًا: چھوڑ دینا۔ سراح۔ تسریح کا اسم ہے بمعنی چھوڑ دینا۔ پس یہ مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔ اشتیاق: مشتاق ہونا۔ الفرس: ملک فارس کے باشندے۔ تنتہض انتہض القوم للقتال: مقابلہ کیلئے کھڑا ہونا۔ تجز۔ جزاءٌ سے مضارع مجہول ہے اور جزاءِ شرط ہونیکی وجہ سے مجزوم ہے۔ اناخ۔ الجمل: اونٹ کو بٹھانا۔ مرازبہ۔ ج مرزبان: فارسیوں کا رئیس سردار۔ عسف (ض) السلطان: ظلم کرنا۔ الرجل: مقصد کی تلاش میں بھٹکنا۔ والّا عدت۔ الا حرفِ استثناء نہیں ہے بلکہ ان شرطیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے۔ قربِ مخارج کیوجہ سے نون کا لام میں ادغام ہوگیا، گویا تقدیرِ عبارت یوں ہوئی "وان لم ینفق منہ ما یرضیکم" کذا فی الحاشیۃ۔ ضاریین۔ ضار کا تثنیہ ہے۔ ضری (س) ضریٰ ضراءً الکلب بالصید سے ہے: کتے کا شکار پر خوگر ہونا۔ آلۃ الملک مراد تاج وردی اور انگوٹھی ہے۔ صباحۃ الوجہ: چہرہ کا چمکیلا ہونا۔ مجوّعین۔ مجوّع، اسم مفعول کا تثنیہ ہے بمعنی بھوکا۔ خروف: بکری کا بچہ۔ مسلوخ: جس کی کھال اتار لی گئی ہو۔ موابذۃ۔ ج موبذ: فارسیوں کا فقیہ اور مجوسیوں کا حاکم۔ آساد۔ ج اسد: شیر تزأر (س، ض، ف) چنگھاڑنا۔ کرز۔ معرب گرز۔ السلاسل۔ ج سلسلۃ: زنجیر۔ سَلسَلَ، سَلسَلۃً الشئ بالشئ: ایک

کو دوسرے سے جوڑنا۔ راوغۃ: کشتی لڑنا، دھوکہ دینا۔ وثب (ض) وثوبا: کودنا۔ اضلاع۔ ج ضلعٌ: پسلی۔ تندق: ٹوٹنا ام الرأس: دماغ کی جھلی۔ لایفک: نہ چھڑا سکا۔ ضجات۔ ج ضجۃ: چیخ و پکار، شور و غل۔

توضیح بہرام گور کا اس کی حکومت کی ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ اس کے باپ یزدجرد الاثیم نے بہرام گور کو اس کی کم عمری میں منذر ابن نعمان کے حوالہ کیا تھا تاکہ وہ اس کی تربیت کا خیال رکھے اور اس کو فاضل بنائے منذر نے ایسا ہی کیا۔ جب بہرام بڑا ہو گیا تو اس کو فن شہسواری سکھائی اس میں اللہ نے شہسواری پیدا کی، اور اس کے آخری حد تک اللہ نے اسے تیار کیا شہسواری کی انتہاء تک پہنچنے کیلئے۔ پھر اسے اس کے والد کے پاس لایا اور اس کے سامنے اس کی شہسواری، تیر اندازی اور ہتھیار چلانے میں مہارت پیش کیا پھر اس کو بلوایا تو اسے خوش بیان فاضل اور تمام استعمال ہونیوالی زبانوں میں ماہر پایا۔ بہرام کا باپ بہت خوش ہوا اور منذر واپس آگیا، بہرام اپنے والد ہی کے پاس رہا مگر اس کے باپ نے بہرام کے خرچہ میں نہ وسعت پیدا کی اور نہ کسی کام میں لگایا، قریب آنے سے بھی منع کر دیا اور اپنے سے دور رکھنے لگا یہاں تک کہ جب اسے وہ دیکھتا تھا تو نظریں جھکا لیتا تھا، بہرام اس پر صبر سے کام لیتا تھا، جب یزدجرد کے پاس روم کا قاصد آیا تو بہرام نے اس سے درخواست کی کہ والد صاحب سے میرے لئے آپ سفارش کریں کہ وہ مجھے چھوڑ دیں عرب جانے کیلئے، چونکہ مجھے عرب جانیکا بہت شوق ہے۔ سفیر نے سفارش کی تو والد نے اجازت دیدی۔ آخر کار بہرام عرب لوٹ کر منذر کے ساتھ عزت سے رہا یہاں تک کہ یزدجرد کی وفات ہو گئی اور اہل فارس میں سے شرفاء کی ایک بڑی جماعت شاہی خاندان کے ایک آدمی کسریٰ پر متفق ہو گئی اور سبھوں نے اسے حاکم تسلیم کیا چونکہ یزدجرد کو اس کی بدخلقی کی بناء پر اچھا نہیں سمجھتے تھے اور ملک کا اس کے بیٹے کے پاس باقی رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔

جب منذر کو اس کی خبر ملی تو بہرام سے اس نے کہا کہ اگر میں تیرے واسطے ملک گیری کی سعی کروں تو کیا تو لڑنے کیلئے تیار ہے چونکہ میں عرب والوں کو جمع کروں گا اور تیرے ساتھ خود بھی چلوں گا۔ بہرام نے کہا اگر آپ اتنی ہمدردی کریں گے تو آپ کو اس کا بدلہ ملے گا۔ منذر نے عرب والوں کو اکٹھا کیا اور مدینہ ملک الفرس میں پڑاؤ ڈالا، وہاں کے رئیس لوگ اور شریف لوگوں نے آکر منذر سے یہ کہا کہ ایک زمانہ کے بعد تو اللہ نے یزدجرد اور اس کے ظلم و ستم سے خلاصی عطاء کی ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں اس کا لڑکا بھی اسی کے طور و طریق پر نہ چلنے لگے ہم اپنے تمام معاملات کا حال اس بادشاہ کی گردن میں ڈال چکے ہیں تو آپ کی جانب سے کوئی برائی کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ منذر نے کہا ایک دفعہ تم لوگ بہرام کے پاس اکٹھا ہو کر اس کی بات سنو اور جتنی چاہو شرط لگا لو۔ اگر تمہاری مرضی کے مطابق ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن اکٹھا ہونیکا ان سے وعدہ ہو گیا، منذر نے ان کیلئے کھانے پینے کا انتظام کیا اور بہرام کو ایک پردہ کے پیچھے تخت پر بٹھا دیا، جب ان کا اجتماع مکمل طور پر ہو گیا اور لوگ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے تو پردہ اٹھانے اور بہرام کو سلام کرنیکا حکم دیا۔ بہرام نے بہت ہی اچھے انداز میں ان کے سلام کا جواب دیا اور فارسی زبان میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کی جس میں اس نے نیک سیرتی اور خیر پسند اور شریعت کی اتباع کا وعدہ کیا، اس کے بعد اس نے کہا کہ رہا میرا حکومت طلب کرنا سو یہ صرف وراثت کی بناء پر نہیں بلکہ تاج اور حلہ اور انگوٹھی کو دو خونخوار شیروں کے

آگے رکھا جائے اور میں تمہارا ایسا بادشاہ ہوں جسکی تم نے اپنے معاملات کی باگ ڈور سپرد کی ہے جس نے سلطنت کے آلہ کو چھین لیا وہ تم پر حکمرانی کا مستحق ہوگا۔ لوگوں کو اس کی فصاحت اور ان کے مشاہدہ کردہ بہرام کی طاقت وجہ اس کے خوبصورت وعدوں کے ساتھ ساتھ بہت پسند آئی، وہ یہ کام کرنے پر تیار ہوگئے تو انھوں نے تاج انگوٹھی اور حلہ لیکر ان سب چیزوں کو دو بھوکے شیروں کے سامنے رکھ دیا، جن کے سامنے کھال اتاری ہوئی بکری کا بچہ تھا اور بڑے بڑے سردار اور مجوسی حکماء اور ارکانِ دولت اس واقعہ کو دیکھنے کیلئے اکٹھا ہوئے۔ تو بہرام نے کسریٰ سے کہا بڑھئے! کسریٰ نے جب یہ دیکھا کہ سامنے شیر ہی شیر گرج رہے ہیں تو اس بناء پر گھبر اگیا اور کہنے لگا کہ بلکہ آپ بڑھئے! بہرام نے علی خیرۃ اللہ کہہ کر اقدام کیا درانحالیکہ اس کے ہاتھ میں سونے کا گرز تھا۔ اس نے حملہ کا ارادہ کیا اور دونوں شیر زنجیروں سے چھڑا دیئے گئے۔ ان میں سے ایک نے بہرام کا ارادہ کیا جب اس سے قریب ہوا تو بہرام نے اس سے کشتی لڑی، پھر اس کی پیٹھ پر کود کر سوار ہوگیا اور اس کو اپنی رانوں سے اس قدر دبایا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹنے کے قریب تھیں، پھر دوسرا شیر لپکا تو بہرام اسکی طرف بہت جلد بڑھا گرز لیکر اس کے سر کے بھیجہ کیجانب اور اسے گرادیا۔ اور وہ شیر جو اس کے نیچے تھا برابر اٹھتے بیٹھتے رہا، اور وہ اپنی رانوں کو اس سے الگ نہیں کرتا تھا اور گرز سے اس کی کھوپڑی پر مارتا تھا، یہاں تک کہ اس کو جان سے ماردیا پھر دوسرے کی جانب متوجہ ہوا اور اسے بھی ماردیا پھر آوازیں بلند ہونے لگیں اور لوگوں نے خوشخبری دی، اور اس کے لئے دعا کی اور تاج بہرام کے سر پر رکھا گیا، تخت شاہی پر وہ مستحق ہو کر بیٹھ گیا۔

مَنعُ المُستَجِیر

پناہ چاہنے والے کی حفاظت

قَالَ سَعِیدُ بن مُسْلِمٍ نذر المھدی دم رجلٍ مِنْ أھلِ الکوفۃ کان یسعی فی فساد سلطنتہ وجعل لمن دلہ علیہ اوجاءہ بہ مائۃ الف درھم قال فاقام حیناً متواریاً ثم انہ ظھر بمدینۃ السلام فکان ظاھرا کالغائب خائفاً مترقباً فبینا ھو یمشی فی بعض نواحیھا اذ بصر بہ رجلٌ من اھل الکوفۃ فعرفہ فاھوی الی مجامع ثوبہ وقال ھذا بُغیۃ امیر المؤمنین فامکن الرجل من قیادہ ونظر الی الموت امامہ فبینا ھو علیٰ تلک الحالۃ اذ سمع وقع الحوافر من وراء ظھرہ فالتفت فاذا معنُ بن زائدۃَ فقال یا ابا الولید أجِرنی اجارک اللہ فوقف وقال للرجل الذی تعلق بہ ما شانک قال بُغیۃ امیر المؤمنین الذی نذر دمہ واعطی لمن دلّ علیہ مائۃَ الف فقال یا غلام انزل عن دابتک واحمل اخانا فصاح الرجل یا معشر الناس یُحال بینی وبین مَن طلبہ امیر المؤمنین قال لہ معن اذھب فاخبرہ انہ عندی فانطلق الی باب امیر المؤمنین فاخبر الحاجب فدخل الی المھدی فاخبرہ فامر بحبس الرجل ووجّہ الی معن من یحضرہ بہ فاتتہ امیر المؤمنین وقد لبس

ثیابہٗ وقربت الیہ دابتہ فدعا اھل بیتہٖ وموالیہ فقال لایخلصن الی ھذا الرجل وفیکم عین تطرف ثم رکب ودخل حتی سلّم علی المھدی فلم یرد علیہ فقال یا معن اتجیر علیّ قال نعم یا امیر المؤمنین: قال ونعم ایضًا واشتد غضبہ فقال معن قتلت فی طاعتکم بالیمن فی یوم واحد خمسۃ عشر الفا ولی ایام کثیرۃ قد تقدم فیھا بلائی وحسن غنائی فما رأیتمونی اھلا ان تھبوا لی رجلا واحدا استجار بی فاطرق المھدی طویلا ثم رفع راسہ وقد سری عنہ فقال قد اجرنا من اجرت قال معن فان رأی امیر المؤمنین ان یصلہ فیکون قد احیاہ واغناہ فعل قال قد امرنا لہ بخمسۃ الاف قال یا امیر المؤمنین ان صلات الخلفاء علی قدر جنایات الرعیۃ و ان ذنب الرجل عظیم فاجزل لہ الصلۃ قال قد امرنا لہ بمائۃ الف قال فتعجلھا یا امیر المؤمنین بافضل الدعاء ثم انصرف ولحقہ المال فدعا الرجل فقال لہ خذ صلتک والحق باھلک وایاک ومخالفۃ خلفاء اللہ تعالیٰ۔

لغوی تحقیق سعید بن مسلم بن قتیبہ ابوعمر باہلی بصری۔ آپ امیر عادل، عالم حدیث اور عربی کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ نذر (ن) نذرًا: اپنے اوپر کسی چیز کو ضروری کرلینا۔ متواری۔ تواری سے اسم فاعل ہے: پوشیدہ ہونا۔ مترقبًا: منتظر۔ اھوی الیہ: لینے کیلئے ہاتھ بڑھانا۔ الحوافر۔ ج حافر: کھر۔ ابوالولید معن ابن زائدہ کی کنیت ہے۔ تطرف (ض) پلک جھپکنا۔ سری: غصہ ہلکا ہوگیا تھا۔ اجزل۔ امر حاضر ہے اجزال: بمعنی زیادہ عطا کرنا۔

توضیح سعید ابن مسلم کہتے ہیں کہ مہدی نے کوفیوں میں سے ایک شخص کے خون کی نذر مانی جو اس کی سلطنت کو بگاڑنے میں کوشش کرتا تھا اور اس شخص کیلئے جو اس پر رہنمائی کرے یا اسے لائے سو ہزار درہم متعین کیا۔

سعید ابن مسلم کہتے ہیں کہ وہ شخص بہت دنوں تک چھپا رہا پھر وہ مدینۃ السلام میں رونما ہوا اگرچہ وہ ظاہر ہو کر بھی غائب کے مثل تھا کہ ہر لمحہ خائف اور حوادث کا منتظر رہتا تھا تو اس دوران کہ وہ مدینۃ السلام (بغداد) میں ٹہل رہا تھا اچانک ایک کوفی نے اسے دیکھا اور پہچان لیا اور اس کا گریبان پکڑنا چاہا اور کہنے لگا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اس نے اسے کھینچنے پر قدرت دی اور اپنے سامنے اسے موت نظر آنے لگی۔ اسی حالت میں پیچھے سے اس نے گھوڑوں کی آواز سنی، مڑ کر دیکھا تو معن بن زائدہ تھا۔ تو وہ کہنے لگا اے ابوالولید! مجھے بچالو۔ تمہیں اللہ بچائے گا، تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس شخص سے کہا جو اس سے چمٹ رہا تھا، تیرا کیا حال ہے؟ کہا یہ امیر المؤمنین کا مقصد ہے جس کے خون کی نذر مانی ہے اور اس کی رہنمائی کرنیوالے کو سو ہزار درہم دے گا، تو معن بن زائدہ نے کہا: او لڑکے سواری پر سے اتر جا اور ہمارے بھائی کو سوار کرلے۔ تو اس شخص نے آواز لگائی، اے لوگوں کی جماعت یہ حائل ہو رہا ہے میرے اور اس شخص کے درمیان جس کو طلب کیا ہے امیر المؤمنین نے تو اس سے معن نے کہا چلا جا، پھر امیر المؤمنین کو بتادینا کہ وہ میرے پاس ہے۔ تو یہ

امیر المؤمنین کے دروازے کی جانب چلا پھر دربان کو بتایا، پھر مہدی کے پاس آیا اور اسے خبر دی تو مہدی نے اس شخص کو روکنے کا حکم دیا اور معن کے پاس ایک شخص کو بھیجا جو اسے لائے تو امیر المؤمنین کے قاصد معن کے پاس آئے درانحالیکہ وہ اپنے کپڑے پہن چکا تھا اور اس کی سواری قریب لائی جا چکی تھی تو معن نے اپنے گھر والوں کو اور غلاموں کو بلایا پھر کہا کوئی راہ نہ پلٹے اس شخص تک درانحالیکہ تمہارے لئے جھپکنے والی آنکھیں موجود ہیں پھر سوار ہوا اور آیا اور مہدی کو سلام کیا لیکن مہدی نے جواب نہیں دیا۔ مہدی نے کہا اے معن! تو میرے خلاف پناہ دیتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مہدی نے کہا اور ہاں بھی کہتا ہے۔ اور اس کا غصہ بڑھنے لگا، تو معن نے کہا میں نے تمہاری اطاعت کیلئے یمن میں ایک دن کے اندر پندرہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور میرے لئے بہت سے دن گذر چکے جس میں میرے کارنامے اور حسن عمل گذر چکا، تو کیا تم مجھے اس بات کا اہل نہیں سمجھتے ہو کہ تم میرے لئے ایک ایسے شخص کو معاف کردو جو مجھ سے پناہ چاہتا ہے۔ مہدی نے بہت دیر تک سر جھکایا پھر اپنا سر اٹھایا درانحالیکہ غصہ دور ہو چکا تھا۔ تو مہدی نے کہا ہم نے بھی پناہ دیدیا تم نے جس کو پناہ دی۔ معن نے کہا: اگر امیر المؤمنین مناسب سمجھیں تو اسے انعام دیں۔ تو یہ انعام دینا گویا کہ اسے زندہ کرنا اور مالدار بنانا ہوگا۔ مہدی نے کہا ہم نے اس کیلئے پانچ ہزار کا حکم دیا۔ معن نے کہا اے امیر المؤمنین یقیناً خلفاء کے انعامات رعیت کی خطاؤں کے بقدر ہوتا ہے اور اس شخص کا قصور زبردست ہے تو اس کیلئے انعام بڑھائیے اس نے کہا ہم نے حکم دیا اس کیلئے سو ہزار درہم کا۔ معن نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ جلدی کیجئے دعاء خیر میں پھر وہ لوٹ گیا اور اس کو مال مل گیا، معن نے اس شخص کو بلایا اور اس سے کہا اپنا صلہ لے لو اور اپنے گھر چلے جاؤ اور اللہ کے خلفاء کی مخالفت سے بچتے رہنا۔

صیانۃ الملوک رعایاھم

بادشاہوں کی حفاظت اپنے رعایا کی

قال ابو الفرج الاصبهانی لما رجع ذو القرنین من المشرق والمغرب توجه الی بلاد الصین، فحاصر مدینتها اشد محاصرة فلما اشرف علی اخذها نزل الیه ملك الصین تحت اللیل ولم یعرف احدٌ انه ملك الصین وقال: انا رسول ملك الصین، فلما وصل الی الحجاب اخبرهم انه رسول ملك الصین ویرید الدخول علی الاسکندر فاعلموا الاسکندریة فادخلوه علیه، فلما دخل سلّم ووقف بین یدیه فقال له: تکلم فقال انی مامورٌ ان لا اتکلم الا فی خلوة، ففتشه الرسل خوفاً من ان یکون معه سلاحٌ او مکیدة، فوجدوه خالیاً من ذلك فتقرب الی الملك الاسکندر وقال له ایها الملك: انی ملك الصین بنفسی ولست برسوله وقد حضرت بین یدیك لعلمی انك رجلٌ عاقلٌ عارفٌ صالحٌ مامون الغائلة فان کان قصدك قتلی فها انا بین یدیك

وَاغنيك عن القتال وان كان تقصدك المال فاطلب ولا تعجز، فانى مجيبك فى ما تطلب قال الاسكندر خاطرت بنفسك فقال ايها الملك! انا بين امرين اما ان تقتلنى فيقيم اهل مملكتى غيرى ويحاربوك وان تركتنى افد بلادى بما تريد وتنسب الى الجميل فلما سمع ذوالقرنين ذلك اطرق مليّا مفكرا وعلم ان ملك الصين من ذوى العقول ثم انه رفع راسه وقال اريد منك خراج مملكتك ثلاث سنين كوامل معجّلاً ثم بعد ذلك تعطى كل سنة نصف الخراج فقال ملك الصين وهل تطلب غير ذلك شيئا؟ قال لا، فقال: قد اجبتك الى ذلك فقال الاسكندر كيف يكون حال رعيتك بعد هذا المال المعجل؟ فقال: أعطيك من عندى ولم أكلف رعيتى الى التعجيل والله ما نقول وكيل. فخرج ملك الصين شاكرا فلما طلع النهار اقبل ملك الصين بعشائره، حتى سدّ ما بين المشرق والمغرب واحاطوا بعساكر ذى القرنين حتى ايقنوا بالهلاك فظن الاسكندر وقومه ان ملك الصين خدعهم، فبينما هم فى هذه الفكرة واذا بملك الصين جاء وعلى راسه التاج فلما راه ذوالقرنين قال: اغدرت فى ما قلت؟ قال لا ولكن اردت ان اريك انى لم اخضع لك خوفا، واعلم ان الذى هو غائب من جيوشى اكثر ممن حضر فقال له الاسكندر: قد تركت لك جميع ما قررته عليك من امر الخراج فلما رجع من بلاد الصين ارسل له ملك الصين تحفا واموالا كثيرة على سبيل الهدية۔

لغوی تحقیق

صیانۃ (ن) بچانا، حفاظت کرنا۔ رعایا۔ ج رعیۃ: ہر وہ چیز جس کی نگرانی ضروری ہو۔ الصین، ملک چین۔ اشرف۔ اشرافا: نزدیک ہونا۔ حجاب۔ ج حاجب: دربان۔ خلوۃ: تنہائی۔ فتش تفتیشا، تلاشی لینا۔ الغائلۃ: مصیبت، فساد، ہلاکت۔ ج غوائل۔ خاطرت۔ مخاطرۃ بنفسہ: خطرہ میں ڈالنا۔ افد۔ فدی یفدی فدیً فداءً سے مضارع متکلم ہے، جزاء شرط ہونے کی وجہ سے آخر سے یاء محذوف ہے۔ ملیّا: زمانہ کا ایک حصہ۔ قال اللہ عزوجل، واہجرنی ملیّا۔ خراج: ٹیکس جو بھیڑ بکریوں کے مالک سے لیا جائے۔ عشائر۔ جمع عشیرۃ: اعزا و اقارب، قبیلہ۔ سدّ (ن) سدادا: ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ اُریک۔ ارادۃ سے مضارع متکلم ہے۔ جیوش۔ ج جیش: فوج، لشکر۔ تحفا۔ ج تحفہ: ہدیہ۔ غدرت۔ غدر (ن، ض، س) غدرا، خیانت کرنا۔ صفت غادر۔ ج غدرۃ۔

توضیح

ابوالفرج اصفہانی کہتے ہیں کہ جب ذوالقرنین مشرق و مغرب سے لوٹے تو متوجہ ہوئے بلاد چین کی طرف پھر اس کے شہروں کا زبردست محاصرہ کیا، پھر جب ان کو فتح کرنے کے قریب ہوگئے تو ان کے پاس شاہ چین رات کے وقت آیا اور کسی نے نہیں پہچانا کہ وہ شاہ چین ہے اور کہنے لگا کہ میں شاہ چین کا قاصد ہوں۔ جب دربانوں کے پاس پہنچا تو ان کو بتایا کہ وہ شاہ چین کا قاصد ہے اور اسکندر پر داخل ہونے کا ارادہ کر رہا تھا تو انھوں نے اسکندر کا پتہ بتایا اور اس کو اسکندر پر داخل کیا، جب وہ داخل ہوا تو اس نے سلام

کیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تو حضرت اسکندر نے اس سے فرمایا کہو، تو اس نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نہ بات کروں مگر خلوت میں۔ تو قاصدوں نے اس کی تلاشی لی اس بات کا اندیشہ کرتے ہوئے کہ ہو اس کے ساتھ کوئی ہتھیار یا فریب کا سامان تو اس کو اس سے قریب خالی پایا تو وہ شاہ اسکندر کے قریب ہو کر کہنے لگا اے بادشاہ میں بذاتِ خود چین کا بادشاہ ہوں میں اس کا قاصد نہیں ہوں اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں میرے جاننے کی وجہ سے کہ آپ ایک عقلمند آدمی جانکار، نیک اور ہلاکت سے مامون شخص ہیں، پس اگر آپ کا ارادہ مجھے قتل کرنے کا ہے تو لیجئے میں آپکے سامنے موجود ہوں اور آپ کو قتال سے بے نیاز کرتا ہوں۔ اور اگر آپ کا ارادہ مال کا ہے تو مانگ لیجئے اور تواضع مت اختیار کیجئے، میں آپ کی بات کو قبول کرنیوالا ہوں جو آپ مانگیں۔ تو حضرت اسکندر نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا۔ اس نے کہا اے بادشاہ میں دو باتوں کے درمیان ہوں یا تو آپ مجھے قتل کریں یا پھر میرے ملک والے میرے علاوہ کو بادشاہ بنا کر آپ سے قتال کریں۔ اور اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا تو میں فدیہ دیتا رہوں گا اپنے شہروں کا ان چیزوں کے ذریعہ جو آپ چاہیں گے اور آپ کو بھلائی کیطرف منسوب کیا جائیگا۔ جب ذوالقرنین نے یہ بات سنی تو تھوڑی دیر تک غور و فکر کرتے ہوئے سر جھکایا اور یہ سمجھ گئے کہ شاہِ چین عقلمندوں میں سے ہے پھر انھوں نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا میں تم سے تمہاری مملکت کا ٹیکس مکمل تین سال کا فوری طور پر چاہتا ہوں پھر اس کے بعد تم ہر سال آدھا ٹیکس دینا، تو شاہِ چین نے کہا میں اس کے علاوہ بھی قبول کرتا ہوں تو حضرت اسکندر نے فرمایا تمہاری رعایا کا حال کیا ہوگا اس فوری مال کے بعد۔ تو اس نے کہا میں آپ کو اپنے پاس سے دوں گا اور میں اپنی رعایا کو جلدی ادا کرنے کا مکلف نہیں بناؤں گا اور جو میں کہہ رہا ہوں اس کا خدا حافظ۔ شاہِ چین شکریہ ادا کرتے ہوئے نکلا اور جب دن نکل آیا تو شاہِ چین اپنے عزاء و اقارب کو لیکر متوجہ ہوا یہانتک کہ اس نے مشرق اور مغرب کے درمیان پورے حصہ کو بند کر دیا اور ذوالقرنین کے لشکروں کا احاطہ کر لیا یہانتک کہ انھوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا تو حضرت اسکندر اور ان کی قوم نے یہ گمان کیا کہ شاہِ چین نے انھیں دھوکہ دیا اس اثناء میں کہ وہ اس سوچ میں تھے کہ اچانک شاہِ چین آیا اور اس کے سر پہ تاج تھا جب اس کو حضرت ذوالقرنین نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے دھوکہ دیا اپنے قول میں۔ انھوں نے کہا نہیں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپ کو دکھا دوں کہ میں نے آپ کے سامنے ڈر کیوجہ سے گھٹنا نہیں ٹیکا اور جان لیجئے کہ یقیناً جو چیزیں میرے لشکروں سے غائب ہیں وہ زیادہ ہیں موجودہ چیزوں کی بہ نسبت۔ تو اس سے حضرت اسکندر نے فرمایا میں نے تمہارے لئے چھوڑ دیا تمام ان چیزوں کو کہ جن کو میں نے تم پر لازم کیا تھا ٹیکس کے معاملہ میں سے جب وہ بلادِ چین سے لوٹا تو اس کیلئے شاہِ چین نے تحفے اور ہدیہ کے طور پر بہت سے مال بھیجے۔

المواعظ
نصیحتیں

لما دخل سُلیمان بن عبد الملك المدینۃ سأل هل بالمدینۃ احدٌ ادرك احدًا من

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقالوا: ابو حازم، فارسل اليه فلما دخل سأله فقال: يا ابا حازم: مالنا نكره الموت؟ فقال: لانكم اخربتم اخرتكم، وعمرتم دنياكم فكرهتم ان تنتقلوا من عمران الى خراب فقال له: كيف القدوم على الله؟ قال: اما المحسن فكغائب يقدم على اهله واما المسيئ فكابق يقدم على مولاه فبكى سليمان وقال: ياليت شعرى مالنا عند الله؟ قال: اعرض عملك على كتاب الله تعالى فقال: فى اى مكان اجده؟ فقال: فى قوله ان الابرار لفى نعيم وان الفجار لفى جحيم، قال سليمان: فاين رحمة الله؟ قال: قريب من المحسنين، قال فاى عباد الله اكرم؟ قال: اولوا المروءة۔

لغوی تحقیق مواعظ۔ ج موعظۃ: نصیحت۔ سلیمان بن عبد الملک۔ اس کی ولادت ۵۴ھ میں ہوئی۔ یہ ولید بن عبد الملک کا بھائی ہے۔ جب ولید کا انتقال ہوا تو یہ رملہ میں تھا۔ جمادی الثانیہ ۹۶ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت ہوئی۔ اور خلافت کو اس طرح انجام دیا کہ ولید کے جانے کے بعد حکومت میں خلا محسوس نہیں ہوا۔ بروز جمعہ ۲۱ صفر ۹۹ھ میں قنسرین کے قریب مقام دابق میں جاں بحق ہوگیا۔ اس وقت اس کی عمر پینتالیس سال تھی۔ ایام خلافت دو سال آٹھ ماہ پانچ روز ہیں۔ ابو حازم کنیت سلمہ نام اعرج لقب، والدہ کا نام دینار تھا، نسلاً عجمی، اور فارس کے باشندے تھے مگر فضل وکمال میں یکتاء روزگار تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ سلمہ واعظ مدینہ کے عالم اور شیخ تھے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ان کی ثقاہت و جلالت پر سب کا اتفاق ہے، انھوں نے صحابۂ کرام میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے اور غیر صحابہ میں ابوامامہ، سعید بن المسیب، عامر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن ابی قتادہ وغیرہم سے حدیث روایت کی ہے، عالم باکمال ہونے کے باوجود کھجوروں کی تجارت کر کے معاش حاصل کرتے تھے۔ منصور کے دورِ خلافت میں ۱۴۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ نکرہ (س) کراہۃً: ناپسند کرنا۔ خربتم: خانہ ویران کرنا، عمرتم تعمیراً: آباد کرنا۔ عمران: آبادی۔ خراب: ویرانہ۔ المسئ: بدکار۔ آبق: بھگوڑا غلام۔ ابرار۔ ج بر: نیک۔ نعیم: جنت کی نعمتیں۔ فجار۔ ج فاجر: تباہ کار۔ جحیم: دوزخ، بھڑکتی ہوئی آگ۔ اولوا المروءۃ: صاحب مروت۔

توضیح جب سلیمان ابن عبد الملک مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے پوچھا کیا مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پالینے والا کوئی شخص ہے۔ تو لوگوں نے کہا یہ ابو حازم ہیں۔ ان کے پاس قاصد بھیجا۔ جب وہ تشریف لائے تو ان سے سوال کیا اور کہا اے ابو حازم ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا چونکہ تم لوگوں نے اپنی آخرت برباد کی اور اپنی دنیا آباد کی، اس بناء پر تم اس بات کو ناپسندیدہ سمجھتے ہو کہ آبادی سے اجاڑ کیطرف چلے جاؤ، تو سلیمان نے پوچھا اللہ کے سامنے کس طرح آنا ہوگا۔ انھوں نے جواب دیا۔ بہر حال نیک شخص تو وہ اس غائب شخص کیطرح ہے جو اپنے گھر والوں کے پاس آئے، اور بہر حال بدکار تو وہ اس بھگوڑا غلام کیطرح ہے کہ جو اپنے مولیٰ کے پاس آئے، تو سلیمان رونے لگا اور کہنے لگا کاش میں جانتا کہ اللہ کے پاس ہمارے لئے کیا ہے تو حضرت ابو حازم نے فرمایا کہ اپنے عمل کو کتاب اللہ پر پیش کرو تو اس نے پوچھا کہاں میں اسے

پاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم" میں۔ سلیمان نے کہا، کہاں ہے اللہ کی رحمت تو آپ نے جواب دیا نیک لوگوں سے بالکل قریب ہے۔ سلیمان نے پوچھا۔ اللہ کے کون سے بندے باعزت ہیں فرمایا: مروت والے۔

وَجَاءَ اعرابيٌّ إلى سُليمانَ بن عَبْد المَلك هٰذا فقال يا اميرَ المؤمنين: إنّي أُكلّمك بكلامٍ فاحتمله فانّ وراءهُ ان قبلته مَا تحبُّ، فقال سُليمانُ: هاتِه يا اعرابيُّ! فقال الاعرابي: انّي أُطلقُ لِسانِي بما خرستْ عنه الالسنُ تادية لحق الله، انّه قد اكتنفك رجالٌ قد اساءوا الاختيارَ لِانفسهم وابتاعوا دنياكَ بدينهم ورضاكَ بسخط ربهم وخافوك في الله ولم يخافوا اللهَ فيكَ فهم حربٌ للآخرةِ وسلمٌ للدنيا، فلا تأمَنْهم على ما استخلفكَ اللهُ عليهِ فانهم لن يبالوا بالامانةِ وانتَ مسئولٌ عمّا اجترموا، فلا تُصلِحْ دنياهم بفسادِ آخرتكَ، فانّ اعظمَ الناسِ عندَ اللهِ عيبًا مَنْ باعَ آخرتَهُ بدنيا غيرِه، فقال له سُليمان انت انت ما انت؟ يا اعرابي! فقد سللتَ لسانَك وهو سيفك، قال: اجل: يا اميرَ المؤمنين: لك لا عليك۔

لغوی تحقیق احتمله احتمالاً: برداشت کرنا۔ أُطلق۔ اطلق فی کلامه تعمیم کرنا، مقید نہ کرنا۔ خرست (س) خرسًا: گونگا ہونا۔ اکتنفک۔ اکتنافا: احاطہ کرنا۔ لن یبالوا۔ مبالاۃ: پرواکرنا۔ اجترموا۔ اجترامًا و جرم (ض) جریمۃ: گناہ کرنا۔ سللت (ن) سلًّا۔ السیف: تلوار سونتنا۔

توضیح ایک دیہاتی جب سلیمان ابن عبدالملک کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایک بات کروں گا، آپ اسے برداشت کر لیجئے۔ اس کے بعد اگر آپ نے اسے قبول کیا تو وہ چیز مل جائیگی جو آپ چاہتے ہیں۔ سلیمان نے کہا کہ بتاؤ اے دیہاتی! تو دیہاتی نے کہا میں اپنی زبان کو چلاتا ہوں ایسی باتوں میں جن سے زبانیں گونگی ہیں اللہ کے حق کو ادا کرنے کیلئے، بیشک آپ کو کچھ لوگوں نے گھیر لیا کہ جنھوں نے اپنے لئے برائی کا انتخاب کیا اور تیری دنیا کو اپنے دین کے بدلہ میں خرید لیا، اور تمہاری رضامندی کو اپنی ناراضگی کے بدلہ میں اور تم سے وہ ڈرے اللہ کے معاملہ میں، اور وہ اللہ سے تمہارے معاملہ میں نہیں ڈرتے، تو وہ لوگ آخرت کیلئے لڑائی ہیں اور دنیا کیلئے صلح۔ تو آپ ان کو امین نہ بنائیں اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا نائب بنایا ہے چونکہ وہ امامت کی پروا نہیں کرتے، اور آپ مسئول ہوں گے ان کے جرائم کے متعلق، تو اپنی دنیا کو درست نہ کر و اپنی آخرت کو بگاڑ کر۔ چونکہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عیب دار وہ شخص ہے جس نے اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا کے بدلہ میں بیچ ڈالا۔ تو اس سے سلیمان نے کہا تو کون ہے اے دیہاتی کہ تو نے اپنی زبان کو چلانا شروع کیا گویا کہ وہ تیری تلوار ہے تو اس نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین آپ کیلئے مفید ہے، آپ کیلئے مضر نہیں۔

وَلَمَّا حَجَّ بِالنَّاسِ قَالَ لِابْنِ عَمِّهِ وَوَلِيِّ عَهْدِهِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَلَا تَرَىٰ هٰذَا الْخَلْقَ الَّذِي لَا يُحْصِي عَدَدَهُمْ إِلَّا اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَلَا يَسَعُ رِزْقَهُمْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هٰؤُلَاءِ رَعِيَّتُكَ الْيَوْمَ وَهُمْ غَدًا خُصَمَاؤُكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكَىٰ سُلَيْمَانُ بُكَاءً شَدِيدًا ثُمَّ قَالَ: بِاللّٰهِ أَسْتَعِينُ

توضیح اور جب سلیمان لوگوں کے ساتھ حج کیلئے گیا تو اس نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا اور اپنے ولیعہد عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ کیا تم اس لاتعداد مخلوق کو نہیں دیکھتے اس کو خدا کے سوا کوئی شمار نہیں کرسکتا اور اس کے علاوہ کوئی رزق نہیں دے سکتا، تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین یہ سب آج آپ کی رعیت ہیں اور کل اللہ کے سامنے آپ کے مدمقابل ہوں گے۔ تو سلیمان بہت رویا پھر اس نے کہا اللہ کے ذریعہ میں مدد چاہتا ہوں۔

وَقَالَ يَوْمًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ حِينَ أَعْجَبَهُ مَا صَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُلْكِ يَا عُمَرُ! كَيْفَ تَرَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هٰذَا سُرُورٌ لَوْلَا أَنَّهُ غُرُورٌ وَنَعِيمٌ لَوْلَا أَنَّهُ عَدِيمٌ وَمُلْكٌ لَوْلَا أَنَّهُ هُلْكٌ وَفَرَحٌ لَوْ لَمْ يَعْقُبْهُ تَرَحٌ وَلَذَّاتٌ لَوْ لَمْ تَقْتَرِنْ بِآفَاتٍ وَكَرَامَةٌ لَوْ صَحِبَتْهَا سَلَامَةٌ فَبَكَىٰ سُلَيْمَانُ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَتَّىٰ أَخْضَلَتْ دُمُوعُهُ لِحْيَتَهُ۔

لغوی تحقیق غرور: تکبر، گھمنڈ۔ عدیم بمعنی معدوم۔ ہُلک۔ ہلاک میں ایک لغت ہے۔ ترحٌ۔ غم۔ ترح (ف) ترحًا غمگین ہونا۔ اخضلت تر ہونا، نمناک ہونا۔ صفت خَضِلٌ۔ خاضل۔ کہا جاتا ہے عیشٌ خضلٌ: شاداب زندگی۔

توضیح اور ایک دن سلیمان نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے کہا جبکہ اس کو خوش کردیا تھا اس چیز نے جس کیطرف وہ ترقی کررہا تھا سلطنت میں سے، اے عمر کیا خیال ہے تمہارا اس چیز کے بارے میں جس میں ہم ہیں تو انھوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ خوشی ہے اگر گھمنڈ نہ ہو اور نعمت ہے اگر فوت نہ ہو، اور ملک ہے اگر ہلاکت نہ ہو، اور خوشی ہے اگر اس کے بعد رنج نہ ہو، اور لذتیں ہیں اگر آفتیں نہ ملیں اور بزرگی ہے اگر اسکے ساتھ سلامتی ہو، تو سلیمان اتنا رویا یہانتک کہ اس کے آنسوؤں نے اس کی ڈاڑھی تر کردیا۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ: مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامِ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامٍ كَتَبَهُ إِلَيَّ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ كَتَبَ إِلَيَّ. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ الْمَرْءَ يَسُرُّهُ إِدْرَاكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ وَيَسُوءُهُ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهُ فَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ

امراٰخرتك ولكن اسفك على ما فاتك منها وما نلت من امر دنياك فلا تكن به فرحًا، وما فاتك منها فلا تأس عليه جزعًا ولكن همك ما بعد الموت، وكتبت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا الی معاویة اَمّا بعدُ: فانه من يعمل بمساخط الله يصر حامدُه من الناس ذامّاله، والسلام۔

لغوی تحقیق

نلت (ض،س) نیلاً: پانا۔ اسف: افسوس۔ لا تأس۔ نہی حاضر ہے۔ اسِیَ (س) اسیً: غمگین ہونا۔ جزعًا: بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ مساخط۔ ج مسخط: سببِ ناراضگی۔

توضیح

اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے کسی کے کلام سے فائدہ نہیں اٹھایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنا کہ میں نے فائدہ اٹھایا اس کلام سے جو لکھا تھا میرے پاس حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ۔ امابعد: یقیناً آدمی کو اس چیز کا پانا خوش کرتا ہے کہ آدمی سے وہ فوت نہ ہو، اور آدمی کو بُرا معلوم ہوتا ہے اس چیز کا فوت ہونا کہ جس کو پا نہیں سکتا۔ تو چاہئے کہ تیری خوشی اس چیز کے ذریعہ ہو جو تم نے حاصل کیا اپنی آخرت کی کسی بات میں سے، اور چاہئے کہ تیرا افسوس اس چیز پر ہو جو تجھ سے فوت ہو گئی ہو آخرت میں سے اور جو تو نے اپنی دنیا کے معاملہ میں سے حاصل کیا تو تو اس پر خوش نہ ہو، اور جو تجھ سے فوت ہو جائے دنیا میں سے تو تو اس پر ناامید نہ ہو گھبراہٹ کیوجہ سے، اور چاہئے کہ ہو تجھے غم موت کے مابعد کیلئے۔ اور حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس لکھا۔ امابعد: یقیناً جو شخص اللہ کی ناراضگی والے عمل کرتا ہے تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کرنیوالا اس کی مذمت کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ والسلام

وخرج الزهريُّ يومًا من عند هشامٍ باربع قيل له، ما هُنَّ؟ قال دخل رجلٌ على هشامٍ فقال يا اميرَ المؤمنين! احفظ عني اربع كلماتٍ فيهن صلاحُ مُلكِكَ واستقامةُ رعيتك فقال ما هنَّ فقال لاتعدَنَّ عدةً لاتثق من نفسك بانجازها، قال: هذه واحدةٌ فهاتِ الثانية، قال، لا يغرَّنَّكَ المرتقى وان كان سهلاً اذا كان المنحدرُ وعرًا، قال هات الثالثة قال: واعلم ان للاعمال جزاءً فاتّق العواقب قال: هات الرابعة قال، واعلم ان للامور بغتات فكن على حذرٍ۔

لغوی تحقیق

ہشام بن عبدالملک۔ اس کی ولادت ۷۲ھ میں ہوئی۔ اس کی ماں عائشہ بنت ہشام ابن اسمٰعیل مخزومی تھی۔ اپنے بھائی یزید کے انتقال کے وقت یہ حمص میں تھا، وہیں ڈاک کے ذریعہ عصا اور خاتم خلافت اس کو بھیجی گئی، وہاں سے یہ دمشق آیا اور خلافت کی بیعت لی، ہشام حلیم الطبع عاقل و فرزانہ تھا، اس نے ایک مرتبہ شرفاء میں سے کسی کو گالی دیدی تو اس نے برجستہ کہا، شرم نہیں آتی خلیفہ ہو کر بدزبانی کرتے ہو، ہشام نے ندامت سے سر جھکالیا

اور اس سے معافی مانگی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی خلافت انیس ۱۹ سال چھ ۶ ماہ گیارہ ۱۱ روز رہی۔

لا تعدن (ض) وعدا، عدۃ، وعدہ کرنا۔ لا تثق۔ وثوقا، بھروسہ کرنا۔ انجاز: وعدہ پورا کرنا۔ المرتقی۔ اسم ظرف ہے: چڑھنے کی جگہ۔ سھل۔ نرم۔ المنحدر۔ اسم ظرف ہے، ڈھلوان جگہ۔ وعر: سخت، دشوار۔ بغتات: یکایک آجانیوالی مصیبتیں۔ حذر: چوکنا رہنا۔

توضیح اور ایک دن امام زہریؒ ہشام کے پاس سے چار چیزیں لیکر نکلے، ان سے کہا گیا وہ چار باتیں کیا ہیں۔ ایک شخص ہشام کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین: میری جانب سے چار باتیں یاد رکھئے جن میں آپ کی سلطنت کی صلاح ہے اور تیری رعایا کی استقامت ہے تو ہشام نے کہا: بیان کرو۔ تو اس نے کہا: آپ وعدہ مت کیجئے کہ اپنے اوپر اعتماد نہ ہو آپ کو اس وعدہ کے پورا کرنے پر۔ ہشام نے کہا یہ تو ایک بات ہے۔ دوسری بات بیان کرو۔ تو اس نے کہا: آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے بلندی پر چڑھنا، خواہ کتنا ہی آسان ہو جبکہ اترنا مشکل ہے۔ ہشام نے کہا: تیسری بات بیان کرو، تو اس نے کہا: تمام اعمال کیلئے بدلہ ہے تو انجام سے آپ ڈرتے رہئے۔ ہشام نے کہا: چوتھی بات بیان کرو۔ تو اس نے کہا یہ جان لیجئے کہ امور کیلئے ناگہانیاں ہیں، تو آپ بچکر رہئے۔

قعدَ معاویۃ بالکوفۃِ یُبَایعُ النّاسَ علی البراءۃ من علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لہ رجلٌ یا امیرَ المؤمنین: نطیعُ احیاءَکم ولا نتبرّأُ من موتاکم فالتفت الی المغیرۃ فقال لہ: ھٰذا رجلٌ فاستوص بہ خیرًا۔

لغوی تحقیق احیاء۔ ج حی: زندہ۔ لا نتبرأ۔ براءۃ: بیزار ہونا۔ موتی۔ ج میت: مردہ۔ المغیرۃ بن شعبہ ثقفی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، آپ عقلاء روزگار میں سے تھے۔ غزوۂ خندق کے بعد ایمان لائے اور صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین اور بصرہ و کوفہ کا والی مقرر کیا تھا، بصرہ میں سب سے پہلے دیوان آپ ہی نے قائم کیا تھا۔ تمام کتب صحاح میں آپ سے روایت مروی ہیں۔ صحیحین میں آپ سے بارہ احادیث مروی ہیں، اور آپ کی تمام مرویات کی تعداد ۱۲۶ ہے۔ آپ نے ۵۰ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کو رحلت فرمائی۔ فاستوص۔ استیصاء: وصیت قبول کرنا۔

توضیح حضرت معاویہؓ کوفہ میں لوگوں سے بیعت لینے کیلئے بیٹھے حضرت علیؓ سے براءۃ پر، تو ان سے ایک شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین ہم تمہارے زندوں کی اطاعت کرتے ہیں اور تمہارے مردوں سے بیزار نہیں ہیں پھر وہ متوجہ ہوا مغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف۔ تو آپ نے فرمایا: یہ کامل مرد ہے اس سے خیر کی نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔

قصۃ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

سیدنا حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کا واقعہ

مِنْ حِکَمِ اللّٰہ تعالیٰ اَنْ خلق اٰدمَ مِنْ غیرِ اَبٍ وَاُمٍّ وخلقَ حوّاءَ من غیرِ اُمٍّ وخلقَ عیسٰی مِنْ غیرِ اَبٍ وخلقَ بقیۃَ نوعِ الانسان من اَبٍ وَ اُمٍّ ولمّا ارادَ اللّٰہُ ان یخلق نبیّہٗ عیسٰی ارسلَ الیٰ مریمَ جبرئیلَ فِی صورۃِ انسانٍ وَکَانَتْ وقتئذٍ معتزلۃً فی مکانٍ شرقیِ الدارِ حیث کانت تغتسلُ مِنْ حیضِہَا فلمّا رأت جبرئیلَ استعاذتْ منہ لیتبعّدَ عنہَا فاجابَ بانّہٗ رسولٌ مِنْ قِبَلِ اللّٰہِ جَاءَہَا لیہبہا ولدًا یکونُ نبیًّا قالَ "انما انا رسولُ ربّکِ لِاَہَبَ لکِ غلامًا زکیًّا" فاجابتہٗ کیف یکون لی ولدٌ انا لم اتزوّجْ وَلستُ مِنْ اہلِ البغیِ "قالتْ اَنّٰی یکونُ لِی غلامٌ ولم یمسسنی بشرٌ ولم اَکُ بغیًّا" فقالَ لہَا ہٰذا امرٌ ہَیّنٌ علیٰ ربّکِ ارادَ ذٰلکَ لیکونَ علامۃً للناسِ علیٰ قدرتہٖ ورحمۃً لمنْ اٰمَنَ بہٖ وقدحکم بایجادہٖ وَلا محالۃَ فحملت بہٖ ولم تمض ساعۃٌ من حملہٖ حتی احسّت بالمِ الولادۃِ فجاءتْ تحتَ جذعِ النخلۃِ وَوَضعتْہُ ثم ذہبتْ الیٰ قومِہَا حاملۃً لہٗ فظنوا انہا جاءت بہٖ من طریقِ الزنا فاتت بہٖ قومہَا تحملہٗ قالوا یا مریمُ لقد جئتِ شیئًا فریًّا وَہمّوا ان یرجموہَا فاشارتْ لہم الیہِ لیسألوہ فقالوا لہا کیفَ نکلّمُ مَنْ کانَ فی المہدِ صبیًّا فقال لہم عیسیٰؑ انی عبدُ اللّٰہِ اٰتانی الکتابَ وجعلنی نبیًّا وجعلنی مبارکًا اینما کنتُ وَاَوصانی بالصّلوٰۃِ والزکوٰۃِ ما دُمتُ حیًّا وبرًّا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیًّا والسّلام علیّ یوم ولدتُ ویوم اموتُ ویوم اُبعثُ حیًّا فعند ذٰلکَ تحققتْ لہم براءتُہا ولمّا بلغَ عیسیٰ ثلاثینَ سنۃً بعثہُ اللّٰہ رسولًا وَ انزلَ علیہِ الانجیلَ وَ اٰمَنَ بہٖ خلقٌ کثیرٌ۔

لغوی تحقیق

حِکَم۔ ج حکمۃ : عقلمندی، دانائی، حق کے موافق گفتگو۔ معتزلۃ۔ اعتزل۔ الشیٔ وعنہ : الگ ہونا، جدا ہونا۔ زکیًّا : گناہوں سے پاک۔ بغیًّا : بدکار وزناکار عورت۔ ج بغایا۔ بغی سے فعول کا وزن ہے، واؤ کو یاء سے بدل کر غین کو کسرہ دیدیا گیا، فعول کا وزن جب فاعل کیلئے ہوتا ہے تو اس میں مذکر ومؤنث دونوں یکساں ہیں۔ جذع : درخت کا تنہ۔ ج جذوع۔ نخلۃ : کھجور کا درخت (دکانت یابسۃً لارأس لہا ولاخضرۃ فیہا وکان الوقت شتاءً) فریًّا : ایسا کام جس پر حیرت وتعجب ہو۔ فلان یفری الفری : فلاں تعجب انگیز کام کرتا ہے۔ لیرجموہا (ن) سنگسار کرنا۔ رجمًا بالغیب۔ اٹکل پچو بات۔ المہد : گہوارہ، پنگوڑا، جھولنا۔ ج مہود۔ مہد (ف) مہدًا : بچھانا۔ مہاد : بچھونا۔

توضیح

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمتوں میں سے ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کیا اور حضرت حواء علیہا السلام کو بغیر ماں کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور

باقی تمام انسانوں کو ماں اور باپ دونوں سے پیدا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا کرنے کو تو اللہ نے حضرت مریمؑ کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو انسان کی صورت میں بھیجا اور اس وقت وہ الگ تھلگ تھیں مشرق کی جانب ایک مکان میں جہاں وہ غسل فرما رہی تھیں اپنے حیض کی وجہ سے۔ جب حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان سے پناہ چاہی تاکہ وہ دور ہوں حضرت مریم سے۔ تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ وہ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے قاصد ہیں، وہ ان کے پاس تشریف لائے ہیں تاکہ وہ حضرت مریمؑ کو ایسا ایک بچہ ہبہ کریں جو نبی ہو۔ انھوں نے کہا "انما انا رسول ربک" (الآیۃ) میں تو تیرے رب کا قاصد ہوں تاکہ میں تجھے ایک ہوشیار لڑکا عطا کروں۔ تو حضرت مریم نے ان کو جواب دیا کہ کیسے میرے بچہ ہوگا حالانکہ میں نے شادی نہیں کی اور نہ میں بدکاروں میں سے ہوں۔ قالت انی یکون لی غلام" (الآیۃ) حضرت مریم علیہا السلام نے کہا کیسے میرے لڑکا ہوگا درانحالیکہ کسی شخص نے مجھے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا یہ تیرے رب کے لئے آسان کام ہے۔ اللہ نے اس کا ارادہ کیا تاکہ یہ لوگوں کیلئے اس کی قدرت پر علامت ہو جائے۔

اور اس کے لئے رحمت ہو جو اس پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو وجود میں لانیکا فیصلہ کر دیا ہے اور یقیناً ہو کر رہے گا۔ پس حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور ان کے حمل کو تھوڑی دیر بھی نہیں گذری تھی کہ انھوں نے ولادت کی تکلیف محسوس کی، تو وہ ایک کھجور کی ٹہنی کے نیچے آئیں اور حمل کو جنا، پھر اپنی قوم کے پاس اس کو اٹھا کر لے گئیں تو انھوں نے یہ سمجھا کہ اس کا یہ بچہ زنا کی وجہ سے پیدا ہوا۔ (فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا الخ) یعنی وہ ان کو لیکر اپنی قوم کے پاس آئیں ان کو گود میں لئے ہوئے۔ تو انھوں نے کہا اے مریم تو نے بہت ہی غضب کا کام کیا، اور انھوں نے ان کو پتھروں سے سنگسار کرنا چاہا تو حضرت مریم نے انکو اشارہ کیا اس بچہ کی جانب تاکہ وہ اس سے سوال کریں، تو انھوں نے حضرت مریم سے کہا ہم کیسے بات کریں اس بچہ سے جو گود میں ہے۔ تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب عطاء کی اور مجھے بابرکت نبی بنایا چاہے جہاں کہیں بھی رہوں اور مجھے نماز کی وصیت کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنیوالا بنایا اور مجھے بدبخت اور ظالم نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھوں گا۔ تو اس وقت ان کے سامنے حضرت مریم علیہا السلام کی براءت محقق ہوئی۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیس سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا اور انجیل نازل فرمائی۔ اور ان پر بہت سے لوگ ایمان لائے۔

وَمِن معجزاتہ انہ کان یُصَوِّرُ مِنَ الطین طَیْرًا فینفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ ویُبْرِئُ الاکمہ والابرص ویُحیِی الموتیٰ باذن اللہ۔

توضیح اور آپ کے معجزات میں سے ہے کہ وہ مٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے، اور اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ شکل پرندہ ہو جاتی تھی اللہ کے حکم سے، اور مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو اچھا کر دیتے تھے، اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔

وَمِنْ مُعْجِزَاتِهٖ اَيْضًا نُزُوْلُ الْمَائِدَةِ مِنَ السَّمَآءِ وَاِخْبَارُ قَوْمِهٖ بِمَا يَاْكُلُوْنَ وَمَا يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَقَدْ اغْتَاظَتْ مِنْهُ الْيَهُوْدُ، فَاتَّفَقُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَهَجَمُوْا عَلَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ، فَدَخَلَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ اِسْمُهٗ يَهُوْذَا فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَوَجَدُوْا فِيْهِ شَبَهًا مِنْ عِيْسٰى، فَقَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ. وَاَمَّا عِيْسٰى فَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَكَسَاهُ اللّٰهُ اَوْصَافَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَهُوَ حَيٌّ اِلَى الْاٰنِ۔

توضیح اور آپ کے معجزات میں سے ہے نیز دسترخوان کا آسمان سے اترنا اور اپنی قوم کو بتانا اس چیز کا جو وہ کھاتے تھے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے اور اس کی بنا پر یہودی غیظ و غضب میں مبتلا ہوئے چنانچہ ان کو مار ڈالنے پر متفق ہو گئے تو ان پر ان کے گھر میں حملہ کیا۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام یہوذا تھا داخل ہوا لیکن اس نے ان کو نہیں پایا۔ تو سب لوگ آپ پر داخل ہوئے تو انھوں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص کو پایا پھر انھوں نے اسے قتل کر دیا اور اسے سولی دیدی۔ اور بہرحال حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو انکو اللہ نے آسمان کی جانب اٹھا لیا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" وما قتلوہ وما صلبوہ" یعنے نہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کیا اور نہ سولی دی بلکہ ان کے سامنے ایک مشابہ شخص ظاہر کیا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے" بل رفعہ اللہ الخ" یعنی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں اپنی جانب اٹھا لیا، اور اللہ تعالےٰ نے انکو ملائکہ کے اوصاف سے آراستہ کیا تھا اور وہ آج تک زندہ ہیں۔

وَاَمَّا مَرْيَمُ اُمُّهٗ، فَتُوُفِّيَتْ بَعْدَ رَفْعِهٖ بِمُدَّةٍ قَلِيْلَةٍ وَدُفِنَتْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ اِنَّهٗ يَنْزِلُ قَبْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ يَحْكُمُ بِشَرِيْعَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا يَدَعُ كَافِرًا وَيَمْكُثُ مُدَّةَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يَحُجُّ وَيَزُوْرُ قَبْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَمُوْتُ وَيُدْفَنُ بِجِوَارِهٖ۔

توضیح اور بہرحال حضرت مریم علیہا السلام انکی ماں وفات پائیں ان کے اٹھائے جانیکے بعد بہت کم مدت میں اور انھیں دفن کیا گیا بیت المقدس میں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت قائم ہونے سے پہلے اتریں گے، اور حکم دیں گے ہمارے آقا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا اور کسی کافر کو نہیں چھوڑیں گے اور چالیس

سال تک رہیں گے پھر حج کریں گے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت کریں گے پھر وفات پائیں گے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہوں گے۔

قصۃ سیدنا ابراھیم علیہ السلام

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

كَانَ سَيِّدُنَا ابراهيم لهٗ أَبٌ اسمهٗ آزر وكان كافرًا وأُمٌّ اسمها اليونا وكانت مومنةً سرًّا وقد وُلد ابراهيم فی مدة ملكٍ اسمهٗ النمرود وكان ذا قوة وكان يعبد الاصنامَ ولما ملكَ جميعَ الدنيا ادعى الالوهيةَ فعبدته الناس خوفًا منه فلما صار ابراهيم مُراهقًا بكّت اباه بقوله أَتَتَّخِذُ اَصنامًا اٰلِهَةً اِنِّیْ اَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ حيثُ كان ابوه يعبد الاصنامَ ويتجر فيها ثم صار ابراهيم يقولُ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ رَبَّكُمْ فلما سمعَ النمرودُ بذٰلكَ احضر ابراهيم وقال له انا الذی خلقتك ورزقتك فقال له ابراهيمُ كذبتَ ربی الذی خلقنی فهو يَهْدِيْنِ وَ الذی هُوَ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ والذی يُمِيْتُنِیْ ثم يُحْيِيْنِ والذی اطمعُ اَنْ يَغْفِرَ لِیْ خَطِيْئَتِیْ يومَ الدين۔ فعند ذٰلكَ بُهِتَ النمرودُ ومن معهٗ معجبين من فصاحة لسانه، ثم التفتَ النمرود لآزرَ وقال له خُذْ ولدكَ وَحذِّرْهُ من باسی فاخذه ابوه وصار يُحذِّره فقال له ابراهيمُ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِیْ عَنْكَ شَيْئًا فزجره ابوه ووبخه ثم بعد ذٰلك ترقب ابراهيم لاصنام ودخل عليها وكانت ثلاثةً وسبعين صنمًا، فكسرها بفأس ولم يمسّ الصنم الاكبر بسوء بل علق الفأس فی رأسه وذهبَ، فلما دخلوا عليها ووجدوها على هٰذه الحالة فظنوا انه ما فعلَ ذٰلكَ الا ابراهيم فاخبروا النمرود وكان قبل ان يدعی الالوهية مشغوفا بعبادة الاصنام فامر باحضاره فلما حضر قال النمرود وقومه انتَ فعلتَ هٰذا بالهتنا يا ابراهيم فاجابهم بقوله بل فعله كبيرهم هٰذا فاسئلوهم ان كانوا ينطقُوْنَ ثم انه لما رأى الجهل محيطًا بهم قال: اُفٍّ لكم ولما تعبدون من دون اللهِ افلا تعقلونَ، فلما سمعوا ذٰلك تحققوا انه الفاعل، فقالوا احرقوه وانصروا اٰلهتكم ان كنتم فاعلين فجمعوا حطبًا وخشبًا مدة ثلاثة اشهر حتے صار كالجبل فاضرموا فيه النار، فاشتعلت حتے ملأت الجوّ وعمّت جميع الجهات حرارتها وصنعوا منجنيقًا ووضعوا فيه ابراهيم ورموه فی النار فصارت بردًا وسلامًا على ابراهيم ونبعت عينُ ماءٍ وبجانبها شجرة رُمّانٍ واياه جبريل بسرير من الجنة وتاج وحلة فلبسهما ابراهيم وجلس على السرير فی ارغد عيش ولم تؤثر فيه النار فآمن به خلقٌ كثير ولما علم النمرود بذٰلك قال: يا ابراهيم: اُخرج

مِنْ ارضنا فخرج هو ومَنْ اٰمَنَ معه، وتزوّجَ بواحِدَة اسمُهَا سَارة فجَاءَ الى المِصْرِ وَاقامَ بها مدةً فاعطاه ملك مصر جارية اسمُهَا هَاجرة، لمارأى من معجزاته ثم رجع الى الشام واقام بها وهُوَ اول من قرى الضيفان واوّل من شابت لحيتهٗ۔

لغوی تحقیق

ابراہیم ۔ اس میں چھ لغتیں ہیں۔ ابراہیم، ابراہام (بہما قرئ فی السبع) ابراہوم، ابرہم۔ دونوں میں ہاء کی تثلیث کے ساتھ۔ علامہ سجاعی نے لفظ ابراہیم، یونس اور یوسف کی لغتوں کو اس قطعہ میں نظم کیا ہے ؎

لقدجاء ابراہیم بالیاء والالف ❊ وبالواو والتثلیث فی الحذف قدوصف

ویونس ثلث ثالثاً مثل یوسف ❊ مع الہمز والابدال فاحفظ کما عرف

اور بعض حضرات نے اس لفظ کو عربی گردانا ہے۔ اور "ازر" یا "وزر" سے مشتق مانا ہے اور تعریف اور وزن فعل کیوجہ سے غیر منصرف قرار دیا ہے۔ مگر ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور وزن فعل اور صفت کیوجہ سے غیر منصرف ہے۔ اصنام۔ ج صنم، بت۔ الوہیۃ۔ مصدر ہے، معبود ہونا۔ مراہقا۔ راہق الغلام، جوانی کے قریب پہنچنا۔ بکت۔ تبکیتا، محبت میں غالب آجانا اور خاموش کردینا۔ بہتَ (ک) بہتا، حیرت زدہ ہوکر خاموش ہونا۔ مجہول فصیح تر اور مشہور ہے۔ بأس، عذاب۔ فأس: کلہاڑی (مؤنث سماعی ہے) بسا اوقات بغیر ہمزہ کے بولا جاتا ہے۔ ج افؤس، فواوس۔ اُفّ۔ اسم فعل بمعنی الضجر والکرہ۔ میں ناپسند کرتا ہوں، میں بیقرار ہوں۔ اصل میں اُف ناخن کے تراشہ، کان کے میل کو کہتے ہیں۔ قاضی عیاض وغیرہ نے اس میں دس لغتیں ذکر کی ہیں۔ اُفَ، اُفُ، اُفِ، اُفٌ، اُفٌ، اُفٍ، افہ، اِف، اُفّ، اُفی۔ علامہ سیوطیؒ تنویر الحوالک میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو حیان نے ارتشاف وغیرہ میں چالیس لغتیں ذکر کی ہیں قال وقد نظمتہا فی ابیات فقلت ؎

اف ربع اخیرہ ثم ثلث ❊ مبتداہ مشددا و مخفف

وتنوینہ وبالترک افا ❊ لا ممالہ وبالامالۃ مضعف

وبکسرابتدا فی مثلث ❊ وزاد لہا فی اف اطلق لاات

ثم مدا بکسراف واف ❊ ثم افو فاحفظ ودع مایزلف

اضرموا، النار: آگ روشن کرنا، بھڑکانا۔ الجو۔ ہو ما بین السماء والارض (فضا) منجنیق: ایک مشین ہے جس کے ذریعہ قلعہ وغیرہ کی دیوار پر پتھر پھینکتے ہیں۔ من چہ نیک کا معرب ہے۔ ج مجانیق۔ نبعت (ض، ن، ف) پانی کا چشمہ پھوٹ آیا رمان: انار۔ ارغد: عیش آسودہ زندگی۔ رغد (س، ک) رغدا: خوشحال ہونا۔ ضیفان۔ ج ضیف: مہمان۔ شابت لحیتہ: اس کی ڈاڑھی سفید ہوگئی۔

توضیح

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد کا نام آزر تھا، وہ کافر تھا اور انکی والدہ کا نام لیوثا تھا وہ خفیہ طور پر مومنہ تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود نامی بادشاہ کے دور میں پیدا ہوئے جو قوت والا تھا اور بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ اور جب وہ سارے دنیا کا مالک ہوگیا تو اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے اسکی

پرستش شروع کی اس کے ڈر سے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام قریب البلوغ ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو خاموش کیا اپنے اس قول سے "أتتخذ اصناما آلهة انی اراک وقومک فی ضلال مبین" کیا آپ بتوں کو معبود بنا رہے ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں" چونکہ حضرت ابراہیمؑ کے والد بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور بتوں کی تجارت کیا کرتے تھے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے یاقوم اعبُدُ وا اللّٰہَ رَبَّکُمْ، یعنی اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جو تمہارا پروردگار ہے۔ جب نمرود نے یہ بات سنی تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حاضر کرایا اور ان سے کہا میں نے تجھے پیدا کیا اور رزق دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس سے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے میرے ربّ نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے ہدایت دیتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے، بیماری سے شفاء دیتا ہے، اور وہی مجھے موت دے گا پھر مجھے دوبارہ زندہ کرے گا اور میں اسی سے اپنی مغفرت کی خواہش رکھتا ہوں قیامت کے دن۔ تو اس وقت نمرود مبہوت ہو گیا اور جو نمرود کے ساتھ تھے وہ تعجب کرنے لگے حضرت ابراہیمؑ کی خوش بیانی پر، نمرود آزر کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے کہا اپنے لڑکے کو پکڑ لو اور میری گزند سے اسے بچالو۔ تو ان کے والد نے انھیں پکڑا اور ان کو ڈرانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا" یا أَبَتِ لِمَ تعبُدُ الخ" یعنی اے ابا جان کیوں آپ پرستش کرتے ہیں ان بتوں کی جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور وہ آپ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے، ان کے والد نے انھیں جھڑکا اور ڈانٹا، پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کے منتظر رہے اور ان پر داخل ہوئے اور وہ بت تہہ تہہ تھے۔ ان کو کلہاڑی سے توڑ دیا اور بڑے بت کو نہیں چھوا کسی برائی کے ساتھ بلکہ اس کے سر میں کلہاڑی لٹکا دیا اور چلتے بنے جب وہ لوگ بتوں کے پاس آئے اور ان کو ایسی حالت میں پایا تو انھوں نے یہ سوچا کہ یہ ابراہیم ہی کا کام ہے۔ انھوں نے نمرود کو خبر دی اور وہ الوہیت کا دعویٰ کرنے سے پہلے بتوں کی پرستش پر فریفتہ تھا تو نمرود نے انھیں حاضر کئے جانے کا حکم نافذ کیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو نمرود اور اس کی قوم نے کہا اے ابراہیم کیا تو نے یہ حرکت کی ہے ہمارے معبودوں کیساتھ تو ان کو اپنے قول کے ذریعہ جواب دیا" بل فعلہ کبیرہم ہٰذا" (بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے نے کی ہے تم ان سے پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہوں) پھر جب ابراہیم علیہ السّلام نے جہل کو ان پر محیط دیکھا تو کہنے لگے تم لوگوں پر افسوس ہے اور کیوں اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہو، کیا عقل نہیں رکھتے۔ جب انھوں نے یہ بات سنی تو انھیں یقین ہو گیا کہ یہی کرنے والا ہے۔ تو انھوں نے کہا اس کو جلا کر اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے تو انھوں نے لکڑیاں جمع کیں تین مہینے تک، یہانتک کہ لکڑیاں پہاڑ کیطرح ہو گئیں تو انھوں نے آگ سلگائی۔ تو آگ بھڑک اٹھی یہاں تک کہ فضا کو بھر دیا اور چہار جانب آگ کی حرارت چھا گئی اور انھوں نے ایک منجنیق تیار کی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا۔ آگ ٹھنڈک اور ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی بن گئی اور پانی کا چشمہ ابلنے لگا اور اس کے کنارے انار کا درخت تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبرئیل جنت سے تخت، تاج اور جوڑے لے کر تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے انھیں پہن لیا اور تخت پر بہت ہی آرام و راحت سے بیٹھ گئے اور آگ نے اثر نہیں کیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ ان پر ایمان لائے۔ اور جب نمرود اس بات کو جان گیا تو اس نے کہا اے ابراہیم تو نکل جا ہماری سرزمین سے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے ساتھ مؤمنین نکل گئے، اور ایک عورت

سے شادی کی جس کا نام سارہ تھا۔ اس کے بعد وہ مصر تشریف لائے اور وہاں ایک مدت تک قیام کیا تو ان کو مصر کے بادشاہ نے ایک جاریہ عطا کی جس کا نام ہاجرہ تھا، ان کے معجزات کو دیکھ کر پھر وہ شام کیطرف لوٹے اور وہاں قیام کیا۔ وہی سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مہمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے شخص ہیں جن کی داڑھی سفید ہوگئی۔

اَلْكَيِّسُ مَنْ تَهَيَّأَ لِلْمَوْتِ

عقلمند وہی ہے جس نے موت کی تیاری کی

حُكِيَ اَنَّ سُلَيْمَانَ بن عبد الملك لَبِسَ فی یوم الجمعة لباسًا شُهِرَ بِهٖ، ودعا بتخت فيه عمائمُ وبيده مرآةٌ فلم يزل يعتمّ بواحدةٍ بعد اُخرىٰ وارخىٰ سدولها واخذ بيده مخصرةً واعتلیٰ منبرهٗ ناظرًا فی عطفيه وجمع حشمه، وقال انا الملك الشابُّ السيد الجحاب، الكريم الوهّاب فتمثلت له احدى جواريه، فقال: كيف ترين امير المؤمنين فقالت اُراه مُنَى النفس وقرّة العين لولا ما قال الشاعر ؎

اَنْتَ نعمَ المتاع لو كنت تبقى	غير ان لا بقاء للانسان
انتَ خِلوٌ من العيوب وممّا	يكره الناس غير انك فان

فدمعت عيناهُ وخرج على الناس باكيًا فلما فرغ مِن صَلوته رجع ودعا بالجارية وقال لها مَا حملكِ علىٰ مَا قُلتِ؟ قالتْ: وَاللهِ ما رأيتُكَ، وَلا دخلتُ عليكَ، فاكبر ذٰلكَ ودعا بقية جواريه فصدقتها على ذٰلك فراعه ذٰلك ولم يبق الا مدة مديدة حتّٰى مات۔

لغوی تحقیق

الكَيِّس: چالاک، زیرک۔ کاس (ض) کیسًا، کیاسة الغلام: زیرک وذہین ہونا۔ کیس: سمجھدار۔ ج اکیاس، کیسیٰ۔ تَہیّأ: تیاری۔ تخت: جامہ دان۔ ج تخوت۔ عمائم۔ ج عمامة: پگڑی۔ مرآة: آئینہ۔ یعتم۔ اعتمامًا: پگڑی باندھنا۔ ارخیٰ۔ ارخاء۔ الستر: لٹکانا۔ سدول۔ ج سَدل: پردہ۔ سَدل (ن) (ض) سدلًا الثوب: لٹکانا۔ مخصرة: عصا، شاہی جس کو بادشاہ تقریر کے وقت اپنے ہاتھ میں لے۔ ج مخاصرة۔ اعتلیٰ: اونچا ہوا، بلند ہوا۔ عطفیه: دونوں پہلو۔ ج اعطاف، عِطاف۔ حشمه: خادم، نوکر چاکر۔ ج احشام۔ الشاب: جوان۔ الجحاب (کذا فی الشریشی ومعناه القصير وسیٔ الخلق ولعله بالجيم يقال ما رجحاب ای کثیرًا ولغت من جحجب ساح فی الارض حاشیه) مُنیٰ۔ ج منیة: آرزو۔ قرة العين: آنکھوں کی ٹھنڈک۔ خلو: خالی

فراعۃ (الامردن)، روعًا: گھبرادینا، بدحواس کردینا۔

توضیح منقول ہے کہ سلیمان ابن عبدالملک نے جمعہ کے دن ایسا لباس پہنا جس سے وہ مشہور ہوا اور ایسا بکس منگایا جس میں بہت سی پگڑیاں تھیں اور اس کے ہاتھ میں آئینہ تھا، وہ یکے بعد دیگرے پگڑی باندھتا تھا اور ان کے پھندنوں کو لٹکاتا جاتا تھا، اس کے بعد شاہی عصا لیکر اپنے جاہ وحشم کو دیکھتا تھا اور منبر پر چڑھ کر کہتا میں جوانمرد قوم کا سردار سیاح اور شریف اور سخی بادشاہ ہوں۔ اس کے سامنے اس کی ایک باندی ظاہر ہوئی۔ سلیمان نے کہا تو امیرالمؤمنین کو کیسا سمجھتی ہے؟ تو اس نے کہا مجھے تو امیرالمؤمنین دل کی آرزو اور آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ چیز نہ ہو جو شاعر نے کہا ہے۔ شعر: تو بہترین سامان ہے اگر باقی رہے لیکن انسان کیلئے بقا نہیں ہے، تو عیبوں سے خالی ہے اور لوگوں کی ناپسندیدہ چیزوں سے سوائے اس کے کہ تو فانی ہے۔ تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور لوگوں پر روتا ہوا نکلا۔ جب اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوٹا اور اس نے نماز سے فارغ ہونیکے بعد باندی کو بلایا اور اس سے کہا کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا تیری اس بات پر۔ اس نے کہا قسم خدا کی نہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ آپ پر میں داخل ہوئی۔ سلیمان کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اپنی باقی باندیوں کو اس نے بلایا تو ان باندیوں نے اس کی تصدیق کی اس بات کے بارے میں، تو اس صورتِ حال نے اس کو خوفزدہ کردیا اور کچھ ہی مدت باقی رہنے کے بعد مرگیا۔

وَحُكِيَ عن الفضل بن الربيع، قال كنتُ مَعَ المنصور في السفرِ الذي مات فيه، فنزلنا بعض المنازل فدعا بي وهو في قُبّتِهِ الى حائطٍ وقال: الم انهكم ان تدعوا العامة تدخل هٰذه المنازل فيكتبون فيها ما لاخير فيه، قلتُ: وما هو؟ قال: الا ترى ما على الحائطِ مكتوبًا ـــ

ابا جعفر! حانت وفاتك وانقضت	سنوك وامرالله لابُدّ نازلٌ
ابا جعفر! هل كاهن او منجمٌ	يرد قضاء الله ام انت جاهلُ؟

فقلت وَاللهِ ما على الحائط شيئ وانه لنقيٌّ ابيضُ قال: الله! قلتُ: الله. قال انها والله نفسي نعيت الى الرحل باذ في الى حرم الله وامنه هاربا من ذنوبي واسرافي على نفسي، فرحلنا وَثقُل حتى بلغ بئر ميمون، فقلت له قد دخلت الحرم قال: الحمد لله وقبض من يومه ولما حضرته الوفاة قال هٰذا السلطان لاسلطان لمن يموت۔

لغوی تحقیق فضل بن الربیع، ابوالعباس منصور، مہدی، ہادی، رشید کا دربان تھا۔ ہارون الرشید نے

اس کی ذکاوت و بہادری کی بنا پر اپنا وزیر بنالیا تھا۔ اس کی وفات ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ الم آتھکم: ہمزہ استفہامیہ ہے اور لم نافیہ جازمہ اور کم ضمیر منصوب متصل ہے۔ نقی، صاف ستھرا۔ واللہ۔ اصل میں اقسم باللہ تھا۔ باء کو حذف کردیا گیا اور فعل کو مضمر، پس فعل مضمر اسم مقسم بہ کیطرف متعدی ہوگیا۔ نعیت۔ نعاۃ، نعیًا: موت کی اطلاع دینا۔ بیر میمون، مکہ کے ایک کنویں کا نام ہے جو میمون بن خالد حضرمی کیطرف منسوب ہے۔

توضیح اور فضل ابن ربیع سے منقول ہے اس نے کہا میں منصور کے ساتھ اسی سفر میں تھا جس میں اس کا انتقال ہوا۔ ہم ایک جگہ اترے اس نے مجھے بلایا اور وہ اپنے خیمہ میں تھا ایک دیوار کی طرف اور اس نے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں روکا کہ تم عام لوگوں کو ان کے گھروں میں چھوڑنے سے، پھر وہ یہاں لکھ جائیں وہ باتیں جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو منصور نے کہا کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو جو دیوار پر لکھا ہوا ہے: ابو جعفر تمہاری موت کا وقت آگیا ہے، اور تمہاری عمر ختم ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم یقینی طور پر ہونیوالا ہے۔ ابو جعفر! کیا کوئی کاہن یا نجومی اللہ کے فیصلہ کو روک سکتا ہے یا تو جاہل ہے؟

تو میں نے کہا قسم خدا کی دیوار پر کچھ بھی نہیں ہے وہ بالکل صاف ستھری ہے۔ اس نے کہا: قسم خدا کی (لکھا ہوا ہے) تو میں نے کہا: قسم خدا کی (لکھا ہوا نہیں ہے) اس نے کہا کہ قسم خدا کی مجھے خبر دی گئی ہے کوچ کرنے کی۔ مجھے جلد لے چلو اللہ کے حرم اور اس کے امن کیطرف، اس حال میں کہ میں اپنے گناہوں سے اور اپنے اوپر زیادتی سے بھاگنے والا ہوں۔ تو ہم نے کوچ کیا اور وہ بہت بیمار ہوا یہاں تک کہ بیر میمون پر پہونچا تو میں نے اس سے کہا، آپ حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا الحمد للہ اور اسی دن وفات ہوئی، اور جب اس کو موت آگئی تو اس نے کہا یہ سلطنت کوئی سلطنت نہیں ہے اس شخص کی جو مر جائے۔

وعن علی بن یقطین قال: لما کنا مع المھدی بماسبذان قال لی: اصبحتُ جائعًا فاتنی بارغفۃٍ ولحمٍ باردٍ فاکل ونام فی البھو، فما استیقظنا الا لبکائہ فبادرنا فقال: اما رأیتم ما رأیتُ وقف علیَّ رجلٌ لو کان فی الفٍ ما خفی علیَّ فقال ؎

کأنی بھذا القصر قد باد اھلہٗ	وأوحش منہ ربعُہ ومنازلُہٗ
وصار عمید الملک من بعد بھجۃٍ	الی قبرہٖ تحثی علیہ جنا دلُہٗ
فلم یبق الا ذکرہٗ وحدیثُہٗ	یُنادی علیہ معولاتٍ حلائلُہٗ

فما اتت علیہ عشرۃ ایامٍ حتی توفی، قال رجل لابراھیم بن ادھم من این کسبك؟ فقال ؎

نُرقّع دنیانا بتمزیق دیننا ✧ فلا دیننا یبقی ولا ما نُرقّعُ

لغوی تحقیق

ماسیذان: بلادجبل میں ایک بہت پرانا شہر ہے۔ ارغفۃ۔ جمع رغیف: گوندھے ہوئے آٹے کا پیڑا، چپاتی، روٹی، البہو: مکان یا خیمہ کے آگے کا کمرہ جو مہمان وغیرہ کی قیام گاہ کا کام دے ج ابہاء۔ بَہَادن، بَہِیَ (س)، بَہُوَ (ک)، بہاءً، خوبصورت ہونا۔ صفت بہی۔ بادَ (ض) بیدًا، بیادًا، بیودًا، ہلاک ہونا۔ بیدا: خطرناک جنگل۔ ج بید، بیداوات۔ ربعۃ: گھر۔ ج رباع۔ بہجۃ: حسن۔ حَثَیٰ (ن، ض) حثوًا، حثیًا التراب: مٹی ڈالنا۔ جنادلۃ۔ ج جندل: پتھر۔ مُعْوِلَات۔ اسم فاعل ہے۔ اعول الرجل: چیخ کر رونا۔ حلائلۃ ج حلیلۃ: زوجہ، بیوی۔ ابراہیم بن ادھم بن منصور بن اسحٰق بلخی۔ آپ مشہور ومعروف عابد وزاہد بزرگ تھے۔ آپ کی پیدائش مکہ کے راستہ میں ہوئی، آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گود میں لے کر طواف لیا اور یہ دعا کی ادعو لابنی ان یجعلہ اللہ صالحًا" علامہ مروزی نے لکھا ہے کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں رہے اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام صاحب نے آپ کو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے، اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے، اور اسی پر تمام کاموں کا مدار ہے۔ آپ ۱۶۱ھ میں کسی غزوہ کیلئے جارہے تھے راستہ ہی میں انتقال ہوگیا۔ اور بلادِ روم کے کسی جزیرہ میں دفن کئے گئے۔ ترقیع۔ رقعت الثوب: پیوند لگانا۔ تمزیق: پھاڑنا۔

توضیح

اور علی ابن یقطین سے منقول ہے انھوں نے فرمایا جب ہم مہدی کے ساتھ ماسیذان میں تھے تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں بھوکا ہوں میرے پاس روٹیاں اور ٹھنڈا گوشت لاؤ، پھر اس نے کھایا اور بیٹھک میں سوگیا تو ہم نہیں بیدار ہوئے مگر اس کے رونے کی وجہ سے تو ہم نے سبقت کی تو اس نے کہا کیا تم نے نہیں دیکھا وہ منظر جو میں نے دیکھا۔ میرے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اگر ہوتا وہ ہزاروں کے درمیان تو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اور اس شخص نے یہ شعر کہا ہے گویا کہ میں اس محل میں ہوں کہ اس کے باشندے ہلاک ہوچکے اور اس کے مکانات اور منزلیں وحشت ناک ہوگئیں۔ اور عبد الملک خوشی کے بعد ایک ایسی قبر کیطرف چل بسا کہ جس پر پتھر ڈالے جارہے ہیں۔ اس کا تذکرہ اور باتوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اسے آوازیں دے رہی ہیں اس کی بیویاں۔ تو مہدی پر دس دن بھی نہیں گذرے تھے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادہم سے کہا: کہاں سے آتی ہے آپ کی کمائی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی دنیا میں پیوند لگاتے ہیں، اپنے دین کو چاک کرکے تو نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ وہ چیز جس میں ہم پیوند لگاتے ہیں۔

يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر غربت طاری ہو

قال الربیع بن سلیمان: سمعتُ الشافعیؒ یقول اتی علیّ عیدٌ ولیس عندی نفقةٌ فاستسلفتُ

سَبْعِينَ ديناراً النفقة اَهْلِي فبينا انا كذٰلك وَاذا تاني رجلٌ مِنْ قريش يشكى اِلىّ الحاجة فاخبرته خبري وقلتُ لهٗ : خُذْ مَا تُحِبُّ فقالَ لِي ما يقنصني الّا اكثر من هٰذه الدنانير فقلت لهٗ فخذها وبتُّ وما معي دينار ولا درهم، فبينا انا في منزلي اذ اتاني رسول جعفر بن يحيى البرمكي يقول : اجب الوزير فاجبته، فقال : ما شانك ؟ في هٰذه الليلة ؟ يهتف بي ما تفٌ كلما دخلتُ في النوم، يقول الشافعي، الشافعي، فاخبرته بالخبر فاعطاني خمس مائة دينار ثم قال : ازيد، فاعطاني خمس مائة اخرىٰ فلم يزل يزيد في حتّٰى اعطاني الفي دينار۔

لغوی تحقیق

یوثرون۔ ایثاراً : اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینا۔ دوسروں کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔ خصاصة۔ خصّ (س) خصاصًا ، محتاج ہونا ، تنگدست ہونا۔ ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار ابو محمد مرادی مصری صاحب امام شافعی۔ آپ کی ولادت ۱۷۴ھ میں ہوئی ، آپ جامع عتیق کے مؤذن اور امام شافعیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ، آپ حضرت امام شافعیؒ کی کتابوں کے راوی ہیں اور حضرات شوافع کے یہاں آپ کی روایت حد درجہ قابل وثوق سمجھی جاتی ہے حتیٰ کہ اگر امام مزنی کی اور آپ کی روایت متعارض ہو تو شوافع کے یہاں آپ ہی کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے ، حالانکہ علم و تدوین کے اعتبار سے امام مزنی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ الشافعی۔ محمد بن ادریس بن العباس ، ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں محض تبرکًا لکھا جاتا ہے ، آپ بمقام عسقلان ۱۵۰ھ پیدا ہوئے۔ اور دو برس کی عمر میں مکہ مکرمہ لائے گئے وہیں پرورش پائی ، بچپن سے تیر اندازی نشانہ بازی اور طلب علم کا بہت شوق تھا۔ آپ نے قاری مکہ اسمٰعیل بن قسطین سے علم تجوید پڑھا اور علوم ادبیہ ، لغت و شعر اور ایام عرب جوانی تک حاصل کئے۔ فقہ مسلم زنجی اور امام محمد شیبانی کی کتابوں سے حاصل کیا اور حدیث امام مالک وغیرہ سے حاصل کی ، پندرہ سال کی عمر میں مسلم بن خالد نے فتویٰ دینے کی اجازت دیدی۔ احمد بن سیار کا قول ہے کہ اگر امام شافعیؒ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا۔ ابوداؤد کا قول ہے کہ شافعی نے کبھی حدیث میں غلطی نہیں کی ، حمیدی آپ کو سید الفقہاء کہتے تھے۔ آپ آخر عمر میں مصر تشریف لے گئے اور وہیں اقامت اختیار کی اور آخر رجب ۲۰۴ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کو رحلت فرمائی۔ فاستسلفت : میں نے قرض لیا۔ یہتف (ض) ہتفًا۔ الحمامة : کبوتری کا کوکو کرنا۔ ہتافًا ، چلا کر پکارنا ، بلانا۔ الشافعی۔ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای ادرک الشافعیؒ۔

توضیح

ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ پر عید آئی اور میرے پاس کوئی خرچ کا سامان نہ تھا تو میں نے ستّر دینار اپنے اہل و عیال کے خرچ کے لئے بطور قرض لیا۔ اسی اثناء میں کہ میں اس طرح تھا کہ اچانک ایک قریشی میرے سامنے ضرورت ظاہر کرتے ہوئے آیا۔ میں نے اس کو اپنا حال سنایا اور اس سے کہا جو تم چاہو لے لو ، تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے صبر نہیں دلا سکتا مگر ان دیناروں سے زائد تو میں نے اس سے کہا تم انھیں لے لو۔ اور میں نے رات گذاری اس حال میں کہ

میرے پاس نہ کوئی دینار تھا اور نہ درہم۔ تو اسی اثناء میں کہ میں اپنے گھر پر تھا اچانک میرے پاس جعفر ابن یحییٰ برمکی کا قاصد آیا وہ کہہ رہا تھا کہ وزیر کی دعوت قبول کرو تو میں نے اس کی بلاہٹ کو قبول کیا۔ تو قاصد نے کہا اس رات میں آپ کا کیا حال تھا کہ مجھے کوئی غیبی ندا دینے والا یہ آواز دے رہا تھا۔ جب بھی میں سونے کیلئے جاتا تھا وہ کہتا تھا شافعی کے پاس جاؤ، شافعی کے پاس جاؤ! تو میں نے قاصد کو واقعہ کی اطلاع دی تو اس نے پانچ سو دینار مجھے عطا کئے پھر کہا کیا اضافہ کروں پھر اس نے اور پانچ سو دیئے، وہ مجھے زیادہ دیتے رہے یہاں تک کہ دو ہزار دینار مجھے دیدیئے۔

وكان الشافعي، شاعراً مُجيداً قالَ ابُو القاسم بنُ الازرقِ، دخلتُ عليهِ فقلت: يا ابا عبدَ الله أمَا تُنصِفُنا؟ لك هٰذا الفقه تفوز بفوائده، ولنا هٰذا الشعرُ، وقد جئتَ تُداخلُنا فيه فإمَّا أفردتنا أوْ اشركتنا في الفقه، وقد اتيتُ بابياتٍ انْ اجزتَها بمثلها تُبتُ من الشعرِ، وان عجَزْتَ تُبْ مِنه، فقال لي، ايه، يا هٰذا فانشدتُهُ هٰذا الكلام

مَا همّتي الا مقارعَةَ العدیٰ — خلق الزمَان وَهمتي لم تخلق
والناس اعينهم الیٰ سلب الغنی — لا ينظرون الی الحجا والاولق
لكنّ من رزق الحجیٰ حُرم الغنی — ضدّان مفترقان ایّ تفرّق
لو كان بالجبل الغنیٰ لوجدتني — بنجوم اقطار السماءِ تعلّق

فقال الشافعي رضي الله عنه، ألاّ قلت كما اقول ارتجالاً

انّ الذی رزق اليسارَ فلم ينل — حمدًا وَلا اجرًا لغير موفّق
فالجدّ يدني كلّ امرٍ شاسع — وَالجَدّ يفتح كل باب مغلق
فاذا سمعت بانّ مجدودًا حویٰ — عُودًا فاثمر في يديهِ فحقق
وَاذا سمعت بانّ محرومًا اتیٰ — ماءً ليشربه فغاض فصدّق
واحق خلق الله بالهمّ امرؤٌ — ذو همّة يبلیٰ بعيش ضيّق
ومن الدليل علی القضاءِ وكونه — بُؤس اللبيب وطيب عيش الاحمق

فقلتُ لهٗ لا قلتُ شعرًا بعدَ هٰذا۔

وَسمِعَ رَجلاً یسفہ علیٰ رجلٍ من اَھْلِ العلمِ، فقالَ لاَصحابہٖ: نزّھُوا اسماعَکم عَنْ استماعِ الخنی کما تنزّھُون اَلسنتکم عَن النطق بہٖ فانّ المستمع شریکُ القائلِ فانّ السّفیہَ ینظرُ الی اَخبث شیٔ فی وعائہٖ فیحرِصُ علیٰ اَنْ یُفرِغَہٗ فی اَوْعیتکم۔

لغوی تحقیق

مجیدًا۔ اجاد سے اسم فاعل ہے، عمدہ اشعار کہنے والا۔ اجز تہا: دوسرے کے مصرعہ کو نظم کرکے پورا کرنا۔ آیہ۔ اسم فعل ہے بمعنی بات۔ مقارعۃ: ایک دوسرے کو تلوار مارنا۔ العدی۔ ج عدو، دشمن۔ خلق (ن، س، ک) خلقا و خلوقۃ الثوب: پرانا ہونا۔ الحجی: عقل۔ ج احجاء۔ حجا (ن) حجوا: ٹھہرنا اولق۔ ایلاقا: پاگل ہونا۔ ولق (ض) ولقا فی السیر: جلدی چلنا۔ ایّ۔ یہ مختلف مواقع میں استعمال ہوتا ہے۔
(۱) شرط جیسے ایا تضرب اضرب (۲) استفہام جیسے ایکم اتی: تم میں سے کون آیا۔ (۳) موصول جیسے سلّم علیٰ ایہم افضل: ان میں سے جو افضل ہے اس کو سلام کر (۴) دلالت بر کمال اس صورت میں نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے۔ زید رجل ای رجل: زید بہت کامل آدمی ہے، اور کبھی معرفہ سے حال واقع ہوتا ہے جیسے مررت بعبد اللہ ایَّ رجل۔ (۵) مفعول مطلق جیسے ضدان مفترقان ای تفرق ای ہما شیئان متباینان تباینا کاملاً (۶) مخاطب کی تنبیہ کیواسطے اس وقت منادیٰ موصوف باللام پر یا کے بعد داخل ہوتا ہے جیسے یا ایہا الرجل۔ الحیل۔ جمع حیلۃ۔ ارتجالاً۔ مصدر بمعنی فاعل ہے اور الشافعی سے حال ہے۔ ای فقال الشافعی مرتجلاً لہ، یا اقول کی ضمیر مستتر سے حال ہے ای اقول حال کونی مرتجلاً یا مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای الاقلت قولا ارتجالاً: فی البدیہہ کہنا۔ الجد بالفتح۔ نصیب۔ بالکسر کوشش۔ شاسع۔ شسع (ف) شسعا المنزل: دور ہونا فہو شاسع۔ مجدود: صاحب نصیب۔ حوی (ض) حوایۃ: اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔ عود: لکڑی۔ غاض۔ الماء: پانی کا نیچے اتر آنا۔ بؤس۔ بئس (س) بؤسا: سخت ضرورت مند ہونا۔ یسفہ: پاگل پن کیطرف منسوب کرنا۔ نزہوا۔ تنزیہ سے ماضی غائب ہے: اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا۔ نزہ (س، ک) نزاہۃ: برائی سے دور رہنا۔ الخنی: بری بات۔ خنا (ن) خنوا۔ خنی (س) خنی: بدزبانی کرنا۔ وعاء: برتن۔ ج اوعیۃ۔ ج اوع۔ وعیٰ یعی وعیا: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔

توضیح

اور امام شافعیؒ عمدہ شاعر بھی تھے، ابو القاسم ابن ارزق نے بیان کیا کہ میں امام شافعیؒ کے پاس گیا تو میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا آپ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کریں گے۔ آپ کے پاس یہ فقہ ہے جس کے فوائد سے آپ کامیاب ہیں اور ہمارے لئے یہ شاعری ہے اور آپ اس میں بھی مداخلت کرتے ہیں، یا تو آپ ہمیں تنہا چھوڑ دیجئے (شاعری میں) یا ہمیں فقہ میں شریک کرلیجئے اور میں چند شعر لے کر آیا ہوں، اگر آپ نے ان پران کے مثل اشعار کہلائے تو میں شاعری سے توبہ کرلوں گا اور اگر آپ عاجز رہ گئے تو پھر توبہ کرلیجئے۔ تو انھوں نے مجھ سے کہا سناؤ اے فلاں: تو میں نے ان کو یہ کلام سنایا۔ میرا حوصلہ نہیں ہے مگر دشمنوں سے ٹکرانا۔ زمانہ پرانا ہو چکا اور میرا حوصلہ پرانا نہیں ہوا۔ اور لوگوں کی

نظریں مال چھیننے کیطرف ہیں۔ وہ نہیں دیکھتے عقل وجنون کی طرف نظر نہیں اٹھاتے۔ لیکن جنھیں عقل نصیب ہے، وہ مال سے محروم ہیں دونوں ضد ہیں کہ آپس میں بہت بڑا فرق ہے اگر تدبیر سے مالداری حاصل ہوتی تو تو پاتا مجھے آسمان کے چہار جانب کے ستاروں سے متعلق۔ تو امام شافعیؒ نے فرمایا تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا جس طرح میں برجستہ کہہ رہا ہوں۔ جس نے مالداری حاصل کی پھر اس نے شکر نہیں حاصل کیا اور نہ اجر تو وہ بدنصیب ہے تو کوشش قریب کردیتی ہے ہر بقیہ چیز کو اور کوشش ہر بند دروازہ کو کھول دیتی ہے تو جب تو نے کسی خوش قسمت نے لکڑیاں اکٹھا کیں اور وہ پھل والی ہوگئیں تو تو اس کو تسلیم کرلے۔ اور جب تو سنے کہ بدقسمت پانی کے پاس آیا تاکہ وہ پانی پئے اور پانی خشک ہوگیا تو اس کی بھی تصدیق کر۔ خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ ہمت والا وہ ہے جس کی آزمائش عیش وآرام کی تنگی سے ہو۔ قضاء وقدر کے ہونے کی دلیل ہوشمند کا مصائب جھیلنا اور بیوقوف کا آرام سے رہنا ہے۔

ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے کہہ دیا کہ اب میں آئندہ شاعری نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک آدمی کو کسی عالم کی برائی کرتے سنا تو آپ نے مصاحبین سے کہا: کانوں کو بری باتیں سننے سے اس طرح پاک رکھو جس طرح کہ زبانوں کو بری باتیں کہنے سے پاک رکھتے ہو چونکہ سننے والا کہنے والے کا حصہ دار ہوتا ہے۔ نالائق شخص اپنے ظرف کی خیانت کو دیکھتا ہے اور تمہارے ظرف میں ڈالنا چاہتا ہے۔

الاغتیابُ وتعظیمُہٗ

غیبت اور اس کی برائی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت فی الرجل ما فیہ اغتبتہٗ، واذا قلت ما لیس فیہ فقد بھتہ، ومرّ محمد بن سیرین بقوم فقام الیہ رجل منھم فقال ابابکر! انا قد نلنا منک فحللنا فقال: انی لا اُحِلّ ما حرّم اللہ، وکان رقبۃ بن مصقلۃ جالسًا مع اَصْحابہ فذکروا رجلًا بشیٔ فاطلع ذٰلک الرجل فقال بعض اصحابہ: الا اخبرہ بما قلنا فیہ لئلا یکون غیبۃً قال: اخبرہ حتّٰی یکون نمیمۃً۔

لغوی تحقیق الاغتیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ بھتہ وباھتہ: بہتان لگانا۔ رقبۃ بن مصقلۃ عبدی کوفی۔ آپ انتہائی خوش طبع، ثقہ اور امانتدار تھے۔ آپ کی وفات ۲۲۹ھ میں ہوئی۔ نمیمۃ: چغل خوری۔

توضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی کے بارے میں وہ کہو جو اس میں ہے تو تم نے غیبت کی، اور اگر وہ بات کہو جو اس میں نہیں ہے تو اس پر بہتان تراشی کی۔ اور محمد بن سیرین ایک قوم

کے پاس گذرے، ایک شخص ان کی جانب ان میں سے کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے ابو بکر ہم نے آپ کی برائی کی ہے آپ ہمارے لئے حلال کر دیجئے تو انھوں نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا میں اسے حلال نہیں کر سکتا۔ اور رقبہ بن مصقلہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو انھوں نے ہر ایک شخص کی برائی بیان کی، تو اس کو اس کی اطلاع ملی تو رقبہ کے کسی ساتھی نے کہا کیا میں اسے نہ بتادوں تاکہ وہ غیبت نہ ہو۔ تو انھوں نے فرمایا: اسے بتادو تاکہ چغل خوری ہو جائے۔

عِزَّةٌ دِينِيَّةٌ تَفُوقُ عِزَّةً دُنْيَوِيَّةً

دینی عزت فائق ہے دنیاوی عزت پر

أخرج ابن عساكر من طرقٍ ان هشام بن عبد الملك حج في خلافة ابيه، فطاف بالبيت فجهد ان يصل الى الحجر يستلمه فلم يقدر عليه فنصب له منبر وجلس عليه ينظر الى الناس ومعه اهل الشام، اذ اقبل علي بن الحسين بن علي كرم الله وجههم وكان من احسن الناس وجهًا واطيبهم أرجًا، فطاف بالبيت فلما بلغ الى الحجر تنحّى له الناس حتى يستلمه فقال رجلٌ من اهل الشام: من هذا الذي هابه الناس هذه الهيبة؟ فقال هشام لا اعرفه مخافة ان يرغب الناس فيه اهل الشام وكان الفرزدق حاضرًا فقال الفرزدق، لكني اعرفه فقال الناس من هو يا ابا فراس، فقال الفرزدق۔

لغوی تحقیق

جہد (ف) جہدًا، کوشش کرنا۔ الحجر۔ حجر اسود مراد ہے۔ یستلمہ۔ استلامًا: چھونا، چومنا، بوسہ دینا علی بن حسین بن علیؓ بن ابی طالبؓ، آپ کی کنیت ابو الحسن ہے آپ سادات تابعین میں سے ہیں آپ کی والدہ شاہ فارس یزدجرد کی صاحبزادی سلامہ تھیں، آپ کی ولادت ۳۸ھ میں ہے اور وفات ۹۴ھ میں ہے، آپ عالی مرتبت کثیر الحدیث ثقہ اور مامون تھے۔ ارجا: خوشبو۔ اَرِجَ (س) ارجًا: خوشبو مہکنا۔ ص۔ ارج تنحّی، علیحدہ ہو جانا، الگ ہو جانا۔

توضیح

ابن عساکر نے مختلف طریقوں سے تخریج کی ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے حج کیا اپنے والد کے خلافت کے دور میں تو بیت اللہ کا طواف کیا، اس نے کوشش کی کہ وہ حجر اسود تک پہونچے بوسہ دینے کیلئے مگر اس پر وہ قادر نہیں ہوا تو اس کے لئے منبر نصب کیا گیا اور اس پر بیٹھ کر لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اس کے ساتھ شام والے تھے اچانک حضرت علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ان کے سامنے اور وہ بہت خوبصورت تھے لوگوں میں سے اور بہت پاکیزہ تھے مہک کے اعتبار سے تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جب حجر اسود

پر (بوسہ دینے کیلئے) پہنچے تو لوگ انکی وجہ سے ایک طرف ہوئے تاکہ وہ اسے بوسہ دیں، تو ایک شامی شخص نے کہا یہ کون ہے کہ لوگوں پر اس کی ہیبت طاری ہوگئی اور ہشام نے کہا میں اسے نہیں پہچانتا ہوں اس اندیشہ سے کہ لوگ اس کی جانب مائل ہوں یعنی اہلِ شام۔ اور فرزدق حاضر تھا اور فرزدق نے جواب دیا کہ میں انھیں پہچانتا ہوں تو لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے اے ابوفراس تو فرزدق نے جواب دیا:

هٰذا الذی تعرف البطحاء وطأته ... وَالبیت یعرفه والحل والحرم

هٰذا علیّ رسول الله والده ... امست بنور هداه تهتدی الامم

هٰذا ابن خیر عباد الله کلهم ... هٰذا النقی التقی الطاهر العلم

اِذا رأته قریش قال قائلها ... الیٰ مکارم هٰذا ینتهی الکرمُ

ینمی الیٰ ذروة العز الذی قصرت ... عن نیلها عرب الاسلام والعجم

یکاد یمسکه عرفان راحته ... رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

فی کفه خیزران ریحه عبق ... مَن کفّ اروع فی عرنینه شممُ

یغضی حیاءً ویغضیٰ من مهابته ... فما یکلم الا حین یبتسمُ

من جدّه دان فضل الانبیاء له ... وفضلُ امته دانت له الامم

ینشق نور الهدی عن نور غرّته ... کالشمس ینجاب عن اشراقها العتمُ

مشتقة من رسول اللهِ نبعته ... طابت عناصره والخیمُ وَالشیم

هٰذا ابن فاطمةٍ ان کنت جاهلة ... بجده انبیاء الله قد ختموا

اَللهُ شرّفه قدمًا وفضّله ... جری بذلك فی لوحه له القلمُ

کلتا یدیه غیاث عم نفعهما ... یستوکفان ولا یعروهما عدم

سهل الخلیقة لا تخشی بوادره ... یزینه الخلتان الحلمُ والکرمُ

حمال اثقال اقوام اذا اقترضوا ... حلو الشمائل تحلو عنده نعمُ

ما قال لا قط الا فی تشهده ... لولا التشهد کانت لاؤه نعمُ

عمّ البریةَ بالاحسان فانقشعت ... عنها الغیاهب والاملاق والعدمُ

من معشر حبّهم دینٌ وَ بغضُهمُ ... کفرٌ وقربهم منجا ومعتصمُ

مقدم بعد ذکر الله ذکرهم ... فی کل بدء ومختوم به الکلمُ

یُستدفع السوء والبلویٰ بحُبهم ... ویستزاد به الاحسان والنعمُ

اِنْ عُدّ اهلُ التُّقیٰ کانوا ائمتهم ... او قیل: من خیر اهل الارض قیل هُمُ

لایستطیع جوادٌ شأ وغایتھم ‏ — وَلَا یدانیھم قومٌ وان کرُموا

ھم الغیوث اذا ماازمۃ ازمت ‏ — والاُسد اُسد الشریٰ والباس محتدم

لایقبض العُسر بسطامن اکُفھم ‏ — سیّان ذٰلك ان اثرواوان عدموا

یابی بھم ان یحلَّ الذمُّ ساحتھم ‏ — خلق کریم واید بالندی ھضم

ای الخلائق لیست فی رقابھم ‏ — لاوّلیّۃ ھٰذا اَولہٗ نعم

من یعرف اللّٰہَ یعرف اوّلیّۃَ ذا ‏ — فالدین من بیتِ ھٰذا نالہ الاُمم

ان کنت تنکرہٗ فاللّٰہ یعرفہ ‏ — والعرش یعرفہ واللوحُ وَالقلم

وَلیس قولك من ھٰذا؟ بضائرہ ‏ — العرب تعرف من انکرت والعجم

فغضبَ ھشامٌ وامَرَ بحبسِ الفرزدق بعسفان بین مکۃ وَالمَدینَۃ وَبلغ ذٰلكَ علی بن الحُسَین فبعث الی الفرزدق باثنی عشرالف درھم وقال اعذرا بافراس فلوکان عندنا اکثرمن ھٰذا الوصلناك فقال یا ابن رسول اللّٰہِ مَا قلت الا غضبًا للّٰہ عزوجل وَلرسُولہٖ وَما کنتُ لاٰخذَ علیہِ شیئًا قال شکراللّٰہ لك غیرانا اھل بیت اذا انفذنا امرًا لمَ نعُدفیہ فقبلھا وجعل یھجوھشامًا وھوفی الحبس فبعث لہٗ واخرجہٗ۔

لغوی تحقیق

البطحاء: مکہ کی پتھریلی زمین، کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوں۔ ج بطاح۔ بَطح (ف) بطحًا ہٗ: بچھانا، منہ کے بل گرانا۔ وطأتہ: موضع قدم۔ ینمی (ض) نمیا نمائٗ۔الحدیث: کسی کی جانب منسوب کرنا۔ ذِروۃ: بلندی۔ ج ذُریٰ۔ ذری (ن) ذرُوًا: ہوا میں اڑجانا۔ قصرت (ن)، قصورًا۔ عن الامر، عاجزی کیوجہ سے ترک کردینا، چھوڑدینا۔ عرفان، معرفت۔ راحۃ: ہتھیلی حطیم: وہ جگہ جورکن اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے۔ کف (ن) کفًا، عن الامر: باز رہنا، ہٗ عن الامر باز رکھنا۔ کف، ہتھیلی۔ ج اکف۔ کف بصرہٗ: اندھا ہونا۔ مکفوف: اندھا۔ ج مکافیف۔ خیزران: ہرنرم لکڑی۔ ج خیازر، عصاء شاہی۔ عبق: بھڑکدار خوشبو۔ عبق (س) عبقًا، المکان بالطیب: جگہ کا خوشبو سے بھڑک اٹھنا۔ اروع: خوبصورتی یا بہادری وغیرہ کیوجہ سے تعجب میں ڈالنے والا۔ عرنین: ناک۔ ج عرانین۔ شمم: ناک کے بانسہ کی بلندی حسن وہمواری کے ساتھ۔ یغضی۔ اغضاء عینہ: آنکھ بند کرنا۔ غرۃ: مراد پیشانی۔ ینجاب: تاریکی کا صاف ہوجانا۔ الظلم: رات کی سیاہی۔ نبعۃ۔ نبع کا واحد ہے۔ ایک درخت کا نام ہے، جس سے تیروکمان بنائے جاتے ہیں۔ یقال ہومن نبعۃ کریمۃ: وہ شریف گھرانے سے ہے۔ خیم: عادت، مزاج، طبیعت، سیرت، خصلت۔ یستوکفان۔ استیکافا، الماء: گرانا، نچوڑنا، عرق نکالنا، ٹپکانا۔ لایعرو (ن) عروًا:

پیش آنا۔ بوادر۔ جمع بادرۃ: غصہ کی سختی۔ اثقال۔ ج ثقل، بوجھ۔ انقشعت۔ بمعنی زالت۔ اللیل: رات ختم ہونا۔ قشع (ف)، تشعّا القوم، متفرق ہونا (س)، قشعًا الشئی: خشک ہونا۔ الغیاہب۔ ج غیہب: تاریکی۔ الاملاق: اپنا سب مال صرف کرکے محتاج ہوجانا۔ شاؤ: غایت۔ الغیوث۔ ج غیث: بارش۔ ازمۃ: سختی، خشک سالی۔ ازمت (ض) ازمًا، ازومًا الدہر علیہ: سخت ہونا۔ الشریٰ: دریائے فرات کی جانب درندوں کے رہنے کی جگہ جس کو بطور تمثیل کے پیش کیا جاتا ہے۔ ساحۃ: گھر کا صحن۔ ہضم، ہضوم، ید ہضوم: سخی۔ ضائر۔ اسم فاعل ہے۔ ضار۔ (ض) ضیرًا: گھاٹا پہونچانا۔ عسفان: مکہ معظمہ سے دو منزل دور ایک جگہ ہے۔

توضیح یہ وہ آدمی ہے جس کو بطحا کی زمین، نرم زمین بیت اللہ حل وحرم سب جانتے ہیں۔ یہ علی ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے والد محترم ہیں، انھیں کے نور سے تو قوموں کو ہدایت حاصل ہورہی ہے۔ یہ تمام اللہ کے بندوں میں بہتر شخص کا لڑکا ہے، یہ صاف ستھرا، پرہیزگار، پاکیزہ اور سردار ہے، جب ان کو قبیلۂ قریش دیکھتا ہے تو ان میں سے کوئی کہنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ اس کے کریمانہ افعال تک لوگوں کی شرافت جاملتی ہے۔ یہ شخص ترقی کرنیوالا ہے عزت کی چوٹی تک کہ جس کے پانے سے قاصر ہیں عربی اور عجمی قریب ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت رکن حطیم ان کو پکڑلے۔ چونکہ وہ انکی ہتھیلی کو جانتا ہے ان کے ہاتھ میں شاہی عصا ہے جس کی خوشبو خوبصورت ہتھیلی سے مہک رہی ہے اور ان کی ناک برابر اور حسین ہے۔ یہ شرم کیوجہ سے نگاہیں جھکائے رکھتا ہے اور انکی ہیبت کی بنا پر نظریں جھکائی جاتی ہیں۔ جب وہ مسکراتا ہے تو حاضرین کو بات کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ یہ ایسا آدمی ہے جس کے نانا کی بدولت نبیوں کی بزرگی اس کے تابع ہے اور انکی امت کی بزرگی کے سامنے تمام قومیں جھک جاتی ہیں۔ ہدایت کا نور انکی منور پیشانی سے پھیل رہا ہے جس طرح کہ سورج کی روشنی سے اندھیرا پن ختم ہوجاتا ہے۔ ان کا شریف خاندان حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مشتق ہے، ان کی اصل عادات وخصائل سب پاکیزہ ہیں، یہ حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے ہیں اگر تو ان سے ناواقف ہے کہ ان کے دادا خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے انکو شرف اور فضیلت بخشی ہے رتبہ کے اعتبار سے اس پر ان کیلئے لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے، ان کے دونوں ہاتھ فیاض ہیں، ان کا نفع عام ہے، ان سے بخشش طلب کی جاتی ہے اور ان پر فقر طاری نہیں ہوتا۔ یہ نرم خصلت والے ہیں ان کے غصہ کا اندیشہ نہیں کیا جاتا ہے۔ ان کو زینت بخشنے ہوئے ہے دو چیزیں یعنی بردباری اور سخاوت۔ جب کوئی قوم قرض مانگتی ہے تو یہ ان قوموں کے بوجھ کو برداشت کرنیوالے ہیں، شیریں خو والے ہیں ان کے یہاں ہاں ہی ہے سوال کے وقت، انھوں نے لا نہیں استعمال کیا تشہد کے سوا۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کا لا نہ ہوتا۔ یہ مخلوق پر چھا چکے ہیں احسان کے ذریعہ چنانچہ مخلوق سے تاریکی افلاس اور غربت ختم ہوچکی ہے۔ یہ ایسی قوم سے ہیں جن سے محبت کرنا دین، اور ان سے بغض رکھنا کفر، اور ان سے قرب ذریعۂ نجات اور ذریعۂ حفاظت ہے۔ اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے ہر شروع میں اور ان کے ذکر کے ذریعہ کلام کو ختم کیا جاتا ہے، برائی اور مصیبتیں دور کی جاتی ہیں ان کی محبت کے ذریعہ۔ اور انھیں کے ذریعہ احسان میں اور نعمتوں میں زیادتی طلب

کی جاتی ہے۔ اگر تقویٰ والوں کو شمار کیا جائے تو یہ ان کے امام ہوتے ہیں اور اگر پوچھا جائے کہ اہل زمین میں کون بہتر ہے تو کہا جائے گا یہ ہیں، کوئی سخی نہیں پہنچ سکتا ان کے مرتبہ تک۔ اور نہیں برابر ہو سکتی ہے ان کے کوئی قوم اگرچہ وہ شریف ہوں۔ وہ برسنے والے بادل ہیں جب قحط سالی کا بحران ہو۔ اور یہ شری مقام کے شیر ہیں خوف و دہشت کے وقت۔ تنگی ان کے ہاتھوں کی کشادگی کو تنگ نہیں کر سکتی۔ ان کے یہاں برابر ہے خواہ وہ آسودہ رہیں یا تنگی میں رہیں۔ انکی برائی کرنے سے روک دیتے ہیں ان کے اچھے اخلاق اور فیاض ہاتھ۔ مخلوق میں کون ایسا ہے کہ جس کی گردن میں ان کی اولیت اور ان کا فضل نہ ہو۔ جو شخص اللہ کو پہچانتا ہے وہ انکی اولیت کو بھی پہچانتا ہے۔ تو دین انھیں کے گھر سے ہے کہ جن کو قوموں نے حاصل کیا ہے۔ اگر تو ان کو اجنبی سمجھتا ہے تو اللہ اور عرش اور لوح و قلم سب انھیں پہچانتے ہیں۔ اور تیرا یہ قول کہ یہ کون ہیں یہ انکو نقصان پہنچانیوالا نہیں ہے۔ عرب و عجم کے تمام لوگ جن کا تو انکار کر رہا ہے پہچانتے ہیں۔ یہ ہشام کو (یہ سنکر) غصہ آگیا اور اس نے فرزدق کو مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان نامی جگہ میں قید کرنے کا حکم نافذ کیا۔ اور اس کی خبر حضرت علی ابن حسین کو ملی تو انھوں نے فرزدق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور انھوں نے کہا اے ابو فراس مجھے معذور رکھئے۔ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو ہم آپ کو دیتے۔ تو انھوں نے فرمایا: اے صاحبزادۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے نہیں کہا جو بھی کہا مگر غصہ کیوجہ سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور میں اس پر کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔ تو انھوں نے فرمایا اللہ آپ کو بدلہ دے۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم اہل بیت ہیں جب ہم کوئی کام کر گذرتے ہیں تو اس میں رجوع نہیں کرتے۔ تو فرزدق نے اس رقم کو قبول کرلیا اور ہشام کی ہجو کرنے لگا درانحالیکہ وہ قید خانہ میں تھا۔ تو ہشام نے اس کے پاس اطلاع بھیجی اور انھیں نکالدیا۔

مُناظرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما مع الخوارج خذلہم اللہ

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا خوارج کے ساتھ مناظرہ اللہ ان کو رسوا کرے

اسند النسائی فی سننہ الکبریٰ فی خصائص علیؓ الی ابن عباس رضی اللہ عنہم قال لما خرجت الحروریۃ اعتزلوا فی دار وکانوا ستۃ الاف فقلت لعلی یا امیر المؤمنین ابرد بالصلوٰۃ لعلی اکلم ھؤلاء القوم قال انی اخافھم علیک قلت کلا فلبست ثیابی ومضیت الیھم حتی دخلت علیھم فی دار وھم مجتمعون فیھا فقالوا مرحبا بک یا ابن عباس ما جاء بک قلت اتیتکم من عند اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم المھاجرین والانصار ومن عند ابن عم النبی صلعم وصھرہ وعلیھم نزل القرآن وھم اعرف بتاویلہ منکم ولیس فیکم منھم احد جئت لابلغکم ما یقولون ابلغھم ما تقولون فانتحی الی نفر منھم قلت ھاتوا ما نقمتم علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابن

عنہ وختنہ واول من اٰمن بہ قالوا ثلاث، قلت ماھی؟ قالوا احدھن انہ حکم الرجال فی دین اللہ وقد قال اللہ تعالیٰ اِنِ الحکم الا للّٰہِ۔ قلتُ ھٰذہٖ واحدۃ قالوا واما الثانیۃ فانہ قاتل ولم یسب ولم یغنم فان کانوا کفارًا فقد حلت لنا نساؤھم واموالھم وان کانوا مؤمنین فقد حرمت علینا دماؤھم قلتُ ھٰذہٖ اخریٰ قالوا اما الثالثۃ فانہ محا نفسہ من امیر المؤمنین فان لم یکن امیر المؤمنین فانہ یکون امیر الکافرین قلتُ ھل عندکم شئ غیر ھٰذا قالوا حسبنا ھٰذا قلت ارأیتم ان قرأت علیکم من کتاب اللہ وحدثتکم من سنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یردُّ قولکم ھٰذا اترجعون قالوا اللّٰھمّ نعم قلت اما قولکم انہ حکم الرجال فی دین اللہ فانا اقرأ علیکم ان قد صیّر اللہ حکمہ الی الرجال فی ارنب ثمنھا ربع درھم قال تعالیٰ لاتقتلوا الصید وانتم حُرُمٌ الی قولہ یحکم بہ ذوا عدلٍ منکم وقال فی المرأۃ وزوجھا وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکمًا من اھلہ وحکمًا من اھلھا انشدکم اللہ احکم الرجال فی حقن دمائھم وانفسھم واصلاح ذات بینھم احق ام فی ارنب ثمنھا ربع درھم قالوا اللّٰھم بل فی حقن دمائھم واصلاح ذات بینھم قلتُ اخرجتُ من ھٰذہ قالوا اللّٰھمّ نعم قلتُ واما قولکم انہ قاتل ولم یسب ولم یغنم اتسبون امکم عائشۃ فتستحلون منھا ما تستحلون من غیرھا وھی امکم لئن فعلتم لقد کفرتم فان قلتم لیست امنا فقد کفرتم قال اللہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم فانتم بین ضلالتین فأتوا منھا بمخرج اخرجتُ من ھٰذہ الاخریٰ قالوا اللّٰھم نعم قلتُ واما قولکم انہ محا نفسہ من امیر المؤمنین فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا قریشًا یوم الحدیبیۃ علی ان یکتب بینہ وبینھم کتابًا فقال اکتب ھٰذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ فقالوا واللہ لو کنا نعلم انک رسول اللہ ما صددناک عن البیت ولا قاتلناک ولکن اکتب محمد بن عبد اللہ فقال واللہ انی لرسول اللہ وان کذبتمونی یا علی اکتب محمد بن عبد اللہ فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من علیٍّ وقد محا نفسہ ولم یکن محوہ ذٰلک محوًا من النبوۃ اخرجتُ من ھٰذہ الاخریٰ قالوا اللّٰھم نعم فرجع منھم الفانِ وبقی سائرھم فقتلوا علی ضلالتھم قتلھم المھاجرون والانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

لغوی تحقیق

خَذَلَ (ن) خذلاً: امداد بند کرنا۔ النسائی: ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی۔ آپ کی ولادت خراسان میں ۲۱۵ھ میں ہوئی، آپ علماء محدثین میں سے تھے۔ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے انتہا قوتِ حافظ عطا فرمائی تھی اور آپ کو پڑھنے لکھنے کا بچپن ہی سے بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے ابتدائی تعلیم تو خراسان ہی میں حاصل کی لیکن جسے علم کی پیاس لگ جائے تو کوئی تریاق کام نہیں کرتا۔ چنانچہ طلب علم کی خاطر آپ نے

حجاز، عراق، مصر، شام، جزیرہ و دیگر مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے احادیث اخذ کیں۔ آپنے کئی ایک کتابیں تصنیف کیں جن میں مشہور تر سنن المجتبیٰ ہے۔ آپنے ۳۰۳ھ میں دار فانی سے رحلت فرمائی۔ صِہر: داماد۔ ج اصہار۔ انتحیٰ، انتحائ: جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔ نقمتم (ض، س) نقمًا: بہت مکروہ جاننا۔ لم تسب (ض) سبیًا: قید کرنا۔ لم تغنم (س) غنمًا، غنیمۃ: غنیمت حاصل کرنا۔ ارنب: خرگوش۔ ج ارانب۔ حقن (ن، ض) حقنًا: روک لینا۔ اور اسی سے ہے حقن بولہ: اس نے پیشاب کو روک لیا۔ دمہ: گرانے سے بچانا۔ ماء وجہہ: آبرو کی حفاظت کرنا۔ صدد: ناک صدًا: روک لینا۔

توضیح امام نسائی نے سنن کبریٰ میں حضرت علیؓ کی خصوصیات کے سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ تک سند کو پہنچایا، انھوں نے فرمایا کہ جب حروریہ نے بغاوت کی تو وہ ایک گھر میں جمع ہوئے اور وہ چھ ہزار تھے۔ میں نے حضرت علیؓ سے کہا اے امیر المؤمنین نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھئے۔ شاید میں ان لوگوں سے بات کروں۔ انھوں نے فرمایا مجھے ان کا اندیشہ ہے تمہارے اوپر۔ میں نے کہا ہرگز نہیں تو میں نے اپنے کپڑے پہن لئے اور ان کے پاس چل دیا، یہانتک کہ میں ان پر جس گھر میں وہ جمع تھے داخل ہوا تو انھوں نے فرمایا "مرحبًا بک یا ابن عباس" آپ کو ہم مبارکباد دیتے ہیں اے ابن عباس۔ کس بنا پر تشریف لائے۔ میں نے کہا میں آپ کے پاس حضورؐ کے صحابہ مہاجرین اور انصار اور حضورؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد کے پاس سے آرہا ہوں جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے اور وہ تم سے زیادہ اس کا مطلب سمجھتے ہیں اور نہیں ہے تم میں ان میں سے کوئی۔ میں آیا ہوں تاکہ انکی بات تمہیں پہنچاؤں اور تمہاری بات ان کو پہونچاؤں۔ تو میرے لئے ان میں سے ایک جماعت الگ ہوگئی تو میں نے کہا کہ بیان کرو ان چیزوں کو جو تمہیں ناگوار ہیں۔ حضورؐ کے صحابہ اور ان کے داماد اور چچیرے بھائی اور اس شخص کے سلسلہ میں جو سب سے پہلے ان پر ایمان لانیوالا ہے تو انھوں نے کہا کہ تین باتیں ہیں تو میں نے کہا کہ وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے مردوں کو اللہ کے دین میں فیصل بنایا حالانکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے "ان الحکم الا للّٰہ" فیصلہ کا حق صرف خدا ہی کو ہے۔ تو میں نے کہا، یہ ایک بات ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ کے بعد قید نہیں کیا اور نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ تو اگر وہ کافر تھے تو ہمارے لئے ان کی عورتیں اور مال حلال ہیں۔ اور اگر وہ مومن تھے تو ہمارے لئے ان کا خون حرام ہے۔ تو میں نے کہا یہ دوسری بات ہوئی۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے لفظ امیر المؤمنین کو اپنی ذات سے مٹایا، تو اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو وہ امیر الکافرین ہیں۔ تو میں نے کہا کہ کیا اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی اور بات ہے۔ انھوں نے کہا ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ میں نے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر میں تمہارے سامنے اللہ کی کتاب اور حضورؐ کی حدیث جو تمہاری اس بات کی تردید کر رہی ہو، بیان کروں تو تم لوٹ جاؤ گے۔ سبھوں نے کہا ہاں خدا شاہد ہے۔ میں نے کہا رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؓ نے مردوں کو اللہ کے دین میں حکم بنایا تو میں تمہارے سامنے کتاب اللہ پڑھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے سلسلہ میں اپنا حکم مردوں کی جانب پھیر دیا ہے جس کی قیمت صرف چوتھائی درہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لا تقتلوا الصید وانتم حرم"

شکار کو قتل نہ کرو جبکہ تم محرم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یحکم بہ ذوا عدل منکم" تک۔ تم میں سے عدل والے اس کا فیصلہ کریں۔
اور عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں ارشاد فرمایا "وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ" الآیۃ۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا تو تم متعین کر لو شوہر کے گھر والوں میں سے ایک حکم اور عورتوں کے گھر والوں میں سے ایک حکم، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا مردوں کا فیصلہ ان کے خون اور ان کی ذات اور ان کے درمیان اصلاح کے سلسلہ میں زیادہ بہتر ہے یا اس خرگوش کے سلسلہ میں جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے تو انھوں نے کہا اللہ شاہد ہے کہ ان کے خون کی حفاظت کے سلسلہ میں اور ان میں مصالحت کے سلسلہ میں۔ تو میں نے کہا کہ کیا میں اس سے سبکدوش ہو چکا تو انھوں نے کہا اللہ شاہد ہے۔ ہاں میں نے کہا۔ اور رہی تمہاری بات کہ حضرت علیؓ نے قتال کرنے کے بعد میں قید نہیں کیا اور نہ مالِ غنیمت حاصل کیا کیا تم قید کرنا چاہتے ہو اپنی ماں حضرت عائشہؓ کو اور کیا تم حلال سمجھتے ہو ان کے بارے میں جو ان کے علاوہ کے بارے میں حلال سمجھتے ہو درانحالیکہ وہ تمہاری ماں ہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم" الآیۃ۔ یعنی حضورؐ مومنین کے حق میں ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ مستحق ہیں اور ان کی ازواجِ مطہرات مومنین کی ماں ہیں۔ تو تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو۔ تو ان سے نکلنے کی راہ تلاش کرو۔ کیا میں اس دوسری بات سے نکل چکا (بری ہو چکا) انھوں نے کہا ہاں اللہ شاہد ہے۔ اور میں نے کہا بہرحال تمہاری بات کہ انھوں نے امیر المؤمنین کو مٹایا اپنے آپ سے۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کو حدیبیہ کے دن اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ آپس میں کوئی صلح نامہ لکھا جائے تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ لکھو یہ محمد رسول اللہ کا فیصلہ ہے۔ تو انھوں نے کہا قسم خدا کی اگر ہمیں آپ کی رسالت کا علم ہوتا تو ہم آپ کو نہ بیت اللہ سے روکتے اور نہ قتال کرتے۔ لیکن محمد ابن عبداللہ لکھئے تو حضورؐ نے فرمایا قسم خدا کی میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم جھٹلاؤ۔ اے علی محمد ابن عبداللہ لکھو۔ تو حضورؐ حضرت علیؓ سے بہتر ہیں۔ اور انھوں نے اپنے آپ سے مٹایا، اور ان کا یہ مٹانا نبوت سے مٹانا نہیں تھا۔ کیا میں اس سے نکل چکا انھوں نے کہا ہاں اللہ شاہد ہے تو ان میں دو ہزار اشخاص نے رجوع کیا اور ما بقی اپنی گمراہی پر قتل کئے گئے۔ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انھیں قتل کیا۔

یومُ اُحدٍ

جنگ احد کا واقعہ

روی ان المشرکین نزلوا باحد یوم الاربعاء ثانی عشر شوال سنۃ ثلاث من الھجرۃ فاستشار الرسولُ علیہ السّلامُ اصحابَہٗ وقد دعا عبدَ اللّٰہ بنَ ابی ابن سلول ولم یدعہ من قبل فقال ھو واکثر الانصار: اقم یا رسول اللّٰہ! بالمدینۃ ولا تخرج الیھم فواللّٰہ ماخرجنا منھا

الی عدوٍ الا اصاب منا ولا دخلها علینا الا اصبنا منہ فکیف وانت فینا فدعھم فان اقاموا اقاموا بشر مجلس وان دخلوا قاتلھم الرجال ورماھم النساء والصبیان بالحجارۃ وان رجعوا رجعوا خائبین واشار بعضھم الی الخروج فقال علیہ السلام انی رأیت فی منامی بقرۃ مذبوحۃ حولی فاولتھا خیرا ورأیت فی ذباب سیفی ثلما فاولتہ ھزیمۃ ورأیت کانی ادخلت یدی فی درع حصینۃ فاولتھا المدینۃ فان رأیتم ان تقیموا بالمدینۃ وتدعوھم فقال رجال فاتھم بدر واکرمھم اللہ بالشھادۃ یوم احد اخرج بنا الی اعدائنا وبالغوا حتی دخل فلبس لامتہ فلما رأوا ذلک ندموا علی مبالغتھم وقالوا اصنع یارسول اللہ ما رأیت فقال لاینبغی لنبی ان یلبس لامتہ فیضعھا حتی یقاتل فخرج بعد صلوۃ الجمعۃ واصبح بشعب احد یوم السبت ونزل فی عدوۃ الوادی وجعل ظھرہ وعسکرہ الی احد وسوّی صفھم وامر عبد اللہ بن جبیر علی الرماۃ وقال انضحوا عنا بالنبل لا یأتونا من ورائنا وقال صلی اللہ علیہ وسلم اثبتوا فی ھذا المقام واذا عاینوکم وولوکم الادبار فلا تطلبوا المدبرین ولا تخرجوا من ھذا المقام کیلا یتمکنوا من ان یأتونا من ورائنا ثم اختزل عبد اللہ وبقی المسلمون حتی ھزموا المشرکین فطمعوا ان تکون ھذہ الواقعۃ کواقعۃ بدر وطلبوا المدبرین وترکوا الموضع الذی امرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالثبات فیہ ثم اشتغلوا بطلب الغنائم فلما خالفوا امرہ صلی اللہ علیہ وسلم انھزموا لیعلموا ان ما وقع یوم بدر انما حصل ببرکۃ صبرھم وطاعتھم للہ ولرسولہ فلما لم یصبروا علی طاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما امرھم بہ ولم یتقوا عاقبۃ مخالفتہ ترکھم اللہ تعالی مع عدوھم فلم یقووا لھم حیث نزع اللہ الرعب من قلوب المشرکین فکرّ علیھم المشرکون وتفرق العسکر عن رسول اللہ صلعم حتی بقی مع النبی سبعۃ من الانصار ورجلان من قریش وقصد الکفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشجوا راسہ وکسروا رباعیتہ وثبت معہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ طلحۃ ووقاہ بیدہ فشلت اصبعاہ وصار مجروحا فی اربعۃ وعشرین موضعا ولما اصیب صلی اللہ علیہ وسلم بما اصابہ من الشج وکسر الرباعیۃ وغلب علیہ الغشی احتملہ ورجع بہ القھقری وکلما ادرکہ واحد من المشرکین کان یضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقاتلہ حتی اوصلہ الی مکان فیہ جملۃ من الصحابۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب طلحۃ فوقعت الصیحۃ فی العسکر ان محمدا قد قتل وکان فی جملۃ من معہ من الصحابۃ رجل من الانصار یکنی اباسفیان فنادی الانصار وقال ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الیہ المھاجرون والانصار وکان قد قتل منھم سبعون وکثرت فیھم الجراح فقال صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ رجلا ذبّ عن اخوانہ وشدّ عن المشرکین بمن معہ حتی کفھم علی القتلی والجرحی

واعانھم اللہ تعالیٰ حتی ھزموا الکفار۔

لغوی تحقیق

اُحد۔ مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب ایک پہاڑی ہے اور اسی جگہ حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول۔ مشہور و معروف منافق تھا اور جس قدر اس کے بس میں تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تکلیفیں پہنچائیں حتیٰ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو بہتان تراشی کی گئی تھی ان کا یہ سردار اور لیڈر تھا اور معاملہ کو اتنا بڑھایا اور پھیلایا کہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اشتباہ ہو گیا تھا مگر جب آیت افک نازل ہوئی تو اس کا منہ سیاہ ہوا۔ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اس مردود کا انتقال ہو گیا۔ اس کے لڑکے حضرت عبد اللہ نہایت سچے اور پکے مومن و صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے باپ کے کارنامے سے واقف تھے۔ چنانچہ اس کے انتقال کے بعد یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی درخواست کی اور ساتھ ہی حضورؐ سے آپ کا پیراہن مبارک بھی کفن کیلئے مانگا۔ چنانچہ رحمۃ للعالمینؐ نے دونوں درخواستیں قبول فرمالیں۔ اور اس پر عمل بھی کیا جس پر یہ آیتِ کریمہ ولا تصل علیٰ احد الخ نازل ہوئی۔ خائبین: رسوا، ذلیل۔ منام: خواب، نیند ذباب: تلوار کی دھار۔ ثلما: دندانے۔ ھزیمۃ، ہار، شکست۔ شعب: پہاڑی، راستہ، درۂ کوہ۔ ج شعاب۔ علدۃ، اونچی جگہ، وادی کا کنارہ۔ ج عدا۔ عبد اللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ ابن امرأ القیس انصاری ہیں، آپ قبیلۂ اوس کے رہنے والے تھے۔ آپ بیعتِ عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے اور غزوۂ احد میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ خوات بن جبیر کے بھائی ہیں جو صاحب ذات النحیین کے لقب سے مشہور ہیں۔ رماۃ۔ جمع رامی: تیر اندازی۔ نضحوا (ف، ض) نضحا فتانا بالنبل: تیر اندازی کرنا۔ النبل: تیر۔ اختزل۔ اختزالا: تنہا ہو جانا۔ کرّ۔ کرّا، کرورا، تکرارا: دوبارہ حملہ آور ہونا۔ فشجوا: زخمی کر دیا۔ طلحۃ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب قدیم الاسلام جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان مخصوص بزرگوں میں سے ہیں جو بعثت کے بعد ہی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ آپ اصحابِ شوریٰ میں سے بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ بدر کے علاوہ سبھی معرکوں میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے۔ غزوۂ احد میں حضورؐ کی وہ خدمات انجام دی ہیں کہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آسکیں جس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طلحہ پر جنت واجب ہو گئی۔ اسی دن حضورؐ نے آپ کو طلحۃ الخیر اور غزوۂ حنین میں طلحۃ الجواد اور غزوۂ تبوک میں طلحۃ الفیاض لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ اور چاروں حضورؐ کی ازواج مطہرات کی بہنیں تھیں۔ شلت (س) شللا، شللا۔ یدہٗ: خشک ہو جانا۔ القہقری: الٹے پاؤں لوٹنا۔ ذب (ن) ذبا عنہ: دفع کرنا۔ حمایت کرنا۔

توضیح

منقول ہے کہ مشرکین بدھ کے دن احد پہاڑ پر بارہ شوال ۳ھ میں اتر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا اور اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کو بھی بلایا تھا اور اس سے پہلے کبھی نہیں بلایا تھا۔ عبد اللہ ابن ابی اور اکثر صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مدینہ میں

قیام کیجئے، اور ان کے پاس نہ چلیئے. قسم خدا کی ہم مدینہ سے کسی دشمن کی جانب نہیں نکلے ہیں مگر یہ کہ دشمن نے ہمیں پالیا اور دشمن مدینہ میں ہم پر نہیں داخل ہوا ہے مگر یہ کہ ہم نے دشمن پر قابو پالیا تو کیسے کامیابی نہیں ہوگی درانحالیکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہوں گے تو آپ انھیں چھوڑ دیجئے اگر وہ وہیں پڑے رہے تو پڑے رہیں گے بہت بری جگہ اور اگر داخل ہوں گے تو ان سے مرد قتال کریں گے اور بچے اور عورتیں پتھر ماریں گے اور اگر لوٹیں گے تو ناکام لوٹیں گے۔ اور بعض صحابہ نے نکلنے کا مشورہ دیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک ذبح کی ہوئی گائے دیکھی ہے اپنے اردگرد، تو میں نے اس کی تعبیر بہتر نکالی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک میں دندانے دیکھے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر شکست سے کی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو داخل کیا ایک مضبوط زرہ میں، میں نے اس کی تعبیر مدینہ سے کی ہے۔ پس اگر تم مناسب سمجھو تو مدینہ میں قیام کرو۔ تو مردوں نے کہا جن سے جنگ بدر فوت ہوچکی تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے احد کے دن انکو شہادت سے نوازا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہمیں اپنے دشمنوں کی جانب نکال دیجئے اور انھوں نے اصرار کیا تو حضورؐ نے داخل ہوکر اپنی زرہ پہن لی۔ جب انھوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو وہ نادم ہوئے اپنے اصرار پر۔ اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کسی نبی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی زرہ پہن کر اتار دے یہاں تک کہ قتال کرے۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد آپ نکلے اور احد کی گھاٹی پر سنیچر کے روز صبح کی۔ اور وادی کے بلند حصہ پر اتر آئے اور اپنی پشت اور لشکر کو احد پہاڑ کی جانب کردیا اور انکی صفوں کو سیدھی کی اور حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ کو تیر اندازوں پر کمانڈر بنایا، اور فرمایا تیر اندازی یہاں سے کرتے رہو کہ وہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کریں اور حضورؐ نے فرمایا اس جگہ جمے رہو اور جب وہ تمہیں دیکھ کر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگیں تو تم پیٹھ پھیرنے والوں کی تلاش میں نہ رہنا اور اس جگہ سے نہ نکلنا تاکہ وہ قادر نہ ہوں اس بات پر کہ ہمارے پاس ہمارے پیچھے سے آجائیں پھر عبداللہ بن ابی الگ ہوگیا اور مسلمان رہ گئے یہانتک کہ مشرکین کو شکست دیدی۔ تو انھوں نے اس واقعہ کو یہ سمجھا کہ بدر کے واقعہ کیطرح ہے۔ اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والوں کے تعقب میں لگ گئے اور اس جگہ کو چھوڑ دیا جہاں جمے رہنے کا حضورؐ نے حکم دیا تھا۔ پھر وہ غنیمت کے مال حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے۔ جب انھوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کیا تو وہ شکست کھاگئے تاکہ انھیں معلوم ہوجائے کہ جو جنگ بدر کے دن ہوا وہ صرف ان کے صبر کی برکت سے ہوا، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی برکت سے ہوا۔ لیکن جب انھوں نے حضورؐ کی اطاعت پر ثابت قدمی کا مظاہرہ نہیں کیا اس معاملہ میں جس کا حضورؐ نے حکم دیا تھا اور آپ کی مخالفت کے انجام سے نہیں ڈرے تو اللہ تبارک وتعالےٰ نے انکو ان کے دشمن کے ساتھ چھوڑ دیا اور ان کے سامنے قوت کا مظاہرہ نہیں کرسکے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے مشرکین کے دلوں سے رعب کو نکالدیا تھا تو مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور لشکر حضورؐ سے منتشر ہوگیا یہانتک کہ حضورؐ کے ساتھ سات انصاری اور دو قریشی رہ گئے تھے اور کفار نے حضورؐ کو قتل کرنیکا ارادہ کیا تو انھوں نے حضورؐ کے سرِ مبارک کو زخمی کیا اور آپ کے رباعی (نیچے کا نوکیلا دانت) کو بھی شہید کردیا اور حضورؐ کے ساتھ اس دن حضرت طلحہؓ جمے رہے اور آپ کو اپنے ہاتھ سے بچایا یہانتک کہ حضرت طلحہؓ کی دو انگلیاں شل ہوگئیں اور چوبیس جگہ زخمی ہوئے۔

اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ زخم پہونچا اور رباعی شہید ہوا اور آپ پر غشی چھا گئی تو حضرت طلحہؓ نے آپ کو اٹھایا اور الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ اور جب ان سے کوئی مشرکین ملتا تھا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رکھ کر اس مشرک سے حضرت طلحہؓ قتال کرتے تھے۔ یہانتک کہ آپ کو اس جگہ پہونچایا جہاں تمام صحابہ تھے تو حضورؐ فرمانے لگے اوجب طلحۃ (طلحہ نے واجب کرلیا جنت)، تو لشکر میں ایک آواز پھیل گئی کہ محمدؐ شہید کردیئے گئے، اور ان میں ایک انصاری صحابی بھی تھے جن کی کنیت ابو سفیان تھی تو انھوں نے انصار کو آواز دی اور فرمایا یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو مہاجرین اور انصار آپ کی جانب لوٹ آئے، ان میں سے ستر شہید کردیئے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے تھے تو حضورؐ نے فرمایا اللہ رحم کرے اس شخص پر جس نے اپنے بھائیوں سے دفاع کیا اور سختی کے ساتھ مشرکین پر حملہ کیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہانتک کہ ان کو روک دیا مقتولین اور مجروحین سے اور انکی اعانت کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہانتک کہ کفار کو انھوں نے شکست دیدیا۔

قِصَّۃُ سَیِّدِنَا مُوْسیٰ وَاَخِیْہِ ھَارُوْنَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ

سیدنا حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

اَرْسَلَ اللہُ مُوسیٰ وَاَخَاہُ ھَارُوْنَ لِفِرْعَوْنَ وَمَلَإِہٖ حیثُ طَغیٰ وَادعی الالوھیۃَ وَعَبَدَہُ النَّاسُ خَوْفًا مِنْہُ ثم اَنَّ فِرْعَوْنَ سَمِعَ بامرأۃٍ جمیلۃٍ اسْمُھَا اٰسِیَۃُ فتزوجھا وَھِیَ مؤمنۃٌ سِرًّا فلمّا اراد اَنْ یَدْخُلَ بِھَا تخشبت اعضاؤُہٗ وَلم یستطع القربَ منھا فاکتفیٰ بالنظر الیھا ثم اَنَّہٗ رأی منامًا فسأل السَّحَرَۃَ عَنْ تفسیرہٖ فقالوا لہٗ انہٗ سَیُوْلَدُ فی مُلْکِکَ وَلَدٌ یکونُ سَبَبًا فی ھلاکِکَ وَھلاکِ قومِکَ فأمر بذبح مَنْ یولد من الذکورِ وَکانَ عمرانُ من وزرائہٖ فلما حملت امرأتُہٗ بموسیٰ لم یشعر بحملھا الی ان وضعتہ فاوحی اللہ الیھا ان القیہ فی البَحْرِ فصنعت تابوتا وَوضعتہٗ فی جوفہٖ وَھِیَ باکیۃٌ خصوصًا وَان اباہ قد ماتَ فی ذٰلک الحین وقالت لاختہٖ انظری الیہ من بعیدٍ ورمتہ فی البحر فقذفتہ الامواج الیٰ ان دَخَلَ منزلَ فرعونَ فرأتہ ابنتہ وکانت برصاء (ای مصابۃ بداء البرص) فلما مَسَّتھا لُعابُہٗ شُفیت فاخذتْہ وَذھبت بہٖ الیٰ اٰسیۃَ وَاخبرتھا بما حصل فقالت اٰسیۃُ لفرعونَ لا تقتلہٗ ونربیہ عندنا فامتثلَ وَاَمَرَ باحضارِ المراضِعِ فحضرْنَ فلم یمس ثدی وَاحدۃٍ منھنّ فقالت لھم اختُہٗ ھَلْ اَدُلُّکم علیٰ اھلِ بیتٍ یکفلُونہٗ لکُمْ قالوا نعم فاحضرت امہٗ فاعطتہ ثدیھا فرضعہٗ الیٰ ان تمَّ مدۃُ الرضاع فاعطوا امہٗ ما یکفیھا وَترکتہ وَذھبت فلما تمّ عُمُرُہٗ اربعین سنۃً صَارَ یأمر الناسَ بعبادۃ اللہ فبینما ھو مَارٌّ فی شوارع مصر اذ رأی رجلین یقتتلان احدُھُمَا قبطیٌّ والثانی اسرائیلی من نسلِ یعقوبَ فاستغاث الاسرائیلی بموسیٰ فجاءَ ووکز

القبطی فی صدرہٖ فوقع میتاً فتأسف موسیٰ وطلب المغفرۃ من اللہ فغفرلہ، وفی الیوم الثانی رأی الاسرائیلی یتشاجر مع قبطی آخر فاستغاث بموسیٰ فلم یغثہ ولما علم فرعون بما حصل من موسیٰ قال من رآہ فلیقتلہ، فخرج موسیٰ من مصر خائفاً الیٰ ان وصل الیٰ ارض مدین فوجد بئراً والناس علیہا مزدحمون لسقی غنمہم ووجد من دونہم امرأتین تمنعان غنمہما من السقی حتیٰ ینصرف الناس فقال لہما لا تمنعا واخذ الغنم وسقاہا لہما ولما رجعتا الیٰ شعیب اخبرتاہ بموسیٰ فقال ابوہما اذہبی وأتینی بہ فجاءتہ وکانت شدیدۃ الحیاء وقالت لہ ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا فلما دخل علیٰ شعیب وقص علیہ قصتہ قال لہ لا تخف ثم زوجہ احدی ابنتیہ علیٰ شرط ان یرعیٰ لہ الغنم عشر سنین فقبل موسیٰ وصار یرعی الغنم الیٰ ان اتم مدتہ فاستأذن شعیباً فی العودۃ الیٰ مصر فاذن لہ فاخذ زوجتہ وولدہ وغنمہ وسار الیٰ ان وصل الیٰ جبل الطور فکلمہ ربہ وقال لہ انی انا ربک ثم قال لہ اذہب الیٰ فرعون انہ طغیٰ فسأل موسیٰ ربہ ان یرسل معہ اخاہ ہارون فاجاب اللہ سؤالہ ثم ان ہارون کان وزیراً عند فرعون فاوحی اللہ الیہ ان استقبل اخاک فانہ قادم الیٰ مصر فقام وقابلہ فبشرہ موسیٰ بمشارکتہ لہ فی الرسالۃ ثم ذہبا الیٰ امہما وبعدہا ذہبا الیٰ فرعون، قالا لہ قل لا الٰہ الا اللہ وارجع عما انت فیہ فقال لموسیٰ ان کنت رسولاً فأت بآیۃ (ای علامۃ) فرمیٰ موسیٰ عصاہ فصارت ثعباناً واخرج یدہ من جیبہ فصارت بیضاء کشعاع الشمس وغیر ذٰلک من الآیات کالطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم حتیٰ صاروا یرون ہٰذہ الاشیاء فی مأکلہم ومشربہم فقال فرعون ہو وقومہ ان ہٰذا الساحر فاحضر فرعون السحرۃ وقال لہم ابذلوا ما عندکم من السحر مع موسیٰ ففعلوا فرمیٰ موسیٰ عصاہ فصارت حیۃ وابتلعت جمیع ما فعلوہ فعند ذٰلک اٰمنت جمیع السحرۃ وخروا للہ سجداً فامر فرعون بقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف وصلبہم فی جذوع النخل فرضوا بذٰلک ولم یرجعوا عن ایمانہم وکانوا اسلبعین رجلاً ثم اخذ موسیٰ من اٰمن معہ وسار فتبعہ فرعون وجنودہ لیہلکہ ومن معہ الیٰ ان وصلوا الی البحر فضرب موسیٰ البحر بعصا فانفلق وصار اثنی عشر طریقاً ویبس الماء فدخل موسیٰ وقومہ فنزل فرعون وجنودہ وراءہم فنجا موسیٰ ومن معہ وانطبق البحر علیٰ فرعون وجنودہ فغرقوا اجمعین ثم انزل اللہ التوراۃ علیٰ موسیٰ فصار یامر الناس دینہا ہم بما فیہا الیٰ ان توفاہ اللہ وہو یقرأ فی التوراۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

لغوی تحقیق

ملأ: سرداران۔ اشراف۔ طغیٰ (ن) طغیاً، طغیاناً۔ الکافر: کفر میں حد سے بڑھنا۔ تخشبت:

لکڑی کے مانند ہو جانا۔ السحرۃ ۔ جمع ساحر: جادوگر۔ تابوت: بڑا بکس، صندوق۔ برصاء: برص والی عورت مراضع جمع مرضع: دودھ پلانیوالی عورت۔ شوارع۔ ج شارع: جی ٹی روڈ، عام راستہ، سڑک۔ قبطی۔ قبط کیطرف منسوب ہے مصر میں ایک قبیلہ تھا۔ وکز (ض) وکزا: مکا مارنا، ہٹانا۔ یتشاجر: آپس میں جھگڑا کرنا۔ مدین: ایک شہر کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نام سے منسوب ہے اور اسی میں حضرت شعیبؑ نبی بناکر مبعوث کئے گئے تھے۔ قادم: آنیوالا۔ ثعبان: اژدہا۔ ج ثعابین۔ الجراد: ٹڈی۔ القمل: جوں۔ ضفادع۔ ج ضفدع: مینڈک۔ ابتلعت: نگل گیا۔ خروا: سجدہ میں گر پڑے۔ جذوع۔ ج جذع، درخت کا تنہ۔

توضیح اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہما الصلوٰۃ والسّلام کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس رسول بناکر بھیجا جب اس نے سرکشی کی اور الوہیت کا دعویٰ کیا اور لوگوں نے اس کی پرستش شروع کی اس کے ڈر سے۔ پھر فرعون نے ایک حسین عورت کے بارے میں سنا جس کا نام آسیہ تھا، پھر اس سے شادی کی اور وہ خفیہ طور پر مومنہ تھی۔ جب فرعون نے ان سے ہمبستری کرنیکا ارادہ کیا تو اس کے اعضاء لکڑی کیطرح ہوگئے اور ان سے قریب نہ ہوسکا، تو اس نے اس کی جانب دیکھنے پر اکتفاء کیا۔ پھر اس نے خواب دیکھا (صبح) اس کی تعبیر پوچھی جادوگروں سے۔ تو انھوں نے اسے جواب دیا کہ عنقریب تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری اور تیری قوم کی ہلاکت کا سبب ہوگا۔ تو فرعون نے تمام پیدا ہونیوالے بچوں کو ذبح کرنیکا حکم دیا۔ اور حضرت عمران فرعون کے وزیر تھے۔

جب انکی عورت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حمل ٹھہرا تو ان کے حمل کا کسی کو جننے تک علم نہ ہوا، تو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی جانب وحی بھیجی کہ اسے دریا میں ڈالدو، تو انھوں نے ایک صندوق تیار کر کے اس کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور وہ خصوصی طور پر رو رہی تھیں درانحالیکہ ان کے والد کا اس وقت انتقال ہوگیا تھا اور انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ اس کو دور سے دیکھتی رہنا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دریا میں ڈالدیا تو موجوں نے انھیں پھینکا یہاں تک کہ فرعون کے گھر پر داخل کردیا تو فرعون کی لڑکی نے انھیں دیکھا اور وہ برص کے مرض میں مبتلا تھی، تو حضرت موسیٰؑ کو چھونے کیوجہ سے وہ شفا پاگئی۔ تو فرعون کی بیٹی حضرت موسیٰؑ کو لے کر آسیہؓ کے پاس گئی اور حضرت آسیہؓ کو خبر دی اس بات کی جو پیش آئی تھی، تو حضرت آسیہؓ نے فرعون سے کہا کہ اس کو قتل مت کرو ہم اس کی پرورش کرینگے اپنے پاس، فرعون نے بات مان لی اور دودھ پلانیوالیوں کو حاضر کرنیکا حکم دیا، دودھ پلانیوالی عورتیں آئیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے کسی کی چھاتی کو نہ چھوا تو ان سے حضرت موسیٰؑ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کی رہنمائی نہ کروں جو تمہارے لئے اس بچہ کی کفالت کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن نے اپنی والدہ کو حاضر کیا، ان کی والدہ نے اپنی چھاتی موسیٰ علیہ السّلام کو دی تو حضرت موسیٰؑ نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ دودھ پینے کی مدت پوری ہوگئی تو انھوں نے انکی والدہ کو وہ سب کچھ دیا جو ان کیلئے کافی تھا اور انکی والدہ نے حضرت موسیٰؑ کو چھوڑدیا اور چلی گئیں۔ جب حضرت موسیٰؑ کی عمر مکمل چالیس سال کی ہوگئی تو انھوں نے لوگوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دینا شروع کیا اس اثناء میں کہ وہ مصر کی سڑکوں سے گذر رہے تھے، اچانک دو شخص کو لڑتے دیکھا، ان میں سے

ایک قبطی تھا، اور دوسرا حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے اسرائیلی تھا۔ اسرائیلی نے فریاد کی حضرت موسیٰ سے، تو حضرت موسیٰ نے آکر قبطی کے سینہ پر گھونسا مارا تو وہ مردہ گر پڑا۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے افسوس کیا اور اللہ سے معافی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا اور اگلے دن (پھر) حضرت موسیٰؑ نے اسرائیلی کو دوسرے قبطی کے ساتھ جھگڑتے دیکھا تو اس نے پھر موسیٰؑ سے فریاد کی لیکن حضرت موسیٰؑ نے اس کی مدد نہیں کی۔ جب فرعون نے جان لیا ان باتوں کو جو حضرت موسیٰؑ سے سرزد ہوئی تو فرعون نے کہا جو اسے دیکھے وہ اسے قتل کردے۔ حضرت موسیٰؑ مصر سے نکل پڑے ڈر کر۔ یہانتک کہ شہر مدین کی سرزمین پر پہونچے تو انھوں نے ایک کنواں دیکھا کہ لوگ وہاں بھیڑ لگائے ہوئے ہیں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کیلئے اور ان سے ہٹ کر دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پلانے سے رکی ہوئی ہیں یہانتک کہ لوگ واپس ہوجائیں۔ تو ان سے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تم رکی مت رہو۔ اور حضرت موسیٰؑ نے بکریوں کو لیکر پانی پلایا اور جب وہ دونوں حضرت شعیبؑ کے پاس گئیں تو حضرت موسیٰؑ کی خبر دی تو ان کے والد نے کہا جاؤ اور اسے میرے پاس لاؤ۔ تو ایک لڑکی ان کے پاس آئی جو بہت شرمیلی تھی اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے جو ہمارے لئے (بکریوں کو) پانی پلایا اس کا بدلہ دینے کیلئے۔ جب انھوں نے حضرت شعیبؑ کے پاس آکر اپنا واقعہ بیان کیا تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا اندیشہ مت کرو۔ پھر حضرت موسیٰؑ سے شادی کی بات چیت کی اپنی لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ ان کی بکریوں کو دس سال تک چرائیں، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرط منظور کرلی اور بکریاں چرانے لگے۔ یہانتک کہ اپنی مدت پوری کی، پھر حضرت شعیبؑ نے مصر لوٹ کر جانیکی اجازت چاہی، انھوں نے اجازت دیدی۔ حضرت موسیٰؑ اپنی بیوی اور بچے اور بکریاں لیکر طور پہاڑ پر پہونچے تو ان کے رب نے ان سے گفتگو کی اور کہا بیشک میں تمہارا رب ہوں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکشی پر تلا ہوا ہے۔ تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھ اپنے بھائی ہارون کو بھی بھیجنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے انکی درخواست کو قبول کیا پھر حضرت ہارونؑ فرعون کے پاس وزیر تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم اپنے بھائی کا استقبال کرو وہ مصر آرہا ہے۔ حضرت ہارونؑ نے کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا، پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اپنے ساتھ شریک ہونیکی خوشخبری دی رسالت میں۔ پھر وہ دونوں اپنی والدہ محترمہ کے پاس گئے اور اس کے بعد دونوں فرعون کے پاس گئے اور دونوں نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ۔ اور رجوع کر تو ان غلط عقیدوں سے جس کے اندر تو مبتلا ہے۔ تو حضرت موسیٰ سے اس نے کہا اگر تو رسول ہے تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کرو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان سے نکالا تو وہ سورج کی شعاع کیطرح سفید ہوگیا اور اس کے علاوہ دیگر نشانیاں جیسے طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون۔ یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں میں دیکھنے لگے تو فرعون نے کہا اور اس کی قوم نے کہ یہ یقیناً جادوگر ہے تو فرعون نے جادوگروں کو حاضر کیا اور ان سے کہا خرچ کرو (یعنی دکھاؤ) وہ جادو جو تمہارے پاس ہے موسیٰ کے ساتھ۔ تو انھوں نے ایسا کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ سانپ بن گیا اور تمام ان چیزوں کو نگل گیا جو انھوں نے کیا تھا۔ پس اس وقت تمام جادوگروں نے

ایمان قبول کیا اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے، تو فرعون نے ان کے ہاتھ اور پیر ایک دوسرے کے بر خلاف (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پیر) کاٹنے کا حکم دیا اور کھجور کی ٹہنیوں پر انھیں سولی دینے کا حکم دیا اور وہ اس پر راضی ہو گئے۔ لیکن اپنے ایمان سے نہیں لوٹے، اور وہ ستر آدمی تھے، پھر موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ مومنین کو لیکر چلے تو فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا اور ان کے ساتھ جانے والے مومنین کا پیچھا کیا ہلاک کرنیکے لئے یہانتک کہ وہ دریا تک پہونچے تو موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر لاٹھی ماری تو دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے ہو گئے اور پانی خشک ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم داخل ہو گئی تو ان کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر بھی اترا پھر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہ جانے والے مومنین نے نجات پائی اور دریا فرعون اور اس کے لشکر پر منطبق ہو گیا تمام ڈوب گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تو وہ لوگوں کو حکم کرنے لگے اور انکو روکنے لگے تورات کے احکام کے مطابق یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے موت دی درانحالیکہ وہ تورات پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

المناظرة بين عمر بن عبد العزيز وبين وفد الخوارج

حضرت عمر بن عبد العزیز اور خوارج کے وفد کے درمیان مناظرہ

قال الهيثم بن عدي: اخبرني عوانة بنُ الحكم عن محمد بن الزبير قال بعثني عمر بن عبد العزيز مع عون بن عبد الله بن مسعود الى شوذب الخارجي واصحابه اذ خرجوا بالجزيرة وكتب معنا كتاباً فقدمنا عليهم ودفعنا كتابه اليهم فبعثوا معنا رجلاً من بني شيبان ورجلاً فيه حبشية يقال له شوذب فقدما معنا على عمر وهو بخاصرته فصعدنا اليه وكان في غرفة ومعه ابنه عبد الملك وحاجبه مزاحم فاخبرنا بمكان الخارجيين قال عمر: فتشوهما لا يكن معهما حديد وادخلوهما فلما دخلا قالا: السلام عليكم ثم جلسا فقال لهما عمر: اخبراني ما الذي اخرجكم عن حكمي هذا؟ وما نقمتم؟ فتكلم الاسود منهما فقال: انا والله ما نقمنا عليك في سيرتك وتحريك العدلِ والاحسانِ الى مَن وليت ولكن بيننا وبينك امرٌ ان أعطيناه فنحن منك وانت منا وان منعتناه فلست منا ولسنا منك قال عمر: ما هو؟ قال رأيناك خالفت اهل بيتك وسميتها مظالم وسلكت غير طريقهم فان زعمت انك على هدى وهم على ضلال فالعنهم وابرأ منهم فهذا الذي يجمع بيننا وبينك او يفرق فتكلم عمر فحمد الله واثنى عليه ثم قال اني قد علمت او ظننت انكم لم تخرجوا مخرجكم هذا الطلب دنيا ومتاعها ولكنكم اردتم الآخرة فاخطأتم سبيلها واني سائلكما عن امر فبالله اصدقاني فيه مبلغ علمكما قالا نعم قال اخبراني عن ابي بكر وعمر اليسا من اسلافكما ومن تتوليان وتشهدان لهما بالنجاة قالا اللهم

نعم قال فهل علمتما ان ابابکر حین قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فارتدت العرب قاتلهم فسفك الدماء واخذ الاموال وسبى الذراری قالا: نعم قال فهل علمتم ان عمر قام بعهد ابی بکر فرد تلك السبايا الى عشائرها قالا: نعم قال فهل برئ عمر من ابی بکر او تبرؤن انتم من احد منهما قالا: لا قال، فاخبرانی عن اهل النهر وان الیسو من صالحی اسلافكما وممن تشهدون له بالنجاة قالا نعم قال فهل تعلمون ان اهل الكوفة حين خرجوا كفوا ايديهم فلم يسفكوا دما، ولم يخيفوا امنا ولم ياخذوا مالاً: قالا: نعم، قال: فهل علمتم ان اهل البصرة حين خرجوا مع مسعر بن فديك استعرضوا يقتلونهم، ولقوا عبد الله بن خباب بن الارت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتلوه وقتلوا جاريته ثم قتلوا النساء والاطفال حتى جعلوا يلقونهم في قدور الاقط وهي تفور قالا: قد كان ذلك قال: فهل برئ اهل الكوفة من اهل البصرة قالا: لا، فهل تبرءون انتم من احد الاثنين؟ قالا لا، قال: افرأيتم الدين اليس هو واحد ام الدين اثنان؟ قالا: بل واحد، قال: فهل يسعكم منه شئ يعجزني؟ قالا: لا، قال: فكيف يسعكم ان توليتم ابا بكر وعمر وتولى كل واحد منهما صاحبه وتوليتم اهل الكوفة والبصرة وتولى بعضهم بعضاً وقد اختلفوا في اعظم الاشياء والدماء والفروج والاموال ولا يسعني الا لعن اهل بيتي والتبرؤ منهم ورأيت لعن اهل الذنوب فريضة مفروضة لابد منها فان كان فمتى عهدك بلعن فرعون وقد قال: انا ربكم الاعلى قال: ما اذكر انی لعنته قال ويحك ايسعك ان لا تلعن وهو اخبث الخلق ولا يسعني ان لا العن اهل بيتي والبراءة منهم. ويحكم: انكم قوم جهال اردتم امرا فاخطأتموه فانتم تردون على الناس ما قبل منهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثه الله اليهم وهم عبدة اوثان فدعاهم الى ان يخلعوا الاوثان وان يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فمن قال ذلك حقن بذلك دمه واحرز ماله ووجبت حرمته وامن به عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان اسوة المسلمين وكان حسابه على الله افلستم تلقون من خلع الاوثان ورفض الاديان وشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله تستحلون دمه وماله ويلعن عندكم ومن ترك ذلك واباكم من اليهود والنصارى واهل الاديان فتحرمون دمه وماله فقال الاسود ما سمعت كاليوم احدا ابين حجة ولا اقرب مأخذا اما انا فاشهد انك على الحق واني برئ ممن برئ منك فقال عمر لصاحبه يا اخا بني شيبان: ما تقول انت قال ما احسن ما قلت ووصفت غير اني لا افتات على الناس بامر حتى القاهم بما ذكرت وانظر ما حجتهم قال: انت وذاك، فاقام الحبشي مع عمر وامرله بالعطاء فلم يلبث ان مات ولحق الشيباني باصحابه فقتل معهم بعد وفاة عمر۔

لغوی تحقیق

عون بن عبداللہ بن مسعود ابو عبداللہ الہذلی کوفہ کے رہنے والے تھے، نہایت ہی ثقہ عابد و پرہیزگار اور بزرگ تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۳۰ھ میں ہوئی۔ حاضرۃ: محلہ، گاؤں، بستی، شہر۔ غرفۃ: مکان کے اوپر کا کمرہ، کوٹھا، اٹاری، بالا خانہ۔ ج غرف۔ تحریک: مرکب اضافی ہے۔ تحری بمعنی غور و فکر اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے ہیں۔ اور کاف ضمیر خطاب ہے۔ سلاف: ج سلف: گذرے ہوئے آباء و اجداد و رشتہ دار، سَلَفَ (ن) سلفا: گذرنا، آگے ہونا۔ الذراری۔ جمع ذریۃ: اولاد۔ السبایا۔ جمع سبیۃ: قیدی عورت۔ النہروان: بغداد اور واسط کے مابین تین دیہات ہیں اور یہیں خارجیوں کی جماعت مقیم تھی۔ عبداللہ بن خباب بن الارت مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور قبیلۂ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے حضورؐ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے، حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد جو فرقۂ حروریہ ابھرا تھا آپ نے ان کی سخت مخالفت کی جسکی وجہ سے آپ حروریوں کی نظر میں چڑھ گئے اور انھوں نے سنہ ۳۸ھ میں آپکو قتل کر ڈالا۔ آپکے والد یا جد حضرت خبابؓ کا بھی شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے اور یہ بھی مشہور اور جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ الاقط: پنیر۔ تفور (ن) فورًا الماء: پانی کا زمین سے ابلنا۔ القدر: ہانڈی کا جوش مارنا۔ عبدۃ۔ ج عابد۔ اوثان۔ جمع وثن: بت۔ احرز۔ احرازًا: اکٹھا کرنا۔ اسوۃ: نمونہ۔ اقتدار، ہر وہ شئی جس سے تسلی ہو۔ ج أُسیٰ۔ خلع (ف) خلعًا۔ فلان ابنہ، بری ہونا۔ اثنات حکم لگانا۔

توضیح

ہیثم ابن عدی نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی عوانہ بن حکم نے نقل کرتے ہوئے محمد ابن زبیرؒ سے انھوں نے کہا کہ مجھ کو عمر ابن عبدالعزیزؒ نے عون ابن عبداللہ ابن مسعود کے ساتھ شوذب خارجی اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجا جب وہ جزیرہ سے نکل گئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک خط بھی لکھ کر دیا تھا ہم نے ان کے پاس آکر حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا خط انکو دیدیا تو انھوں نے ہمارے ساتھ بنی شیبان کا ایک آدمی اور ایک آدمی جس میں حبشیت تھی جسے شوذب کہا جاتا تھا بھیجا۔ تو وہ دونوں ہمارے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے، اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز اپنی بستی میں تھے، ہم ان کے پاس چڑھ کر گئے۔ اور وہ ایک کمرہ میں تھے ان کے ساتھ ان کا لڑکا عبدالملک اور دربان مزاحم بھی تھا ہم نے خارجیوں کی اطلاع دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا انکی تلاشی لے لو کہ ان کے ساتھ لوہا (لوہے کا سامان یعنی ہتھیار وغیرہ) اور ان کو لاؤ۔ جب وہ دونوں داخل ہوئے تو انھوں نے السلام علیکم کہا اس کے بعد دونوں بیٹھ گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا۔ مجھے تم دونوں بتاؤ کس چیز نے تم کو میرے اس فیصلہ سے نکالا اور کیوں تم نے عیب لگایا۔ تو ان میں سے حبشی نے گفتگو شروع کی اس نے کہا کہ ہم قسم خدا کی آپ کی سیرت پر اور عدل و احسان کے ترجیح دینے کے سلسلہ میں آپ کی عیب جوئی نہیں کرتے لیکن ہمارے اور تمہارے درمیان ایک معاملہ ہے اگر اس کا جواب ہمیں دیدیا جائے تو ہم آپکے ہیں اور آپ ہمارے ہیں اور اگر آپ نے جواب سے انکار کیا تو نہ آپ ہمارے اور نہ ہم آپ کے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ تو ہم نے آپ کو آپکے اہل بیت کی مخالفت کرتے دیکھا اور ان کو (حقوق انھیں بنوامیہ کے سرداروں نے ٹیکس کے طور پر لیا تھا) ظلم گردانا اور آپ اہل بیت کے طریقہ کے خلاف چلے۔ اگر آپ کو یہ گمان ہے کہ آپ تو ہدایت پر ہیں اور وہ گمراہی میں، تو آپ ان پر لعنت بھیجئے اور ان سے براءۃ ظاہر کیجئے تو یہی وہ بات ہے جو ہمیں اور تمہیں جمع کرتی ہے یا جدا کرتی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے

گفتگو شروع کی۔ اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ میں جانتا ہوں یا گمان کرتا ہوں کہ تم اس راہ پر نہیں نکلے ہو دنیا اور اس کا سامان طلب کرنے کیلئے بلکہ تم نے آخرت کا ارادہ کیا مگر تم نے اس کا راستہ غلط تجویز کیا اور میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ تو قسم ہے خدا کی تم مجھ سے سچ سچ بتانا اپنے علم کی حد تک۔ تو اس نے کہا ہاں بتاؤں گا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا تم مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں بتاؤ، کیا وہ دونوں تمہارے اسلاف نہیں ہیں، اور ان میں سے نہیں ہیں جنھیں تم حاکم سمجھتے ہو اور جن کی نجات کی شہادت دیتے ہو۔ انھوں نے کہا اللہ اللہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب مرتد ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے قتال کیا، خون بہایا، مال لئے اور بچوں کو قید کیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد تخت نشین ہو کر ان قیدیوں کو واپس کر دیئے تھے ان کے قبیلوں کو۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو کیا حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے بیزار ہوئے یا تم ان میں سے کسی سے بیزار ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو تم مجھے اہل نہروان کے بارے میں بتاؤ کیا وہ تمہارے اسلاف میں سے نہیں ہیں اور ان میں سے نہیں ہیں کہ جن کی نجات کی تم شہادت دیتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوفہ والوں نے جب بغاوت کی تو انھوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ چنانچہ نہ کوئی خون بہایا اور نہ کسی امن والے کو ڈرایا اور نہ کوئی مال لیا۔ تو ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بصرہ والوں نے جب مسعر ابن فدیک کے ساتھ بغاوت کی تو انھوں نے انکو قتل کرنا شروع کیا اور حضرت عبداللہ ابن خباب ابن ارت صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جب انھوں نے ملاقات کی تو انھیں شہید کر دیا اور ان کی باندی کو بھی پھر عورتوں اور بچوں کو بھی۔ یہاں تک کہ وہ انھیں پنیر کی ہانڈیوں میں ڈالنے لگے جو ابل رہی تھیں۔ ان دونوں نے کہا ہاں ایسا ہوا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو کیا کوفہ والے بصرہ والوں سے بیزار ہو گئے انھوں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ تمہاری رائے دین کے بارے میں کیا یہ نہیں ہے کہ ایک ہے وہ یا دو ہے؟ تو انھوں نے کہا بلکہ ایک ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کیا ان میں سے کوئی ایسی چیز ہے جس میں تمہارے لئے گنجائش ہو اور میرے لئے گنجائش نہ ہو۔ ان دونوں نے کہا نہیں تو حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو تمہارے لئے کیسے گنجائش وجائز ہے کہ تم نے حاکم مان لیا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو حاکم مانا اور تم نے والی تسلیم کیا کوفہ اور بصرہ والوں کو اور بعض نے بعض کو۔ باوجودیکہ انھوں نے بڑی بڑی چیزوں خون اور شرمگاہ اور مال وغیرہ میں اختلاف کیا اور میرے لئے گنجائش نہیں ہے اپنے اہل بیت پر لعنت کے سوا اور بیزاری کے سوا، اور تم گنہگاروں پر لعنت کو فرض مقرر شدہ سمجھتے ہو کہ جس کا ہونا ضروری ہے۔ تو اگر یہی ہے تو تم نے کتنی دفعہ فرعون پر لعنت کی ہے حالانکہ اس نے کہا "انا ربکم الاعلی" تو اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے اس پر لعنت کی ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تو فرعون پر لعنت نہ کرے باوجودیکہ وہ سب سے خبیث ترین مخلوق ہے اور میرے لئے جائز نہیں ہے کہ میں لعنت نہ کروں اہل بیت پر اور ان سے بیزاری ظاہر نہ کروں۔ تم پر افسوس ہے کہ

تم ناواقف لوگ ہو۔ تم نے ایک چیز کا ارادہ کیا لیکن اس میں غلطی کی تو تم لوگوں پر رد کردیتے ہو ان چیزوں کو کہ جنھیں حضورؐ نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ان کے پاس بھیجا اور وہ بتوں کو پوجنے والے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو چھوڑنے کی دعوت دی اور وحدانیت کی گواہی پر آمادہ کیا اور محمدؐ کی عبدیت اور رسالت کی جانب دعوت دی تو جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے اپنا خون محفوظ کرلیا اور اپنا مال بچالیا۔ اور اس کا احترام واجب ہے اور اس سے مومن ہوگیا رسول اللہؐ کے نزدیک اور مسلمانوں کا مقتدیٰ ہوگیا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ میں ہوگیا۔ تو کیا تم ان لوگوں سے نہیں ملتے جنھوں نے بتوں کو چھوڑا اور دوسرے مذاہب کو چھوڑا اور اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ حلال سمجھتے ہو تم ان کے خون کو، مال کو اور اس پر لعنت کی جاتی ہے تمہارے نزدیک اور جس نے ان چیزوں کو ترک کردیا اور تمہارے پاس آیا یہود و نصاریٰ میں سے اور دیگر ادیان والوں میں سے تو تم اس کے خون اور مال کو حرام سمجھتے ہو تو حبشی نے کہا آج کیطرح کسی کے بارے میں نہیں سنا دلیل کے اعتبار سے زیادہ صاف اور ماخذ کے اعتبار سے زیادہ قریب۔ بہرحال میں آپ کے حقانیت کی شہادت دیتا ہوں اور آپ اس سے بری ہیں، میں بھی بری ہوں۔ تو حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ نے اس کے ساتھی سے فرمایا اے بنو شیبان کے بھائی! تم کیا کہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ آپ نے کیا ہی خوب کہا اور صورت حال کیا ہی اچھے انداز میں بیان کی مگر میں کسی معاملہ کا اور لوگوں کے لئے فیصلہ نہیں کرسکتا یہاں تک کہ میں ان سے ملوں ان باتوں کے ساتھ جو آپ نے بیان کی اور میں دیکھ لوں کہ انکی دلیل کیا ہے۔ تو حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ نے فرمایا تو اور وہ ہے (بس تو سمجھ لے) تو حبشی حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کے ساتھ مقیم رہا اور آپ نے اسے مال عطا کرنیکا حکم دیا تو وہ زیادہ دن تک نہیں ٹھہرا تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا اور وہ شیبانی اپنے ساتھیوں سے مل گیا پھر انھیں کے ساتھ قتل کیا گیا حضرت عمرؒ کی وفات کے بعد۔

رزء الحسين رضى الله تعالىٰ عنه

حضرت حسینؓ کی زبردست مصیبت

لما مات معاویۃ ارسل الیہ (الیٰ سیدنا الحسین) اھلُ الکوفۃ، ان قد حبسنا انفسنا علیٰ بیعتک وطولب بالمدینۃ ان یبایع یزیدُ فخرج الیٰ مکۃ وارسل ابن عمہ مسلم بن عقیل الی الکوفۃ، وقال لہٗ: ان کان حقاً ماکتبوا بہٖ فعرّفنی الحق بک فخرج من مکۃ للنصف من رمضان وقدم لخمسٍ خلونَ من شوالٍ وامیرھا النعمانُ بن بشیر فدخلَ مستتراً فبایعہٗ من اھلھا ثمانیۃَ عشرَ الفاً فکاتبہٗ بذٰلک فلمّا ھمَّ بالخروج لقیہٗ ابن عباس رضی اللہ عنہ فقال لہٗ یا ابن عم اھل العراق اھلُ غدرٍ وانما یدعونک للحرب فقال لہٗ یا ابن عم کتب الیَّ مسلم باجتماعِ اھل الکوفۃ علیَّ فقال لہٗ قد جرّبتہم وھم اصحاب ابیک واخیک وقتلتک

غدًا مع امرهم اذابلغ ابن زياد خبرك استفزهم فكان الذين كتبوا اليك اشد عليك من عدوك فان ابيت الا الخروج فلا تخرجن بنسائك وولدك معك فاني لخائف ان تقتل كما قتل عثمان ونساؤه وولده ينظرون اليه فرد عليه لان اقتل بموضع كذا احب الي من ان استحل بمكة واتصل الخبر بيزيد فكتب الى عبيد الله بن زياد بتولية الكوفة فخرج مسرعًا فدخلها في حشمه وهو ملثم والناس يتوقعون قدوم الحسين فجعل عبيد الله بن زياد يسلم على الناس ويقولون وعليك السلام يا ابن رسول الله قدمت خير مقدم حتى انتهى الى القصر فحسر اللثام ففتح له النعمان الباب وتنادى الناس ابن مرجانة فحصبوه بالحصباء ففاتهم ووضع الرصد في طلب مسلم فصاح مسلم يا منصور! وكان شعارهم فاجتمع لهم في ساعة واحدة ثمانية عشر الفا فاحاطوا بالقصر فقاتلوا ابن زياد فلم يمس المساء ومعه مائة رجل فلما راى تفرقهم سار نحو ابواب كندة فبلغ الباب ومعه ثلاثة فخرج وليس معه احد فبقي حائرًا لا يدري اين يتوجه فنزل من على فرسه ودخل ازقة الكوفة فانتهى الى باب مولاة لمحمد بن الاشعث فاستسقاها فسقته واعلمها حاله فرقت له فآوته واعلمت محمد بن الاشعث بمكانه فمشى الى ابن زياد فاعلمه فوجه معه سبعين رجلا فاقتحموا عليه فقاتلهم مسلم فامنه محمد بن الاشعث وحمله الى ابن زياد فضرب عنقه وبعث براسه الى يزيد بن معاوية فصلب جثته وانتهى الامر الى الحسين وقد بلغ القادسية فهم بالرجوع فقال له اخوة مسلم لا نرجع او نقتل او ناخذ بثارنا فقال الحسين لاخير في العيش بعدكم فسار حتى لقي خيلا لابن زياد وعليها عمرو بن سعد بن ابي وقاص فعدل الى كربلاء وهو في خمس مائة فارس فلما تكاثرت العساكر ايقن انه لا محيص له فقال: اللهم احكم بيننا وبين قوم دعونا لينصرونا ثم هم يقاتلوننا ثم خطب قومه فقال: يا عباد الله اتقوا الله وكونوا من الدنيا على حذر فان الدنيا لو بقيت على احد او بقي عليها احد لكان الانبياء احق بها وبالبقاء غير ان الله خلقها للفناء فجديدها بال ونعيمها مضمحل وسرورها مكفهر والدار قلعة والمنزل بلغة فتزودوا فان خير الزاد التقوى واتقوا الله لعلكم تفلحون، ثم قاتل حتى قتل رضي الله تعالى عنه وفيه ثلاث وثلثون طعنة واربع وثلاثون ضربة وتولى قتله سنان بن انس النخعي واحتز راسه وانطلق به مسرعًا الى ابن زياد وهو يقول ؎

اوقر ركابي فضة وذهبا	اني قتلت الملك المحجبا

قتلت خير الناس امًا وابا

وَبعثَ معَہ الراسَ إلی یزید بن معاویۃ وعندہٗ ابوبرزۃؓ فجعلَ ینکتُ بالقضیبِ علی فیہ وھو یقولُ

نُفلّقُ ھامًا مِن رجالٍ أعِزّۃٍ	علینا وھم کانوا أعقَّ وأظلمَا

فقالَ لہٗ ابوبرزۃؓ: ارفع قضیبکَ فلقدْ رأیتُ رسُولَ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم یلثمُہٗ وقُتلَ یومَ عاشوراءَ سنۃَ إحدٰی وستین وقُتِلَ معَہٗ سبعۃٌ وثمانونَ، منھم عليٌّ ابنہ الاکبر، ومن وُلد اخیہ الحسن بن عبد اللہ والقاسمُ وابوبکر ومن اخوتہ العباس وعبد اللہ وجعفر ومحمد بن عثمان بنو علی ومن بنی عمّہ جعفر ومحمد وعون ابناءُ عبد اللہِ بن جعفر ومن ولد عقیل عبد اللہ وعبد الرحمن وجعفر وَدَفنھم اھل القادسیۃِ بعد قتلھم بیوم وقتلوا من اصحاب عمرو بن سعد ثمانیۃ وثمانین۔

لغوی تحقیق

رُزء۔ ج ارزاء۔ رزیۃ ج رزایا: بڑی مصیبت۔ رزأ (ف) رزاءً الرجل مالہٗ: تھوڑا حاصل کرنا۔ کم کرنا۔ الحسین بن علی بن ابی طالب۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں کی ٹھنڈک، جگر گوشہ فاطمہؓ۔ آپکی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی، چھ سال تک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیرنگرانی تربیت پاتے رہے، اس کے بعد والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے، آپنے کبھی کوئی غیر شرعی چیز کا استعمال نہیں کیا، ابتداء ہی سے بہت بھولے بھالے اور نڈر تھے جوانمردی، بہادری اور سخاوت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپ انتہائی بزرگ عابد وزاہد اور خدمت خلق اور بہت زیادہ حج کرنیوالے تھے، آپ کے فضائل، مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں، آپکی شہادت بقول اصح بروز جمعہ یا ہفتہ یوم عاشوراء ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ میں واقع ہوئی۔ الحق۔ لحوق سے مضارع متکلم ہے اور جواب امر ہونیکی وجہ سے مجزوم ہے۔ نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری، آپ قبیلۂ خزرج کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتاہے، آپکے والد ماجد بھی صحابی تھے، اور آپ کی والدہ محترمہ عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں اور یہ بھی صحابیہ ہیں۔ آپکی ولادت ہجرت کے چودہ ماہ بعد ۲ھ میں ہوئی، آپ نہایت ذکی اور ہوشیار تھے، آپ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی کچھ حدیثیں سنیں۔ سب سے پہلے آپ دمشق کے قاضی مقرر ہوئے پھر امیر معاویہؓ نے کوفہ کا پھر حمص کا والی مقرر کردیا تھا، آپ مروان کے حمایت داروں کے ہاتھ ۶۴ھ یا ۶۶ھ میں شہید کردیئے گئے۔ استقفر: قتل کرنا، شہر بدر کرنا، ذلیل سمجھنا۔ ملثم: ڈھاٹا، کپڑا جوناک اور راس کے ارد گرد لپیٹا جائے، نقاب ڈالے ہوئے۔ حسر (ن) حسرًا الشیٔ: کھولنا۔ حسورًا البصر: نگاہ کا تھک جانا۔ حصبوہ۔ حصبًا: کنکریاں مارنا۔ الرصد جمع راصد: تاک میں بیٹھنے والا۔ حائرًا: حیرت زدہ، حیران۔ ازقۃ۔ ج زقاق: گلی کوچہ۔ محمد بن اشعث بن قیس کندی الوبحہ کے خاندان سے ہیں، آپ کا شمار شرفاء عرب میں ہوتا تھا۔ ۶۷ھ میں آپ قتل کردیئے گئے۔ فاقتحموا: غفلت کی حالت میں اچانک آجانا۔ بثار نا۔ ثار (ف) ثارًا القتیل وبالقتل: خون کا مطالبہ کرنا، قاتل کو قتل کرنا۔ محیص: علیحدہ ہونیکی جگہ، بھاگنے کی جگہ۔ حاص (ض) حیصًا وحیصۃً وحیوصًا محیصًا وحیصانا وانحاص وتحایص عن کذا:

الگ ہونا، ہٹ جانا۔ بآل: پرانا۔ بلی، بلاء۔ الثوب: خستہ ہونا۔ مضمحل: ناپید ہونیوالا۔ مکفہر اللیل، غیر معمولی تاریک ہونا۔ قلعۃ: ہمیشہ نہ رہنے والا مال، مستعار مال۔ تلعۃ: پانی بہنے کا راستہ، پست زمین۔ ج تلعات۔ طعنۃ: نیزہ کی مار۔ احتز۔ احتزازا، کاٹنا۔ اوقر۔ ایقارًا۔ الدابۃ: چوپایہ پر وزن دار سامان لادنا۔ المحجب: پوشیدہ۔ ینکت (ن) نکتًا: غور و فکر کی حالت میں زمین کو انگلی یا چھڑی سے کریدنا۔ علی فیہ ای علی فمہ۔ نفلق۔ تفلیقًا۔ فلق (ض) فلقًا الشئ: چیرنا، پھاڑنا، ٹکڑے کرنا۔ ہآما۔ ج ہامۃ: کھوپڑی۔ ابو برزۃ۔ آپ کے احوال مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ قضیب: کٹی ہوئی شاخ۔ ج قضبان: کاٹنے والی تلوار۔ یلثمہ (ض، س) لثمًا۔ الوجہ: چومنا، بوسہ لینا۔ قادسیہ: کوفہ کے قریب ایک شہر ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کا گذر ہوا تو ایک بڑھیا سے آپکی ملاقات ہوئی، اس نے آپ کے سر کو دھویا تھا تو حضرت ابراہیم نے یہ جملہ دعائیہ ارشاد فرمایا "قدست من ارض" پس اس شہر کا نام قادسیہ رکھدیا گیا۔

توضیح حضرت معاویہؓ کا جب انتقال ہو گیا تو کوفیوں نے حضرت حسینؓ کے پاس خبر بھیجی کہ ہم نے اپنے آپ کو روک رکھا ہے آپ کی بیعت پر، اور مدینہ میں یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تو حضرت حسینؓ مکہ کی جانب نکلے اور اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیل کو کوفہ بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اگر وہ بات سچ ہے جو انھوں نے لکھا ہے تو تم مجھے بتانا، میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ تو حضرت مسلم ابن عقیل مکہ سے نصف (پندرہ) رمضان کو نکلے اور شوال کی پانچ تاریخ کو آئے۔ اور مکہ کے امیر نعمان بن بشیرؓ تھے۔ حضرت مسلم ابن عقیل چھپ کر کوفہ میں داخل ہوئے، کوفہ والوں نے اٹھارہ ہزار کی تعداد میں ان سے بیعت کی۔ حضرت مسلم نے حضرت حسینؓ کے پاس اس کے بارے میں لکھا۔ جب حضرت حسینؓ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت ابن عباسؓ ملے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت حسینؓ سے فرمایا اے میرے چچا کے لڑکے! مسلم نے میرے پاس لکھا ہے کوفہ والوں کے اتفاق کے بارے میں مجھ پر۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے انھیں آزمایا ہے، اور وہی لوگ آپ کے والد اور آپ کے بھائی کے قتل کے باعث بنے ہیں، اور آپکو بھی کل وہ قتل کریں گے اپنے معاملہ کے ساتھ۔ جب ابن زیاد کو آپ کی خبر ملے گی تو انھیں ابھارے گا۔ تو گویا تمہارے پاس لکھنے والے ہی تم پر شدت برتیں گے تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ لیکن اگر تم انکار ہی کر رہے ہو نکلنے کے علاوہ کا تو اپنے ساتھ اپنی بیوی بچوں کو مت لے جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا جس طرح حضرت عثمانؓ اور انکی بیوی بچوں کو قتل کر دیا گیا انکی آنکھوں کے سامنے۔ تو انھوں نے جواب دیا یقینًا میرا فلاں جگہ پر قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں حلال سمجھا جاؤں (قتل کیا جاؤں) مکہ میں۔ اور یزید کو خبر ملی تو اس نے عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کے والی بننے کا پروانہ لکھ کر دیا تو وہ جلدی نکل کر اپنے خدام کے ساتھ نقاب اوڑھ کر کوفہ میں داخل ہوا، اور لوگ حضرت حسینؓ کے آنیکا انتظار کر رہے تھے تو عبیداللہ بن زیاد نے لوگوں کو سلام کرنا شروع کیا اور لوگ جواب دیتے رہے وعلیک السلام یا ابن رسول اللہ۔ تم بہت اچھا آنا آئے۔ یہانتک کہ وہ محل تک پہونچا اور نقاب کو ہٹایا تو اس کیلئے حضرت نعمان نے دروازہ کھول دیا اور لوگوں نے آواز لگائی کہ یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ اور پتھر برسانا شروع کیا لیکن وہ ان سے نکل گیا اور ادھر اس نے پہرہ داروں کو رکھا حضرت مسلم کی تلاش میں۔ تو حضرت

مسلم نے آواز لگائی اے منصور! اور یہ ان کا شعار تھا، تو اسی وقت اس کی وجہ سے اٹھارہ ہزار آدمی جمع ہوئے۔ اور خلافت کے محل کا احاطہ کیا۔ پھر انھوں نے ابن زیاد سے قتال کیا اور شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت مسلم کے ساتھ سو آدمی تھے۔ جب حضرت مسلم نے تفرقہ دیکھا ان میں تو وہ کندہ کے دروازوں کی جانب چلے اور آپ کے ساتھ تین آدمی تھے۔ جب وہ دروازے پر پہونچے تھے۔ جب وہ نکلے تو ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا تو اب متحیر رہ گئے، وہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ کہاں جائیں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر کوفہ کی گلی میں گھس گئے تو وہ محمد ابن اشعث کی آزاد کردہ باندی کے دروازے تک پہونچے۔ حضرت مسلم نے اس سے پانی مانگا اور باندی نے ان کو پانی پلایا اور اس کے بعد اپنا حال اس باندی کو سنایا تو باندی پر رقت طاری ہوگئی حضرت مسلم کیلئے۔ اور اس نے حضرت مسلم کو ٹھکانا دیا۔ اور محمد بن اشعث کو اطلاع دی آپ کے مکان کی، محمد ابن اشعث ابن زیاد کے پاس گیا اور اس کو بتایا تو اس نے اس کے ساتھ ستر آدمی کو بھیجا اور وہ حملہ آور ہوئے حضرت مسلم پر۔ حضرت مسلم نے ان سے قتال کیا، پھر محمد ابن اشعث نے آپ کو امن دیا اور پھر ابن زیاد کے پاس لے گیا، ابن زیاد نے آپکی گردن اڑا دی، اور ان کے سر کو یزید ابن معاویہ کے پاس بھیجا، یزید نے سولی پر لٹکا دیا ان کے جسم کو اور معاملہ حضرت حسینؓ تک پہونچا جبکہ وہ قادسیہ تک پہنچ چکے تھے۔ تو انھوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا، ان سے حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ ہم نہیں لوٹیں گے، یا تو ہم قتل کئے جائیں گے یا اپنا بدلہ لیں گے۔ تو حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ تمہارے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ تو آپ چل پڑے یہاں تک کہ ابن زیاد کے گھوڑے سے ملاقات ہوئی جس پر عمر بن سعد بن ابی وقاص سوار تھا۔ آپ کربلا کی جانب مڑ گئے اور آپ تقریباً پانچ سو شہسواروں کے درمیان تھے، جب لشکر میں زیادتی ہوگئی تو آپ نے یقین کر لیا کہ آپ کیلئے کوئی بچاؤ کا ذریعہ نہیں ہے۔ تو آپنے فرمایا اے اللہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما کہ جنھوں نے ہمیں مدد کیلئے بلایا پھر وہ ہم سے لڑائی کر رہے ہیں۔ پھر اپنی قوم کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو، دنیا سے بچتے رہو کیونکہ اگر دنیا کسی کیلئے باقی یا کوئی دنیا میں باقی رہتا تو انبیاء علیہم السلام اس کے زیادہ حقدار تھے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو فنا ہونے کے لئے پیدا کیا، اس کی نئی چیز پرانی ہونیوالی ہے اور اس کی نعمت ختم ہونیوالی ہے اور اس کی خوشی سخت تاریکی ہے اور دنیا قلعہ ہے (منگنی کا مال ہے) اور پانی کے بہنے کی جگہ ہے۔ اور زاد راہ تیار رکھو۔ یقیناً بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پھر حضرت حسینؓ نے قتال شروع کیا یہاں تک آپ شہید ہو گئے۔ تہتر تیروں کے نشان تھے، اور چونتیس تلوار کی چوٹیں تھیں اور آپ کے قتل پر سنان ابن انس نخعی غالب ہوا اور آپ کے سر کو کاٹ کر بہت جلد ابن زیاد کے پاس یہ شعر کہتے ہوئے لایا۔

شعر، میری سواری کو تو سونے اور چاندی سے لاد دے، چونکہ میں نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کو روک دیا جاتا تھا (عوام وخواص سے) میں نے قتل کر دیا ہے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو ماں اور باپ کے اعتبار سے۔

اور ابن زیاد نے آپ کے سر کو یزید ابن معاویہ کے پاس بھیجا، وہاں حضرت ابو برزہؓ تھے تو یزید حضرت حسین کے منہ پر چھڑی مارتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔

شعر: ہم باعزت لوگوں کی کھوپڑیاں چیرتے ہیں، چونکہ وہ بہت نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔
حضرت ابوبرزہؓ نے فرمایا اپنی چھڑی اٹھالے چونکہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے ان کا بوسہ لیا، اور حضرت حسینؓ عاشوراء کے دن سنہ ۶۱ھ میں شہید کئے گئے، اور آپ کے ساتھ ستاسیؓ آدمی شہید کئے گئے۔ ان میں سے ان کے بڑے صاحبزادے علی اور آپ کے بھتیجوں میں سے حسین ابن عبداللہ، قاسم اور ابوبکر اور بھائیوں میں سے عباس، عبداللہ اور جعفر اور محمد اور عثمان حضرت علیؓ کی اولاد میں سے اور آپ کے چچا کے بیٹوں میں سے جعفر، محمد اور عون، یہ لڑکے ہیں حضرت عبداللہ ابن جعفر کے۔ اور حضرت عقیل کی اولاد میں سے عبداللہ، عبدالرحمن اور جعفر۔ اور ان کو اہلِ قادسیہ نے ان کے قتل کے ایک روز بعد دفن کیا، اور انھوں نے عمر ابن سعد کے اٹھاسی ساتھیوں کو قتل کیا۔

نُبذۃٌ مِن ذکاوۃ العَرب

عربوں کی ذہانت کا نمونہ

حَکیٰ ابوالفرج الاصفهانی بسندہٖ الیٰ مجالد بن سعید عن عبد الملک بن عمر قال لما قدِم علینا عُمَرُ بن هبیرۃَ الکوفۃِ فارسَلَ الیٰ عشرۃ، انا احَدُهم من وجوہ اهل الکوفۃ فسمرنا عندہٗ ثم قال لیحدثنی کلّ رجل منکم اُحدُوثۃً وابدا انت یا اباعمرو! فقلتُ: اصلح اللہ الامیرَ احَدیثَ الحق ام حدیث الباطل؟ قال بَلْ حَدیثُ الحقِّ قلتُ: اِنَّ امرءَ القیس اٰلیٰ الیّۃً ان لا یتزوج امرأۃً حتیٰ یسألها عَنْ ثمانیۃٍ واربعۃٍ واثنین، فجعل یخطبُ النساءَ فاذا سألهُنَّ عَنْ هٰذا قُلنَ اربعۃَ عشرَ فبَیْنَا هو یسیرُ فی جوف اللیل اذا هو برجلٍ یحمِلُ ابنۃً لہٗ صغیرۃً کانها البدرُ لِتمّہٖ فاعجبتہ فسألها یا جاریۃ، مَا ثمانیۃٌ واربعۃٌ واثنانِ فقالت: اما ثمانیۃ فاطباءُ الکلبۃِ، واما اربعۃ فاخلافُ الناقۃِ، واما اثنانِ فثدیا المَرأۃِ فخطبها الیٰ ابیها فزوجہٗ ایاها وشرطت علیہ اَنْ تسألہُ لیلۃَ بنائها عَنْ ثلاث خصالٍ فجعل لها ذٰلک وعلیٰ اَن یسوقَ الیها مائۃً من الابلِ وعشرۃَ اَعْبُدٍ وعشرَ وصائفَ وثلاثۃَ افراسٍ ففعل ذٰلکَ ثم انہٗ بعث عبداً لہٗ الی المرأۃِ واهدی لها نحیًا من سمنٍ ونحیًا من عسلٍ وحُلّۃً من قصبٍ فنزل العبد علیٰ بعض المیاہِ فنشرَ الحلۃَ فلبسها فتعلّقتْ بسمُرۃٍ فانشقت وفتح النحیَین فاطعمَ اهلَ المَاءِ منهما فنقصا ثم قدِمَ علیٰ حیّ المَرأۃِ وهم خلوفٌ فسألها عن ابیها واُمها واخیها ودفعَ الیها هدیّتَها فقالتْ لہٗ: اعلم مولاکَ اَنَّ ابی ذهب یقرِّبُ بعیداً ویُبَعِّدُ قریباً وان امی ذهبت تشق النفس نفسین وان اخی ذهب یُراعی الشمسَ وان سماءکم انشقت وان وعائیکم نضبا فقدم الغلامُ

علیٰ مَوْلاہ فاخبرہُ فقالَ : امّا قولها انَّ ابی ذَهَبَ یُقَرِّبُ بعیدًا ویُبَعِّدُ قریبًا فان اباهَا ذهَبَ یُحالفُ قومًا علیٰ قومہٖ، وَ امّا قولهَا ذهَبَتْ اُمّی تشق النفسَ نفسَیْنِ فانّ امها ذهبت تقبل امرأۃً نُفَسَاءَ وَ امّا قولها ذهب اخی یراعی الشمس، فانّ اخاهَا فی سرح لهٗ یرعاہ فهو ینتظر وجوبَ الشمس لیروحَ بہٖ وقولها : انَّ سَمَاءَکم انشقّت، فانّ البرد الذی بعثتُ بہٖ انشقّ وَ امّا قولها ان وعائیکم نضبا فان النحیَین نَقِصَا فاصْدُقنی، فقال یامولایَ انی نزلتُ بماءٍ من میاہ العَرَب فسألونی عن نسبی فاخبرتهُمْ انی ابن عمك ونشرتُ الحلةَ فلبستُهَا وَتجمّلتُ بهَا فتعلقت بسمُرة فانشقت وفتحتُ النحیین فاطعمتُ منهُمَا اهلَ المَاءِ فقالَ، اولیٰ لكَ ثمّ سَاقَ مائۃً من الابل وَخرجَ ومعَهُ الغلام لسقی الابل فعجز فاعانهٗ امرؤُ القیس فرمٰی به الغلامُ فی البئرِ وخرجَ حتے اتی المرأۃَ بالابلِ فاخبرهُمْ انّهٗ زوجُهَا فقیل لهَا قد جاءَ زوجُكِ فقالت : وَاللّٰہِ مَا ادری ازوجی هوام لا ؟ وَلکن انحروا لهٗ جزورًا اطعموہ من کرشها وذنبها ففعلوا فاکلَ مَا اطعموہُ قالت : اسقوہ لبنًا حَاذرًا (وهو الحامض) فسقوہ فشرب فقالت افرشوا لهٗ عند الفرثِ وَ الدّم ففرشوا لهٗ فنامَ فلمّا اصبحتُ ارسلتُ الیهِ ارِیدُ انْ اسألكَ عن ثلاثٍ، قالَ : سَلی عمّا بدا لكِ ؟ فقالتْ : لمَ تختلج شفتاك ؟ قالَ من تقبیلی ایاكِ قالتْ لِمَ تختلج فخذاكَ ؟ قالَ لتورّکی ایاكِ : قالتْ فَلِمَ یختلجُ کشحاكَ ؟ قالَ لالتزامی ایاكِ : قالتْ علیکم العَبْدَ : فشدّوا ایدیکم بہٖ ففعلوا قالَ : وَمرّ قومٌ فاستخرجوا امرؤُ القیس مِنَ البئرِ فرجعَ الیٰ حیّہٖ وَ استاقَ مائۃً مِنَ الابلِ وَاقبلَ الیٰ امرأتہٖ فقیل لهَا قد جاءَ زوجُكِ فقالت : وَاللّٰہِ مَا ادری ازوجی هوام لا ؟ وَلکن انحرُوا لهٗ جزورًا وَاطعمُوہُ مِن کرشهَا وَذنبهَا ففعلوا فلمّا اتوہ بذٰلكَ، قالَ : واین الکبدُ وَالسّنامُ وَالملحَاءُ ؟ فابی ان یاکلَ فقالتْ اسقوہ لبنًا حَاذرًا فاُتی بہٖ فابی اَنْ یشربَهٗ وَقالَ : ایْنَ الصریفُ والرثیئۃُ ؟ فقالتْ افرشوا لهٗ عند الفرثِ وَالدم، ففرشوا لهٗ، فابی اَنْ ینامَ وقالَ : افرشوا لی فوقَ التلعۃ الحمراء وَاضربوا علیهَا خباءً، ثم ارسلت : هلمّ شریطتی علیكَ فی المَسائل الثلاث فارسَلَ الیها سَلینی عمّا شئتِ فقالتْ لِمَ تختلجُ شفتاك ؟ قالَ لشُرب المشعشعاتِ، قالتْ : فلِمَ یختلجُ کشحاك ؟ قال للبس الحِبرات، قالت : فلم یختلج فخذاك ؟ قالَ : لرکض المطهمَات : قالتْ : هٰذا زوجی لعَمری ! فعلیکم بہٖ واقتلوا العبدَ فقتلوہ ودَخل امرؤُ القیس بالجاریۃِ قالَ ابن هُبیرۃ حسبکم فلاخیر فی الحدیث فی سائرِ اللیلۃ بعد حدیثك یااباعمرو وَلن یاتینا احد باعجبَ منہٗ، فقمنا فانصرفنا وامرلی بجائزۃٍ ؛

لغوی تحقیق

نبذۃ : نمونہ ۔ فسمرنا (ن) سمرًا، سمورًا : رات میں قصہ گوئی کرنا ۔ احدوثۃ : کہانی، افسانہ، حدیث

امرؤالقیس بن حجر بن الحارث کندی شعراء جاہلیت میں سے ایک مشہور شاعر ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے تقریباً چالیس سال پہلے گذرا ہے۔ اس کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جن کے اشعار خانہ کعبہ پر معلق کئے جاتے تھے، عاشق مزاج ہونے میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا، اسی وجہ سے اس کا لقب ملک ضلیل ہو گیا تھا، اپنی چچا زاد بہن عنیزہ پر عاشق ہو گیا تھا جس کا واقعہ اپنے مشہور معلقہ قفانبک الخ میں بیان کیا ہے۔ دنیاء ادب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شعراء عرب میں سے کوئی امرؤالقیس سے آگے نہ نکل سکا۔ نہج البلاغۃ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ شعراء عرب میں امرؤالقیس سے بڑا کوئی شاعر پیدا ہی نہیں ہوا۔ آلیٰ۔ ایلاءً، قسم کھانا۔ الیۃ: قسم۔ ج الایا۔ جوّ: نشیبی زمین۔ لتمہ۔ لام حرف جار ہے اور تم مصدر ہے بمعنیٰ مکمل ہونا۔ اطباء۔ جمع طبی: مادہ، درندوں اور گدھی، گھوڑی وغیرہ کا تھن۔ الکلبۃ: کتیا۔ اخلاف۔ ج خلف، اونٹنی کا تھن۔ لیلۃ بنا لہا: معنیٰ شادی کی پہلی رات۔ وصائف۔ جمع وصیفۃ: نابالغ کنیز۔ افراس۔ ج فرس، گھوڑا۔ نحیا: گھی کی مشک۔ قصب، ریشم کا نرم اور باریک کپڑا۔ سمرۃ: ببول کا درخت۔ ج اسمر۔ خلوف۔ ج خلف: غائب۔ نضب (ن، ض)، نضوباً الماء، پانی کا زمین میں اترنا، خشک ہونا۔ تقبل قبیل کیطرح کام کرنا۔ قبیل، دائی۔ سرح: زیادتی کا مال۔ وجوب الشمس، ڈوبنا، غروب ہونا۔ لیروح، شام کے وقت آنا جانا۔ برد: دھاری دار کپڑا۔ ج ابراد، برود۔ واحد بردۃ۔ اولی لک۔ اس کا استعمال ویل لک کی جگہ ہوتا ہے جزور: اونٹ، اونٹنی۔ ج جزر۔ کیرش۔ کرش: جگالی کرنیوالے جانوروں کی اوجھ۔ ج کروش۔ حازر: ترش دودھ۔ حزر (ک) حزرًا، حزورًا، اللبن: ترش ہونا۔ صفت حازر۔ الفرث: گوبر، بٹ (جب تک اوجھ میں رہے) تختلج، اختلاجا: حرکت کرنا۔ کشحاک۔ کشح: پہلو۔ ج کشوح۔ کبد، جگر۔ سنام: کوہان۔ ملحاء: پیٹھ کا گوشت کندھے سے سرین تک۔ صریف، تازہ گرم دودھ۔ رثیہ: دہی۔ تلعۃ: اونچی زمین۔ خباء: خیمہ۔ الشعشعات، پانی ملی ہوئی شراب۔ الحبرات۔ ج حبرۃ: ایک مخصوص قسم کی یمنی کالی چادر ہے جس کو مصری عورتیں باہر جاتے وقت استعمال کرتی ہیں۔ رکض (ن) رکضا: ایڑ لگانا۔ المطہمات۔ ج مطہم: موٹا، فربہ (گھوڑی کے اوصاف میں ذکر کیا جاتا ہے)

توضیح ابوالفرج اصفہانی نے نقل کیا ہے اپنی سند کو پہنچا کر مجالد بن سعید تک وہ ناقل ہیں عبدالملک بن عمر سے۔ انھوں نے کہا جب ہمارے پاس عمر ابن ہبیرہ کوفہ آیا تو اس نے بھیجا دس کے پاس، میں بھی ان میں سے ایک ہوں کوفیوں کے سرداروں میں سے۔ تو ہم نے اس کے پاس قصہ گوئی شروع کی۔ پھر اس نے کہا کہ چاہیئے کہ ہر ایک تم میں سے ایک کہانی میرے سامنے بیان کرے، اور اے ابو عمر تو شروع کر۔ تو میں نے کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے کیا سچی بات یا غلط بات۔ اس نے کہا بلکہ سچی بات سناؤ! تو میں نے کہا کہ امرؤالقیس نے یہ قسم کھائی کہ وہ کسی عورت سے شادی نہیں کریگا جب تک کہ نہ سوال کرے ان سے آٹھ اور چار اور دو کے بارے میں تو وہ عورتوں کو پیغام دینے لگا جب بھی ان سے اس کے بارے میں وہ پوچھتا تھا تو عورتیں جواب دیتی تھیں (مجموعہ چودہ (ہوا)، اس اثناء میں کہ وہ نشیبی زمین میں چل رہا تھا اچانک ایک آدمی اپنی چھوٹی بچی کو لے کر جا رہا تھا جو چودہویں کے چاند کیطرح تھی، وہ اسے پسند آگئی۔ اس سے پوچھا اے لونڈی آٹھ اور چار اور دو کیا ہیں؟ تو اس نے جواب دیا:

آٹھ تو وہ کتیا کے تھن ہیں، اور چار تو وہ اونٹنی کے تھن ہیں، اور دو عورت کے پستان ہیں۔ امرؤ القیس نے اس لڑکی کیلئے اس کے باپ کو پیغام دیا تو اس کے باپ نے امرؤ القیس سے اس کی شادی کردی۔ اور امرؤ القیس سے لڑکی نے شرط لگائی کہ وہ اس سے شب زفاف میں تین باتیں پوچھے گی۔ تو امرؤ القیس نے اس کیلئے اس کو منظور کیا اس شرط پر کہ امرؤ القیس اسے سو اونٹ، دس غلام، اور دس باندیاں، اور تین گھوڑے دے۔ تو اس نے اسے بھی منظور کیا۔ پھر اس نے اپنے غلام کو عورت کے پاس بھیجا اور اس کے لئے ایک مشک گھی اور ایک مشک شہد اور کتان کا ایک جوڑا ہدیہ میں بھیجا، غلام کسی پانی کی جگہ میں اترا تو اس نے جوڑا کو کھولا اور اسے پہن لیا تو وہ کیکر میں پھنس گیا پھر پھٹا اور دونوں مشک کو کھول کر دونوں میں سے پانی والوں کو کھلایا تو وہ دونوں کم ہو گئے پھر وہ عورت کے محلہ میں آیا درانحالیکہ وہ سب غائب تھے۔ تو عورت سے اس کے والد، ماں اور بھائی کے بارے میں پوچھا اور اس عورت کو اس کا ہدیہ دیدیا۔ تو اس نے اس سے کہا اپنے آقا کو بتا دینا کہ میرا باپ گیا ہے تاکہ وہ بعید کو قریب کرے، اور قریب کو بعید کرے۔ اور میری ماں ایک کو دو کرنے کیلئے گئی ہے اور میرا بھائی آفتاب کی دیکھ بھال کے لئے گیا ہے اور تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، اور تمہارے دونوں برتن خشک ہو چکے ہیں۔ وہ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اور اس نے خبر دی تو امرؤ القیس نے کہا کہ بہر حال اس عورت کا یہ کہنا کہ میرا باپ بعید کو قریب کرنے اور قریب کو بعید کرنے گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا باپ کسی قوم کے معاہدہ کیلئے گیا ہے اس کی قوم کے ساتھ، اور بہر حال اس عورت کا یہ کہنا کہ میری ماں ایک کو دو کرنے گئی ہے۔ تو بیشک اس کی ماں گئی ہے ایک نفاس والی عورت کے پاس دایا بن کر، اور بہر حال اس عورت کا یہ کہنا کہ میرا بھائی سورج کی نگرانی کر رہا ہے۔ تو اس کا منشا یہ ہے کہ اس کا بھائی اپنے مویشیوں میں ہے جنھیں وہ چرا رہا ہے، تو وہ سورج کے ڈوبنے کا منتظر ہے تاکہ وہ انھیں شام کو لے آئے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، تو وہ چادر ہے جسے میں نے بھیجی تھی تو وہ پھٹ گئی۔ اور اس کا یہ کہنا کہ اس کے دونوں برتن خشک ہو چکے ہیں۔ تو مجھے سچ سچ بتا، تو اس نے کہا اے میرے آقا! کہ میں عرب کے پانی میں سے کسی پانی پر اترا۔ تو انھوں نے مجھ سے میرے نسب کے متعلق پوچھا۔ میں نے انھیں بتایا کہ میں تمہارے چچا کا لڑکا ہوں اور میں نے جوڑے کو کھول کر پہنا اور میں نے اس سے خوبصورتی حاصل کی تو وہ کیکر سے لگ کر پھٹ گئی۔ میں نے دونوں مشک کو کھول کر اسی سے پانی والوں کو کھلایا تو اس نے کہا تیرے لئے بربادی ہے۔ اس کے بعد سو اونٹ ہانک کر نکلا اس کے ساتھ غلام تھا اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے۔ جب وہ تھک گیا تو امرؤ القیس نے اس کی اعانت کی تو اسے ایک غلام نے کنویں میں پھینک دیا اور نکلا یہانتک کہ عورت کے پاس اونٹ لیکر آیا تو ان کو بتایا کہ یہ اس کا شوھر ہے۔ تو اس سے کہا گیا کہ تیرا شوہر آ گیا۔ تو اس نے کہا قسم خدا کی میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوھر ہے بھی یا نہیں۔ لیکن انھوں نے اس کے لئے اونٹ ذبح کئے اور انھیں کھلایا اس کے اوجھ اور دم میں سے تو انھوں نے ایسا ہی کیا تو کھالیا جو اس کو کھلایا۔ کہنے لگی کہ اس کو تلخ دودھ پلاؤ (کھٹا) تو انھوں نے پلایا، وہ پی گیا۔ تو عورت نے کہا اس کا بستر بچھاؤ گوبر اور خون کے پاس۔ تو انھوں نے بچھادیا۔ اس عورت نے جب صبح کی تو اس کے پاس خبر بھیجی کہ میں چاہتی ہوں کہ میں تجھ سے تین باتوں کے بارے میں پوچھوں۔ تو اس نے کہا

پوچھ لے جو تیرے سامنے ظاہر ہو، تو اس عورت نے کہا: تمہارے ہونٹ کیوں ہلتے ہیں؟ غلام نے کہا کہ میرے بوسہ لینے کیوجہ سے۔ اس نے کہا: تیری دونوں رانیں کیوں متحرک ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: میرے چڑھنے کیوجہ سے تجھ پر۔ عورت نے کہا کیوں حرکت کرتے ہیں تمہارے پہلو؟ اس نے کہا میرے چمٹنے کیوجہ سے تجھ سے۔ عورت نے کہا تم غلام کو پکڑ لو اور اس کے ہاتھ کو باندھ دو، تو انھوں نے ایسا کیا۔ راوی نے بیان کیا۔ اور ایک قوم گذری تو انھوں نے امرؤ القیس کو کنویں سے نکالا تو وہ اپنے محلہ لوٹ گیا اور سو اونٹ ہنکایا اور اپنی عورت کے پاس گیا تو اس عورت سے کہا گیا کہ تیرا شوہر آگیا۔ تو اس عورت نے کہا۔ قسم خدا کی میں نہیں جانتی کہ میرا شوہر ہے وہ یا نہیں لیکن اس کے لئے اونٹ ذبح کرو اور اس کی دم اور اوجھڑی کھلاؤ۔ تو امرؤ القیس نے کہا کلیجہ کوہان اور پیٹھ کا گوشت کہاں ہے اور کھانے سے انکار کیا۔ عورت نے کہا کھٹا دودھ پلاؤ۔ تو کھٹا دودھ لایا گیا تو پینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہاں ہے گرم دودھ اور یا ماس۔ تو اس نے کہا کہ اس کیلئے گوبر اور خون کے پاس بستر بچھا دیا جائے۔ تو انھوں نے بچھا دیا۔ اس نے سونے سے انکار کیا اور کہا کہ میرے لئے بلند مقام پر بچھا دو اور اس پر خیمہ گاڑ دو۔ پھر اس نے بھیجا کہ میری شرط کو اپنے اوپر پوری کر دو تینوں باتوں میں۔ تو اس نے اس کے پاس اطلاع بھیجی کہ تو مجھ سے پوچھ لے جو جی چاہے اس نے کہا تمہارے ہونٹ کیوں ہلتے ہیں؟ کہا شراب پینے کیلئے۔ عورت نے کہا، تمہارے پہلو کیوں ہلتے ہیں؟ تو امرؤ القیس نے کہا یمنی چادر اوڑھنے کیلئے۔ عورت نے کہا تمہاری رانیں کیوں متحرک ہیں؟ تو امرؤ القیس نے جواب دیا گھوڑوں کو ایڑ لگانے کے لئے۔ عورت نے کہا: قسم خدا کی یہی میرا شوہر ہے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اسے پکڑ لو اور غلام کو قتل کر دو انھوں نے غلام کو قتل کیا اور امرؤ القیس نے جاریہ سے ہمبستری کی۔ ابن ہبیرہ نے کہا تمہارے لئے کافی ہے، کوئی خیر نہیں ہے اس قصہ گوئی میں جو تیرے بعد ہو ساری رات اور نہیں آئے گا ہرگز کوئی تم سے زیادہ عجیب وغریب۔ تو ہم سب اٹھ کر چل دیئے اور ابو ہبیرہ نے مجھے انعام دینے کا حکم دیا۔

العَدَالة الفَارُوقِيّة

فاروقی انصاف

جبلة بن الایهم اٰخر ملوك غسّان، وَكان طولُه اثنی عشر شبرًا فاذا ركب مَسَحَ الارضَ بقدمَيه ولما اراد ان يُسلم كتب الى عمر ليستأذنه فی القدوم عليه، فسُرَّ بذٰلك وَكتبَ اليه ان اقدَمْ، فلك مالنا و عليك ما علينا فخرج فی مائة فارسٍ من عكٍّ وجفنةَ فلما دَنا الیٰ المَدينة البسَهم ثيابَ الوشی المنسُوجَة بالذهب الاحمر وَالحريرِ الاصفر وجلّلَ الخيلَ بجلالِ الدّيباج وطوّقها اطواقَ الذهب وَالفضّة ولبسَ تاجَه، وفيه قرطُ مارية فلم يبقَ فی المَدينة الامَنْ خرجَ اليه وَفرحَ المُسلمونَ بقدومه وَاسلامه، ثم حضر الموسمَ

مَعَ عُمَرَ فَبَيْنَمَا هُوَ يطوف بالبيت، اذ وطئ عَلٰى ازاره رجلٌ مِن فزارةَ، فحلّه فالتفت اليه جبلة مغضبًا فلطمه فهشم انفه فاستعدى عليه الفزاري عُمَرَ فقال: ما دعاك الى ان لطمت اخاك؟ فقال انه وطئ ازاري، ولولا حرمة هذا البيت لاخذت الذي فيه عيناه، فقال له عمر: اما انت فقد اقررت فاما ان ترضيه واما ان اُقيده منك، قال. اتقيده مني؟ وهو رجل سوقة، قال: قد شملك واياه الاسلام، فما تفضله الا بالعافية، قال قد رجوت ان اكون في الاسلام اعز مني في الجاهلية، فقال: هو ذاك، قال اذا انتصر قال ان تنصّرت ضربت عنقك واجتمع وفد فزارة ووفد فزارة ووفد جبلة وكادت تكون فتنة فقال جبلة انظرني الى غدٍ يا امير المؤمنين؛ قال: ذلك اليك فلما كان في جنح الليل، خرج في اصحابه الى القسطنطنية، فتنصّر واعظم هرقل قدومه وقرّبه واقطع الاموال والرباع، فلما بعث عمر رضي الله عنه رسوله الى هرقل يدعوه الى الاسلام فاجاب الى المصالحة ثم قال للرسول ارأيت ابن عمك الذي اتانا راغبًا في ديننا يعني جبلة، قال: لا، قال القه ثم ائتني وخذ الجواب فذهب فوجد على باب جبلة من الجمع والحجاب والبهجة مثل ما على باب قيصر قال: فتلطفت في الاذن حتى دخلت عليه فرأيت رجلا اصهب اللحية ذا اسبال وكان عهدي به اسود اللحية فانكرته، فاذا هو قد دعا بسحالة الذهب فذرّها على لحيته حتى عاد اصهب وهو قاعد على سريرٍ من قواريرَ، فلما عرفني رفعني معه على السرير وجعلني يسألني عن المسلمين فقلت: قد اُضعفوا اضعافًا على ما تعرف وسال عن عُمَرَ رضي الله عنه فقلت بخيرٍ حالٍ، فاغتمّ بسلامة عمر فانحدرت عن السرير فقال: لِمَ تابى الكرامة فقلت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عَنْ هذا قال: نَعَمْ صلى الله عليه ولكن نق قلبك من الدنس، ولا تبال علام قعدت فطمعت فيه عند صلوته على النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: ويحك يا جبلة! الا تسلم؟ وقد عرفت الاسلام، وفضله، قال: ابعد ما كان مني؟ قلت: نعم، قد فعل رجلٌ من فزارةَ اكثر مما فعلت ارتدّ وضرب اوجه المسلمين بالسيف، ثم اَسلم وقُبل منه وخلّفته بالمدينة مسلمًا، قال: زدني من هذا، ان كنت تضمن لي ان يزوجني عُمَرُ ابنته ويولّيني الامر من بعده، رجعت الى الاسلام فضمنت له التزويج ولم اضمن الخلافة فاومأ الى وصيف بين يديه، فذهب مسرعًا فاذا موائد الذهب قد نصبت بصحائف الفضة فقال لي: كُلْ فقبضت يديّ وقلت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الاكل في آنية الذهب والفضة، فقال: نعم، صلى الله عليه وسلم ولكن نقِّ قلبك وكُلْ فيما احببت فاكل في الذهب والفضة واكلت في الخلنج

ثم جیٔ بطست من الذهب فغسل فیها وغسلتُ فی الصُّفر ثم اَوْمأ الیٰ خادم عن یمینہ فذهب مُسْرِعًا فسمِعتُ حِسًّا فاذا خَدَمٌ معَهُم کَرَاسی مُرَصَّعَۃٌ بالجواهر فوُضعَتْ عشرۃ عن یمینہ وعشرَۃٌ عَنْ یَسَارہٖ ، وَاذَا عشرُ جوارٍ فی الشعور علیهن ثیابُ الوشی مکسرات فی الحلیِ فقعدنَ عَنْ یمینہٖ وَقَعَدَ مثلهن عَنْ یَسَارِہٖ وَ اذا بجاریۃٍ قد خَرَجَتْ کالشمس حسنًا وعلیٰ رَاسها تاجٌ علَیہِ طائرٌ وفی یدها الیُمْنیٰ جَامَۃ وفیها مسكٌ وَ عَنْبرٌ فتیتٌ وفی یدها الیسریٰ جامۃ فیهَا مَاء الورد فصفرت بالطائر، فوقَعَ فِی جامۃ مَاءِ الورد فاضطربَ فیہ ثم وَقع فی جامۃ المسك فتمرّغ فیہِ ثم طارَ فوقَعَ علیٰ صلیب فی تاج جبلۃَ فرفرفَ حتیٰ نفضَ مَا فی ریشہٖ علیہ وَضحِكَ جبلۃَ من شدۃ السرور ثم قالَ للجواری اللاتی عن یمینہٖ ، باللہ اضحکننَا فاندفعنَ یغنّینَ تخفِقُ عیدَانهُنَّ یقُلْنَ ؎

لغوی تحقیق

غسّان. ایک چشمہ کا نام ہے جس پر قبیلہ ازد کی ایک جماعت وارد ہوئی تھی جن میں بنو جفنہ بھی ہیں۔ شِبْر: بالشت۔ ج اشبار۔ عکّ قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولم تطلع علیٰ قبیلۃ تسمیٰ بها، ولعل النسخ وقع من الناسخین والصحیح عندی عکل (باللام) وعکل بالضم ابو قبیلۃ فیهم غباوۃ اسمہٗ عوف بن عبد مناۃ حضنتہ امۃ تدعیٰ عکل فلقب بہ۔ جفنۃ: قبیلہ۔ ثیاب الوشی: پھولدار کپڑے۔ جلّل: گھوڑے کو جھول پہنانا جلال۔ ج جُلل: جھول۔ قرط: بالی، کان کا زیور۔ ج اقراط، قراط۔ ماریۃ بنت ظالم بن وہب کندی جس کے کان کی بالیوں میں کبوتر کے انڈے کے برابر دو بڑے عجیب وغریب موتی یا چالیس ہزار اشرفیوں کا جوہر تھا جو بطور وراثت بادشاہوں میں منتقل ہوتا چلا آرہا تھا۔ وطیٔ (س) وطی الشیٔ برجلہ: پیر سے روندنا۔ لطم (ض) لطمًا: طمانچہ مارنا۔ ہشم (ض) ہشمًا: توڑنا۔ فاستعدی: فریاد کرنا۔ اقیدہ۔ اقاد الامیرُ القاتل بالقتیل: خون کا بدلہ لینا، قصاص لینا۔ رجل سوقہ: بازاری آدمی، کمتر، ذلیل، انتصر: نصرانی ہو جاؤں۔ جنح: رات کا تھوڑا حصہ۔ الرباع۔ جمع ربع: گھر منزل۔ لحجاب۔ ج حاجب: نگراں۔ بہجۃ: حسن وخوبی۔ اصہب: سفیدی سرخی مائل۔ صہب (س) صہبًا صہبۃً۔ الشعر: بالوں کا سرخ یا سفید ہونا۔ صفت اصہب۔ سبال۔ جمع سبلۃ: مونچھ کے بال۔ سحالۃ: چاندی سونے کا گرد۔ گیہوں جو کی بھونسی۔ ذرّ (ن) ذرًّا: منتشر کرنا۔ قواریر۔ ج قارورۃ: شراب کا برتن، شیشہ۔ انحدرت۔ انحدارًا: نیچے اترنا۔ نقِّ۔ تنقیہ سے نیچے امر حاضر ہے: پاک وصاف کرنا۔ الدنس: گندگی، میل کچیل۔ ج ادناس (س) دنسًا، دناسۃً: میلا ہونا۔ علام۔ علیٰ حرف جار ہے اور ما استفہامیہ ہے، الف گر گیا۔ وصیف: خادم۔ ج وصفاء۔ موائد۔ ج مائدۃ: دسترخوان۔ صحائف۔ ج صحیفۃ: پیالہ۔ خلنج۔ خلنگ کا معرب ہے: ایک درخت ہے جس کی لکڑی بہت کڑی ہوتی ہے۔ اس سے تیر، نیزہ وغیرہ بنایا جاتا ہے۔ ج خلانج۔ طست: ہاتھ صاف کرنے کا تانبے کا برتن۔ ج طسوت۔ صفر: پیتل، سونا۔ خدم۔ جمع خادم۔ کراسی۔ جمع کرسی۔ مرصعہ: جڑا ہوا۔ جوار۔ ج جاریۃ: کنیز

لونڈی۔ شعور۔ ج شعر ای مستورات فی الشعور لکثر تہا۔ مکسرات۔ اسم فاعل ہے۔ کسرت المرأۃ وتخوہا النور علیٰ کذا فتکسر: آئینہ نے فلاں شئی پر روشنی ڈالی پس اس پر روشنی پڑ گئی۔ جامہ: چاندی کا برتن۔ ج جوام۔ فتیت۔ فعیل بمعنیٰ مفعول: برادہ، ریزہ کیا ہوا، چورا کیا ہوا۔ صفرت (ض) صفرا صفورا بالفرس عند ورود ہ: گھوڑے کو پانی پلانے کیلئے ہلانا۔ تمرغ: لوٹ پوٹ ہونا۔ رفرف الطائر بجناحیہ: پروں کا پھڑ پھڑانا۔ نفقق: گرنا۔ جھڑنا۔ تخفقن، خفقان سے ہے: مضطرب ہونا۔ عیدآہن۔ عیدان۔ جمع عود: سارنگی۔

توضیح جبلہ بن ایہم غسان کا آخری بادشاہ ہے جس کا قد بارہ بالشت اونچا تھا، جب وہ سوار ہوتا تھا تو زمین کو اپنے پیروں سے چھولیتا تھا اور جب اس نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمان ہو تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت لکھ کر چاہی۔ حضرت عمرؓ اس سے بہت خوش ہوئے اور لکھا کہ آجاؤ تو تمہارے لئے وہی چیز مفید ہے جو ہمارے لئے اور مضر وہی چیز ہے جو ہمارے لئے مضر ہے تو وہ قبیلہ عک اور خفنہ کے سو شہسواروں کے ساتھ نکلا۔ جب وہ مدینہ سے قریب ہوا تو ان کو سونا اور ریشم سے بنے ہوئے کپڑے پہنایا اور گھوڑوں کو دیباج کی جھولیں پہنائی اور ان کو سونا اور چاندی کے ہار پہنائے اور اس نے خود اپنا ہار پہنا اس میں ماریہ کی بالیاں تھیں، مدینہ میں کوئی باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس کی طرف نکلا مسلمان اس کے آنے اور اس کے اسلام لانے پر خوش ہوئے پھر حضرت عمرؓ کے ساتھ موسم حج میں حاضر ہوا تو اس دوران کے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک اس کے ازار پر ایک فزاری شخص کا پیر پڑ گیا تو اس نے اسے کھول دیا جب غصہ ہو کر اس کی طرف بڑھا تو اس طرح اس نے طمانچہ مارا کہ اسکی ناک کو توڑ دیا۔ اس نے (فزاری نے) حضرت عمرؓ سے اس پر انصاف چاہا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: کس چیز نے تجھے آمادہ کیا کہ تو نے اپنے بھائی کو طمانچہ مارا۔ تو اس نے کہا کہ اس نے تہبند کو روندا، اگر اس گھر کا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں وہ کھوپڑی اتار لیتا جس میں اس کی آنکھیں ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ تم نے اقرار کر لیا، تو یا تو تم اسے خوش کرو یا میں اسے بدلہ دلاؤں تجھ سے۔ تو اس نے کہا کیا تم اس کو بدلہ دو گے مجھ سے اور وہ بازاری آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں اور اسے اسلام شامل ہے، تو تو اس پر نہیں بڑھ سکتا مگر خاتمہ بالخیر کے اعتبار سے۔ تو اس نے کہا میں نے یہ امید کی تھی کہ میں زیادہ عزیز ہو جاؤں اسلام میں زمانۂ جاہلیت کے مقابلہ میں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ (عزت) یہی ہے جبلہ نے کہا تب میں نصرانی ہو جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تو نصرانی ہو جائیگا تو میں تیری گردن اڑادونگا اور فزارہ اور جبلہ کے دونوں وفد جمع ہوئے اور فتنہ ہونے کے قریب تھا، جبلہ نے کہا مجھے کل تک مہلت دیجئے اے امیر المؤمنین: تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تیرے سپرد ہے۔ تو جبلہ رات کی تاریکی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قسطنطنیہ کی جانب نکلا اور نصرانی ہو گیا اور شاہ ہرقل نے اس کے آنیکی قدر کی اور بہت خوش ہوا اور اس کے لئے جائداد امکانات جاگیر کے طور پر دیدیئے۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنا قاصد ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا تو اس نے مصالحت کے متعلق جواب دیا۔ پھر قاصد سے کہا کیا تو ہمارے چچا کے لڑکے کہ جو

ہمارے پاس آیا ہمارے دین میں رغبت کر کے اسے دیکھا ہے، مراد لے رہا تھا وہ (ابن عم سے) جبلہ، تو اس نے جواب دیا کہ نہیں، ہرقل نے کہا اس سے ملو، پھر میرے پاس آؤ اور جواب لے جانا، وہ گیا تو اس نے جبلہ کے دروازہ پر بھیڑ دربان اور رونق قیصر کے دروازہ کیطرح پائی، اس نے کہا میں اجازت کیلئے حیلہ کیا پھر اس پر داخل ہوا، تو میں نے ایک شخص کو سرخ وسفید ڈاڑھی والا لمبی لمبی مونچھوں والا دیکھا اور وہ میرے زمانہ میں سیاہ ڈاڑھی والا تھا، اور میں نے اسے اجنبی جانا تو اس نے سونے کا برادہ مانگ کر اسے چھڑکا. یہانتک کہ وہ سرخ وسفید ہو گیا اور وہ شیشہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے مجھے پہچانا اور مجھے بھی اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور مجھ سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھنے لگا تو میں نے کہا وہ چند در چند ہوتے جا رہے ہیں جیسا کہ تجھے معلوم ہے۔ اور جبلہ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: اچھے حال ہیں۔ تو وہ حضرت عمرؓ کی سلامتی سے مغموم ہوا۔ میں تخت سے اتر آیا تو اس نے کہا کہ تو اعزاز سے کیوں انکار کرتا ہے؟ تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا، اس نے کہا کہ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اپنے دل کو گندگی سے پاک کر لو، اور نہ پرواہ کرو کہ تم کس چیز پر بیٹھے ہو تو میں نے امید کی اس کے بارے میں اس کے درود بھیجتے وقت رسول اللہ پر، تو میں نے کہا تم پر اے جبلہ افسوس ہے تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے جبکہ تم مسلمان اور اس کی نضیلت سے واقف ہو، تو اس نے کہا کیا ان چیزوں کے بعد بھی جو مجھ سے سرزد ہوئیں۔ میں نے کہا، ہاں ایک فزاری آدمی تم سے زیادہ برائیاں کرنے کے بعد مسلمان ہوا، وہ مرتد ہو گیا تھا اور تلوار سے مسلمان کو قتل کیا تھا، پھر مسلمان ہوا اور اس کا اسلام قبول ہوا اور میں اسے مدینہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ اس نے کہا اس سے میرے لئے اضافہ کرو، اگر تو میرے لئے ضامن ہو کہ حضرت عمرؓ شادی کرادیں گے مجھ سے اپنی لڑکی کی اور مجھے خلافت کا مالک بنائیں گے اپنے بعد، تو میں اسلام کیطرف لوٹ جاؤں گا۔ تو میں اس کے لئے شادی کا ضامن ہو گیا، لیکن خلافت کا ضامن نہیں ہوا تو اس نے اپنے خادم کیطرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے تھا، وہ فوراً آگیا اور سونے کے دسترخوان سجائے گئے تھے چاندی کے پیالوں سے، تو اس نے مجھ سے کہا کھاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ حضورؐ نے منع کیا ہے سونے کے برتنوں میں اور چاندی کے برتنوں میں کھانے سے۔ تو اس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔ لیکن اپنے دل کو صاف کر لو اور کھاؤ جس میں چاہو، تو جبلہ نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھایا اور میں نے خدنگ میں کھایا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا اس میں اس نے ہاتھ کو دھویا اور میں نے پیتل کے برتن میں۔ پھر اس نے اشارہ کیا ایک خادم کو جو دائیں جانب تھا تو وہ جلدی سے گیا، میں نے ایک آواز سنی تو اچانک چند خادم آئے جن کے ساتھ موتیوں سے جڑی ہوئی کرسیاں تھیں، اس کے دائیں جانب دس اور اس کے بائیں جانب دس رکھی گئیں اور دس باندیاں آئیں جو خوب بالوں کے اندر تھیں ان پر منقش کپڑے تھے زیورات میں ڈھکی ہوئی تھیں۔ وہ

سب اس کے دائیں جانب بیٹھیں اور انھیں کیطرح اس کے بائیں جانب باندیاں بیٹھیں۔ اچانک لونڈی سورج کیطرح خوبصورت نکل کر آئی جس کے سر پر ایک تاج تھا جس پر ایک پرند تھا دائیں ہاتھ میں ایک جام تھا اس میں مشک اور پسیا ہوا عنبر تھا اور اس کے بائیں ہاتھ میں ایک جام تھا جس میں گلاب کا پانی تھا، اس نے پرندہ کو چھوڑ دیا۔ پرندہ گلاب کے پانی کے جام میں گر کر پھڑ پھڑایا پھر مشک کے جام میں گر کر الٹ پلٹ ہوا پھر اڑ گیا اس کے بعد وہ جبلہ کے تاج کے صلیب پر بیٹھ گیا اور پھڑ پھڑایا جس سے وہ چیز جو اس کے پردہ پر لگی ہوئی تھی وہ تاج پر جھڑ گئی اور خوشی کے مارے جبلہ ہنسنے لگا پھر دائیں جانب والی باندیوں سے کہا خدا کی قسم تم ہمیں ہنساؤ پھر وہ سب گانے لگیں، سارنگی بجا بجا کر گا رہی تھیں۔

لِلّٰہِ دَرُّ عِصَابَۃٍ نَادَمْتُہُمْ	یَوْمًا بِجِلَّقَ فِی الزَّمَانِ الْاَوَّلِ
یسقون من ورد البریص علیہم	بردی یُصَفَّقُ بالرحیق السلسل
اولاد جفنۃ حول قبر ابیہم	قبر ابن ماریۃ الکریم المفضل
یُغْشَوْنَ حتّٰی ما تَہِرُّ کلابہم	لا یسئلون عن السواد المُقْبِل
بیضُ الوُجُوہ نقیّۃٌ احسابہم	شُمُّ الانُوفِ من الطراز الاول

نضحِكَ ثم قالَ ، أتَدرِي مَنْ قَائِلُ هٰذا؟ قلتُ لا ، قال : حسّانُ بنُ ثابتٍ شاعِرُ رَسُولِ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّمَ ثم قالَ للاتی عن یسارہ باللهِ أبكينا فاندفعْنَ بَعِيد انهنَّ يغنّينَ ؎

لِمَنِ الدارُ اُقْفِرَت بعُمَانِ	بَيْنَ اعلَى اليرموق والصَّمَّانِ
ذاك مغنى لآل جفنۃ فی الدہـ	ـرِ محلًّا لحادثات الزمانِ
قد اراني هناك دهرًا مكينًا	عندَ ذي التاج مجلسی ومكانی
ثكلت اُمُّهُمْ وقد ثكلتهم	يومَ حلّوا بحادث الجولانِ
وَدَنا الفصح فالولائد ينـ	ـظِمْنَ سراعًا اكلۃ المرجانِ

فبكى حتّٰى سالت الدموع على لحيته ثم قال لي : وهٰذا الحسّانُ ايضًا ثم انشأ يقول ؎

تنصَّرتِ الاشرافُ من اجل لطمۃٍ	وما كانَ فيها لو صبرتُ لها ضرر

تکلفنی فیہا لجاجٌ وَ نخوۃٌ	وَبِعتُ بہا العینَ الصحیحۃَ بالعورِ
فیالیتَ اُمّی لم تلدنی ولیتنی	رَجعتُ الی الامر الذی قال لی عُمَرُ
وَیالیتنی ارعی المخاض بقفرۃٍ	وکنتُ اَسِیرًا فی ربیعۃ اومُضَرُ
ویالیتَ لی بالشام ادنیٰ معیشۃٍ	اُجَالس قومی ذاہب السّمع وَالبَصَرُ

ثمّ سَألنی عَن حسَّانٍ: اَحَیٌّ ھو؟ قلتُ نعم، ثم اَمَرَ بمالٍ وَکِسوۃٍ وَ نوقٍ موقورۃ بُرًّا، وقال: اقرئہ سلامی، وَادفع لہ ھذا اِن وجدتہ مَیِّتًا، فادفعہ الی اھلہٖ وَانحر الجمال علی قبرہٖ، فلما قدمتُ علیٰ عُمَرَ اخبرتہ الخبر، قال: فہلا ضمنتَ لہ الامر، فاذا اَسلم قضی اللّٰہُ علینا بحکمہٖ، ثم بعثَ الی حسّان فاقبلَ، وقد کُفَّ بَصرہٗ فلما دَخلَ، قالَ: یا امیر المؤمنین اِنّی وَجدتُ ریحَ اٰل جفنۃ قال: نعم، ھذا رجلٌ اقبلَ من عندہٖ، قالَ: ھاتِ، یا ابنَ اَخی! مَابعثَ بہٖ اِلیَّ معکَ، قلتُ: وما علمکَ قالَ انّہٗ کریمٌ مِن عُصبۃٍ رجالٍ کرامٍ مدحتھم فی الجاھلیۃِ فحلفَ ان لا یلقیٰ اَحدًا یعرفنی، اِلّا اھدیٰ الیَّ معہٗ شیئًا فدفعتہٗ الیہِ وَاخبرتہٗ بامرہٖ فی الابلِ فقال وددتُ اِنّی کُنتُ مَیتًا، فنحرتَ علیٰ قبری۔

لغوی تحقیق

لِلّٰہِ دَرّہٗ: اس کی اچھائی اللہ ہی کیلئے ہے۔ لا درّ درّہ: اللہ کرے کہ وہ خوشحال نہ ہو۔ عصابۃ: آدمیوں، جانوروں اور پرندوں کی جماعت جو دس سے چالیس عدد پر مشتمل ہو۔ نادَمَہم، علی الشراب: خاص دوستی کرنا، ہم نشینی کرنا۔ جلّق: دمشق یا اطرافِ دمشق کے سبزہ زار۔ البریص: ملکِ شام میں ایک مقام ہے، دمشق کی ایک نہر ہے۔ یصفق۔ صفق الرجل الشراب: صفائی وستھرائی کے لئے ایک برتن سے دوسرے برتن میں کرنا۔ یغشون۔ مضارع مجہول ہے۔ غشا (ن) غشی (س)، غشوًا غشیانًا فلانًا: کسی کے قریب آنا۔ ماتھرّ (ض) ہریرًا۔ الکلب: کتے کا بھونکنا (نباح سے کم) الطراز: کپڑے کا نقش ونگار۔ حسّان بن ثابت بن المنذر۔ عبدالرحمن انصاری قبیلۂ خزرج کے باشندے تھے، دورِ جاہلیت اور اسلام دونوں میں آپ کا شمار مشہور شعراءِ عرب میں ہوتا ہے اور آپ دربارِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے، کافروں اور مشرکوں کی جانب جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کی شان میں بذریعۂ اشعار برا بھلا، نکتہ چینی اور عیب جوئی کیا کرتے تھے، ان کا جواب آپ دربارِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں عوام کے سامنے اشعار میں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بہت ہی معقول جواب دیا اور حضورؐ کو اتنا پسند آیا کہ آپؐ نے دعا فرمائی "اللّٰھم ایدہ القدس" یعنی اے اللہ آپ حسان کی تائید بذریعۂ جبرئیل علیہ السلام فرما۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے واسطے مسجد میں منبر رکھوا دیتے

تھے جس پر آپ کھڑے ہو کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مدحیہ قصائد پڑھتے تھے۔ آپ کو جہاد میں جانے کا بے انتہاء شوق تھا لیکن ایک بیماری کی وجہ سے آپ میں شجاعت نہیں رہی تھی جس کیوجہ سے آپ کسی بھی جنگ میں شریک نہ ہوسکے، آخر عمر میں آپ نابینا ہوگئے تھے، آپ کی وفات ۵۴ھ اور ۵۰ھ کے درمیان ہوئی۔ آپ کی اور آپ کے آباء واجداد سبھی کی عمریں تقریباً ایک سو بیس سال کی تھیں، شیخ عبدالقادر قرشی نے کتاب الجامع میں لکھا ہے کہ صحابۂ کرام میں فقط دو آدمی ایسے ہیں جنھوں نے ساٹھ سال جاہلیت کے پائے، اور ساٹھ سال اسلام کے۔ اور دونوں کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۴ھ میں ہوئی ایک حکیم بن حزام اور ایک حسان بن ثابت۔ لمن۔ کلمۂ مَن استفہامیہ ہے۔ اقفرت الدار: گھاس پانی اور آدمی سے خالی ہونا۔ عمّان: کغراب یمن کا ایک شہر ہے۔ الیرموق۔ قال فی الحاشیۃ: ماوجدناہ فی کتب اللغۃ الموجودۃ عندنا وظنی انہا الیرموک۔ الصمان۔ عالج میں ایک مقام ہے۔ ثکلت (س) ثکلاً گم کرنا۔ ثکل: موت، ہلاکی، الفصح: عید۔ الولائد۔ جمع ولیدہ: خدمتگار عورت، لونڈی، کنیز۔ لجاج: جھگڑا۔ لج (س، ض) لجّاً، لجاجاً: دشمنی میں مداومت کرنا، سخت جھگڑا کرنا۔ نخوۃ: گھمنڈ۔ فقر: چٹیل بیابان۔ ج قفار۔ ربیعۃ، مضر۔ یہ دونوں قبیلہ کے نام ہیں۔ نوق۔ جمع ناقۃ: اونٹنی۔ موقورۃ: بوجھ سے لدی ہوئی۔ عصبۃ: گروہ، جماعت۔

توضیح اللہ ہی کیلئے ہے اس جماعت کی خوبی کہ ان کے ساتھ میں نے ہم نشینی اختیار کی۔ ایک دن جلق نامی جگہ پر پہلے زمانہ میں پلاتے تھے۔ وہ اس کو جو بھی ان پر مقام بریص میں آتا تھا بردی کا پانی جسے خوش گلو شراب کے ساتھ وہ پانی ملا ہوا ہوتا تھا۔

وہ جفنہ کی اولاد میں سے ہیں ان کے باپ کی قبر کے قریب ابن ماریہ جو کریم اور بڑا صاحب فضل ہے اکی قبر ہے۔ ان کے پاس مہمان آتے رہتے ہیں یہانتک کہ نہیں بھونکتے ان کے کتے اور نہیں پوچھتے وہ آنیوالے کی کثرت کے متعلق، وہ سفید چہرہ والے اور حسب ونسب کے صاف ستھرے، بلند ناک والے پہلے کے طرز پر ہیں۔

تو جبلہ ہنسا پھر کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کا قائل کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا کہ حضرت حسان ابن ثابتؓ شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر جبلہ نے ان باندیوں سے کہا جو ان کے بائیں جانب تھیں کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تم ہمیں رلاؤ۔ تو انھوں نے اپنے سارنگیوں پر گانا شروع کیا۔

شعر: کس کا مکان ہے جو خالی ہے عمّان شہر میں، یرموق اور صمان کے درمیان واقع ہے۔

یہ آل جفنہ کا مکان ہے جو زمانہ کے حوادث کا محل بنا ہوا ہے زمانہ میں۔ میں نے اس جگہ بہت دنوں تک اپنے کو مقیم دیکھا، میرے بیٹھنے کی جگہ صاحب تاج بادشاہ کے پاس تھی۔ روئیں انکی مائیں اور رو چکی ہیں ان پر جس دن وہ حوادثِ زمانہ میں مبتلا ہوئے تھے۔ عید قریب آگئی تو نو عمر لڑکیوں نے مونگے والی غذاؤں کو ترتیب دینے میں جلدی کیا ہے، پھر جبلہ رو یا یہانتک کہ آنسو اس کی ڈاڑھی پر بہنے لگے پھر اس نے مجھ سے کہا: یہ بھی حسان ہی کے اشعار ہیں، وہ یہ اشعار پڑھنے لگا۔

شعر: شریف لوگ نصرانی ہو گئے ایک طمانچہ کی بناء پر، اور اس میں کوئی نقصان نہیں تھا اگر میں اس طمانچہ پر صبر کرتا۔ غرور اور نخوت نے مجھے مجبور کر دیا اس طمانچہ پر۔ اور میں نے اسی کی وجہ سے ایک صحیح سالم آنکھ کو کانی آنکھ کے بدلے بیچ دیا۔ تو کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں لوٹ جاتا اس امر کی جانب جس کے متعلق حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا تھا۔ کاش میں اونٹوں کو چراتا چٹیل میدان میں اور میں قبیلہ ربیعہ اور مضر میں قیدی ہوتا اور کاش میرے لئے شام میں ادنیٰ خرچ کا سامان ہوتا اور میں اپنی قوم کے ساتھ بیٹھتا اندھا بہرا ہو کر۔

پھر مجھ سے حضرت حسان کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں۔ تو میں نے کہا ہاں، پھر اس نے مال اور جوڑے اور گیہوں سے بھری ہوئی اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ جبلہ نے کہا: ان کو میرا سلام کہدینا اور یہ انھیں دیدینا اور اگر وہ مردہ تمہیں ملیں تو یہ ان کے اہل وعیال کو دیدینا اور اونٹوں کو انکی قبر پر ذبح کرنا۔ جب میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان کو واقعہ سے باخبر کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم اس کیلئے امر کے ضامن نہیں ہوئے جب وہ مسلمان ہو جائیگا تو اللہ تبارک تعالیٰ ہم پر اس کے حکم کیلئے کوئی نہ کوئی فیصلہ کرتا۔ پھر حضرت حسان کے پاس اطلاع بھیجی، انکی بینائی ختم ہو چکی تھی اسی حالت میں وہ تشریف لائے۔ جب وہ داخل ہوئے تو انھوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے آل جفنہ کی بو محسوس کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں یہی وہ شخص ہے کہ جوان کے پاس سے آیا ہے۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا: او بھتیجے لاؤ دیدو جو اس نے میرے لئے تمہارے ساتھ بھیجا ہے۔ تو میں نے کہا اور آپ کو علم کیسے ہوا۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ وہ ایک سخی شخص ہے، سخی آدمیوں کی جماعت میں سے ہے جن کی میں نے زمانۂ جاہلیت میں تعریف کی ہے۔ تو اس نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ وہ میرے جس جان پہچان والے سے ملے گا ضرور کچھ نہ کچھ میرے لئے اس کی معرفت ہدیہ بھیجے گا۔ تو میں نے وہ سامان انھیں دیدیا اور ان کو وہ بات بھی بتادی جو اونٹوں کے بارے میں پیش آئی تھی۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ میں یہ بات زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں مردہ ہوتا پھر تو میری قبر پر ان اونٹوں کو ذبح کرتا۔

السِّيرَةُ النَّبَوِيَّةُ المُحَمَّدِيَّةُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

نَسَبُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

حضورؐ کا نسب مبارک

أَمَّا مِنْ أَبِيهِ فهو ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصيّ بن كلاب بن مُرّة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مُضر ابن نزار بن معد بن عدنان، وأمّا من أمّه فهو ابن آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب، ففي كلاب يجتمع نسبه من الطرفين.

توضیح آپ کے والد کیطرف سے یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اور بہرحال آپ کی والدہ کیطرف سے یہ ہے: محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔ پس آپ کا نسب طرفین سے کلاب بن مرہ پر جا ملتا ہے۔

وفاۃ ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال

تَزَوَّجَ ابُوْهُ عَبْدُاللّٰہِ اُمَّہٗ اٰمِنَۃَ فَحَمَلَتْ بِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَاتَ عَنْہُ وَھُوَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ، وَلَمْ یُوَرِّثْ مَالًا وَلَا عَرَضًا اِلَّا خَمْسَ جِمَالٍ وَ اُمَّ اَیْمَنَ وَقِطْعَۃَ غَنَمٍ۔

توضیح آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی شادی آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ سے ہوئی، پھر آپ کا حمل مبارک بطن آمنہ میں ٹھہرا۔ حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا آپ کو چھوڑ کر درانحالیکہ آپ بطن مادر میں تھے، اور وراثت میں نہ مال چھوڑا اور نہ کوئی سامان سوائے پانچ اونٹ اور ام ایمن اور کچھ بکریوں کے

ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

وُلِدَ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ عَامَ الفیل یَوْمَ الاثنین لاثنتی عشرۃ خلت من الربیع الاول علی الاصح مِنَ الاقوالِ وَکَانت مضت علی سیدنا المسیح خمس مائۃ واحدی وسبعون سنۃً وبینہٗ وبین اٰدم اربعۃ آلاف وست مائۃٍ رُوِیَ انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کان عند ولادتہ ناظرًا ببصرہٖ الی السماءِ وَمَا وَجَدَتْ اُمُّہٗ ثِقَلَ حملہٖ صلی اللہ علیہ وسلم کما تجد الحَوَامِلُ۔

توضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مکہ میں ہاتھی والے سال پیر کے روز، بارہ ربیع الاول کو اصح قول کے مطابق ہوئی۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پانچسو اکہتر ۵۷۱ سال گذر چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان چار ہزار چھ سو سال کا فصل ہے۔ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیدائش کے وقت آسمان کیطرف دیکھ رہے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حمل کی تکلیف محسوس نہیں کی جیساکہ عام طور پر عورتیں محسوس کرتی ہیں۔

رضاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شیر خوارگی

کانت نساء قریش لا یرضعن اولادھن فارضعتہ امنۃ ایاما قلائل ثم ارضعتہ ثوبیۃ جاریۃ ابی لھب ثم وقع ھذا الشرف الاوفر، والحظ الاکبر لحلیمۃ بنت ابی کبشۃ السعدیۃ وبلغ صلی اللہ علیہ وسلم الفطام عندھا وکانت ارضھا ذات جدب وقحط والسماء غیر ماطرۃ، والانعام ھربی مثل اربابھا فعادت الارض کانھا روضۃ خضراء، والصحاری القفر کانھا داماء وطالت الزروع وامتلأت الضروع

لغوی تحقیق
قلائل۔ ج قلیلۃ: کم ایام۔ قلائل: چند دن۔ اوفر: کامل مکمل۔ الفطام: دودھ چھڑانے کی مدت۔ فطم (ض) فطما۔ الولد: بچہ سے دودھ چھڑانا۔ افطم الرضیع: دودھ پیتا بچہ دودھ چھڑانیکی مدت پر پہونچ گیا۔ جدب: خشک سالی۔ جدب (ن، ض) جدبا وجدوبا (ک) جدوبۃ وتجدب۔ المکان: بارش نہ ہونیکی وجہ سے خشک ہونا۔ صفت جدبٌ۔ ھربی۔ یہ ھریب بمعنی ہارب کی جمع ہے۔ ھرب (ن) ھربا: بھاگنا۔ کہا جاتا ہے مالہ ہارب ولا قارب: نہ اس سے کوئی بھاگنے والا ہے نہ قریب جانے والا یعنی وہ ناکارہ ہے۔ اماء: سمندر۔ ضروع۔ ج ضرع: تھن۔

توضیح
قریش کی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ اسی بنا پر حضرت آمنہ نے آپ کو کچھ ہی روز دودھ پلایا، پھر آپ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی باندی تھیں، پھر یہ کامل ترین شرف اور بڑا حصہ آپ کی ولادت کے پہلے ہی سال میں (عمر آپ کی تقریبًا ایک ماہ کی تھی) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان ہی کے یہاں دودھ چھڑانے کی مدت کو پہونچے اور ان کے یہاں کی زمین خشک اور قحط زدہ تھی، آسمان بارش نہیں برسا رہا تھا اور چوپائے اپنے مالکوں کیطرح بھاگتے تھے، زمین سرسبز وشاداب باغ کیطرح ہوگئی اور چٹیل میدان سمندر کیطرح اور کھیتیاں بڑھ گئیں اور تھن بھر آئے۔

شق صدرہ صلے اللہ علیہ وسلم
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا شق صدر

وفی السنۃ الرابعۃ اتاہ ملکان فاضجعاہ وشقا صدرہ واخرجا منہ علقۃ سوداء ثم غسلاہ ثم ردّاہ کما کان، فراٰہ الصبیان الذین کانوا معہ فاسرعوا الی حلیمۃ السعدیۃ واخبروھا بما جری علیہ صلے اللہ علیہ وسلم فاسرعت الیہ صلے اللہ علیہ وسلم کأن خطوۃ تقذ فھا الی خطوۃ فوجدتہ صحیحا فردتہ (فی السنۃ الخامسۃ من مولدہ) الی عبد المطلب خشیۃ علیہ من اعدائہ

ثم قدمت بعد النبوۃ واسلمت مع زوجھا ؛

توضیح اور چوتھے سال آپؐ کے پاس دو فرشتے آئے، انھوں کو آپکو لٹایا آپؐ کا سینہ چاک کیا اور اس سے سیاہ (خون کا) لوتھڑا (یعنی دل) نکالا، اسے دھویا پھر اپنی جگہ لوٹا دیا، آپؐ .... کے ساتھ (کھیلنے) والے بچوں نے دیکھ لیا، وہ جلدی سے حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس جاکر انھوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آور واقعہ بیان کیا۔ تو جلدی سے حضرت حلیمہ سعدیہؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ گویا ایک قدم انھیں دھکیل رہا تھا دوسرے کی جانب (یعنی بحد تیزی سے) انھوں نے آپؐ کو (آنے کے بعد) صحیح وسالم پایا، پھر آپؐ کو پانچ سال کی عمر میں حضرت عبد المطلب کے پاس پہنچا دیا، آپؐ کے دشمنوں کا اندیشہ کرتے ہوئے۔ پھر نبوت کے بعد آکر اپنے شوھر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

وفاۃ امہ صلے اللہ علیہ وسلم
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات

ولما بلغ صلے اللہ علیہ وسلم السادسۃ من عمرہٖ زارت امہ آمنۃ اخوانھا من بنی النجار فی المدینۃ فلما رجعت وھو معھا وبلغت الابواء (قریۃ بین مکۃ والمدینۃ) وتوفیت (ونمی ذلک الی ام ایمن فخرجت الیہ وقدمت بہ الی مکۃ وکانت مولاۃ لہ قد ورثھا من ابیہ) وضمہ عبد المطلب واحبہ حبًا شدیدًا وتتابعت علی قریش سنون مجدبۃ فھتفت امرأۃ من قومہا ان یستشفعوا بھذا النبی، فقام عبد المطلب واعتضد بہ صلے اللہ علیہ وسلم ورفعہ علی عاتقہ فاستسقی بہ فلم یلبثوا اذ مطروا وصاروا فی خصب ورفاھیۃ عیش۔

لغوی تحقیق سنون۔ ج سنۃ: برس۔ مجدبۃ: خشک سال۔ اعتضد۔ ہ۔ بغل میں لینا۔ عضد (ن) عضدًا: مدد کرنا۔ خصب: فراخ سالی۔ خصب (ن، س) خصبًا المکان: سرسبز ہونا۔ زرخیز ہونا۔ صفت خصب وخصیب۔ رفاھیۃ: خوشحالی وارزانی۔

توضیح اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم چھ برس کی عمر کو پہونچے تو انکی والدہ بی بی آمنہ نے اپنے بھائیوں سے ملاقات کی مدینہ میں جو بنی نجار سے تعلق رکھتے تھے، جب وہ لوٹیں اور حضورؐ آپ کے ساتھ تھے اور وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ابواء نامی بستی تک پہنچیں تو انکی وفات ہوگئی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ام ایمن کیطرف منسوب ہونے لگے تو وہ حضورؐ کو لیکر مدینہ آئیں، ام ایمن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باندی تھیں جو اپنے والد کی وراثت میں حضورؐ کو ملی تھیں۔ عبد المطلب نے آپ کو اپنے سینہ

سے لگا کر بے پناہ محبت کا مظاہرہ کیا اور قریش پر لگا تار قحط سالی کا دور دورہ تھا تو ایک قریشی عورت نے کہا کہ اس بنی کے واسطہ سے شفاعت مانگو تو عبد المطلب نے کھڑے ہو کر حضورؐ کو اپنے کاندھے پر لیا اور انھیں اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارش کی دعا مانگی تو ابھی لوگوں پر زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ ان پر بارش شروع ہوگئی اور وہ کشادہ سالی اور خوش عیشی میں رہنے لگے۔

وفاۃ عبد المطّلب
خواجہ عبد المطلبؓ کی وفات

ثُمَّ كَفَلَهُ اَبُوْ طَالِب بَعْدَ مَا كَفَلَهُ عَبْدُ المطلب سنتين وَتُوُفِّيَ حِيْنَ مضت مِنْ عمرہ مائۃ واربعُوْنَ سَنَۃً ؛

توضیح خواجہ عبد المطلب کی دو سال کفالت کے بعد ابو طالب نے آپکی کفالت کی اور ایک سو چالیس برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

رحلتہُ الاولیٰ الی الشام
آپؐ کا پہلا سفر ملک شام کی طرف

وَفِی الثالثۃِ عشرَ تھیّأ ابُوطالب للخُرُوج الی الشام فاخذَ صلے اللہ علیہ وسلم زمامَ ناقتہٖ وَ قالَ الی من تکلنی ؟ لا اب لی ولا اُمَّ، فرَق لہٗ، فخرج بہٖ وتفرّس فیہ ابوطالب مِن علائم النبوۃ مالم یرہٗ مِن قبلُ من اظلالِ الغمامۃِ وخاتم النبوۃ ولم یمض فی ھٰذا السفر الا ایام قلائل حتے عادَ سریعًا الی مکۃ بعدما فرغ من تجارتہٖ وقد رَبح فیھا رِبحًا کثیرًا ؛

لغوی تحقیق زمام ، لگام، نکیل، مہار، باگ جس سے کوئی چیز باندھی جائے۔ زمّہ (ن) زما ، باندھنا۔ تکلنی۔ وکل (ض) وکلا ، وکولا۔ الیہ۔ الامر: حوالہ کرنا۔ تفرّس۔ فیہ : نظر جما کر دیکھنا۔ فیہ الخیر: کسی کے اندر علامت سے خیر پہچاننا۔ فرس (ض) فراسۃ۔ بالعین: ظاہر نظر سے باطن کو معلوم کرنا۔ علائم جمع علامۃ: نشان۔ اظلال۔ جمع ظل : سایہ۔ اظل ہٗ : سایہ ڈالنا ، اپنی پناہ میں لینا۔ الغمامۃ : بادل کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ الغمام : بادل۔

توضیح اور تیرہ سال کی عمر میں ابو طالب نے شام جانے کی تیاری کی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر فرمایا کہ چچا جان کس کے بھروسہ پر مجھے آپ چھوڑ رہے ہیں۔ نہ میرے باپ ہیں نہ میری ماں ہیں۔ تو ابو طالب کو رحم آیا اور وہ ساتھ لے چلے۔ حضورؐ کے اندر ابو طالب نے نبوت کی وہ علامتیں محسوس کیں جن کو ان سے پہلے محسوس نہیں کیا تھا، یعنی بادل کا سایہ ڈالنا اور نبوت

کی مہر۔ اور اس سفر میں کچھ ہی دن گذرے تھے کہ وہ اپنی تجارت سے نمٹ کر مکہ بہت جلد واپس آ گئے اور تجارت میں کافی نفع ہوا تھا۔

رحلتہ الثانیۃ الی الشام

آپ کا دوسرا سفر ملک شام کی طرف

وَفی السَّنۃ الخامِسَۃِ والعشرینَ خرجَ صلی اللہُ علیہِ وسلم الی الشام للتجارۃ لمّا بعثتہ سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ بنتُ خویلدِ بن اسدِ بنِ عبدالعزیٰ بن قصیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکانت من اھل ثروۃ من قریش وکان معہٗ صلی اللہ علیہِ وسلم غلامہا مَیسَرۃُ فرأی منہ خوارقَ وسمعَ من نسطوری الراھب شہادۃ بالنبوۃ وعادَ صلی اللہ علیہ وسلم بارِبحِ تجارۃ ؛

توضیح

اور پچیس سال کی عمر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تجارت کیلئے شام حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھیجنے پر تشریف لے گئے۔ وہ قریش کی مالدار عورت تھیں۔ آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ تھا اس نے آپ کے اندر خلافِ عادت اشیاء اور نسطوری راہب سے نبوت کی شہادت سنی اور حضورؐ تجارت میں کافی نفع کے ساتھ واپس تشریف لائے۔

التزوج بخدیجۃؓ

حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کا نکاح مبارک

ولمّا سرد مَیسرۃ علیٰ خدیجۃ ما رأی من خوارق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورأت بعضہا، رغبت فی التزوج بہٖ فتزوجہا فی ھٰذہ السنۃِ علیٰ اربعمأۃ دینار وھی بنتُ اربعین سنۃ (وقیل فی سنہا غیر ذٰلک) فولدت اولادہ کلھا الا ابنہ ابراھیم ولم ینکح صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃً قبلھا ولا بعد نکاحہا فی حیوتہا حتیٰ ماتت، وکانت وفاتہا فی شوال بعد بعثتہٖ بثلاث سنین وَوُلدت لہٗ زینبُ ورُقیۃُ وامّ کلثوم وفاطمۃ و القاسم وَالطاھرُ وَالطیبُ۔ وماتوا قبل دعواہ صلی اللہ علیہ وسلم النبوۃ وادرکت اناث فاسلمن وھاجرن ؛

توضیح

اور جب میسرہ نے حضرت خدیجہؓ کو حضورؐ کے تمام دیکھے ہوئے معجزات بتائے اور کچھ معجزے حضرت خدیجہؓ نے بھی دیکھے تو ان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت ہوئی تو آپؐ نے ان سے اسی سال چارسو دینار پر نکاح فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ چالیس سال کی تھیں اور

اس کے علاوہ بھی عمریں بتائی گئی ہیں۔ ابراہیم کے سوا تمام اولاد انھیں سے ہوئیں اور اس سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا تھا، اور انکی حیات تک کسی اور سے نکاح نہیں کیا یہاںتک کہ انکی وفات شوال میں ہوئی حضورؐ کے مبعوث ہونے کے تیس سال کے بعد۔ اور حضورؐ کی حسب ذیل اولاد تھیں۔

زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، قاسمؓ، طاہرؓ، طیبؓ۔ اور یہ صاحبزادے حضورؐ کی دعوت نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے، اور صاحبزادیوں نے مدتِ بلوغ کو پہنچنے کے بعد اسلام قبول کیا اور ہجرت کی

بناءُ الکعبۃ
کعبہ شریف کی تعمیر

وَفِی سَنَۃِ ست وثلاثین من مولدہٖ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم بنت قریشٌ الکعبۃَ وتراضتْ بہٖ، فوضعَ الحَجَرَ ؕ

توضیح

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے چھتیس ۳۶ سال پر قریش نے کعبہ کی تعمیر کی، اور سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش تھے (اس کام کے لئے) تو حضورؐ نے پتھر رکھا جہاں پہلے رکھا ہوا تھا۔

ابتداءُ الوحی
وحی کی ابتداء

وَلمَّا تَمَّ لَہٗ اربعُوْنَ سَنَۃً اُوحِیَ الیہِ بحراء "باقرأ باسم ربّکَ" وَعُلّمَ الوضوءُ وَالصَّلٰوۃُ رکعتین فعادَ الٰی خدیجۃ وَاخبرھا بما جرٰی علیہ فاٰمنت بہٖ وتوضّأت وَصلّت یومَ الاثنین لثانی عشر من الربیع الاوّلِ وَاٰمنَ بہٖ ابوبکرٍ ؕ

توضیح

اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چالیس ۴۰ سال پورے ہوگئے تو (غار) حراء میں آپؐ پر وحی آئی "اِقرأ باسم ربّک" کے ذریعہ۔ اور آپ کو وضو اور دوگانہ نماز کی تعلیم دی گئی۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور انھیں اپنا سارا ماجرا بتایا تو حضرت خدیجہؓ آپؐ پر ایمان لائیں، اور وضو کر کے پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو نماز پڑھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ پر ایمان لائے۔

الدّعوۃ
دعوت وتبلیغ

وَکَانَ یَدْعُوالنَّاسَ سِرًّا ثلاثَ سِنِیْنَ الی ان نزلت فاصدع بما تُؤمر فی السَّنۃِ الرابعۃِ مِنْ نبوتہٖ فاظھر الدعوۃَ ولبّیٰ دعوتہٗ رجالٌ عدیدۃٌ ولما سَمِعَ اھلُ مکّۃَ ما قالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلّم فی من ماتَ علی الکفرِ وَالشرکِ من اٰبائھمْ وَاجدادھم وَفی اوثانھم اشتدّ غیظ الکفارِ علیہِ وَقالوا لابی طالب: انت

کبیرُنا وسیّدُنا فانصِفہُ مَن ابن اَخیکَ وَمرہ اَنْ یکفَّ من شتم الھتنا وذمّ اٰبائنا نکلمہ ابوطالب فقالَ یَاعمّ! ادعُوھم اِلیٰ کلمۃٍ تدینُ لھم العرب ویملکون بھا العجم قالَ ابوجہلٍ: ماھیَ؟ وَابیکَ لنعطینّکَ وعشرۃ امثالھا قالَ: لا الٰہ الا اللّٰہُ، فنفروا وغضبوا فقالَ: ابوطالب یَاابن اخی انّ قومکَ قد لجاءُوا الیّ وقالوا لی کذا وکذا فابق علیّ وَعلیٰ نفسِکَ فظنّ صلی اللّٰہ علیہ وَسلم انہ ضعف عن نصرتہٖ فقالَ وَاللّٰہ لا اترکُ ھٰذا الشّم استعبر وبکیٰ وولّیٰ فناداہ وقالَ یاابن اخی: افعل مَا احببتَ وَقل ماشئت فغضب العرب حینئذٍ وَوثب کل قبیلۃٍ علیٰ من فیھا من المُسلمین وَعذبوھم وفتنوھم ؛

لغوی تحقیق

فاصدع - صدع (ف) الشیَٔ: اس طرح پھاڑنا کہ علیحدہ نہ ہو۔ الامر، واضح کرنا۔ بالحق: حق بات برسرعام بیان کرنا۔ رجالٌ عدیدۃ: چند لوگ۔ یکفّ (ن) کفًا عن الامر: باز رہنا۔ وعن الامر: باز رکھنا۔ کفّ: ہتھیلی۔ ج اکف۔ کفّ بصرہ: اندھا ہونا۔ مکفوف: اندھا۔ ج مکافیف۔ شتم (ض) شتمًا: گالی دینا۔ شتیمۃ: گالی۔ ج شتائم۔ ابقِ۔ ابقاء سے امر حاضر ہے۔ ابقیٰ علیہ: رحم کرنا مہربانی کرنا۔ استعبر: آنسو بہانا، غم زدہ ہونا

توضیح

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے چوتھے سال آیت فاصدع بما تؤمر کے نازل ہونے تک تین سال خفیہ طور پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ پھر آپ نے دعوت وتبلیغ کا اعلان کیا اور چند لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور جب مکہ والوں نے کفر پر اور شرک پر ان کے آباء و اجداد میں سے مرنے والوں کے سلسلہ میں اور ان کے بتوں کے سلسلہ میں حضورؐ کی باتیں سنیں تو ان کا غصہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر بھڑک اٹھا اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بڑے اور سردار ہیں آپ انکو انصاف سے کہدیں (اپنے بھتیجے کو) اور انھیں ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کریں۔ اور ہمارے آباء واجداد کی مذمت کرنے سے۔ تو اس سلسلہ میں ابوطالب نے آپ سے گفتگو کی، آپ نے فرمایا کہ اے چچا جان! میں انکو ایسی بات کی دعوت دے رہا ہوں کہ ان کے سامنے پورا عرب جھک جائے گا اور اس کے ذریعہ وہ عجم کے مالک ہو جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا وہ بات کیا ہے تمہارے ابا جان کی قسم، ہم تمہاری دس بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ تو آپ نے فرمایا "لاالٰہ الا اللہ" تو سب غصہ ہو کر بھاگ گئے۔ ابوطالب نے کہا کہ بھتیجے! تمہاری قوم نے مجھے پریشان کردیا اور مجھ سے اس اس طرح کہا۔ تو تم اپنے اوپر اور میرے اوپر رحم کرو۔ حضورؐ نے یہ خیال کیا کہ وہ ان کی مدد سے کمزور پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں اسے نہیں چھوڑوں گا پھر آپ آنسو بہانے لگے اور خوب رونے لگے اور واپس چل دیئے، تو ابوطالب نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ بھتیجے جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو۔ اس وقت اہلِ عرب اور خفا ہوئے اور ہر قبیلہ اس شخص پر کود

پڑا جو اس میں مسلمان تھا اور انھیں تکلیف پہونچانا شروع کیا اور مصیبتیں ڈھانا شروع کی۔

الهجرة الى الحبشة
حبشہ کی طرف ہجرت

فلما اشتد اذاهم فی من اٰمن به صلى الله عليه وسلم هاجر قوم الى الحبشة في السنة الخامسة فوجدوها خير دار فارسل قريش هدايا الى النجاشي ووشوا اليه بانهم تركوا ما كان عليه اٰباؤهم ولم يدخلوا في دينك ولا دين اليهود، فارسل اليهم النجاشي واخبرهم بما قالوا، فقال جعفر، كنا على ما كانوا عليه، نقتل البنات، ونطوف عراةً ونعبد حجارةً، وذكر غيرها من الاوصاف الذميمة، فبعث الله الينا رسولا يامرنا بالمعروف وينهانا عن الرذائل فاتبعناه فاٰذونا فخرجنا الى بلدك ملتجئين من اذاهم فسمع النجاشي منه كهيعص، وبكى وبكت اساقفته وقال، هذا وما جاء به موسى يخرجان من مشكوٰة واحدة وامن به صلى الله عليه وسلم فلما اسلم عمر حملهم على الظهور فخرجوا وامامهم عمر ينادي بكلمة التوحيد وهم اربعون رجلا مع عمر واعلن صلى الله عليه وسلم يوما الدعوة على الصفا فاجتمعوا يسمعون اليه فشجه اللعين ابوجهل وتبعه المشركون بالحجارة فهبط الملائكة يعرضون عليه ان يهلكوهم فقال (بابي هو وامي وروحي له الفداء) ما بهذا الدم عن وجهه انى بعثت رحمة لا عذابا لهم:

لغوی تحقیق

اذیٰ: مصیبت، تکلیف۔ نجاشی۔ اصحمہ بن بجر، آپ حبشہ کے بادشاہ تھے۔ مسلمانوں کا جب مکہ میں رہنا دشوار ہو گیا تھا اور ابھی مدینہ ہجرت شروع نہیں ہوئی تھی تو آپ ہی کے اخلاق کریمانہ کیوجہ سے مسلمانوں نے حبشہ میں پناہ لی تھی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شاہانِ وقت کے پاس اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تو آپ کے یہاں بھی روانہ فرمایا، دعوت نامہ ملتے ہی آپ نے لبیک کہا اور مشرف باسلام ہوئے، آپ مشہور مخضرمی تابعی ہیں، آپ کا عربی نام عطیہ تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آپکو عبد صالح کے لفظ سے یاد فرماتے تھے۔ آپ ہی نے (ام المؤمنین) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضورؐ کے ساتھ کیا تھا اور مہر اور دعوتِ ولیمہ اپنی طرف سے کی تھی، جب آپ کی وفات کی اطلاع حضورؐ کو ملی تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی جس کا تذکرہ صحیحین میں موجود ہے۔ آپ کی وفات ۸ھ یا ۹ھ میں ہوئی ہے۔ وشوا (ض) وشیا، وشایۃ۔ بہ: چغلخوری کرنا۔ عراۃ۔ جمع عاری: ننگا۔ رذائل۔ جمع رذیلۃ: گھٹیا کمتر، فضیلت کی ضد۔ اساقفہ۔ جمع اسقف: دین عیسوی کا مجتہد، بڑا پادری۔ مشکوٰۃ: طاق۔ چراغ دان۔ فشجہ۔ شجا: زخمی کرنا۔

توضیح جب کفار کی تکلیف حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالوں پر زیادہ ہوئی تو مومنین نے حبشہ کیطرف پانچویں سال ہجرت کی اور حبشہ کو بہترین جگہ پایا۔ قریش نے نجاشی کے پاس ہدایا بھیجے اور یہ چغلی کی کہ ان لوگوں نے اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ دیا اور یہ نہ تمہارے دین میں داخل ہوئے اور نہ یہودیوں کے دین میں۔ نجاشی نے انکو اطلاع دی اور کفار کی بات ان سے بیان کی تو حضرت جعفر طیارؓ نے فرمایا کہ ہم اس دین پر تھے جس پر وہ ہیں۔ ہم لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے اور ننگے طواف کرتے تھے اور پتھروں کو پوجتے تھے اور اس کے علاوہ برے اوصاف بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا جو ہمیں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔ ہم نے انکی اتباع کی تو انھوں نے ہمیں تکلیف پہنچائی اور ہم آپ کے شہر میں آگئے ان کی تکلیف سے بچنے کے لئے۔ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے کھیعٓصٓ سنی اور رونے لگا، اور اس کے ارکین سلطنت بھی رونے لگے اور کہنے لگا: یہ اور جو موسیٰ لیکر آئے تھے دونوں ایک ہی منبع نور سے نکلے ہیں (اس کے بعد آپؑ پر ایمان لے آیا) اور حضور پر حضرت عمرؓ ایمان لائے تو مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوت پر آمادہ کیا، پھر سب نکلے اور آگے آگے حضرت عمرؓ تھے کلمۂ توحید کی آواز لگا رہے تھے، حضرت عمرؓ کے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صفا پہاڑ پر دعوت کا اعلان کیا، سب جمع ہوئے تو ملعون ابوجہل نے آپ کو زخمی کیا اور مشرکین نے بھی آپؑ پر پتھر چلائے تو فرشتے نازل ہوئے یہ عرض کرتے ہوئے کہ وہ انھیں ہلاک کر دیں۔ تو آپؐ نے فرمایا (روحی و روح ابی و امی فداہ) اپنے چہرہ سے آنسو پونچھکر: کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں نہ کہ عذاب بنا کر ان کے لئے۔

التقاطع فی ما بین کفار مکۃ والمؤمنین

کفارِ مکہ اور مومنین کے درمیان مقاطعہ

فلما عزّ الاسلام وقوی امرُہ وعرف قریش انّ لا سبیلَ الی محمدٍ واصحابہ، تعاھدُوا بعد ما کتبوا صحیفۃ العھدِ ان لا ینا کحوا بنی ھاشم ولا یبایعوھم وعلقوا الصحیفۃ علی الکعبۃ فدخل ابو طالب وبنو ابیہ ومن معھم الشعب فآذوھم وقطعوا عنھم المارۃ من الاسواق من الاطعام وغیرہ فبقوا علی ھذہ الحالۃ ثلاث سنین فسلط اللہ علی الصحیفۃ الارضۃ فاکلت کلّ اسمِ اللہ وبقی فیھا الظلم واوحی الیہ بذلک، فاخبر بہ ابا طالب فاخبرھم ابو طالب فوجدوھا کذلک فتبرأ بعضھم منہ وخرجوا من شعبھم؛

لغوی تحقیق التقاطع: ایک دوسرے سے ترکِ دوستی کرنا۔ عزّ (ض) عزًا، عزّۃً: غالب ہونا، قوی ہونا۔

و بنی ابیہ۔ واؤ بمعنے مع ہے۔ الشعب: پہاڑی راستہ، پانی کا راستہ، درۂ کوہ، بڑا قبیلہ، جانب۔ ج شعاب۔ المارۃ: گذرگاہ، سڑک، گھاٹی۔ الارضۃ: ایک قسم کا کیڑا جو لکڑی کھاتا ہے، دیمک۔ ج ارض۔

توضیح جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور قریش نے یہ جان لیا کہ حضورؐ اور ان کے اصحاب کی جانب (دعوت سے روکنے کیلئے) کوئی راہ نہیں ہے تو انھوں نے ایک عہد نامہ لکھنے کے بعد یہ آپس میں معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم سے وہ نکاح نہیں کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے۔ اور یہ عہد نامہ کعبہ پر لٹکا دیا۔ ابو طالب اور ان کا کنبہ اور جو ان کے ساتھ تھے سب ایک گھاٹی میں داخل ہو گئے تو کفار مکہ نے انھیں تکلیف پہونچائی، اور ان سے بازاروں کی گذرگاہوں کو، کھانا وغیرہ کو بند کر دیا۔ اور ایسے ہی تین سال تک رہے۔ پھر اللہ نے اس دستاویز پر دیمک کو مسلط کیا اس نے اللہ کے تمام ناموں کو کھالیا اور صحیفہ میں ظلم (شرک اور قطع رحمی وغیرہ) باقی رہ گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی وحی کر دی گئی تو آپ نے ابو طالب کو بتایا اور ابو طالب نے لوگوں کو بتایا تو لوگوں نے اسی طرح پایا تو بعض اس سے بری ہو گئے اور سب لوگ گھاٹی سے نکل آئے۔

مَوْتُ ابی طالب و خدیجۃ

ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

وَفی السَّنۃِ العاشرۃِ ماتَ ابو طالب علی الکفرِ وَ لما مضٰی خمسۃ اشھرٍ توفیت خدیجۃ رضی اللّٰہ عنھا وھی بنت خمس وستین سنۃ فاجتمعت علیہ مصیبتان فلزم بیتہٗ وَ نال من قریش مالم ینالُ، فبلغ ابالھب ذٰلکَ، فقالَ: یا محمد امضِ لما اردتَّ وما کنتَ صانعًا، لایصلون الیکَ حتّٰی اموتَ فمکث ایامًا لایتعرض لہٗ فقالَ ابوجہل یزعمُ ابن اخیکَ انَّ عبدَ المطلبِ فی النَّارِ، فقالَ، واللہ لا برحتُ لک عدُوًّا فاشتدَّ علیہِ ھو وسائرُ قریشٍ ؏

توضیح اور سنہ ۱۰ نبوی میں ابو طالب کا کفر پر انتقال ہوا اور پانچ مہینہ بعد حضرت خدیجہؓ کا پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر دو دو مصیبتیں آپڑیں اور آپ نے گھر کو لازم کر لیا اور قریش سے وہ مصیبتیں اٹھائیں جو اس سے پہلے نہیں اٹھائی تھیں۔ ابولہب کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اے محمد! تم اپنے ارادہ کے مطابق کام کرتے رہو اور جو تمہیں کرنا ہے کرتے رہو، یہ تم تک میرے مرنے تک نہیں پہنچ سکتے۔ تو چند ہی دن گذرے کہ ابولہب نے کوئی تعارض نہیں کیا پھر ابوجہل کہنے لگا کہ تمہارا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ عبد المطلب دوزخ میں ہے۔ تو ابولہب نے کہا قسم خدا کی میں آپ کا دشمن ہو گیا ہوں۔ تو آپ پر ابولہب اور سارے قریش نے سختی کی۔

الاسراء والبیعۃ

معراج اور بیعت

وفی الثانیۃ عشر تشرف صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الی السموات العلی وفیہا کانت بیعۃ العقبۃ الاولی حیث قدم من الانصار اثنا عشر وفی الثالثۃ عشرۃ کانت بیعۃ العقبۃ الثانیۃ فی الموسم وکان سبعون رجلا وامرأتان ؛

توضیح ۱۲ سنہ نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلند و بالا آسمان کی جانب معراج سے مشرف ہوئے اور اسی سال بیعت عقبۂ اولیٰ ہوئی جس وقت انصار میں سے بارہ تشریف لائے اور ۱۳ سنہ میں موسم حج کے موقع پر بیعت عقبۂ ثانیہ ہوئی، اور ستر مرد اور دو عورتیں تھیں۔

الھجرۃ

ہجرت

وفی الرابعۃ عشر اراد ابوبکر الخروج نحو الحبشۃ لشدۃ ایذائہم حتی اذا بلغ برک الغماد لقی ابن الدغنۃ سید القارۃ فقال این ترید؟ قال اخرجنی قومی، قال، مثلک لا یخرج انک تکسب المعدوم فانا لک ارجع فاعبد ربک ببلدک فرجع فطاف ابن الدغنۃ فی اشراف قریش طلبا للامان لہ فاشترطوا ان لا یستعلن بالقرآن، فانا نخاف فتنۃ نسائنا وابنائنا فابتنی ابوبکر مسجداً بفناء دارہ وکان یقرأ فیجتمع علیہ نساؤھم وصبیانھم یعجبون منہ وکان بکاءً اذا قرأ فافزع اشراف قریش فقالوا لابن الدغنۃ: ان ابابکر خالف شرطہ فمرہ ان یمضی علیہ او یرد الیک ذمتک فبلغہ ابن الدغنۃ قولھم فقال اردّ الیک جوارک وارضی بجوار اللہ فتجھز قبل المدینۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم علی رسلک فانی ارجو الاذن فحبس نفسہ وعلف راحلتین اربعۃ اشھر، فلما رأت قریش انہ صارت لہ شیعۃ واصحاب بغیر بلدھم واصابوا منعۃ حذروا خروجہ وعرفوا عزمہ اللحوق بھم فاجتمعوا فی دار الندوۃ یتشاورون فی امرہ واجتمع ابلیس فی صورۃ شیخ نجدی معھم فقال بعض منھم قد صار من امرہ ما صار وانا لا نامنہ الا ان یثب علینا بمن قد تبعہ فاحبسوہ فی الحدید وتربصوا موتہ فقال الشیخ النجدی ما ھذا

برأیٍ نانکم ان جستموہ یثب اصحابہ، وینتزعونہ من ایدیکم فقیل نخرجہ من بلدنا وننفیہ
منہ فقال النجدیُّ الکبیر وا حسن حدیثہ وغلبتہ بہ علی القلوب فان نفیتم یحلُّ علی حیٍّ
من احیاء العرب ثم یسیر بہ علیکم حتی یطأکم فقال ابوجھل، ناخذ من کل قبیلۃ رجلاً
فیقتلونہ ضربۃ رجلٍ واحدٍ فیتفرق دمہ فی القبائل کلھا فلم یقدر بنو عبد مناف علی حرب
قومھم جمیعاً فقال النجدی القول ما قال ھذا، فأوحی الیہ ان لا یبیت اللیلۃ علی فراشہ
فقال لعلیٍّ نَمْ علی فراشی واتّشح ببُردی فاجتمعوا علی بابہ بالعتمۃ فخرج صلی اللہ علیہ وسلم
واخذ حفنۃً من تراب ونثر علی رؤسھم وھو یقرأ یٰسٓ (الی) وجعلنا من بین ایدیھم
والصوت حتی لحق بالغار ولم یشعروا حتی اتاھم آتٍ وقال، ماتنتظرون فانّ محمداً قد
خرج وانطلق فاطلعوا فرأوا علیاً علی فراشہ فقالوا: ھذا محمدٌ نائمٌ فلم یبرحوا کذلک
حتی اصبحوا فقام علیٌّ عن الفراش فضربوہ وحبسوہ ساعۃً ثم ترکوہ واقتصّوا اثرہ
وکان ذلک الخروج لیلۃ الاثنین لاربع خلون من الربیع الاول ولحقا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وابوبکر بالغار فلحقھما الکفار ورأوا نسج العنکبوت وبیض الحمامۃ علی فم الغار
فانصرفوا فکانا فیہ ثلٰثۃ ایام حتی سکن الناس ثم قدما الی المدینۃ فتلقاہ الناس وتنازعوا
فیمن ینزل علیہ فقال انزل اللیلۃ علی بنی النجار اخوال بنی عبد المطلب لاکرمھم بہ فلما اصبح
رکب ناقتہ وارخی لھا الزمام فجعلت لا تمرّ بدارٍ من دور الانصار الا قالوا: ھلمّ یا رسول
اللہ الی العددِ والعدد فیقول خلّوا زمامھا فانھا مأمورۃ حتی انتھی الی موضع مسجد
الیوم فبرکت علی بابہ وھو یومئذٍ مربدٌ لغلامین فلم ینزل عنھا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فوثبت فسارت غیر بعید ثم التفت خلفھا ثم رجعت الی مبرکھا الاول فبرکت
فیہ ووضعت جرانھا فنزل صلی اللہ علیہ وسلم فاحتمل ابوایوب رحلہ فوضعہ
فی بیتہ فاقام عند ابی ایوب حتی ابتاع المربد فبنی مسجداً ومساکنہ فاقام
فی المدینۃ احدیٰ عشر شھراً متھیئاً للحرب ۞

لغوی تحقیق

برک الغماد: یمن میں ایک مقام ہے۔ القارہ: ایک قبیلہ تھا جس کا ہر فرد تیرانداز تھا۔ تکسب المعدوم۔ کسب (ض)، مالاً واکتسبہ مالاً: مال حاصل کرنا، کمائی کرنا۔ اکسب۔ اکساب، مال حاصل کرنا، کمائی کرنے میں مدد کرنا۔ انا لک ای انا ضامن لحفظک: میں آپکی حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔ بکاءٌ: بہت رونا۔ علی رسلک: آہستہ وباوقار رہ۔ رسلٌ: نرمی، آسودگی۔ ج ارسال۔ علف (ض)، علفاً الدابۃ، چوپایوں کو چارہ دینا۔ شیعۃ: پیرو، معاون۔ ج شیع، اشیاع۔ منعۃ: عزت، قوت

شوکت۔ دار الندوۃ: مکہ میں قصی بن کلاب کا ایک مکان تھا جہاں کفار باہمی تجویز کیا کرتے تھے۔ تربصوا۔ تربص: انتظار کرنا۔ تنفیہ۔ نفیا: شہر بدر کرنا۔ حی: قبیلہ ج احیاء۔ یطأکم (س) وطأ، روندنا۔ الشئ برجلہ: پیر سے روندنا۔ النسج۔ وساج، ہر وہ شئ جس سے زیب وزینت حاصل کی جائے۔ بردۃ: چادر۔ العتمۃ: رات کا پہلا تہائی حصہ۔ حفنۃ: مٹھی بھر۔ اقتصوا اثرہ، قدم کے نشان پر چلنا۔ نسج بمعنی نسیج: بنا ہوا۔ عنکبوت: مکڑی۔ بیض۔ جمع بیضۃ، انڈا۔ ارخی: اونٹنی کی نکیل کو ڈھیلا چھوڑنا۔ دور۔ جمع دار: گھر، مکان۔ برکت (ن) بروکا، البعیر: بیٹھنا۔ مربد: اونٹ وغیرہ کا باڑا۔ جران: اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ۔ ج جرن، اجرنۃ۔

توضیح اور سنہ ۱۴ نبوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کیطرف نکلنے کا ارادہ کیا کفار مکہ کے سخت تکلیف پہنچانے کیوجہ سے یہاں تک کہ جب برک الغماد مقام تک پہنچے تو ابن دغنہ قبیلہ قارہ کے سردار سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ ابن دغنہ نے کہا آپ جیسا آدمی تو نہیں نکالا جاتا ہے۔ آپ مفلس کو دیتے ہیں میں آپ کے لئے ضامن ہوں آپ واپس چلئے اور اپنے رب کی اپنے شہر میں عبادت کیجئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ واپس ہوئے تو ابن دغنہ قریش کے سرداروں میں گھوما حضرت ابوبکرؓ کیواسطے امان تلاش کرنے کے لئے۔ تو انھوں نے شرط یہ لگائی کہ وہ زور سے قرآن نہ پڑھیں چونکہ ہم اندیشہ کرتے ہیں اپنی عورتوں کے فتنہ کا تو ابوبکرؓ نے ایک مسجد بنائی اپنے گھر کے صحن میں اور آپ تلاوت کیا کرتے تھے، آپ کے پاس عورتیں اور بچے جمع ہوتے تھے اور آپ کی تلاوت پر وہ خوش ہوتے تھے، اور حضرت ابوبکرؓ تلاوت کے وقت بہت زیادہ روتے تھے تو اس چیز نے قریش کے سرداروں کو گھبرا دیا۔ انھوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر نے اپنی شرط کے خلاف کیا آپ ان کو حکم کر دیجئے یا تو وہ شرط پر برقرار رہیں یا تو وہ تمہاری ذمہ داری کو واپس کر دیں تمہاری طرف، تو ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر کو انکی بات پہنچائی، تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں تمہارا ذمہ واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ کو پسند کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا ارادہ کیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رک جاؤ مجھے بھی اجازت کی امید ہے۔ حضرت ابوبکرؓ رک گئے اور دو سواریوں کو چار مہینے تک چارہ کھلایا۔ جب قریش نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک جماعت تیار ہوگئی اور کچھ لوگ تیار ہو گئے دوسرے شہر میں اور انھوں نے ایک لشکر کو پایا تو ان کے نکلنے کا انھیں اندیشہ ہوا اور وہ جان گئے ان کے پاس جانیکا ارادہ بھی تو وہ دار الندوہ میں جمع ہو کر ان کے معاملہ میں مشورہ کرنے لگے اور ابلیس ان کے ساتھ جمع ہو گیا ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جو کچھ ہو گیا وہ تو ہو گیا اور ہم اس سے مامون نہیں ہیں اس بات سے کہ وہ ہم پر حملہ کرے اپنے متبعین کے ساتھ۔ لوہے میں جکڑ دو اور اس کے مرنے کا انتظار کرو۔ نجدی بوڑھے نے کہا کہ یہ کوئی معقول رائے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر تم اسے قید کرو گے تو ان کے ساتھی کو دیڑیں گے اور تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ تو کہا گیا (قائل ہشام بن عمر ہے) کہ ہم

اس کو اپنے شہر سے نکال دیں اور جلا وطن کردیں۔ تو نجدی نے کہا کیا تم اس کی شیریں گفتاری کو نہیں دیکھتے ہو اور اس کے ذریعہ دلوں پر قابو پالینے کو۔ اگر تم جلاوطن کروگے تو وہ عرب کے کسی محلہ میں جا کر رہیگا پھر وہ انھیں اپنے ساتھ لیکر تم پر حملہ کرے گا یہاں تک کہ وہ تمہیں بیس ڈالیگا۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم ہر قبیلہ سے ایک شخص لے لیں اور وہ انھیں ایک شخص کے مارنے کی طرح مار ڈالیں تو اس کا خون تمام قبیلوں میں منقسم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف تمام قوموں کے ساتھ لڑ نہیں سکیں گے۔ نجدی نے کہا خیر جو کچھ بھی اس نے کہا وہ تو معلوم ہو ہی چکا۔ تو اس کی طرف وحی کی گئی ہے کہ رات اپنے بستر پر نہ سوئے۔ اس نے علی سے کہہ رکھا ہے کہ تم سو جانا میرے بستر پر اور میری چادر اوڑھ لینا۔ تو وہ سب آپ کے دروازے پر شام ہی سے جمع ہو گئے۔ تو حضورؐ نکلے اور ایک مٹھی مٹی ہاتھ میں لیکر ان کے سروں پر چھڑک دیا اور آپ سورۂ یٰسین وجعلنا من بین ایدیھم تک پڑھ رہے تھے اور وہ چلتے رہے یہانتک کہ غار میں جا پہونچے اور انھیں محسوس نہیں ہوا یہاں تک کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ تم کس کا انتظار کر رہے ہو، محمد تو نکل کر چلا بھی گیا۔ تو وہ متوجہ ہوئے۔ انھوں نے حضرت علیؓ کو آپ کے بستر پر دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ محمد سویا ہوا ہے تو وہ اسی طرح رہے یہانتک کہ صبح ہو گئی۔ پھر حضرت علیؓ بستر سے اٹھے، انھیں مارا اور کچھ دیر تک قید میں رکھا پھر انھیں چھوڑ دیا اور وہ ان کے پیچھے ہو لئے، اور یہ نکلنا پیر کی رات چار ربیع الاول کو تھا اور دونوں لاحق ہو گئے (یعنی حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ) غار میں، تو ان دونوں نے کفار بھی جلے اور مکڑی کا جالا بھی دیکھا اور غار کے دہانے پر کبوتروں کے انڈے بھی دیکھے پھر وہ واپس ہو گئے۔ دونوں اس میں تین دن تک رہے پھر لوگ مطمئن ہو گئے۔ پھر وہ مدینہ آئے تو لوگوں نے آپکا استقبال کیا اور جھگڑنے لگے کہ کس کے پاس آپ اتریں۔ تو حضورؐ نے فرمایا رات میں بنو نجار کے یہاں اتروں گا جو بنی عبدالمطلب کے ماموں ہیں۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی باگ ڈھیلی کر دی تو وہ انصار کے گھروں میں سے کسی کے گھر نہیں گذرتی تھی مگر یہ کہ آواز آتی تھی کہ تشریف لائیے یا رسول اللہؐ ساز و سامان اور کثیر الافراد گھر میں ہیں تو آپ فرماتے تھے اس کی باگ چھوڑ دو اسے حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ آپؐ مسجد کے دروازے پر پہونچے جہاں وہ اب ہے، تو مسجد کے دروازہ پر اونٹنی بیٹھ گئی اور وہ اس وقت دو غلاموں کا مربد تھا۔ آپؐ اونٹ پر سے نہیں اترے پھر وہ اونٹنی کو دوڑی اور کچھ ہی دور تک چل کر پھر اپنے پیچھے مڑ گئی اور اپنی پہلی جگہ لوٹ کر بیٹھ گئی اور اپنے گھٹنے ٹیک دیئے تو حضورؐ اترے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آپ کا کجاوہ اتارا اور اپنے گھر میں رکھا تو آپ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس مقیم رہے اور مربد کو خرید لیا اور مسجد بنائی اور اپنا گھر بنایا پھر مدینہ میں گیارہ مہینے مقیم رہے اور لڑائی کی تیاری کرتے رہے

الغزوات والسرایا

غزوات اور سریئے

وَفي اقامته في المدينة وقعت غزواتٌ وسَرَايا عديدة، منها غزوة بدر الكبرى صبيحة سبعة عشر من رمضانَ وَذٰلك انه سمع بابي سفيان مُقبلاً من الشام بعيرٍ فيها اموالهم فندب المسلمين اليها فخفّ بعضٌ وثقل آخرونَ ظنّوا انه لا يلقى حربًا ولما سمع ابوسفيان بخروجه اهل الى مكة ليستنفرَ الى اموالهم فخرجوا مُسرعين ونزلَ واذ يعدكم الله احدى الطائفتين انها لكم فخرج احدى الطائفتين انها لكم فخرج يومَ السبتِ لاثنى عشر من رمضانَ واستخلف على المدينة عمرو بن ام مكتوم وكانَ الابلُ معه سبعين والخيل فرسين والدرع ستة وَالسيف ثمانية وَالمسلمونَ ثلاث مأة وثلاث عشرة من المهاجرين سبعة وسبعون وَمن الانصار مائتان وستة وثلاثونَ والمشركونَ تسعمأة وخمسونَ مقاتلاً وَكانَ خيلهم مائة فدخلَ صلى الله عليه وسلم مع الصديق العريش وَاستنصر ربّهُ فبشره ربّهُ بالوحي، فخرجَ وحرّض على القتالِ وَاخذ حفنة من الحصباء فاستقبل بها قريشًا وقال شاهت الوجوه وقالَ: شُدّوا فانهزموا فقُتِلَ منهم سبعون وأُسِرَ سبعون واستشهد من الانصار ثمانية ومن غيرهم خمسةٌ:

لغوی تحقیق

غزوات۔ ج غزوۃ: وہ معرکہ جس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ سلم نے خود شرکت فرمائی ہو۔ سرایا۔ ج سریۃ: لشکر، فوج۔ بعیر۔ با، حرف جار ہے اور عیر قبیلہ کا قافلہ۔ بعدۂ سبھی قافلوں پراس کا اطلاق ہونے لگا۔ ندب (ن) ندبا الی الامر: پکارنا۔ عمرو بن ام مکتوم۔ قریشی بایہ درجہ کے صحابی ہیں اور بی بی خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ آپ کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض عبداللہ کہتے ہیں اور بعض عمرو۔ آپ کے والد کے نام میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے عمرو بن قیس کو راجح قرار دیا ہے۔ ام مکتوم آپ کی والدہ کی کنیت ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ غزوات میں آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا ہے، آپ ہی کی شان میں سورۂ عبس نازل ہوئی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ میں شہید ہوگئے یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ دروع۔ جمع درع: زرہ۔ عریش: جھونپڑی، انگور کی ٹٹی۔ حصباء: روڑی، کنکری، سنگریزہ۔ شاہت الوجوہ: بدصورت ہونا۔ شدّوا۔ صیغہ جمع حاضر فعل امر ہے۔ شد علیہ: حملہ کرنا۔

توضیح

اور آپ کے مدینہ میں مقیم رہنے کے دوران چند غزوات اور سریے ہوئے جن میں غزوۂ بدر کبریٰ ہے جو رمضان کی سترہ تاریخ کی صبح کو ہوا۔ — اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کو ابوسفیان کے شام سے آنے کی خبر ملی ایک قافلہ کے ساتھ جس میں بہت سے مال تھے مسلمان اس قافلہ کیطرف متوجہ ہوئے، کچھ لوگ پست پڑ گئے اور کچھ لوگ سخت پڑ گئے۔ انھوں نے یہ گمان کیا کہ جنگ نہیں ہوگی۔ اور جب ابوسفیان نے حضورؐ کے نکلنے کی خبر سنی تو اس نے مکہ والوں کو اطلاع دی تاکہ وہ اپنے مالوں کی حفاظت کریں۔ چنانچہ وہ بہت جلد نکلے اور یہ آیت نازل ہوئی "واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ رمضان بروز سنیچر نکلے اور مدینہ میں عمرو ابن مکتوم کو اپنا جانشین بنایا اور آپ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور چھ زرہیں اور آٹھ تلوار اور تین سو تیرہ مسلمان تھے۔ سترتہتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے اور جنگ جو مشرکین ساڑھے نو سو تھے۔ ان کے پاس سو گھوڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ جھونپڑی میں داخل ہوئے اور خدا سے مدد چاہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو خوشخبری دی اور قتال پر ابھارا، آپ نے ایک مٹھی کنکری لی اور قریش کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شاہت الوجوہ (چہرے بدصورت ہو جائیں) اور فرمایا حملہ کرو۔ آخر کار وہ شکست کھا گئے۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کئے گئے، آٹھ انصاری شہید کئے گئے اور ان کے علاوہ پانچ شہید کئے گئے۔

ومنها غزوة أُحُدٍ لسابع شوال سنة ثلاث من الهجرة خرج صلى الله عليه وسلم في ثلاثة آلاف فيهم سبع مأة دارع ومائتا فرس وثلاثة آلاف بعير ونزلوا ذا الحليفة فأقاموا يوم الاربعاء والخميس فصلى النبي صلى الله عليه وسلم العصر يوم الجمعة فعمّم ولبس لامته وظهر الدرع وحزم بمنطقته من أُدُم وتقلد السيف وألقى الترس في ظهره وركب فرسه وتقلد القوس واخذ قناة بيده وبات بالشيخين فصلى الصبح وجعل على جبل قناة خمسين رُماة فشدّ المسلمون فانهزم المشركون ونساؤهم يدعون بالويل وتبعهم المسلمون فلمّا رأى الرماة النصرة والانتهاب تجاوزوا وعصوا ما امروا به فانقلب الامر وانهزموا وبقي معه صلى الله عليه وسلم اربعة عشر فأصيب رباعيته وطُعن صلى الله عليه وسلم بحربة أُبيّ بن خلف فخر صريعًا وقتل سبعون من المهاجرين والانصار۔

لغوی تحقیق

دارع: زرہ بند۔ ذا الحلیفۃ: مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر بنو جشم کا ایک چشمہ تھا۔ لامۃ: زرہ۔ ظہر الدرع: اوپر نیچے پہننا۔ حزم (ض) حزمًا: باندھنا۔ منطقۃ: پیٹی، کمر سے باندھنے کا دوپٹہ۔ اُدُم: پختہ چمڑا۔ الترس: ڈھال۔ القوس: کمان۔ قناۃ: تیر۔ شیخین: ایک مقام ہے جہاں حضورؐ نے اُحد جاتے وقت رات میں فوج کو ٹھہرایا تھا۔ رُماۃ: جمع رامٍ: تیر چلانے والا۔ انتہاب: غارت گری لوٹ مار۔ رباعیۃ: سامنے کے چار دانت اور کچلیوں کے درمیان والا دانت۔ حربۃ: چھوٹا نیزہ۔ جمع حراب۔

توضیح

انھیں غزووں میں سے غزوۂ احد بھی ہے جو ۷ شوال ۳ھ میں ہوا ہے۔ حضورؐ تین ہزار افراد کے ساتھ نکلے جن کے ساتھ سات سو زرہیں اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے، ذوالحلیفہ میں اترے وہیں بدھ اور جمعرات کو قیام فرمایا، پھر حضورؐ نے عصر کی نماز جمعہ کے دن پڑھی پھر عمامہ باندھا اور اپنی زرہ پہنی اور دو زرہیں اوپر نیچے پہنیں اور چمڑے کے پٹکے سے کمر کس لی اور تلوار

نکالی اور اپنی کمر میں ڈھال کو ڈال لیا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے اور کمان نکالی اور اپنے ہاتھ میں نیزہ لے لیا اور شیخین میں رات گذاری پھر صبح کی نماز پڑھ کر جبل قنات پر پچاس تیر اندازوں کو رکھدیا، مسلمانوں نے جب حملہ کیا تو مشرکین شکست کھاگئے، انکی عورتیں واویلا کر رہی تھیں۔ مسلمان کفار کے پیچھے دوڑ پڑے تھے، جب تیر اندازوں نے غلبہ دیکھا تو وہ وہاں سے ہٹ گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی تو معاملہ پلٹ گیا اور مسلمان شکست کھاگئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ صحابی رہ گئے تھے، آپ کا رباعی دانت شہید کیا گیا اور ابی بن خلف کے نیزے سے آپ کو چوٹ آئی جس کی بنا پر آپ پیچھے گر پڑے۔ مہاجرین اور انصار میں سے ستر آدمی شہید کئے گئے۔

غزوة الحديبية وارسال الرسل

غزوۂ حدیبیہ اور ایلچیوں کی روانگی

وفي السادسة الهجرية وقعت غزوة الحديبية وَبُعِثَ الرسلُ إلى الآفاق وفيها ماتت ام رومان ام عائشة وعبد الرحمن رضي الله تعالى عنهما وعنهم واسلم ابو هريرة قدم مع الدوسيين المدينة وهو صلى الله عليه وسلم بخيبر فشهدها واسمه عبد شمس او غيره مات سنة سبع وخمسين ؛

توضیح ۶ھ میں غزوۂ حدیبیہ ہوا اور اطراف عالم میں قاصدوں کو بھیجا گیا اور اسی سال حضرت عائشہ رض اور حضرت عبد الرحمٰن رض کی والدہ کا انتقال ہوا اور حضرت ابو ہریرہ رض مسلمان ہوئے، دوسیوں کے ساتھ آپ مدینہ تشریف لائے جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کے مقام میں تھے۔ اس بناء پر وہ مدینہ حاضر ہوئے آپ کا نام عبد شمس یا اس کے علاوہ تھا، آپکی وفات ۵۷ھ میں ہوئی۔

وفاته صلى الله عليه وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیائے فانی سے رحلت

مرض النبي صلى الله عليه وسلم وهو بالمدينة بصداع الراس واشتد مرضه حينا فحينا فلما اصبح يوم الاثنين خرج الى الناس فراهم يصلون الصبح، فتبسم صلى الله عليه وسلم سرورا بما راى من اقامتهم الصلوة ثم رجع الى بيته فانصرف الناس وهم يرون انه افاق

مِنْ وَجعہ وَرَجعَ ابوبکرٍ الیٰ اھلہٖ بالسّخ فتوفیَ فِی نصف نہارہٖ وقیل، ضحاہ اثنی عشر من ھجرتہٖ وکان مدۃ مرضہ اثنی عشر اَوْ اربعۃ عشر یومًا فتشاوروا فی امر الخلافۃ کلّ الیوم وغسلوہُ یومَ الثلاثاء وَصلّوا علیہِ فرادیٰ الیٰ اللیل فدفنوہ لیلۃ الاربعاء وَکان عمرہٗ ثلاث وستون ؛

لغوی تحقیق صُداع: سرکا درد۔ سَخ: عوالی المدینہ میں ایک مقام ہے جس میں بنو حارث بن خزرج کے لوگ رہتے تھے۔ ضحیٰ: چاشت کا وقت۔ فرادیٰ: باری باری، تنہا تنہا۔

توضیح حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سر کے درد میں مبتلا ہوئے اور وقتاً فوقتاً آپ کا مرض بڑھتا گیا، پیر کی صبح کو آپ لوگوں کے درمیان تشریف لائے، آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، جس کی وجہ سے آپ خوشی کے مارے مسکرائے نماز کو قائم کرتے ہوئے دیکھ کر۔ پھر آپ گھر تشریف لے آئے۔ لوگ بھی لوٹ گئے۔ سب دیکھ رہے تھے کہ آپ کو سر کے درد سے افاقہ ہوگیا، اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر مقام سخ میں تشریف لے گئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات نصف النہار اور بعضوں نے کہا کہ چاشت کے وقت ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں ہوئی، اور آپ کی مدت مرض بارہ یا چودہ دن ہے تو لوگوں نے خلافت کے مسئلہ میں پورے دن مشورہ کیا اور آپ کو منگل کے دن غسل دیا اور سبھوں نے نماز پڑھی تنہا تنہا رات تک پھر بدھ کی رات کو دفن کیا۔ اور آپؐ کی عمر تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔

حُلیۃ المُبارکۃ

آپؐ کا حلیۂ مبارکہ

کَانَ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ یتلالأ وَجْہہٗ تلألؤ القمرِ لیلۃَ البدرِ وفیہِ تدویرٌ عظیمَ الھامۃِ رجلَ الشعرِ لیس بجعدٍ ولاسبطٍ، واسعَ الجبین، ادعجَ العینین اقنی العرنین لہٗ نورٌ یعلوہٗ سہلَ الخدّین، ازھرَ اللون، کثّ اللحیۃِ، کأنّ عنقہٗ جیدُ دُمیۃٍ طویلَ الزندین، رحبَ الراحۃِ، شثنَ الکفّین والقدمین، ذو مسربۃٍ، سواء البطن وَ الصدرِ، بین کتفیہ، خاتم النبوّۃِ اجردَ اذا مشیٰ کأنما ینحط من صبب اجود الناس صدرًا وَاصدق الناس، والینھم عریکۃً وَاکرمھم عشیرۃً مَنْ راٰہ بداھۃً ھابَہٗ، وَمَنْ خالطہٗ معرفۃً احبّہٗ، یَبدأُ من لقی بالسّلام ؛ ؎

اَخِلّایَ انْ شطّ الحبیب ودارہٗ ؛ وَعزّ تلاقیہ وَناءت منازلہٗ

وَفاتکم ان تبصروہ بعینکم ❊ فما فاتکم منہ فھذی شمائلہ

لغوی تحقیق

یتلألأ وجہہ: چہرہ کا چمک اٹھنا۔ تدویر: گولائی۔ ہامۃ: سر، ہر چیز کا کنارہ۔ ج ہام۔ رجل: ہلکا گھنگھریالا بال۔ ج ارجال۔ رجالی۔ جعد: زیادہ گھنگھریالا بال۔ (ک ث) جعادۃً وجعودۃً۔ الشعر: گھنگھریالا ہونا۔ سبط: سیدھے بال۔ ج سباط، سبط (س، ن) سبطا، سبطوطۃً۔ بالوں کا سیدھا ہونا۔ ادعج: بڑی اور زیادہ سیاہ آنکھ والا۔ دعجت (س) دعجًا۔ العین: آنکھ کا بے انتہا سیاہ اور بڑا ہونا۔ اقنیٰ: نتھنے تنگ اور درمیان سے اونچی ناک والا ہونا۔ العرنین: ناک، ہر چیز کا اگلا حصہ۔ ج عرانین۔ کث اللحیۃ: گھنی ڈاڑھی والا۔ ج کثاث۔ کث (ض)، کثاثۃً (س) کثثا: غلیظ ہونا۔ دمیۃ: پتلی جو خون کیطرح سرخ اور منقوش ہو۔ بت۔ ج دُمیٰ۔ الزندین۔ زند کا تثنیہ ہے: کلائی، ہاتھ کا گٹا۔ ج زناد، ازند۔ رحب: کھلا ہوا، کشادہ۔ رحب (ک) رُحبًا (س) رحبًا۔ المکان: کھلا ہوا ہونا۔ کشادہ ہونا۔ الراحۃ: ہتھیلی۔ شثن: موٹا اور سخت۔ مضبوط۔ مسربۃ: سینہ کے مابین پیٹ تک کے بال اجرد: بے بال، چھوٹے بالوں والا۔ ینحط: نیچے اترنا۔ صبب: نشیب۔ ج اصباب۔ عریکۃ: خصلت، عادت، طبیعت۔ عشیرۃ: قبیلہ، جماعت۔ ج عشائر۔ بابَ۔ ہیبۃً: ڈرنا، خوف کرنا۔ اخلائی۔ مرکب اضافی ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔ یا خلائی۔ اخلاء خلیل کی جمع ہے۔ جیسے اطباء جمع طبیب کی ہے۔ ضرورتِ شعریہ کیوجہ سے مقصور کردیا۔ شط (ض، ن) شطًا، شطوطًا: بعید ہونا۔ عزّ (ض) عزاء الشئ: کمیاب ہونا، مشکل ہونا۔ تلاقی: ملاقات۔

توضیح

حضور صلے اللہ علیہ وسلم چہرۂ انور چودہویں رات کے چاند کیطرح چمکتا تھا، چہرہ میں کچھ گولائی تھی، سر بڑا تھا۔ آپ گھنگھریالے بال والے نہیں تھے، بہت زیادہ اور نہ بالکل سیدھے بال والے تھے بلکہ کم گھنگھریالے بال والے تھے، کشادہ پیشانی والے تھے، بڑی اور سیاہ آنکھ والے تھے اور درمیان سے بلند ناک والے تھے، نرم رخسار والے تھے، رنگ آپ کا نکھرا ہوا تھا، ڈاڑھی گھنی تھی، آپ کی گردن خوبصورت تصویر کی گردن کیطرح تھی، آپ کے گٹے لمبے تھے، ہتھیلیاں چوڑی چوڑی تھیں، ہاتھ اور پاؤں موٹے اور سخت تھے، سینہ میں بال والے تھے، پیٹ اور سینہ دونوں ہموار تھے، مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ کے پورے بدن پر بال نہ تھے، جب آپ چلتے تھے تو گویا بلندی سے اترتے ہیں۔ آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح دل کے اعتبار سے اور سب سے زیادہ سچے بات کے اعتبار سے تھے، اور سب سے زیادہ شریف خاندان کے اعتبار سے اور سب سے زیادہ نیک طبیعت کے اعتبار سے تھے، جو آپؐ کو اچانک دیکھتا تو ہیبت میں مبتلا ہو جاتا اور جو آپؐ سے ملتا جلتا تھا وہ آپ سے محبت کرتا، جس سے بھی ملاقات کرتے تھے تو پہلے سلام کرتے تھے۔

میرے دوستو اگر دوست اور اس کا مکان دور ہوگیا اور اس سے ملنا دشوار ہوگیا اور اس کی منزلیں بعید ہوگئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھنا فوت ہوگیا تو تم سے نہیں فوت ہوئی ہے اس کی عادتیں تو یہ ہیں اس کی عادتیں۔

العَشَرَۃُ المُبَشَّرَۃ

عشرہ مبشرہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ہر ایک فضل وکمال میں مشہور ہیں۔

حضرت سعید، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت طلحہ، حضرت عامر، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف، حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

السِّیرَۃُ الصِّدِّیقِیَّۃ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیر

ابوبکر ھو عبداللہ بن عثمان ابی قحافۃ بن عامر، وکان اسمہ عبد رب الکعبۃ فسماہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ، وامہ ام الخیر بنت صخر بن عامر وماتت ھی وابوہ مسلمین، ولابویہ وولدہ وولد ولدہ صحبۃ ولم یجتمع لاحد من الصحابۃ، خُلِفَ یومَ الثلاثاء ثانی یوم موتہ صلی اللہ علیہ وسلم مات لثمان بقین من جمادی الاخرۃ بین المغرب والعشاء ولہ ثلاث وستون، غسلتہ امرأتہ بوصیتہ۔

توضیح

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ابن عثمان ابن ابی قحافہ ابن عامر ہے۔ اور ابوبکر کنیت ہے۔ آپ کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ نام رکھا۔ آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر ابن عامر ہیں۔ آپ کی والدہ اور والد دونوں نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا۔ آپ کے والدین، بچے اور پوتے سب کو حضورؐ کی صحبت حاصل تھی اور کسی صحابی کیلئے یہ خوبیاں جمع نہیں ہوئیں۔ بروز منگل حضورؐ کی وفات کے دوسرے دن آپ کو خلیفہ بنایا گیا۔ جمادی الاخریٰ کی ۲۲ تاریخ کو ۱۳ھ میں مغرب اور عشاء کے درمیان آپکی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی، آپ کی اہلیہ نے ہی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا۔

السِّیرَۃُ الفَارُوقِیَّۃ

حضرت عمرؓ کی سیرت

الفاروقُ ھُوَ ابو حفصٍ عُمَرُ بنُ الخطاب بنِ نُفَیلٍ اَسْلَمَ سنۃَ سِتٍّ اَوْ خَمسٍ قبلَ الھجرَۃِ بعدَ اربعینَ رجلاً، ماتَ لِطعنٍ

ابی لؤلؤۃ غلام المغیرۃ بن شعبۃ لاربع بقین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث وعشرین ودفن غرۃ المحرم ولہ ثلاث وستون ومدۃ خلافتہ عشر سنین ونصف ؛

توضیح

لقب فاروق ہے، کنیت ابوحفص، نام عمر۔ پورا نسب یہ ہے عمر بن خطاب ابن نفیل بن عبدالعزیٰ ابن قرط ابن رباح بن عبداللہ ابن رباح ابن عدی ابن کعب۔

ہجرت سے پانچ یا چھ سال قبل آپ نے اسلام قبول کیا چالیس مرد کے بعد۔ ابولؤلؤہ کے نیزہ مارنے کیوجہ سے جو مغیرہ ابن شعبہ کا غلام تھا آپ نے ۲۳ھ ۲۶ ر ذوالحجہ کو وفات پائی۔ اور محرم کی پہلی تاریخ میں دفن کئے گئے۔ اور آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی، اور آپ کی مدتِ خلافت ساڑھے دس سال ہے۔

السیرۃ العثمانیۃ

حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت

عثمان هو عبد الله بن عفان ابن عبد الله بن العاص بن امیۃ اسلم قدیما قبل دخولہ دار الارقم وهاجر الى الحبشۃ الهجرتین سُمّی ذا النورین لجمعہ بین بنتی النبی صلى الله عليه وسلم رقیۃ وام کلثوم استخلف غرۃ المحرم سنۃ اربع وعشرین وقتل لثانی عشر من ذی الحجۃ سنۃ خمس وثلاثین ولہ اثنان وثمانون سنۃ وصلى عليه حکیم بن حزام ومدۃ خلافتہ اثنا عشر سنۃ ؛

توضیح

نام عثمان ہے، کنیت ابوعبداللہ (لقب ذوالنورین ہے) نسب نامہ یہ ہے: عثمان ابن عفان ابن عبداللہ ابن عاص ابن امیہ۔

آپ دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے اور حبشہ کیطرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ آپ کو ذوالنورین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادی حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے جمع کرنیکی وجہ سے کہا جاتا تھا۔

محرم کی پہلی تاریخ ۲۴ھ کو خلیفہ بنائے گئے اور ۱۲ ر ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید کئے گئے۔ آپ کی عمر ۸۲ سال کی تھی۔ حضرت حکیم ابن حزام نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور آپ کی مدتِ خلافت بارہ سال ہے

السیرۃ العلویۃ

حضرت علیؓ کی سیرت

علی هو ابن ابی طالب ابو الحسن وابو تراب وامہ فاطمۃ بنت اسد اسلم ولہ خمس مع العشر ضربہ عبد الرحمن بن ملجم لسبع عشر من رمضان سنۃ اربعین، ومات بعد

ثلاث ولہ ثلاث وستون او غیرہ ومدۃ خلافتہ اربع سنین وشھور ؛

توضیح نام علی، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے، علی بن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف ۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں۔ آپ کی عمر اسلام لانے کے وقت پندرہ سال کی تھی۔ عبدالرحمن ابن ملجم نے ۴۰ھ بتاریخ ۱۷ رمضان آپ کو نیزہ مارا۔ اور آپ تین روز کے بعد انتقال فرماگئے۔ آپ کی عمر ۶۳ سال یا اس کے علاوہ تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال اور کچھ مہینے ہیں۔

طلحۃ (حضرت طلحہؓ) ھو ابو محمد بن عبد اللہ بن عمرو، اسلم قدیماً، قُتِلَ فِی وقعۃ الجمل العشرین من جمادی الاخریٰ سنۃ ست وثلاثین ولہ اربع وستون سنۃ ؛

توضیح نام طلحہ ہے، کنیت ابومحمد۔ سلسلۂ نسب یوں ہے، طلحہ ابن عبداللہ ابن عمرو۔ آپ بہت پہلے اسلام لاچکے تھے۔ جنگِ جمل میں ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں آپکو شہید کردیا گیا، آپکی عمر ۶۴ سال کی تھی۔

الزبیر (حضرت زبیرؓ) ھو ابو عبد اللہ بن العوام و اُمّہٗ صَفِیَّۃُ عمّۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم اَسلم قدیماً، قُتِلَ سنۃَ ستٍّ وثلاثین ولہ اربع وستون او غیر ذٰلک ؛

توضیح نام زبیر ہے، کنیت ابوعبداللہ ابن عوام ہے۔ آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ آپ شروع ہی میں مسلمان ہوگئے تھے۔ ۳۶ھ میں آپ کو شہید کردیا گیا۔ عمر ۶۴ سال کی تھی یا اس کے علاوہ۔

سعد (حضرت سعدؓ) ھو ابو اسحٰق بن ابی وقاص اسلم قدیماً مات سنۃ خمس وخمسین ؛

توضیح نام سعدؓ ہے، کنیت ابواسحاق ابن ابی وقاص ہے۔ آپ شروع ہی میں مسلمان ہوگئے تھے وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔

سَعِيد حضرت سعیدؓ
هو ابو الاعور بن عبد الرحمٰن اسلم قديمًا مات سَنَةَ احدى وخمسين ؛

توضیح نام سعید، کنیت ابو الاعور ابن عبد الرحمٰن ہے۔ آپ بھی شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ وفات سنہ ۵۱ھ میں ہوئی ہے۔

عبد الرحمٰن حضرت عبد الرحمٰنؓ
هو ابو محمد بن عوف مات سنة اثنين وثلاثين ؛

توضیح نام عبد الرحمٰن، کنیت ابو محمد ابن عوف ہے۔ آپ بھی ابتداء ہی میں اسلام لا چکے تھے۔ وفات سنہ ۳۲ھ میں ہوئی ہے۔

ابو عُبيدة حضرت ابو عبیدہؓ
هو عامر بن عبد الله بن الجراح مات سنة ثمان عشر ؛

توضیح نام عامر، کنیت ابو عبیدہ ابن الجراح ہے۔ وفات سنہ ۱۸ھ میں ہوئی ہے۔

ثمرة العلم
علم کا پھل

لقي هارون الرشيد الكسائي في بعض طرقه فوقف عليه وتحفّى بسؤاله عن حاله فقال: انا بخير يا امير المؤمنين ولو لم اجد من ثمرة الادب الّا ما وهب الله تعالىٰ لي من وقوف امير المؤمنين عليّ لكان ذلك كافيًا.

لغوی تحقیق ثمرۃ: نتیجہ، پھل۔ ج ثمار۔ الکسائی، ابو الحسن بن حمزہ اسدی کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ ہارون الرشید کے اساتذہ میں سے ہیں، آپ کا فنِ قراءت میں بہت بلند مقام ہے اور یہی نہیں آپ علم نحو کے بھی امام تھے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو شخص علم نحو میں مہارتِ تامہ حاصل کرنا چاہے وہ کسائی کا اتباع کرے۔ آپ فنِ قراءت میں حمزہ زیات کے شاگرد ہیں۔ کسائی، سیبویہ، یزیدی، ابو یوسف، محمد میں اکثر مناظرات ہوتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام محمدؒ نے کہا کہ جو شخص سجدۂ سہو میں سہو کرے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، آیا اس کو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ کسائی نے کہا: نہیں۔ امام محمدؒ نے پوچھا: کیوں؟

17/2

کسائی نے جواب دیا کہ نحویوں کا مذہب ہے، المصغر لا یصغر یعنی جب صیغہ کی تصغیر کرلی جائے تو دوبارہ اس کی تصغیر نہیں ہوتی۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ امام محمد اور امام زفر کا ہے۔ جب ہارون نے خراسان کا ارادہ کیا تو کسائی اور محمد ان کے ہمراہ تھے، مقام رنبویہ میں جو علاقہ رئی سے ہے ان دونوں حضرات کی حیات وفا نہ کرسکی۔ اور سنہ ۱۸۳ھ اور بقول انباری سنہ ۱۸۲ھ میں اسی جگہ انتقال کر گئے۔ جس پر ہارون نے حسرت بھرے لہجہ میں کہا آج میں نے فقہ اور لغت کو مقام رے میں دفن کیا۔ تحفی فی الشیٔ، کوشش کرنا۔

توضیح ایک راستہ میں امام کسائی سے ہارون رشید کی ملاقات ہوئی۔ ہارون رشید کھڑا ہوگیا اور بہت ہی خوشی ظاہر کرکے حالت دریافت کی۔ تو کسائی نے جواب دیا امیر المؤمنین میں بخیر ہوں۔ اگر میں علم ادب کے پھل میں سے سوائے اس کے نہیں پاتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی یعنی امیر المؤمنین کا میری وجہ سے رکنا، تو یہ بھی کافی ہوتا۔

وَدَخَلَ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وھُمَا فِی مُذَاکرۃٍ وممَازحۃٍ فقالَ یا امیرَ المؤمنین انّ ھٰذا الکوفی قد غلبَ علیکَ، فقالَ یا ابا یوسفَ! انّہٗ لیاتینی باشیاء یشتمل علیھا قلبی وتاخذ بمجامعِ فقال الکسائی، یا ابا یوسف! ھل لکَ فی مسئلۃٍ؟ فقال، فی نحوٍ او فی فقہٍ؟ فقال، بل فی فقہٍ فضحِکَ ھارونُ حتّٰی فحص برجلیہِ فقال: تلقی علٰی ابی یوسف الفقہ؟ فقال: نعم ثم قال: یا ابا یوسف فما تقول فی رجلٍ قال لزوجتہٖ: انت طالق ان دخلت الدار، قال ان دخلت الدار طلقت، قال، اخطأتَ یا ابا یوسف فضحِکَ الرشید ثم قال فکیف الصواب، قال اذا قال: اَن وجب الفعل دخلتْ بعدُ اَوْ لم تدخل واذا قال: اِن بالکسر لم یجب ولم یقع الطلاق۔

توضیح اور امام ابو یوسفؒ تشریف لائے درانحالیکہ یہ دونوں آپس میں بات چیت اور مزاح کر رہے تھے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ کوفی آپ پر غالب آچکا ہے۔ ہارون رشید نے جواب دیا کہ اے ابو یوسف یہ میرے سامنے کچھ چیزیں بیان کرتا ہے جن میں میری طبیعت لگتی ہے اور میرے دل پر چھا جاتی ہے۔ کسائی نے کہا: اے ابو یوسف کیا آپ کے پاس ایک مسئلہ کا جواب ہے؟ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا نحو کے بارے میں یا فقہ کے بارے میں۔ کسائی نے کہا نہیں بلکہ فقہ کے بارے میں۔ ہارون رشید اس قدر ہنسا کہ اس نے دونوں پیر زمین پر دے مارے۔ ہارون رشید نے کہا تو امام ابو یوسف کے سامنے فقہ کا مسئلہ پیش کرتا ہے۔ کسائی نے جواب دیا۔ ہاں۔ پھر کسائی نے سوال کیا اے ابو یوسف تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کہا انتِ طالقٌ ان دخلت الدار۔ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اگر وہ گھر میں داخل ہوجائے گی تو طلاق پڑ جائے گی۔ کسائی نے کہا: ابو یوسفؒ تم غلط کہہ رہے ہو۔ تو ہارون رشید ہنسا پھر اس نے کہا تو پھر

صحیح کیا ہے؟ کسائی نے جواب دیا جب وہ کہے اَنْ تو فعل واجب ہوگیا۔ اس کے بعد داخل ہو یا نہ ہو۔ اور جب وہ کہے اِنْ کسرہ کے ساتھ تو فعل واجب نہیں ہوا اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اِکْرامُ الشیب

بڑھاپے کی عزت

حدّث محمد بن مسلم الخواص الرجلُ الصالح قال رأیتُ یحییٰ ابن اکثم القاضی فی المنام فقلتُ لہٗ، ما فعل اللّٰہ بك، قال: اوقفنی بین یدیہ وقال: یاشیخ السوء! لولا شیبتك لاحرقتُك بالنار فاخذنی ما یاخذ العبدَ بین یدَی مولاہ، فلما افقتُ قالہا ثانیۃً وثالثۃً فلما افقت قلتُ: یاربِّ! ما ھٰکذا احُدِّثتُ عنك، فقال تعالیٰ ما حُدِّثتَ عنّی؟ قلتُ حدثنی عبد الرزاق، قال حدثنی معمر بن راشد عن ابن شہاب الزہری عن انس بن مالك عن نبیك محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن جبریل عنك یا عظیم انك قلتَ: ما شاب لی عبدٌ فی الاسلام شیبۃً اِلَّا استحییتُ منہ ان اُعذّبہٗ بالنار، فقال اللّٰہ عزوجل: صَدَقَ عبد الرزاق وَصَدَقَ معمرٌ وصدق الزہری وصدق انس وَصَدَقَ نبیّ وَصَدَقَ جبریلُ، انا قلتُ ذٰلك انطلقوا بہ الی الجنۃ ۞

لغوی تحقیق

شیب: بڑھاپا۔ شابَ (ض) شیبًا: بوڑھا ہونا۔ محمد بن مسلم الخواص۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد و پرہیز گار بزرگ تھے اور قرن ثالث کے آخری دور کے مجذوب صفت صاحب حکایات عجیب وغریب شخص تھے۔ افقت۔ افاقۃ من مرضہ: بیماری کے بعد تندرست ہونا۔ عبدالرزاق ابن ہمام بن نافع الحمیری۔ آپ کی ولادت ۱۲۶ھ میں ہوئی۔ اور آپ کی رحلت ۲۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام مصنّف ہے۔ جو آج کل ہمارے درمیان مصنف عبدالرزاق کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ ذہبی نے آپ کی کتاب مصنّف کو علم کا خزانہ لکھا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرزاق سے بڑھ کر روایت حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ، یحیٰی بن معین، علی بن المدینی آپ کے جید تلامذہ میں سے ہیں۔ معمر بن راشد الاسدی۔ آپ بطور مہمان یمن تشریف لے گئے اور وہیں ۱۵۴ھ میں وفات کر گئے۔

توضیح

ایک نیک شخص محمد ابن مسلم خواص نے بیان کیا کہ میں نے یحیٰی ابن اکثم قاضی کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اے برے بوڑھے اگر تیرے بال سفید نہ ہوتے تو میں تجھے آگ میں جلا دیتا۔ تو مجھے اس چیز نے پکڑ لیا جو غلام کو مولیٰ کے سامنے پکڑ لیتی ہے (یعنی بیہوشی) جب مجھے افاقہ ہوا تو اللہ تعالےٰ

نے دوسری اور تیسری بار بھی فرمایا۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا مجھے آپ کے بارے میں اس طرح کی حدیث نہیں بیان کی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے بارے میں کیا حدیث بیان کی گئی ہے؟ تو میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی ہے، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے حضرت انسؓ ابن مالک نے اور ان سے آپ کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے، ان سے حضرت جبرئیلؑ نے اور حضرت جبرئیلؑ سے آپ نے اے عظمت والے تو نے کہا میرا کوئی بندہ اسلام میں بوڑھا نہیں ہوتا مگر میں اس سے شرماتا ہوں کہ اسے آگ میں عذاب دوں۔ تو اللہ تعالےٰ نے کہا عبدالرزاق نے بھی سچ کہا اور معمر نے بھی اور زہری نے بھی اور حضرت انسؓ نے بھی اور حضرت جبرئیل نے بھی سچ کہا کہ میں نے یہ کہا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔

اِعْتِوَارُ الاِعْرَاب

حرکت کی تبدیلی

تعذّر على رجلٍ لقاءُ المأمونِ في ظلامةٍ، فصاحَ على بابهٖ انا احمدَ النبی المَبعوث فأُدخِلَ اليهِ، وأعلِم انه تنبّأ فقال لهٗ ما تقول: فذكر ظلامته فقال لهٗ ما تقول فيما حُكِيَ عنك؟ فقال وما هو؟ قال ذكروا انك نبيٌّ فقال: معاذ اللهِ انما قلتُ: احمدُ النبيَّ المبعوث افانت يا اميرالمؤمنين ممن لايحمده؟ فاستظرفه وأمر بانصافه ؛

لغوی تحقیق اعتوار: ہاتھ در ہاتھ لینا۔ ظلامۃ: ظلم جو تم برداشت کرو۔ ج مظالم۔ تنبأ: ثبوت کا دعویٰ کرنا۔ فاستظرفہ۔ استظرف: ظریف الطبع سمجھنا۔

توضیح ایک شخص کیلئے مامون سے اپنے حق کے طلب کرنے کے سلسلہ میں ملاقات مشکل ہوگئی تو اس نے دروازے پر آواز لگائی "انا احمد النبی المبعوث" تو مامون کے پاس داخل کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، تو مامون نے اس سے کہا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تو اس نے اپنا حق بیان کیا۔ مامون نے اس سے پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو اس چیز کے بارے میں جو تمہارے متعلق نقل کی جا رہی ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ تو مامون نے کہا کہ لوگوں نے یہ بیان کیا کہ تو نبی ہے۔ اس نے کہا معاذ اللہ۔ میں نے کہا "احمدُ النبیَّ المبعوثَ" یعنی میں تعریف کرتا ہوں نبی مبعوث صلے اللہ علیہ وسلم کی تو آپ اے امیر المؤمنین کیا ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ کی تعریف نہیں کرتے۔ تو مامون نے اس کو ظریف الطبع آدمی سمجھا اور اس کو اس کا حق دینے کا حکم دیا۔

صَونُ اللسَانِ عمّا یؤولُ الیه

زبان کی حفاظت اس چیز سے جو اسی کیطرف لوٹ آتی ہے

خرج شریح القاضی من عند زیاد، وترکہ یجود بنفسه فسألہ الناس عن حالہ فقال ترکته یأمر وینھی فجزعوا السلامة فما راعھم الا صیاح النائحات علیه فسئل شریح عن قوله فقال: ترکته یأمر بالوصیۃ وینھی عن البکاء علیه ۔

لغوی تحقیق

صون (ن) پناہ دینا، محفوظ رکھنا، حفاظت کرنا۔ شریح بن الحارث بن قیس کندی الوامیہ۔ آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے اور مشہور و معروف قاضی ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا، چنانچہ آپ نے ۷۵ سال امور قضاء کو بخوبی انجام دیا۔ آپ نے ایک سو سال یا ایک سو آٹھ سال، یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ۷۶ھ یا ۷۸ھ یا ۷۹ھ یا ۸۶ھ میں اس دار فانی سے دار بقاء کو رحلت فرمائی۔ یجود آن۔ جودًا بخشش میں غالب آنا بنفسه، جان دینا۔ راعھم۔ روعًا، پریشان کر دینا، گھبرا دینا۔ صیاح۔ صاح (ن) صیحًا، صیاحًا، شور مچانا، چیخنا، چلانا۔ النائحات۔ جمع نائحۃ: نوحہ اور واویلا کرنیوالی عورت۔

توضیح

قاضی شریح زیاد کے پاس سے نکلے درانحالیکہ وہ جان دینے کے قریب تھا تو لوگوں نے آپ سے زیاد کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا میں نے اسے چھوڑا امر و نہی کرنے کی حالت میں تو لوگ اس کی سلامتی پر گھبرا اٹھے تو نہیں ڈرایا ان کو مگر اس پر نوحہ کرنیوالی عورتوں کی چیخ و پکار نے۔ تو شریح سے ان کے قول کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اسے چھوڑا وصیت کا حکم کرتے ہوئے اور رونے سے منع کرتے ہوئے۔

ما الحیلۃ لمن خُلق قبیحَ الوجه

اس شخص کیلئے کیا تدبیر ہے جو بدصورت پیدا کیا گیا ہو

قال الاصمعی رحمه الله: دخلت یومًا علی جعفر بن یحیی فقال لی: ھل لك یا اصمعیُّ! من زوجۃٍ؟ قلت: لا قال: فجاریۃ؟ قلت للمھنۃ، قال: فھل لك ان اھب لك جاریۃ نظیفۃ قلت: انی لمحتاج الی ذلك فأمر بجاریۃ فأخرجت وھی فی غایۃ الحسن والجمال والھیئۃ والظرف فقال لھا، قد وھبتك لھذا، وقال لی، خذ ھذہ فشکرته وبکت الجاریۃ وقالت یا سیدی! أتدفعنی لھذا الشیخ؟ مع ما اری من سماجته وقبح منظرہ وجزعت

جزعًا شديدًا فقال لي: يا اصمعي! هل لك أن أعوضك منها ألف دينار؟ فقلت ما اكره ذلك فامرلي بها ودخلت الجارية فقال لي يا اصمعي! انكرت عليها شيئا فاردت عقوبتها ثم رحمتها منك، فقلت يا ايها الامير افلا اعلمتني قبل ذلك فاني لم اتك حتى سرحت لحيتي واصلحت وجهي وعمتي فلو عرفت الخبر لسرت على هيئتي وخلقي، فوالله لو رأتني كذلك لما عاودت شيئا تنكره ابدًا؛

لغوی تحقیق الحيلة: تجویز، تدبیر۔ ج حیل۔ الاصمعی۔ ابوسعید، عبدالملک۔ جاحظ کی طرح یہ بھی بدصورتی میں مشہور تھے، مگر ادب ولغت اور حفظ دواوین عرب میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خود آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے سولہ ہزار اشعار حفظ ہیں۔ ہارون الرشید آپکو سلطان الشعراء کے لقب سے یاد کرتا تھا، اخفش فرماتے ہیں کہ اصمعی وخلف سے بڑھ کر کسی کو اشعار حفظ نہ تھے، لیکن اصمعی نحوی بھی تھا اسلئے اس کا علم خلف سے بڑھا ہوا تھا۔ ابوحاتم سجستانی، صفانی، عبدالرحمن بن عبداللہ، ابوالفضل ریاشی، احمد ترمذی وغیرہ آپکے تلامذہ ہیں۔ ایک دن ایک شخص نے آپ کی مجلس میں کہا کہ زمانہ خراب ہوگیا ہے تو آپ نے بلاتکلف یہ شعر کہا۔

ان الجديدين في طول اختلافهما لا يفسدان ولكن يفسد الناس

آپ نے تقریبًا اسّی سال کی عمر پائی ہے اور ۲۱۵ھ میں یا ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ المهنة: کام کی مہارت، خدمت ج مِهَن، مُهن۔ سماحة: جود وسخاوت، کرم بخشش۔ سرحت۔ تسریحًا: کنگھا کرنا۔ عمتی۔ عمة: پگڑی باندھنے کی ہیئت۔

توضیح اصمعی نے بیان کیا کہ میں ایک دن جعفر ابن یحیٰی کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے اصمعی! کیا تمہاری بیوی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو جاریہ ہے؟ تو میں نے کہا کام کاج کیلئے تو جعفر ابن یحیٰی نے کہا کیا صاف ستھری باندی ہبہ کے طور پر تمہیں دیدوں۔ تو میں نے کہا کہ ہاں میں اس کا ضرورت مند ہوں تو اس نے ایک جاریہ دینے کا حکم دیا، جاریہ نکالی گئی، وہ بہت زیادہ حسین وجمیل خوشحال اور خوش وضع تھی۔ جعفر نے باندی سے کہا میں نے تجھے ہبہ کردیا اس کو، اور مجھ سے کہا یہ لے لو۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا، باندی رونے لگی اور اس نے کہا کیا آپ مجھے ہبہ کررہے ہیں، اس شیخ کے لئے باوجودیکہ میں آپکی سخاوت، اور اس کی بدصورتی دیکھ رہی ہوں۔ اور بہت زیادہ گھبرانے لگی تو مجھ سے کہا، اے اصمعی کیا تمہیں اس کی رغبت ہے کہ میں تمہیں اس کے بدلے ایک ہزار دینار دوں۔ تو میں نے کہا میں اسے پسند کرتا ہوں، میں اسے ناپسند نہیں کرتا، پھر ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور باندی اندر چلی گئی تو مجھ سے جعفر کہنے لگا، اے اصمعی مجھے اس کی ایک حرکت ناگوار گذری تھی، میں نے چاہا تھا کہ اسے سزا دوں، آپ کے ذریعہ میں نے رحم کھایا آپ کی وجہ سے۔ تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین کیوں آپ نے مجھے اس سے پہلے نہیں بتایا۔ اس لئے کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا مگر ڈاڑھی میں کنگھی لگا کر اور پگڑی سنوار کر۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اپنی صورت میں آتا، تو قسم خدا کی اگر وہ

مجھے اس طرح دیکھتی تو کبھی دوبارہ آپ کیلئے ناگوار حرکت نہیں کرتی۔

اِعْلَمْ (هَدَاكَ اللّٰهُ) مَا ذَكَرْتُ مِنْ قُبْحِ وجهه مَعَ علمه الذی زَيَّنَهُ اللّٰهُ به واشتهر شرقًا وغربًا وكذا ينبغی لِمَنْ خُلِقَ قبيحَ الصورة ان يَدَّخِرَلها الاخلاق الحِسَان والافعال المدوح عليها لئلا يكونَ جامعًا بين قبحين ومن ههنا مَا رُوِیَ كان الاوقص المخزومی اقبحَ الناس خلقة ومارُوی مثلُهُ فی العفاف والزهد وكان قاضی مكة۔ فقال يومًا لجلسائه قالت لی اُمّی ، يابُنَیَّ انك خُلِقتَ خلقةً لا تصلح معها لمجالسة الفتيان فی بيوت القيان فعليك بالدين، فان اللّٰه تعالیٰ يرفع به الخسيسة ويتم به النقيصة فنفعنی اللّٰه بكلامها فولیتُ القضاءَ وَرُوِیَ ان امَّ مالك بن انس اوصت بمثل هٰذه الوصية حِينَ اراد ان يتعلّم الغناءَ فی حداثته فتركه، وتعلَّمَ العلم فذهب به حيث بلغ وكان عطاء بن ابی رباح اعورَ، اسود، افطس، اشلَّ ، اعرج، ثم عَمِیَ وامُّه سوداء تسمّٰی بركة وقيل لاهل مكة بعد موته : كيف كان عطاء بن ابی رباح فيكم؟ قالوا كان مثل العافية التی لا يُعرف فضلها حتّٰی تفقد ؛

لغوی تحقیق

يَدَّخِر۔ از خر بمعنی ذخر (ف) ذخرًا الشیٔ ، وقت ضرورت کیلئے پوشیدہ رکھنا۔ حسان۔ جمع حسن۔ العفاف: پارسائی۔ عفّ (ض، عفًّا وعفافًا حرام یا غیر مستحسن سے رکنا، پاکدامن ہونا۔ صفت مذکر عفیف وعفّ۔ ج اعفّة۔ صفت مؤنث عفیفة۔ ج عفیفات۔ القیان۔ قین: غلام۔ الخسیسة۔ الخسیس کا مؤنث: فرومائگی ج خسائس۔ خسّ (س) خساسةً وخسوسةً وخسّةً ، رذیل ہونا۔ وزن یا اندازہ میں کم ہونا۔ النقیصة: عیب گیری، بُری خصلت۔ ج نقائص۔ حداثة: ابتدائی جوانی۔ عطاء بن ابی رباح اسلم القرشی۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ کی ولادت یمن کے ایک مقام جند میں ۲۷ھ میں ہوئی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا، ابتدائی تعلیم وتربیت مکہ میں ہوئی، بچپن ہی سے سادہ مزاج اور ذکاوت وتجابت آپ کے چہرہ سے نمایاں تھیں، آپ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ اگرچہ آل یسرہ بن ابی خیثم فہری کے غلام تھے مگر فضل وکمال، زہد وتقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ تابعی تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ عطاء بن ابی رباح بڑے ثقہ فقیہ اور عالم اور کثیر الحدیث تھے۔ علامہ نحوی فرماتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ کے مفتی اور مشہور امام تھے، بڑے بڑے ائمہ آپ کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے افضل نہیں دیکھا، امام رازی کا بیان ہے کہ حضرت عطاء دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے، حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ والو تم میرے پاس جمع ہوتے ہو حالانکہ تمہارے درمیان عطاء ابن ابی رباح موجود ہیں۔ آپنے اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اعور: کانا۔ اسود: سیاہ۔ افطس: چپٹی ناک والا۔ اشل: جس کے جسم میں رعشہ ہو۔

توضیح یاد رکھو مجھے ہدایت دے اللہ تعالیٰ جو میں نے اصمعی کی بدصورتی بیان کی وہ ان کے اس علم کے ساتھ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انھیں مزین کیا اور مشرق و مغرب میں مشہور ہوئے اور اس طرح پر بدصورتی کیلئے اچھے اخلاق اور ممدوح افعال کا کرنا کہ دو بدصورتی کے درمیان جمع کرنیوالا نہ ہو اور اس موقع کے مناسب وہ واقعہ ہے جو نقل کیا جاتا ہے کہ اوقص مخزومی بہت ہی بدصورت تھے لیکن پاکدامن اور تقویٰ میں انکی نظیر نہیں تھی اور وہ مکہ کے قاضی تھے، ایک دن اپنے مصاحبین سے فرمایا کہ مجھ سے ماں نے کہا اے بیٹے تو اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ تو جوانوں کے ساتھ غلاموں کے گھروں میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہے لہٰذا تو دین کو مضبوط پکڑے رہنا، چونکہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ ذلت کو ختم فرمائیں گے اور نقصان کو پورا فرمائیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ نے مجھے فائدہ پہنچایا ماں کی بات کیوجہ سے، چنانچہ میں قاضی بنایا گیا۔ اور منقول ہے کہ حضرت مالکؒ بن انس کی والدہ نے بھی اسی طرح نصیحت کی تھی جب انھوں نے یہ چاہا تھا کہ بچپن میں گانا بجانا سیکھیں تو والدہ کی نصیحت پر انھوں نے اسے چھوڑ کر علم حاصل کیا اور اس کی وجہ سے بہت بڑے مرتبہ کو پہنچے۔ اور حضرت عطاء ابن ابی رباح کالے سیاہ ناک کے چپٹے ہاتھ شل پاؤں کے لنگڑے تھے پھر اندھے ہوگئے تھے، حضرت کی والدہ بھی کالی تھیں، نام برکہ تھا اور مکہ والوں سے ان کے انتقال کے بعد پوچھا گیا کہ عطاء بن ابی رباح تم میں کیسے تھے، تو انھوں نے کہا کہ اس سلامتی کیطرح تھے کہ جس کی قدر ہوتی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد۔

التفكر في القضاء

فیصلہ میں غور و فکر

مِنْ عَجَائِبِ حِكَمِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا إِذْ جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِأَحَدِهِمَا فَقَالَتْ هٰذِهٖ: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَاخْتَصَمَتَا إِلَى دَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضَى بِهٖ لِلْكُبْرَى فَمَرَّتَا عَلَى سُلَيْمَانَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ائْتُونِي بِسِكِّيْنٍ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا يَرْحَمُكَ اللهُ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهٖ لِلصُّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنْ كُنْتُ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَبْلَ ذٰلِكَ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ؛

لغوی تحقیق عجائب۔ جمع عجیبۃ: حیرت انگیز چیز۔ حِکَم۔ جمع حکمت: دانائی، عقل۔ سکین: چھری۔ مدیۃ: بڑی چھری۔

توضیح حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب وغریب حکمتوں میں سے امام مسلم کی نقل کردہ روایت ہے کہ جو حضرت ابوہریرہؓ نے حضورؐ سے نقل کی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتیں یعنی جن کے ساتھ دو بچے تھے، اچانک

ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک بچہ کو لے گیا تو اس نے کہا (دوسری سے) کہ تیرے بچہ کو لے گیا۔ دوسری نے کہا (پہلی سے) کہ تیرے بچہ کو لے گیا ہے۔ دونوں نے اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پیش کیا، تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ کیا، دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گذریں اور دونوں نے صورت حال بیان کی، تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس ایک چھری لاؤ، میں اسے ٹکڑا کر کے تم دونوں میں تقسیم کر دوں گا۔ تو چھوٹی نے کہا، نہیں خدا کی قسم اللہ آپ پر رحم کرے یہ اسی کا بیٹا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا میں نے اس سے پہلے سکین نہیں سنا تھا اس بنا پر کہ میں مدیہ کے سوا نہیں استعمال کرتا تھا۔

كيف النجاة من الالسنة الطامعة

اچھی زبان سے نجات کس طرح ملے

وكان لابي دلامة برذون اعجف حطم هرم فدخل على المهدي يوما وبين يديه مسلمة الوصيف فقال يا امير المؤمنين: اني جلبت ببابك مهرا ليس لاحد مثله واحببت ان اهديه لك فان احببت ان تشرفني بقبوله فامر بادخاله فخرج وادخل برذونه فقال له المهدي اي شيء هذا؟ ويلك، الم تزعم انه مهر؟ فقال له ابو دلامة: او ليس هذا مسلمة الوصيف قائما بين يديك؟ تسميه الوصيف وله ثمانون سنة، فان كان مسلمة وصيفا فهذا مهر، فجعل المهدي يضحك ومسلمة يشتمه، فقال له المهدي، ويلك ان لهذه اخوات والله ليضحكن بك في المحافل فقال: والله يا امير المؤمنين لافضحنه، فليس في مواليك احد الا وقد وصلني وغيره فما شربت الماء له قط، فحكم عليه المهدي ان يشتري نفسه بثلاثة آلاف درهم فقال له مسلمة على ان لا تعاود، فقال ابو دلامة: افعل، فحملها اليه۔

لغوی تحقیق

الالسنۃ۔ جمع لسان: زبان۔ لسن (ن) لسنا: تیز زبان والا ہونا (س) لسنا: فصیح و بلیغ ہونا۔ برذون: تاتاری گھوڑا۔ اعجف: لاغر، دبلا، کمزور۔ عجف (ن، ض) الدابۃ: جانور کو لاغر کرنا۔ عجف (س) عجف (ک) کمزور ہونا، دبلا ہونا۔ حطم: ٹوٹے ہوئے جسم والا۔ حطم (ض) حطما: توڑنا۔ ہرم: بوڑھا۔ الوصیف: نابالغ غلام۔ مہرا: گھوڑے کا بچہ۔

توضیح

ابو دلامہ کے پاس ایک تاتاری گھوڑا تھا جو کمزور، بہت بوڑھا اور شکستہ جسم تھا۔ مہدی کے پاس ایک دن آیا اور اس کے سامنے مسلمہ غلام تھا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے آپ کے دروازہ پر ایک ایسا بچھڑا پیش کیا کہ کسی کے پاس اس طرح کا نہیں ہے اور میں چاہتا

ہوں کہ آپ کو ہدیہ میں دیدوں، اگر آپ کی خواہش ہو تو آپ شرف قبولیت سے مجھے نوازیں۔ تو مہدی نے لانے کا حکم دیا تو وہ نکلا اور اپنا تاتاری گھوڑا لایا تو اس سے مہدی نے کہا، یہ کیا ہے؟ تیرا ناس ہو۔ کیا تو نہیں کہتا تھا کہ وہ بچھیرا ہے۔ تو اس سے ابودلامہ نے کہا اور کیا یہ مسلمہ غلام جو تیرے پاس کھڑا ہے تو اسے غلام نہیں کہا درانحالیکہ اس کی عمر اسّی سال ہے، تو اگر مسلمہ غلام ہو سکتا ہے تو یہ بچھیرا ہے۔ اس پر مہدی ہنسنے لگا اور مسلمہ اسے گالی دینے لگا۔ مہدی نے ابودلامہ سے کہا کہ تیرا ناس ہو، اس کی چند بہنیں ہیں۔ قسم خدا کی وہ تجھ پر مجلسوں میں ہنسوائیں گی۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المؤمنین میں اس کو ضرور رسوا کروں گا۔ آپ کے غلاموں میں کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ کہ کچھ نہ دیا ہو، کبھی میں نے اس کا پانی نہیں پیا۔ مہدی نے مسلمہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا کہ وہ تین ہزار درہم کے ذریعہ اپنے کو خریدلے۔ تو مسلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اے ابودلامہ تو دوبارہ مجھ سے کچھ نہ کہے۔ تو ابودلامہ نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ تو مسلمہ نے وہ تین ہزار درہم ابودلامہ کو دیدیئے۔

الفَرحُ علَی العِلمِ

علم پر اظہار مسرت

رأیتُ فی بعض الفرائد ان الحجّاجَ قال لابی عمرو، ما وجہ قراءتک الّا مَن اغترف غَرفۃ بفتح الغین فقال: ابلغنی ریقی، فقال: قد ابلغتک الفرات، وقال: قاتل اللّٰہ ابن ام الحجاج لئن لم تأتنی بالجواب الی خمسۃ عشر یومًا لاقتلنّک شرّ قتلۃ، ووکل بہ موکلین، فخرج ابو عمرو یطوف فی احیاءِ العرب فلم یجد لہ حجۃً الی یوم وعدہٖ، فجرّہ الموکلون بہ لیرجعوہ الی الحجاج فسمع راعیًا یُنشِدُ ؎

ربما تجزعُ النفوسُ عن الامر ؛ لہ فَرجۃ کحل العقال

فقال لہ ابو عمرو: کیف تُنشدُ ھذا البیتَ لہ فَرجۃ او فُرجۃ؟ فقال فُرجۃ و فَرجۃ، وکذلک کل ماجاءَ علی فعلۃ، قلنا فیہ ثلاثُ لغاتٍ، فقال لہ ابو عمرو فما سببُ انشادک ھذا البیتَ فی ھذا الوقتِ؟ فقال انا کنا خائفین مِنَ الحجاج وقد بلغنا نعیہ قال واللّٰہ لا ادری بایھما کنتُ اشدّ فرحًا بوجدانی الجوابَ والحجۃ لقولی واختیاری ام بموت الحجاج ؛

لغوی تحقیق

الفرائد۔ جمع فریدۃ۔ مؤنث فرید: نفیس جوہر، نوادر۔ التی بالفرائد یعنی ایسے الفاظ جو فصیح وبلیغ اور عربی الاصل ہونے پر دلالت کریں۔ ابوعمرو ابن علاء۔ آپ کی ولادت ۶۸ھ میں ہوئی، آپ انتہائی خوش الحان تھے، اور فن قراءت سے خصوصی لگاؤ رکھتے تھے، آپ کا شمار قراء سبعہ میں ہوتا ہے۔

اور قرارت کے ساتھ ساتھ لغت وعربیت میں بھی آپ کا بہت بلند مقام ہے۔ عُرْفَة: چلو۔ ج غرف۔ ابلعنی ریقی: مجھے تھوک نگلنے کی مدت کی فرصت دے۔ یہ ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فی الفور جواب کا مطالبہ نہ کیجئے بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دینے کا موقع دیجئے۔ راعِیًا: مویشی چرانے والا، نگراں۔ فرجۃ: دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔ ج فرج۔ فَرَجَ (ض) فرجًا وفرج الشئ: کشادگی کرنا۔ عقال: رسی۔ نعی: خبر وفات۔

توضیح میں نے بعض نوادرات میں یہ دیکھا ہے کہ حجاج نے ابوعمرو سے کہا کہ لامن اغترف غرفۃ غین کے فتحہ کے ساتھ، تمہارے پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے تھوک تو نگلنے دو۔ تو اس نے کہا کہ میں نے تمہیں نہر فرات نگلنے کی فرصت دیدی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ حجاج کی ماں کے بیٹے کو ہلاک کرے۔ اگر تو نے پندرہ دن تک جواب نہیں دیا تو میں تمہیں بری طرح قتل کروں گا۔ چنانچہ حجاج نے کچھ افراد کو آپ پر دیکھ بھال کیلئے متعین کردیا تو ابوعمرو عرب کے قبیلوں میں چکر لگاتے رہے مگر وعدہ کے روز تک انھیں کوئی دلیل نہیں ملی، پس لوگ آپ کو گھسیٹ کر لارہے تھے کہ راستے میں ایک چرواہے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

(شعر)۔ بسااوقات طبیعتیں گھبرا جاتی ہیں اس سے کہ اس کیلئے فراخی ہوتی ہے اونٹ کے گھٹنے سے رسی کھولنے کیطرح۔ ابوعمرو نے چرواہے سے پوچھا: تم یہ شعر فَرجہ یا فُرجہ پڑھ رہے ہو؟ چرواہے نے کہا: دونوں طرح، کیونکہ ہر فعلۃ کے وزن والے لفظ میں ہمارے یہاں تین لغتیں ہیں۔ ابوعمرو نے کہا: اس وقت اس شعر کو پڑھنے کا کیا مطلب۔ اس نے کہا ہم حجاج سے خوف کررہے تھے، اور ابھی ابھی ہمیں اس کی خبر ملی ہے کہ ابوعمرو کا بیان ہے کہ میں فرق نہیں کرسکا کہ ان دونوں میں سے کس سے زیادہ خوشی ہوئی، آیا جواب پانے کی وجہ سے یا حجاج کے موت کی خبر سننے کیوجہ سے۔

جزاءُ الطّمع

لالچ کا بدلہ

كان ابن المغازل رجلًا يتكلم ببغداد على الطرق بأخبار ونوادر متنوعة وكان نهايةً في الحذق لا يستطيع من سمعه ان لا يضحك قال، وقفت يومًا على باب الخاصة أضحك الناس وانا دُرٌ لحضر خلق بعض خدام المعتضد فاخذتُ في نوادر الخدم فاعجبه بذلك فانصرف ثم عاد فاخذ بيدي وقال دخلتُ فوقفتُ بين يدى سيدي فتذكرتُ حكايتك فضحكتُ فانكر عليّ وقال: مالك؟ ويلك، فقلتُ، على الباب رجل يُعرف بابن المغازل يتكلم بحكايات ونوادر تضحك الثكول فامر باحضارك ولى نصف جائزتك فطمعتُ

في الجائزة، وقلتُ: يا سيّدي انا ضعيفٌ وعليّ عيلة فلو اخذتُ سدسها او ربعها فأبى وادخلني
فسلّمتُ فردّ السّلام وهو ينظر في كتابٍ فنظر في الثّر وانا واقفٌ، ثم اطبقه ورفع
رأسه اليّ وقال: انت ابن المغازل؟ قلتُ نعم يا مولاي. قال بلغني انك تحكي وتضحك
بنوادرَ عجيبة، فقلتُ: يا امير المؤمنين الحاجة تفتق الحيلة، اجمع للناس حكاياتٍ
اتقرّب بها الى قلوبهم فالتمس برّهم، فقال هاتِ ما عندك، فان اضحكتني اجزتُك بخمس
مائة درهم وان انا لم اضحك فمالي عليك؟ فقلتُ للحين ما معي الّا قفاي، فاسأل ما احببتَ
قال انصفتَ ان لم تضحكني اصفعك بذلك الجراب عشر صفعات فقلتُ ما اخطأني عسى
نيله ريح ان اضحكته ربحتُ واخذتُ الجائزة والا فعشر صفعاتٍ بجراب منفرج شيءٌ هيّن
ثم اخذتُ في النوادر والحكاياتِ والنعاشة والعبارة فلم اَدَع حكايةَ اعرابيٍّ ولا نحويٍّ
ولا مخنثٍ ولا قاضٍ ولا نبطي ولا سندي ولا زنجي ولا خادم ولا تركي ولا شاطر ولا عيار
ولا نادرة ولا حكاية الّا واحضرتُها حتى نفد كل ما عندي وتصدّع راسي وفترتُ و
بردتُ ولم يبق ورائي خادم ولا غلام الا وقد ماتوا من الضحك وهو مقطّب لا يتبسم فقلت
قد نفد ما عندي ووالله ما رأيتُ مثلك قط، فقال لي: هيه ما عندك فقلتُ: ما بقي لي
سوى نادرة واحدة قال هاتها، قلتُ: وعدتني ان تجعل جائزتي عشر صفعاتٍ واسألك
ان تضعفها لي وتضيف اليها عشر صفعاتٍ أخرى فاراد اَن يضحك ثم تماسك وقال: نفعل
يا غلام خذ بيده ثم مددتُ قفاي فصُفِعتُ بالجراب صفعةً فكانّها سقطت على قفاي قطعة
واذا هو مملوءٌ حصا مدوّرا فصُفِعتُ عشرًا فكادتْ أن تنفصل رقبتي وطنّت أذناي
وانقدح الشعاع من عيني فصحتُ يا سيّدي: نصيحة فرفع الصفع بعد ان عزم على العشرين
فقال: قل نصيحتك فقلتُ يا سيّدي: انه ليس في الديانة احسنُ من الامانة واقبح من
الخيانة وقد ضمنتُ للخادم الذي ادخلني نصفَ الجائزة على قلّها وكثرها، وامير المؤمنين
بفضله وكرمه قد أضعفها وقد استوفيتُ نصفي وبقي نصفه فضحك حتى استلقى واستفزّه
ما كان سمع فتحامل له فما زال يضرب بيديه الارض ويفحص برجليه ويمسك بمراق
بطنه حتى اذا سكن قال عليّ به، فأتي به وامر بصفعه وكان طويلا فقال: وايش
جنايتي؟ فقلت له: هذا جائزتي وانت شريكي فيها، وقد استوفيتُ نصيبي منها و
بقي نصيبك فلما اخذه الصفع وطرق قفاه الوقع اقبلتُ الومه، واقول له: قلتُ لك: انّي
ضعيف معيل وشكوتُ اليك الحاجة والمسكنة واقول لك: خذ ربعها او سدسها
وانت تقول: لا آخذ الا نصفها ولو علمتُ ان امير المؤمنين اطال الله بقاءه، جائزته

الصَّفعَ وَهَبتُهَا لَكَ كلها فعادَ إلى الضحكِ مِنْ عِتَابِي للخادِمِ فلما استوفى نصيبهُ اخرجَ صرّةً فيها خمسمائة درهم وقال هذه كنتُ اعددتُها لكَ فلم يدعكَ فضولكَ حتى اخضرتَ شريكًا لكَ فقلتُ: واين الامانة؟ فقسمها بيننا وانصرفت ؛

لغوی تحقیق

ابن المغازل۔ علامہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ یہ بغداد میں ایک پرمزاح وظریف الطبع شخص تھا، نہایت ہوشیار اور خداداد عقل کا مالک تھا جس کو بہت سے چٹکلے اور کہانیاں یاد تھیں، جو بھی کوئی اسے سنتا وہ ہنسے بغیر نہ رہتا اور قسم قسم کے افسانے سنا کر ہنساتا رہتا تھا۔ اس کی ولادت منصور کے دورِ خلافت میں ہوئی اور قرنِ ثالث کے آخر میں یعنی تقریباً ۲۹۸ھ میں انتقال کرگیا۔ نوادر۔ جمع نادرۃ۔ نادر کا مؤنث۔ نوادر الکلام ؛ فصیح وبلیغ کلام۔ نَدُرَ (ک) ندارۃً۔ الکلام ؛ فصیح ہونا، عمدہ ہونا عجیب وغریب ہونا۔ متنوعۃ۔ تنوع سے اسم فاعل ہے ؛ قسم قسم کی باتیں۔ الحذق (ض، س) حذقًا، حذاقًا، حذاقۃً ؛ چالاک وماہر ہونا۔ باب الخاصۃ ؛ بغداد میں ایک مشہور گیٹ ہے۔ اتنادر۔ تنادر ؛ عجائبات بیان کرنا۔ الخدم۔ جمع خادم۔ الثکول۔ کصبور۔ ثکل بالضم سے مشتق ہے بمعنی موت وہلاکت۔ ثکل (س) ثکلاً ابنہ ؛ گم کرنا، کھودینا۔ عیلۃ۔ عال (ض) عیلاً، عیلۃً، عیولاً ؛ ضرورت مند ہونا۔ صفت عائل۔ مؤنث عائلۃ۔ اسم عَیلۃ۔ تفتق۔ (ن، ض) فتقًا۔ الشئ ؛ پھاڑنا۔ الثوب ؛ سیون ادھیڑنا۔ بات۔ اسم فاعل بمعنی بیار یعنی لا۔ اجزتک۔ متکلم کا صیغہ ہے بمعنی دینا۔ للحین۔ لام بمعنی فی ہے بمعنی فورًا۔ اصفعک صفعہ (ف) صفعًا ؛ طمانچہ مارنا۔ الجراب ؛ تھیلا۔ ما اخطار۔ کلمۂ ما نافیہ ہے۔ الجائزۃ ؛ بخشش۔ النعاشۃ۔ قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولعلہ النقاشۃ بالنون والقاف بالکسر حرفۃ النقاش ؛ نقش ونگار کرنیوالا۔ نبطی۔ نبط کیطرف منسوب ہے۔ نبط ایک پہاڑی ہے جس کیطرف ایک عجمی قوم منسوب ہے جو عراقین کے مابین آباد ہوئی تھی۔ شاطر ؛ ہوشیار، چالاک۔ ج شطار۔ عیار۔ آوارہ گرد۔ نفد (س) نفادًا ؛ ناپید ہونا، ختم ہونا۔ فترت (ن) فتورًا ؛ تیزی کے بعد ساکن ہونا۔ اور سختی کے بعد نرم پڑنا۔ بردت (ن) بردًا (ک) برودۃً ؛ ٹھنڈا ہونا۔ مقطب۔ قطب (ض) قطبًا قطوبًا ؛ بدمزاجی کرنا۔ قفا ؛ گدی۔ طنت (ض) طنًا الاذن ؛ جھنکار پیدا ہونا، بجنا، جھنجھنانا۔ الناقوس اوالذباب ؛ بھنبھنانا۔ انقدح ؛ آگ نکلنا۔ استغزہ۔ استغزازًا ؛ متحیر کردینا، باوجود مصیبت کے برداشت کرنا۔ نحص۔ نحصًا برجلہ ؛ پیروں سے کھودنا۔ مراق ؛ پیٹ کا ملائم اور پتلا حصہ۔ ایش۔ ای شئ کا مخفف ہے۔ الوقع، وقع (س) وقعًا۔ الرجل ؛ پیروں کا دردمند ہونا۔ یہاں مطلق درد مراد ہے۔ معیل ؛ زیادہ بال بچوں والا۔ صُرّۃ ؛ تھیلی۔

توضیح

ابن مغازل ایک شخص تھا جو بغداد میں سڑکوں پر کہانیاں اور طرح طرح کی عجیب وغریب باتیں کرتا تھا اور بہت ہی ہوشیار آدمی تھا، نہیں قادر تھا کوئی شخص جو اس کی بات سنتا اور نہ ہنستا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک دن باب الخاصہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ہنسا رہا تھا اور نادر

باتیں سنا رہا تھا تو میرے پیچھے حاضر ہوا معتصم باللہ کا ایک خادم، تو میں نے خادموں کی نادر باتیں شروع کی تو وہ اس سے خوش ہوا اور چلا گیا، پھر لوٹ کر اس نے میرے ہاتھ پکڑ کر کہا، میں نے جا کر اپنے آقا کے سامنے کھڑے ہو کر تمہارا قصہ یاد کیا تو میں ہنسا۔ اس نے میرے اس عمل کو ناگوار سمجھا اور کہا تجھے کیا ہو گیا ہے تیرا ناس ہو۔ تو میں نے کہا کہ دروازے پر ایک شخص ابن مغازل سے مشہور ہے وہ عجیب عجیب باتیں اور قصے بیان کرتا ہے کہ جو مردوں کو بھی ہنسا دیتے ہیں، تو اس نے حکم دیا ہے تمہارے حاضر کرنے کا اور میرے لئے تمہارے انعام کا آدھا ہوگا۔ تو میں نے لالچ کیا انعام میں اور کہا اے میرے آقا میں کمزور ہوں اور محتاج ہوں۔ اگر آپ اس کا چھٹا یا چوتھائی لے لیں (تو بہتر ہوگا) لیکن وہ نہ مانا اور مجھے اس نے داخل کیا، میں نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور وہ کتاب دیکھ رہا تھا، کتاب کا اکثر حصہ اس نے دیکھ ڈالا تھا اور میں کھڑا تھا۔ اس نے کتاب کو بند کر کے میری جانب نظر اٹھائی، اور کہا تو ابن مغازل ہے؟ میں نے کہا ہاں اے میرے آقا۔ اس نے کہا تو ہی قصے بیان کرتا ہے اور عجیب و غریب نادر کہانیوں سے ہنساتا ہے۔ تو میں نے کہا اے امیر المومنین! ضرورت حیلہ کا دروازہ کھول دیتی ہے، میں لوگوں کیلئے قصے اکٹھا کر کے ان قصوں کے ذریعہ ان کے دلوں سے قریب ہوتا ہوں پھر ان سے کچھ بدلہ طلب کرتا ہوں۔ اس نے کہا سناؤ جو تمہارے پاس ہو اگر تم نے مجھے ہنسا دیا تو میں تم کو پانچسو درہم انعام دوں گا، اور اگر میں نہیں ہنسا تو پھر میرے لئے تمہارے ذمہ کیا ہے۔ تو میں نے فوراً ہی جواب دیا کہ میرے پاس گدی کے سوا کچھ نہیں ہے، تو پوچھئے جو آپ چاہیں۔ معتصم باللہ نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی، اگر تم نے مجھے نہیں ہنسایا تو میں تمہیں اس تھیلے سے دس چپت لگاؤں گا۔ تو میں نے کہا میرا گمان غلط نہیں ہے شاید اس میں ہوا ہو اگر میں نے ہنسا دیا اسے تو میں نفع حاصل کروں گا اور انعام لے لوں گا ورنہ تو ہوا سے بھرے تھیلے سے دس چپت کھانا آسان کام ہے پھر میں عجیب عجیب قصے سنانے لگا اور کہانیاں اور چٹکلے بیان کرنا شروع کیا تو میں نے نہ چھوڑا کسی دیہاتی، نجومی، ہیجڑا، قاضی، نبطی، سندی، حبشی، نوکر، ترکی، عیار، بدمعاش کا واقعہ۔ اور میں نے نہیں چھوڑا کوئی عجیب سے عجیب واقعہ بھی مگر یہ کہ اسے ضرور بیان کیا۔ یہاں تک کہ میرے پاس والے سارے قصے ختم ہو گئے اور میرا سر دکھنے لگا اور میں سست اور ٹھنڈا پڑ گیا اور میرے پیچھے کوئی خادم اور نوکر نہیں تھا مگر یہ کہ ہنسی کی وجہ سے وہ مرے جا رہے تھے اور وہ ترش رُو تھا مسکراتا بھی نہ تھا۔ تو میں نے کہا جو کچھ میرے پاس تھا۔ خدا کی قسم تجھ جیسا میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا جو تمہارے پاس ہو وہ بیان کرو۔ تو میں نے کہا ایک نادر واقعہ کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا وہ بھی سنا دے میں نے کہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میرا انعام تو دس چپت رکھے گا۔ اور میں تم سے یہ سوال کر رہا ہوں کہ تو دس چپت کو میرے لئے دوگنا کر کے اس میں دس دوسرے اور چپت شامل کر دے تو اس نے ہنسنے کا ارادہ کیا پھر رہ گیا اور کہا اے لڑکے اس کا ہاتھ پکڑ لے پھر میں نے اپنی گدی بڑھا دی، پھر مجھے اس تھیلے کے ذریعہ ایسا چپت مارا گویا کہ گدی پر پہاڑ کا ایک ٹکڑا آگرا پڑا اور حال یہ تھا کہ وہ تھیلا گول گول کنکریوں سے بھرا ہوا تھا، مجھے دس چپت لگنے پر ایسا معلوم ہوا کہ میری گردن الگ ہو جائے گی اور میرے کان جھنجھلانے لگے

اور میری آنکھوں سے شعاعیں نکلنے لگیں۔ میں نے چیخ کر کہا: اے میرے آقا ایک نصیحت سن لیجئے۔ تو اس نے چپت مارنا بند کر دیا جبکہ وہ بیسؔ چپت کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس نے کہا کہ تم نصیحت کی بات کہو، تو میں نے کہا اے میرے آقا دنیا میں امانت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور میں اس خادم کیلئے ضامن ہو چکا ہوں جو مجھے لایا ہے آدھا انعام کا، خواہ انعام کم ہو یا زیادہ۔ اور امیر المؤمنین نے اپنے فضل وکرم سے انعام دوگنا کر دیا ہے اور میں آدھا وصول کر چکا ہوں اور آدھا باقی رہ گیا ہے۔ تو امیر المؤمنین ہنسنے لگا یہانتک کہ چت لیٹ گیا اور سنی ہوئی بات پر اچھلنے لگا، پھر جب وہ سنبھل گیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارنے لگا اور پیروں کو چلانے لگا اور اپنے پیٹ کے نرم حصہ کو پکڑے رہا، یہانتک کہ جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے کہا خادم کو لاؤ۔ خادم کو لایا گیا اور چپت لگانے کا حکم دیا گیا۔ خادم بہت لمبا تھا، اس نے کہا میری کیا غلطی ہے۔ تو میں نے کہا اس سے یہی میرا انعام ہے اور تو اس میں میرے برابر کا شریک ہے اور میں نے اپنا حصہ وصول کر لیا اور تیرا حصہ باقی رہ گیا۔ جب اس کے چپت شروع ہوئے اور جھکا دیا اس کی گدی کو درد نے تو میں نے اس کی ملامت شروع کر دی اور میں اس سے کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میں کمزور محتاج ہوں اور میں نے تجھ سے ضرورت اور فقر وفاقہ کی شکایت کی تھی اور میں نے تم سے کہا تھا کہ تو اس کی چوتھائی یا چھٹا حصہ لے لے اور تو یہ کہتا رہا کہ میں نہیں لوں گا مگر آدھا۔ اور اگر میں جانتا کہ امیر المؤمنین اللہ اسکی عمر دراز کرے اس کا انعام چپت ہے تو میں تجھے سارا ہی دے دیتا۔ معتضد پھر ہنسنے لگا خادم کو میرے بگڑنے کی وجہ سے، جب وہ بھی اپنا حصہ وصول کر چکا تو اس نے تھیلی نکالی جس میں پانچ سو درہم تھے، اور کہا یہ میں نے تمہارے لئے ہی تیار کیا تھا، تجھ کو نہیں چھوڑا تیری فضول گوئی نے یہانتک کہ تو نے حاضر کر دیا اپنے شریک کو۔ تو میں نے کہا اور امانت کہاں ہے، تو اس نے اسے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا اور میں واپس لوٹ گیا۔

سَترُ العُیُوبِ وَ المُجَامَلَۃِ مَعَ مَن یُؤذِیہِ

عیوب کا چھپانا اور اچھا معاملہ کرنا اس شخص کیساتھ جو تکلیف دے

أرادَ مَولیٰ لقمانَ بیعَہٗ فقال: یا مَولایَ! اِنّ لی علیكَ حقاً فلا تبعنی الا ممن اُحِبُّ قالَ: لكَ ذٰلكَ فكانَ الرجُلُ اذا جاءَ یستامہٗ قالَ لای شیٔ تریدنی؟ فقال احدھم تحفظ علیَّ بابی، قال، اشترنی فلما جنّہٗ اللیلُ اغلق البابَ وَ قامَ یصلّی فی الدھلیز، وکان لبنات الرجل اخلاء فجاؤا فضربوا البابَ فقلنَ: یا لقمانُ افتح البابَ فقال بابی انتنّ وامی، لیس لھٰذا اشترانی ابوکن فضربنہ ضربًا لّدن ان یاتین منہ علی نفسہ فلما اصبح لم یخبرا باھن فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ عاودنہ بمثل ذٰلك فلما اصبح لم یخبرا باھن فلما کانت اللیلۃ الثالثۃ عاودنہ بمثل ذٰلك فلما اصبح لم یخبرا باھنّ ناقبل بعضھن علی بعض فقلن ما جعل اللہ ھٰذا العبدَ الاسود اولیٰ بھٰذا الخیر منا قال (الراوی) فنسکن نسکًا لم یکن فی بنی اسرائیل افضل منھن۔

لغوی تحقیق

المجاملۃ: اچھا برتاؤ کرنا۔ یستامۃ۔ استیاماً: بھاؤ لگانا، قیمت کو متعین کرنا۔ جنۃ، (ض) جنّاً: چھپا ہوا ہونا۔ اخلاء۔ جمع خلیل: دوست۔ فنسکن (ن،ک) نسکاً: پارسا ہونا، زاہد و عابد ہونا۔

توضیح

حضرت لقمانؑ کے آقا نے انکو بیچنے کا ارادہ کیا تو حضرت لقمان نے فرمایا اے میرے آقا: میرا آپ پر ایک حق ہے۔ آپ مجھے اس کے پاس بیچئے جسے میں چاہوں تو آقا نے کہا تیرے لئے اس کا اختیار ہے۔ جب کوئی شخص آکر بھاؤ لگاتا تھا تو آپ کہتے تھے کس کام کیلئے تو مجھے چاہ رہا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا تم میرے دروازے کی حفاظت کروگے؟ تو حضرت لقمان نے فرمایا تو مجھے خرید لے۔ جب رات آگئی تو انھوں نے دروازہ بند کرکے دہلیز پر نماز پڑھنا شروع کردیا اور اس شخص کی لڑکیوں کے کچھ دوست تھے، انھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو لڑکیوں نے کہا اے لقمان دروازہ کھولئے۔ تو حضرت لقمان نے فرمایا تم پر میرے والدین قربان ہوں۔ اسلئے مجھے نہیں خریدا ہے تمہارے والد نے۔ تو لڑکیوں نے ان کو اتنا مارا کہ وہ انکی جان کے درپے ہوگئی تھیں۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان کے والد کو خبر نہیں دی۔ جب دوسری رات ہوئی تو انھوں نے اسی طرح کیا۔ جب تیسری رات ہوئی تو انھوں نے اسی طرح مار پیٹ کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت لقمان نے ان کے والد کو خبر نہیں دی، تو بعض بعض پر متوجہ ہوکر کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس حبشی غلام کو اس خیر کے متعلق ہم سے بہتر نہیں بنایا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسی پرہیزگار ہوئیں کہ بنی اسرائیل میں اس سے بہتر عورت نہیں تھیں۔

الدَّنَاءَۃُ
کمینگی

مرّ بالحطیئۃ ابن حمامۃ وھو جالسٌ بفناءِ بیتہ فقال: السلام علیکم، فقال قد قلتَ مالا یُنکر قال: خرجتُ من اھلی بغیر زاد قال: ما ضمنتُ لاھلك قراك قال: افتاذنُ لی ان اٰتیَ ظلَّ بیتكَ؟ قال: دونك الجبلُ یفیءُ علیك، قال: انا ابن حمامۃ قال: انصرف وکن ابنَ ایّ طائرٍ شئت۔

لغوی تحقیق

الدناءۃ: فرومائگی (س) دنأ و دناءۃً: گھٹیا ہونا۔ ردی ہونا۔ صفت دَنیٌٔ۔ ج ادنیاء۔ الحطیئۃ: بدشکل، ٹھنگنا، ہونا۔ الحُطَیئۃ تصغیر کے ساتھ۔ اس جگہ ابو ملیکہ جرول ابن اوس ابن مالک شاعر کا لقب ہے جو فصاحت و بلاغت میں بہت بلند مقام رکھتا تھا۔ اپنے وقت کا زبردست شاعر تھا، لیکن بڑا کمینہ، رذیل و گھٹیا، بدمعاش اور بدخلق تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہوگیا تھا۔ ایک دن اس کے خیال میں آیا کہ کسی کی برائی بیان کرے مگر باتفاق اس دن کوئی ملا نہیں تو اپنے دل ہی میں کہنے لگا ؎

ابت شفتای الیوم الا انکلما ؞ بشر فما ادری لمن انا قائلہ

کچھ دیر کے بعد پانی کے چشمہ پر پہونچا اور اس میں چہرہ دیکھا تو اس نے اپنی ہی ہجو میں یہ شعر کہا ؎

اری لی وجھًا قبح اللہ خلقہ ∴ فقبح من وجہ حاملہ

مرضِ وفات میں اس سے کہا گیا کہ کچھ وصیت کرجا، اس نے کہا میرا سارا مال میری اولاد کیلئے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ نے اس کا حکم نہیں کیا۔ اس نے برجستہ کہا میں تو حکم کررہا ہوں۔ ابن حمامہ۔ ایک بدو تھا جس کو شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھی حتیٰ کہ اسی پر اپنا گذر بسر کرتا تھا، قرنِ ثانی کے آخر میں دارِ فانی سے دارِ آخرت کو رحلت فرمائی۔ دونکَ۔ اسم فعل بمعنیٰ امر ہے ای خذہ یعنی لے لو۔ یفئَ (ض)، فیئًا الظل: سایہ کا ہٹ جانا، سایہ کرنا۔

توضیح حطیئہ کے پاس سے ابن حمامہ گذرا اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابن حمامہ نے کہا السلام علیکم تو حطیئہ نے کہا تو نے ایک ناقابلِ انکار بات کہی۔ ابن حمامہ نے کہا میں اپنے گھر والوں سے بغیر توشہ کے نکل گیا ہوں۔ حطیئہ نے کہا میں تیرے گھر والوں کیلئے تیری مہمان داری کا ضامن نہیں ہوں۔ ابن حمامہ نے کہا کیا تم مجھے اجازت دوگے اپنے گھر کے سایہ میں آنے کی۔ تو حطیئہ نے کہا پہاڑ میں چلا جا وہ تجھ پر سایہ ڈالے گا۔ ابن حمامہ نے کہا میں ابن حمامہ ہوں۔ حطیئہ نے کہا چلا جا اور جس پرندے کا چاہے بیٹا بن جا۔

العلمُ لا یُعطیکَ بعضَہ حتیٰ تعطیَہ کلَّک

علم تجھے اپنا معمولی سا حصہ بھی نہیں دیگا جبتک کہ تو اسے اپنا سب کچھ نہ دیدے

قال علی بن الجعد: حدثنی ابو یوسف قال تُوفّی ابی ابراہیم وخلفنی صغیرًا فی حِجرِ اُمّی فاسلمتنی الیٰ قصّارٍ اخدمُہ فکنت ادعُ القصّارَ وامرُّ علیٰ حلقۃ ابی حنیفۃ فاجلسُ واستمع فتجیءُ اُمّی فتاخذ بیدی وتذھبُ بی الی القصّار وکان ابو حنیفۃ یعنی بی لمّا کان یری من حرصی علی التعلم فلمّا طالَ ذٰلک علیٰ اُمّی وکثُر علیھا ھربی قالت لابی حنیفۃ ما لھٰذا الصبی فسادٌ غیرُک ھٰذا صبیٌّ یتیمٌ لا شیَٔ لہ وانما اُطعمہ من مغزلی وآمل ان یکتسبَ دانقًا یعودُ بہ علیٰ نفسہ فقال لھا ابو حنیفۃ مُری، یا رعناءُ! ھا ھو ذا، یتعلم اکلَ الفالوذج بدھن الفُستق فانصرفتُ عنہ وھی تقولُ: انت شیخٌ قد خرفت وذھب عقلک ثم لزمتُہ ونفعنی اللہ تعالیٰ بالعلم ورفعنی حتّٰی تقلدتُ القضاءَ فکنت اُجالس الرشیدَ وآکل معہ علیٰ مائدتہ فلمّا کان فی بعض الایّام قُدِّمَ الیہ فالوذجۃ فقال لی: کُل یا یعقوبُ! فلیس فی کل یوم یُعمل لنا مثلُھا فقلتُ: وما ھٰذہ یا امیر المؤمنین فقال: ھٰذہ فالوذجۃٌ بدھن الفستق فضحکتُ فقال لی: مِمَّ تضحک؟ فقلت خیرًا، ابقی اللہ امیر المومنین فقال لتخبرنی وألحَّ علیَّ فحدّثتہ بالقصۃ من اولھا الیٰ آخرھا فعجب من ذٰلک ؛

لغوی تحقیق علی بن الجعد بن عبید ابو الحسن ۔ جوہر بغدادی ۔ آپ کی ولادت ۱۳۳ھ میں ہوئی ۔ ابتداء ہی سے علم دین حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا ، آپ کا حافظہ بہت قوی تھا ، انتہائی ذکی فصیح و بلیغ تھے ۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام ابو یوسفؒ کی صحبت اختیار کی اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی علم حاصل کیا ۔ آپ اپنے وقت کے محدث اور فقیہ تھے ، اور امام بخاریؒ اور امام ابو داؤد وغیرہ کے استاذ ہیں ۔ موسیٰ بن داؤد کا ارشاد ہے کہ میں نے علی بن الجعد سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا ، آپ کی لقاء امام ابو حنیفہؒ سے بھی ہے اور حضرت کے جنازہ مبارکہ پر بھی حاضر ہوئے ہیں ۔ حِجر : گود ۔ ج حجور ۔ قصّار : دھوبی ۔ مغزلی ۔ مغزل : تکلہ ۔ ج مغازل ۔ امل ۔ آملاً : امید کرنا ۔ دانق : درہم کے چھٹے حصے کا ایک سکہ ۔ ج دوانق ۔ یہ لفظ فارسی ہے ۔ مرّیّ ۔ مرور سے امر حاضر ہے ۔ رعناء : بیوقوف ۔ رَعَنَ (س ، ک ، ف) رعونۃ : احمق بیوقوف ہونا ۔ دہن : روغن ۔ الفستق : پستہ ۔ خرفت (س ، ک) خرفاً : بڑھاپے کیوجہ سے فاسد العقل ہونا ۔ مائدۃ : دسترخوان ۔ الحّ فی السوال : ضد کرنا ۔

توضیح علی ابن جعد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف نے بیان کیا کہ میرے والد ابراہیم کا انتقال ہوا اور مجھے میری والدہ کی گود میں چھوٹا سا چھوڑ کر چل دیئے تو میری والدہ نے مجھے ایک دھوبی کے حوالہ کیا اس کی خدمت کیلئے ۔ میں دھوبی کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہؒ کے حلقہء درس میں جا کر بیٹھتا تھا اور سنتا تھا ۔ میری والدہ آتی تھی اور میرا ہاتھ پکڑ کر دھوبی کے پاس لے جاتی تھی اور امام ابو حنیفہؒ مجھ پر توجہ دیتے تھے سیکھنے پر حرص دیکھتے ہوئے جب اسی طرح بہت دنوں تک معاملہ رہا میری والدہ کیلئے اور اس پر میرا بھاگنا حد سے زیادہ ہو گیا تو والدہ نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا اس بچے کے خراب ہونیکا سبب آپ کے سوا کوئی نہیں ہے ۔ یہ ایک یتیم بچہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے ۔ میں سے کھلاتی ہوں اپنے تکلے کے ذریعہ اور مجھے امید ہے کہ یہ ایک آدھ درہم کما کر اپنے لئے فائدہ کا سامان مہیا کریگا ۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے فرمایا کہ جا اے پگلی وہ یہ ہے جو سیکھ رہا ہے فالودہ کھانا روغن پستہ کے ساتھ ۔ انکی والدہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس سے یہ کہتے ہوئے لوٹی تو بوڑھا ہو گیا ہے تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے اور تیری عقل جاتی رہی ۔ پھر میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پابندی سے حاضر ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے علم سے مجھے فائدہ پہنچایا اور مجھے اس قدر بلند کیا کہ میں منصب قضاء پر فائز ہو گیا ۔ چنانچہ میں ہارون رشید کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا اور اس کے دسترخوان پر کھاتا پیتا تھا ۔ ایک دن اس کے پاس فالودہ لایا گیا تو مجھ سے ہارون رشید نے کہا یعقوب کھالو ، ہر دن اس طرح ہمارے لئے تیار نہیں ہوتا ۔ میں نے کہا امیر المومنین یہ کیا ہے تو ہارون رشید نے کہا یہ روغن پستہ میں ملا ہوا فالودہ ہے ۔ تو میں ہنسا تو مجھ سے کہا آپ کیوں ہنس رہے ہیں ؟ میں نے کہا کوئی بات نہیں ۔ اللہ امیر المومنین کو تا دیر باقی رکھے ۔ تو ہارون رشید نے کہا ضرور بتاؤ اور بہت اصرار کیا ۔ میں نے پورا قصہ سنایا تو وہ اس پر تعجب کرنے لگا ۔

العفو عن المذنبین

غلطی کرنیوالوں کو معاف کر دینا

وَكَانَ رَجلٌ شرّيبٌ جمع قومًا من ندمائه، وَدفع الى غلامٍ لهٗ اربعةَ دراهِمَ ان يشتريَ بهَا مِنَ الفواكهِ للمجلسِ فمرَّ الغلامُ بباب مجلس منصورِ بن عمارٍ وهو يسأل لفقيرٍ شيئًا ويقول من دفع له اربعةَ دراهِمَ، دعوتُ لهٗ اربعَ دعواتٍ، فدفع له الغلام الدراهم فقال له منصور، ما الذى تريد ان ادعُوَلكَ؟ قالَ: ان يعتقنى الله من رقّ العبودية فدعا منصور وَامّنَ الناسُ، قال: والثانية؟ قالَ ان يخلف اللهُ علىَّ الدراهمَ فدعَا له وَامّن الناس قال: وَالثالثةُ؟ يا غلام! قالَ: اَنْ يتوبَ اللهُ على مولاىَ فدعَاله وَامّن الناس قال، والرابعة؟ يا غلام! قال: ان يغفرَ الله لى ولمولاىَ ولك يَا منصورُ! وللحاضرين فدعا منصور وامّن الناسُ فرجع الغلام فقالَ له مولاه لِمَ ابطأتَ؟ فقصّ عَليه القصةَ، قالَ وَبِمَ دَعَا؟ قالَ: سئلتُ لنفسى العتقَ قالَ اذهَبْ فانتَ حُرٌّ. قال: وَالثانيةُ؟ قالَ اَنْ يخلف الله علىَّ الدراهمَ قال: لك اَربعةُ آلافِ درهم، قالَ: وَالثالثة قال اَن يتوبَ اللهُ عليكَ، قالَ: تبتُ اِلىَ اللهِ عزوجلَّ، قالَ: والرابعَة؟ قالَ: اَنْ يغفرَ لى ولكَ وَللواعظ وللحاضرين قالَ: هٰذه الواحدةُ ليست الىَّ فلمّا باتَ راٰى فى المنامِ كَانَ قائلًا يقولُ: انتَ فعلتَ مَاكَانَ اليكَ اترانى لا افعل مَاكَانَ الىَّ قد غفرتُ لكَ وَللغلام وللمنصور وللحاضرينَ ؎

لغوی تحقیق

المذنبین ۔ جمع مذنب: بدکار، قصوروار۔ شرّیب: بے انتہا شراب نوشی کرنیوالا۔ ندماء ۔ جمع ندیم ۔ مجلس شراب کا دوست، ساقی ۔ الفواکہ ۔ جمع فاکہۃ: میوہ، پھل ۔ منصور بن عمار شیخ ابوالسری واقفِ طریقت، کاشفِ حقیقت اور ایسے شاندار مقرر تھے کہ اس زمانہ میں آپ کا مثل نہ تھا۔ آپ خراسان کے باشندے تھے ۔ اور بعض لوگ مرو اور بعض لوگ بصرہ کو آپ کا ماویٰ وملجا بتلاتے ہیں، بعد میں آپ عراق چلے گئے تھے، آپ صاحب علم وحکمت اور فصحاء وبلغاء میں شمار ہوتے تھے ۔ آپ کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی ۔ وفات کے بعد حضرت ابوالحسن شعرانی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ باری تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو انھوں نے کہا کہ بخش دیا اور مجھے حکم کیا کہ جس طرح تو دنیا میں ہماری تعریف انسانوں کے روبرو کرتا تھا اسی طرح ملائکہ کے سامنے ہماری حمد وثناء کر ۔ رقّ: غلامی، پتلی چیز ۔ الطأت ۔ بطوء: دیر کرنا ۔

توضیح

ایک شرابی نے اپنی مجلس شراب کے مصاحبین کو جمع کیا اور اپنے ایک غلام کو چار درہم دیئے تاکہ وہ ان دراہم سے مجلس کیلئے میوے خرید لائے تو غلام منصور بن عمار کی مجلس کے دروازے سے گذرا اور منصور فقیر کے لئے کچھ مانگ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ جو اس کو چار درہم دے گا میں اس کے واسطے چار دعائیں کرونگا تو غلام نے فقیر کو چار درہم دیدیئے ۔ تو اس سے منصور نے کہا کس چیز کیلئے دعا تم چاہتے ہو ۔ غلام نے کہا کہ اللہ مجھے غلامی سے آزاد کردے تو منصور نے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی ۔ کہا دوسری؟ کہا کہ اللہ تعالےٰ مجھے وہ چار درہم واپس کردے تو منصور نے اس کے لئے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی ۔ منصور نے کہا اور اے غلام تیسری کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے۔ تو منصور نے اس کے لئے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ تو منصور نے کہا اے غلام چوتھی کیا ہے؟ تو غلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری، میرے آقا کی اور تمام حاضرین مجلس کی مغفرت فرمائے۔ تو منصور نے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی، پھر غلام لوٹا تو اس سے اس کے آقا نے کہا کہ تم نے تاخیر کیوں کی؟ تو غلام نے سارا قصہ سنایا، تو آقا نے کہا اور کس چیز کی، منصور نے دعا کی، تو غلام نے کہا اپنے لئے میں نے آزادی کی درخواست کی، تو آقا نے کہا جاؤ تم آزاد ہو۔ آقا نے کہا اور دوسری کیا ہے؟ غلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ درہم واپس کردے تو آقا نے کہا تیرے لئے چار ہزار درہم ہیں۔ آقا نے کہا تیسری۔ غلام نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے آقا نے کہا میں نے اللہ سے توبہ کی۔ آقا نے کہا اور چوتھی۔ غلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری، آپ کی اور واعظ کی اور حاضرین مجلس کی مغفرت فرمائے۔ آقا نے کہا یہ ایک درخواست ایسی ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ کہنے والا یہ کہہ رہا ہے تو نے وہ سب کچھ کرلیا جو تیرے بس میں ہے کیا تم مجھے سمجھتے ہو کہ میں وہ نہیں کروں گا جو میرے بس میں ہے۔ میں نے تمہاری، غلام کی اور حاضرینِ مجلس کی مغفرت کردی۔

احسن الی من اساء الیک

اس شخص سے بھلائی سے پیش آؤ جو تمہارے ساتھ برائی کرے

ویحکی اَنَّ زبیدۃ العباسیۃ کانت جالسۃً ذاتَ یومٍ فی قصرھا وَقد دخلت علیھا حاجتھا تقول لھا: انّ امرأۃً جمیلۃً علیھا الممارثۃ ترید الدخولَ علیکِ وَتذکرانّ لھا معرفۃً قدیمۃً تامۃً بھا فانکرت زبیدۃ ذٰلکَ وَتوقفت فیہِ ثم سألھا من حضرھا من نسائھا. وَجواریھا فی الاذن لھا فاذنت فدخلت امرأۃ تامۃ القامۃ معتدلۃ الخلقۃ جمیلۃ الصورۃ علیھا اطمار بالیۃ ورداءٌ مرقعٌ فجعلت تمشی علی استحیاءٍ تلاحق حیطان الاروقۃ حتّٰی انتھت الی باب المجلس فسلّمت فقالت زبیدۃ حییتِ فمن انت؟ قالت انا جریحۃ الزمان وطریحۃ الحدثان، ذھبت الرجال اختلف الاحوال وجفانا الصدیق وکدنا ان نلقی علی الطریق فقالت لھا: انتسبی فقالت انا ربیبۃ ابنۃ مروان ابن محمّد فقالت لاحیّاک اللہُ ولاسلّم علیکِ ویلکِ اتذکرین؟ وقد دَخلَ عجائزنا وَانتِ فی ملککِ وجبروتکِ یسألنکِ ویرغبن ان تسألی صاحبک ان ینزل فی انزال ابراھیم من خشبتہ فما فعلت فتغرغرت عیناھا بالدموع وقالت یا ابنۃ العم! وَای شیٔ اعجبکِ من ثمرۃ العقوق وقطع الرحم وکفر النعمۃ حتی تتأسّین السلام علیکم ورحمۃُ اللہ ثم وَلّتْ منصرفۃً فندمتْ زبیدۃ علی بادرتھا وادرکتھا رقۃ، بعثت جواریھا الیھا فلم ترجع فقامت تعد خلفھا حتّٰی ادرکتھا فی الدھلیز وردتھا وَاعتذرت الیھا فرجعت

فامرت جواریها ان یدخلنها الحمّام واحضرت لها اصنافا من الثیاب والجباب فاختارت منها مالبست وتطیّبت واقبلت کأنها فلقۃ قمر فقامت الیها واعتنقتها ورفعت مجلسها واکلتها، فلما دخل الخلیفۃ قصّت علیه القصۃ فشکرها علیٰ تدارك فارطها وامرها ان تفرض لها مقصورۃ وجواری یخدمنها وتسألها هل بقی لها من تعنی بامرہ ففعلت معها ذلك

لغوی تحقیق

زبیدہ۔ امیر المومنین ہارون الرشید کی زوجہ تھیں اور جعفر بن منصور کی صاحبزادی تھیں، بہت نیک خصلت ومشہور پارسابی بی تھیں۔ قصر: محل۔ اطمار۔ جمع طِمر: پرانی چادر۔ رثّۃ: پھٹا پرانا کپڑا۔ بالیۃ: پرانے۔ رِداء، چادر۔ مرقع: پیوند در پیوند۔ حیطان۔ جمع حائط: دیوار۔ اروقۃ۔ جمع رُواق: برآمدہ، سائبان جریحۃ بمعنیٰ مجروح۔ طریحۃ بمعنیٰ مطروحۃ: ڈالا ہوا، پھینکا ہوا۔ الحدثات: مصائب زمانہ۔ اختلت۔ اختلالا: خراب ہونا جفانا (ن) جفاءً: زیادتی کرنا، ظلم کرنا۔ ربیبۃ: دایہ، پرورش کرنیوالی۔ وقد دخل۔ جملہ حالیہ مفعول کے قائم مقام ہے۔ عجائز۔ جمع عجوز: بوڑھی عورت۔ جبروت: گھمنڈ، سرکشی۔ نمرۃ: دھاری دار چادر، اون کی چادر جس میں سیاہ وسفید دھاریاں ہوں۔ ج نمارا۔ العقوق: نافرمانی، ترکِ شفقت۔ رقۃ: نرم دلی، مہربانی۔ جباب۔ جمع جبّۃ۔ ایک قسم کا لباس ہے۔ فلقۃ: ٹکڑا۔ اعتنقتها۔ اعتناقا: ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالنا۔ فارط: پیش دستی۔ مقصورۃ: چھوٹا حجرۃ: شب زفاف کیلئے مزین کیا ہوا مکان۔

توضیح

اور منقول ہے کہ زبیدہ عباسیہ ایک دن اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس اس کی حاجبہ اس سے یہ کہتے ہوئے داخل ہوئی کہ ایک خوبصورت عورت جس پر پرانے کپڑے ہیں وہ آپ کے پاس آنا چاہتی ہے اور وہ بیان کرتی ہے کہ اس سے اچھی طرح بہت پرانی جان پہچان ہے آپ سے۔ تو زبیدہ نے اس کا انکار کیا اور اس سلسلہ میں اس نے توقف کیا پھر اس کے بارے میں اپنے پاس موجود عورتوں اور باندیوں سے اس کی اجازت دینے کے بارے میں پوچھا۔ پھر زبیدہ نے اجازت دی تو ایک عورت پورے قد والی مناسب اعضاء والی حسین شکل والی داخل ہوئی جس پر پرانے کپڑے اور پیوند لگی ہوئی چادر تھی، وہ شرما کر چل رہی تھی برآمدوں کی دیوار سے لگ کر، یہانتک کہ مجلس کے دروازے تک پہونچی پھر اس نے سلام کیا، تو زبیدہ نے کہا تو زندہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں زمانے کی زخم کھائی ہوئی اور حوادثِ زمانہ کی پھینکی ہوئی ہوں۔ مرد چلے گئے، حالات درہم برہم ہوگئے اور ہم پر دوستوں نے ظلم کیا اور ہم قریب تھے کہ راستے پر ڈال دیئے جائیں۔ تو زبیدہ نے کہا اس سے کہ تو اپنا نسب بیان کر۔ اس نے کہا میں مروان ابن محمد کی صاحبزادی کی دایا ہوں۔ زبیدہ نے کہا کہ اللہ تجھے زندہ نہ رکھے اور نہ تجھ پر سلامتی نازل کرے تیرا ناس ہو کیا تجھے یاد ہے کہ ہماری کچھ بوڑھی عورتیں گئی تھیں اور تو اپنی حکومت اور سلطنت کے اندر تھی تجھ سے سوال کر رہی تھیں کہ تو اپنے صاحب سے یہ درخواست کرے کہ وہ اجازت دیدے ابراہیم کو سولی سے اتارنے کی، تو تو نے منظور نہیں کیا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ اور کہنے لگی اے چچا کی لڑکی اور کون سی چیز تم کو بھلی معلوم

ہوئی قطع رحمی اور نافرمانی کی چادروں میں سے اور ناشکری میں سے یہانتک کہ تو اسے اختیار کررہی ہے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر واپس چلی گئی۔ زبیدہ کو اپنے کئے ہوئے پر ندامت ہوئی اور اس پر رقت طاری ہوئی، اس نے اپنی باندیوں کو اس کے پاس بھیجا وہ واپس نہیں ہوئی تو زبیدہ اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑی یہانتک کہ دہلیز پر اسے پکڑ لیا اور اسے واپس کیا اور معذرت چاہی تب وہ واپس ہوئی، پھر زبیدہ نے اپنی باندیوں کو اسے غسل خانہ میں لیجانے کا حکم دیا اور اس کیلئے مختلف قسم کے کپڑے اور جبّے حاضر کئے تو اس نے اپنے پسند کا پہن لیا، خوشبو لگائی اور نکلی گویا وہ چاند کا ٹکڑا تھی۔ زبیدہ اس کیطرف اٹھی اس کو گلے سے لگایا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اس کیساتھ کھایا پیا۔ پھر جب خلیفہ داخل ہوا تو زبیدہ نے اسے سارا قصہ سنایا تو خلیفہ نے شکریہ ادا کیا زبیدہ کی پیش دستی کے تدارک پر اور اس کو حکم دیا کہ اس کیلئے ایک چھوٹا سا کمرہ متعین کردیا جائے اور کچھ باندیاں جو اس کی خدمت کریں اور اس سے پوچھا جائے کیا اس کا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے جس کے معاملے کا یہ خیال رکھتی ہے، تو زبیدہ نے اس کے ساتھ اسی طرح کیا۔

مدح الجبن

بزدلی کی تعریف

وَقَالَ اَسْلَمُ بنُ زُرعۃ وَكَانَ وَجَّهَهُ عبيد الله بن زياد لحرب ابى بلال الخارجى فى الفين وابو بلال فى اربعين رجلاً فشد عليه شدۃ رجل واحد، فانهزموا واصحابه فلما دخل على ابن زياد عنفه فى ذلك وقال اتمضى فى الفين وتنهزم عن اربعين فخرج عنه وهو يقول: لَاَنْ يذمنى ابن زياد حيًا خير من ان يمدحنى وانا ميتٌ وفى رواية اُخرىٰ اَنْ يشتمنى الامير وانا حَىٌّ احبُّ الىَّ من ان يدعو لى وانا ميت، فقال شاعر الخوارج ؎

االفا مؤمن لستم كذا كم	ولٰكن الخوارج مؤمنونا
هُمُ الفئۃ القليلۃ قد علمتم	على الفئۃ الكثيرۃ ينصرونا

لغوی تحقیق

الجبن (ن، ک) جُبنًا، بے ہمت ہونا۔ بزدل ہونا۔ عنفۃ، سختی سے معاملہ کرنا۔ (ک)، عنفًا سختی کرنا۔ صفت عنيف۔ ج عُنُف۔ الفِئۃ: جماعت، گروہ۔

توضیح

اسلم بن زرعہ نے بیان کیا جسے عبید اللہ ابن زیاد نے ابو بلال خارجی سے لڑنے کیلئے دو ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا تھا اور ابو بلال چالیس آدمیوں کے ساتھ تھا۔ ابو بلال نے اس پر ایک آدمی

کیطرح اتنا زور حملہ کیا کہ اسلم اور اس کے ساتھی مغلوب ہو گئے۔ جب ابن زیاد کے پاس آیا تو اس نے اسے برا بھلا کہا اور کہا کیا تو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ جا کر چالیس آدمیوں سے شکست کھاتا ہے تو وہ ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتے ہوئے نکلا کہ ابن زیاد کا میری مذمت کرنا زندہ ہونیکی حالت میں بہتر ہے کہ وہ میری تعریف کرے جب میں مرجاؤں۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ امیر المؤمنین مجھے زندہ ہونیکی حالت میں گالی دے یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ میرے لئے دعا کرے جب میں مرجاؤں۔ تو ایک خارجی شاعر نے کہا ؎

کیا دو ہزار آدمیوں کا مومن ہونا بعید ہے تم تو ایسے نہیں ہو لیکن خوارج ہی ایمان والے ہیں وہ تھوڑے سے ہیں تم جانتے ہو کہ وہ بڑی جماعت پر غالب آجاتے ہیں۔

الحذاقة فی الرمی

تیر چلانے میں مہارت

حَدَّثَ العتبی عَنْ بعضِ اشیاخہ قال: کُنتُ عند المُھَاجر بن عبد اللہ وَالی الیمامۃِ فأُتی باعرابی کَانَ مَعروفًا بالسّرف فقال لَہٗ اخبرنی عن بعض عجائبك، قال: عجائبی کثیرۃ ومن اعجبھا انہٗ کَانَ لی بعیرٌ لایُسبق وکَانت لی خیل لاتلحق فکنتُ اخرج فلا ارجع خائبًا فخرجتُ فاحترشت ضبًا فعلقتہ علیٰ قتبی ثم مررتُ بخباء لیس فیہ الا عجوز فقلت: یجب ان یکون لھذہٖ رائحۃ من غنم وابل فلما امسیتُ اذا بابل، واذا شیخ عظیم البطن شثنُ الکفین ومعہٗ عبد اسود فلما رأنی رحب بی ثم قام الی ناقۃ فاحتلبھا وناولنی العُلبۃَ فشربتُ مایشرب الرجل فتناول الباقی فضرب بھا جبھتہٗ ثم احتلب تسع اینق فشرب البانھن ثم نحر حُوارًا فطبخہ فأکلتُ شیئًا واکل الجمیعَ حتّی القی عظامہٗ بیضاء وجثی علی کومۃ وتوسّدھا ثم غط غطیط البکر فقلتُ ھٰذہ وَاللہِ الغنیمۃُ ثم قمتُ الی فحل ابلہ فخطمتہٗ ثم قرنتہ ببعیری وصحتُ بہٖ فاتبعنی واتبعتُ الابل اربابًا فی قطارٍ فصارت خلفی کانھا حبل ممدود فمضیت اُبَادِرُ ثنیّۃً بینی وَ بینھا مسیرۃ لیلۃ للمُسرع ولم ازل اضرب بعیری مرۃً بیدی ومرۃً برِجلی حتی طلع الفجرُ فابصرت الثنیّۃَ وَاذا علیھا سواد فلما دنوتُ منہ اذا الشیخ قاعدٌ وقوسہٗ فی حجرہٖ فقال اضیفنا قلتُ نعم، قال استخرنفسك عن ھٰذہ الابل قلتُ لا، فاخرج سھمًا کانہٗ لسان کلب، ثم قال انظرہ بین اُذنی الضبّ المعلّق فی القتب ثم رماہ فصدّع عظمہٗ عن دماغہ فقال لی: ماتقول؟ قلتُ: انا علی رائی الاول قال انظر ھٰذا السھمَ الثانی فی فقرۃِ ظھرہ الوسطیٰ ثم رمی بہٖ فکانما قدّرہٗ بیدہٖ ثم قال رأیك؟ فقلتُ انی احب ان استثبت قال انظر ھٰذا السھم

فی عکوۃ ذنبہ وَ الرابعُ واللہ فی بطنک، ثم رماہُ، فلم یخطُ العکوۃَ، قلتُ: انزلُ امنا، قال ندفت الکیرِ خطامَ فحلِہٖ، وقلتُ: ھٰذہ ابلک، لم تذھب منھا وبرۃ، وَ انا انظرمنی یرمینی بسھم یقصد بہٖ قلبی، فلما تباعدتُ قال اقبل، فاقبلتُ وَ اللہِ فرَقًا من شرّہٖ لا طمعًا فی خیرہٖ فقالَ ما احسبک تجشّمتَ اللیلۃ ما تجشمتَ الّا من حاجۃٍ قلتُ، نعم، قال فاقرن من ھٰذہ الابل بعیرَین وامض لِطیتک، قال، قلتُ، اما واللہِ لا امضی حتیٰ اخبرک عن نفسک فلا واللہ ما رأیتُ اعرابیا اشدَّ ضرسًا ولا اعدی رِجلًا ولا ارمی یدًا ولا اکرمَ عفوًا وَ لا اسخی نفسًا منک فصرف وجھہٗ عنّی حیاءً وَقالَ: خُذِ الابلَ برمتھا مبارکًا لک فیھا ؏

لغوی تحقیق

اشیاخ۔ جمع شیخ۔ سَرِف۔ تنعیم کے قریب ایک جگہ ہے۔ فاحترشت۔ حرش (ض) حرشًا واحترش الضب: شکار کرنا۔ ضبّ، گوہ۔ ج۔ اضب، ضبان، ضباب۔ ضبّ (ض) ضبًّا، خاموش ہونا۔ قتب: پالان ج اقتاب۔ قتب (ن) قتبًا ہ: بمعنی آنت کھلانا۔ اقتب البعیر، اونٹ پر پالان باندھنا۔ رائحۃ۔ کہا جاتا ہے مالہ سارحۃ ولا رائحۃ یعنی اس کے پاس جانوروں میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ شثن بمعنیٰ ششل، سخت۔ ششل الاصابع: سخت اور موٹی انگلیوں والا۔ رحّب۔ مرحبا کہا۔ العلبۃ: چمڑے یا لکڑی کا برتن۔ ج علاب۔ علب (ن،س) علبًا، سخت ہونا۔ اینق۔ ج ناقۃ: اونٹنی۔ حُوار: اونٹنی کا بچہ جس کا دودھ ابھی نہ چھڑایا گیا ہو۔ ج احورہ۔ جثی (ن) جثوًا۔ جثی (ض) جثیًا: ران پر بیٹھنا۔ صفت جاث ج جثی۔ مؤنث جاثیۃ۔ کومۃ، مٹی کا ڈھیر۔ ج اکوام۔ توسّد۔ الوسادۃ، سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔ غطّ (ض) غطیطًا: سونے والے کا خراٹے لینا۔ البکر، جوان اونٹ۔ فحل: سانڈ، ہر جانور کا نر۔ ج فحول۔ خطمۃ (ض) خطمًا: مہار لگانا۔ اربًا: عضو۔ یہاں گروہ مراد ہے۔ ارب (س) اربًا: ماہر ہونا۔ قطار من الابل، اونٹوں کی قطار۔ ج قُطُر۔ ثنیۃ: گھاٹی، درۂ کوہ۔ سواد: وجود۔ کہا جاتا ہے۔ رأیتُ سوادًا: میں نے وجود کو دیکھا۔ ج اسودہ۔ صدع (ف) صدعًا: اس طرح پھاڑنا کہ الگ نہ ہو۔ فقرۃ، ریڑھ کی ہڈی۔ ج فقر۔ عکوۃ: پونچھ کی جڑ۔ عکا (ن) عکوًا، جانور کی پونچھ کو اس کی جڑ کیطرف موڑنا۔ دبرۃ: اونٹ کی اون۔ فرقًا (س) منہ گھبرانا۔ تجشمت: مصیبت برداشت کرنا۔ طیۃ: آرزو، ارادہ، تمنا، خواہش۔ ضرسًا: ڈاڑھ کے دانت۔ ج اضراس۔ رمّۃ۔ اعطاہ الشئ برمہ: اس نے اسکو کچھ دیا۔

توضیح

عتبی نے اپنے بعض شیوخ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں یمامہ کے حاکم مہاجر ابن عبداللہ کے پاس تھا اس کے پاس ایک دیہاتی لایا گیا جو سرف نامی جگہ میں مشہور تھا۔ اس سے مہاجر نے کہا تو مجھے کچھ اپنی عجائبات سنا دے، اس نے کہا میرے عجائبات بیحد ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عجیب ترین واقعہ یہ ہے کہ میرا ایک اونٹ تھا جس سے سبقت نہیں کی جا سکتی تھی۔ اور میرا ایک گھوڑا تھا جس سے لاحق نہیں ہوا جا سکتا تھا۔ میں نکلتا تھا (شکار کیلئے) تو نامراد نہیں لوٹتا تھا۔ میں نکلا تو میں نے ایک گوہ شکار کرکے اپنی پالان کی لکڑی پر لٹکا دیا پھر میں ایک خیمہ میں گیا جس میں ایک بڑھیا کے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں نے کہا ضرور اس کے پاس مویشی ہونگے

یعنی بکری اور اونٹ وغیرہ۔ جب میں نے شام کی تو ایک اونٹ نظر آیا اور ایک بوڑھا پیٹ والا ابھری ہوئی ہتھیلیوں والا جس کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس نے مجھے مرحبا کہا پھر ایک اونٹنی کا دودھ دوہ کر ایک برتن میں میرے سامنے پیش کیا، میں پی چکا جتنا ایک آدمی پیتا ہے پھر باقی کو اس نے پی لیا اور اس سے اپنی پیشانی کو مارا پھر اس نے نو اونٹنیوں کا دودھ دوہا پھر ان کا سارا دودھ پی گیا پھر اس میں ایک اونٹنی کا بچہ پکایا میں نے کچھ کھایا اور وہ سارا کھا گیا یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کو بھی صاف کر ڈالا پھر مٹی کے تودہ کا تکیہ بنا کر زانو پر بیٹھ گیا اور اونٹ کیطرح خراٹے لینے لگا تو میں نے کہا یہ قسم خدا کی موقع غنیمت ہے۔ پھر میں اٹھا اس کے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈال کر اس کو اپنے اونٹ کے ساتھ باندھ دیا اور اس کو ٹھوکی دی پس وہ میرے پیچھے ہولیا اور باقی اونٹ بھی ایک ایک کر کے قطار میں لگ گئے تو میرے پیچھے وہ اسطرح ہو گئے گویا کہ ایک لمبی رسی ہے تو میں چلا کہ گھاٹی پار ہو جاؤں، میرے اور اس کے درمیان تیز رفتار کے لئے ایک رات کی مسافت تھی اور میں اپنے اونٹ کو کبھی ہاتھ سے اور کبھی پیر سے مارتا رہا یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی تو میں نے گھاٹی کو دیکھا اور اس پر کوئی جنہ معلوم ہوتا تھا۔ جب میں اس سے قریب ہوا تو دیکھا بوڑھا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی کمان اس کی گود میں ہے تو بوڑھے نے کہا کیا ہمارا مہمان ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اپنی جان کیلئے بھلائی سوچ لے ان اونٹوں کو چھوڑ کر میں نے کہا نہیں، تو اس نے ایک کتے کی زبان کیطرح زبان نکالی پھر اس نے کہا کہ پالان میں لٹکی ہوئی گوہ کے دونوں کانوں کے درمیانی حصہ کو دیکھو۔ پھر اس نے اس پر تیر مارا اور اس کے دماغ کی ہڈی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر مجھ سے کہا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی پہلی رائے پر ہی ہوں۔ اس نے کہا اس دوسرے تیر کو اس کی کمر کی بیچ والی ہڈی میں دیکھ۔ پھر تیر مارا گویا اس نے اپنے ہاتھ سے اسے رکھا پھر اس نے کہا تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ سوچوں۔ اس نے کہا اس تیر کو اس کے دم کی جڑ میں دیکھتے رہنا اور قسم خدا کی چوتھا تیر تیرے پیٹ میں ہوگا تو دم کی جڑ سے خطا نہیں کی۔ میں نے کہا صحیح سالم اتر رہا ہوں۔ پھر میں نے اسے اس کے اونٹ کی نکیل دیدی اور میں نے کہا یہ تیرا اونٹ ہے اس کا ایک بال بھی ضائع نہیں ہوا ہے اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ کب مجھے تیر مارے گا جس سے وہ میرے دل کو نشانہ بنائیگا، میں جب دور ہوا تو اس نے کہا آجا تو میں آیا قسم خدا کی اس کے شر سے ڈرتے ہوئے نہ کہ اس کی بھلائی کی امید رہی۔ تو اس نے کہا میں تمہیں نہیں گمان کرتا ہوں کہ تم نے رات بھر تکلیف اٹھائی، جو بھی اٹھائی مگر کسی ضرورت سے تو میں نے کہا ہاں، اس نے کہا ان اونٹوں میں سے دو اونٹ لیکر اپنی خواہش کے مطابق چلا جا۔ میں نے کہا: قسم خدا کی میں نہیں جاؤں گا یہانتک کہ تجھ کو تیرے بارے میں بتا دوں۔ قسم خدا کی میں نے نہیں دیکھا کسی دیہاتی کو تجھ سے زیادہ سخت ڈاڑھ کے اعتبار سے (قوت) اور نہ کوئی مضبوط ایڑ لگانے والا اور نہ کوئی تیر چلانے والا اور نہ کوئی معاف کرنیوالا اور نہ تم سے بڑا سخی دیکھا تو اس نے اپنا چہرہ شرم کے مارے مجھ سے پھیر لیا اور کہا کہ سارا اونٹ لے جا اس میں تیرے لئے برکت ہے۔

الباحث عن حتفه بظلفه

اپنی موت کو اپنے کھر کے ذریعہ تلاش کرنیوالا

كَانَ رَجُلٌ مِنْ اهلِ الكوفةِ قد بلغهُ عَنْ رجُلٍ من اهل السلطانِ انهٗ يعرض لهٗ ضيعةً بواسطٍ في مغرمٍ لزمهُ للخليفة فحمل وكيلاً لهٗ على بغلٍ واترع لهٗ خرجًا بدنانير، وقال لهٗ اذهب الى واسطٍ فاشتر لي هذه الضيعة المعروضة فان كفاك ما في هذا الخرج والا فاكتب الىّ امدّك بالمالِ فخرج فلما اصحر من البيوتِ لحق به اعرابيٌّ راكبٌ على حمارٍ معهٗ قوسٌ وكنانةٌ فقال لهٗ اين تتوجه؟ فقال، الى واسطٍ، قال فهل لك في الصحبةِ قال نعم فسارا حتى فوز انعنت لهما ظباء، فقال لهُ الاعرابي اي هذه الظباء احب اليك؟ المتقدم منها ام المتاخر فاذكيه لك قال لهُ المتقدم فرماه فخرمهٗ بالسهم فاشتويا واكلا فاغتبط الرجل بصحبة الاعرابي ثم عن لهٗ زفة قطا، فقال ايها تريد؟ فاصرعها لك فاشار الى واحدةٍ منها فرماها فاقصدها ثم اشتويا واكلا فلمّا انقضى طعام مهما فوق له الاعرابي سهمًا، ثم قال، اين تريدان اصيبك؟ فقال لهٗ، اتق الله واحفظ ذمام الصحبة قال لابدّ منه قال اتق الله ربّك واستبقني ودونك البغل والخرج فانّه مترعٌ مالاً، قال فاخلع ثيابك فانسلخ من ثيابه ثوبًا ثوبًا حتى بقي مجردًا قال لهٗ اخلع امواقك وكان لابسًا خفين، فقال لهٗ: اتق الله في ودع لي الخفين اتبلغ بهما من الحرفان الرمضاء تحرق قدمي قال لابد منه قال فدونك الخف، فاخلعه فلما تناول الخفّ ذكر الرجل خنجرا كان معهٗ في الخف فاستخرجهٗ ثم ضرب به صدرهٗ فشقهٗ الى عانته وقال: لهٗ استقصاء خرقهٗ فذهبت مثلاً وكان هذا الاعرابي من رماة الحدقِ ؛

لغوی تحقیق

الباحث - بحث (ف) فی الارض: کھودنا۔ اور اسی سے مثل ہے" کالباحث عن حتفہٖ بظلفہٖ" یعنی وہ اپنی ہلاکت وبربادی کا سامان خود پیدا کرتا ہے۔ حتف، موت۔ کہا جاتا ہے۔ مات حتف انفہٖ: وہ اپنی موت مرا۔ قال السموٴل بن عادیا ؎

وما مات منا سيد حتف انفهٖ ؎ ولا طُلّ منا حيث كان قتيل

ہمارا کوئی سردار بستر پر پڑکر نہیں مرا، بلکہ جو مرا وہ جنگ میں مرا، اور ہمارا کوئی ایسا مقتول نہیں ہے جس کا بدلہ نہ لیا گیا ہو علامہ سبکی نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ شعر کی نسبت سموٴل کیطرف صحیح نہیں ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ مات حتف انفہ اس جملہ کے موجد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، اور سموٴل دور جاہلیت کا شاعر ہے جس کی وفات بعثت

سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ ظلف: ناخن، پھٹے ہوئے کھر۔ ضیعۃ: زمین۔ مغرم: تاوان، جرمانہ۔ اترع الارض: برتن پُر کرنا۔ اصحر: جنگل میں چلا جانا۔ کنانۃ: ترکش۔ ج کنائن۔ نوزا: تثنیہ کا صیغہ ہے۔ فوز الطریق: جنگل طے کرنا۔ عنت۔ عنا: نمودار ہونا۔ خرمۃ۔ خرم (ض) سوراخ کرنا، ناک کے درمیانی ہڈی کو پھاڑنا۔ اغتبط۔ اغتباطاً: خوش ہونا۔ زفۃ: جماعت گروہ۔ قطا: ایک چڑیا ہے جس کو سنگخوارش کہتے ہیں۔ فوق لہ سہما: سوفار لگانا۔ ذمام: حق، عزت، حرمت۔ ج۔ احرمۃ۔ مترع: بھرا ہوا۔ امواق۔ جمع موق: موزہ جو باریک موزہ پر پہنا جائے، دھوپ کی شدت کی وجہ سے گرم زمین۔ رمض (س) رمضا۔ النہار: سخت گرم ہونا۔ عانۃ: موئے زیر ناف۔ الاستقصار: بھرپور کوشش کرنا۔ خرقۃ: بیوقوفی، نادانی۔ الحدق۔ جمع حدقۃ: پتلی۔ یہاں ماہر تیر چلانیوالا مراد ہے۔

توضیح ایک کوفی شخص کو بادشاہ کے آدمی کی جانب سے یہ خبر ملی کہ وہ شخص اس کوفی شخص کو ایک زمین جو واسط میں تھی پیش کر رہا ہے اس قرض کے بدلہ میں جو لازم ہو گیا تھا اس پر خلیفہ کا، تو کوفی نے اپنا وکیل خچر پر بھیجا اور ایک خرجین دیناروں کی اس کے لئے بھردی اور اس سے کہا کہ واسط شہر میں چلے جاؤ اور میرے لئے اس پیش کردہ زمین کو خرید لو۔ اگر خرجین میں موجودہ دینار کفایت کر جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر میرے پاس خط لکھنا میں مال بھیج دوں گا، تو وکیل نکلا اور جب گھروں سے نکل کر جنگل میں پہونچا تو اس سے ایک گھوڑے پر سوار دیہاتی ملا جس کے ساتھ کمان اور ترکش تھا اور اس نے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا واسط جا رہا ہوں۔ دیہاتی نے کہا کیا تم ساتھ چلنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ دونوں چلے یہاں تک کہ بیابان طے کر چکے تو ان کے سامنے کچھ ہرنیاں آئیں۔ تو دیہاتی نے کہا تجھے ان میں سے کون سی پسند ہے اگلی یا پچھلی کہ میں اسے تمہارے لئے ذبح کروں۔ وکیل نے کہا دیہاتی سے اگلی، تو دیہاتی نے اس پر تیر مارا اور ناک کی ہڈی کو پھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے بھون کر کھا لیا۔ وکیل کو دیہاتی کے ساتھ جانے میں بڑی مسرت محسوس ہوئی پھر قطا کا ایک گروہ سامنے آیا تو دیہاتی نے کہا کیا تم اس کا ارادہ کرتے ہو تاکہ میں اسے بھی تمہارے لئے پھاڑ دوں۔ وکیل نے ان میں سے ایک کی جانب اشارہ کیا تو دیہاتی نے تیر مارا اور وہیں ختم کر دیا پھر دونوں نے بھون کر کھا لیا۔ جب کھانا ختم ہو گیا تو دیہاتی نے وکیل کیلئے تیر تان دیا، پھر کہا، کہاں لگاؤں۔ وکیل نے کہا خدا سے ڈر اور ساتھ چلنے کی حرمت کا لحاظ رکھ۔ دیہاتی نے کہا کام تو ضرور ہو گا۔ وکیل نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھے چھوڑ دے اور خچر اور خرجین لے لے وہ مال سے بھرا ہوا ہے۔ دیہاتی نے کہا اپنے کپڑے بھی نکال دے تو اس نے ایک ایک کپڑا نکال دیا یہاں تک کہ ننگا رہ گیا۔ دیہاتی نے کہا اپنے موزے اتار دے، وہ دو موزے پہنے ہوئے تھا تو وکیل نے کہا اللہ سے ڈر میرے بارے میں اور موزے چھوڑ دے تاکہ میں گرمی سے بچ سکوں چونکہ یہ گرم زمین میرے پاؤں کو جلا ڈالے گی۔ دیہاتی نے کہا یہ تو ضروری ہے تو وکیل نے کہا لے موزے بھی۔ پھر اس نے اسے بھی نکال دیا جب اس نے موزہ لینا چاہا تو وکیل کو اپنا خنجر یاد آیا جو اس کے پاس موزے میں تھا تو اس نے اس کو نکالا اور دیہاتی کے سینہ پر ایسا مارا کہ ناف تک چیر ڈالا اور اس سے کہا یہ تمام کوشش تمہاری نادانی تھی تو یہ ضرب المثل بن گئی اور یہ دیہاتی بڑا تیر انداز تھا۔

اخلافُ الوعدِ

وعدہ خلافی

قالوا: الخلف الأمُ مِنَ البخل، لانہٗ مَنْ لم یفعل المعروفَ لزمہٗ ذمُ اللوم وحدہٗ، ومَنْ وَعَدَ واخلف لزمہٗ ثلاث مذمّاتٍ، ذمّ اللوم، وذم الخلف، وذم الکذب ؛

توضیح علماء نے بیان کیا ہے کہ وعدہ خلافی بخل سے زیادہ قابلِ ملامت ہے۔ چونکہ جس نے کوئی بھلائی نہیں کی اس کیلئے صرف ملامت کی مذمت ثابت ہوتی ہے، اور جو شخص وعدہ کرکے اس کے خلاف کرے تو اس کے لئے تین مذمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ملامت کی مذمت، وعدہ خلافی کی مذمت، اور جھوٹ کی مذمت۔

حسنُ الجوارِ

بہترین پڑوس

وَذکروا اَنّ جارًا لابی دلفٍ ببغداد لزمہٗ کبیر دینٍ فادحٍ حتے احتاجَ الی بیع دارہٖ، فساوموہ بہا فسالھم الفی دینارٍ فقالوا: لہٗ اَنّ دارکَ تساوی خمس مائۃٍ قالَ وَجواری من ابی دلفٍ بالفٍ وخمسمأۃٍ فبلغ ابادلف فامر بقضاء دینہ وقالَ لہٗ لاتبع دارکَ ولاتنتقل من جوارنا

لغوی تحقیق الجوار: پڑوس۔ فادحٌ: گرانبار۔ فَدَحَ (ف) فدحًا، ؤ: گرانبار بنادینا۔ ساومہ۔ مساومۃ: مول بھاؤ کرنا۔

توضیح لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابو دلف کے ایک پڑوسی پر جو بغداد میں تھا بہت بڑا دین اس پر لازم ہوا یہاں تک کہ وہ اپنا گھر بیچنے کا محتاج ہوگیا۔ لوگوں نے اس سے اس مکان کے بھاؤ تاؤ کئے تو ان سے اس نے دو ہزار دینار مانگے۔ لوگوں نے اس سے کہاکہ تیرا گھر پانچ سو کے برابر ہے۔ اس نے کہا اور میرا ابودلف کے پڑوس میں رہنا ڈیڑھ ہزار دینار کے برابر ہے۔ ابودلف کو خبر پہونچی تو اس نے اس کے قرض کو اداکرنیکا حکم دیا۔ اور اس سے کہاکہ تو اپنا گھر نہ بیچ اور نہ تو ہمارے پڑوس سے منتقل ہو۔

حِلمُ الحجّاجِ

حجاج کی بردباری

قال الهيثم بن عدی اُتی الحجّاج بحرورية، فقال لاصحابه ما تقولون فی هذه؟ فقالوا: اقتلها اصلح الله الامير ونكل بها غيرها فتبسمت الحرورية فقال لها لِمَ تبسمت؟ فقالت لقد كان وزراء اخيك فرعون خيرًا من وزرائك يا حجاج استشارهم فی قتل موسٰی، فقالوا ارجه واخاه وهؤلاء يا مرونك بتعجيل قتلی فضحك الحجاج وامر باطلاقها۔

توضیح ہیثم ابن عدی کا بیان ہے کہ حجاج کے پاس ایک خارجیہ عورت لائی گئی تو حجاج نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو سبھوں نے کہا کہ آپ اس کو قتل کر دیجئے۔ اللہ امیر کا بھلا کرے۔ اور اس کے ذریعہ دوسروں کو عبرت دیجئے، تو خارجیہ مسکرائی تو حجاج نے کہا تو کیوں مسکرائی۔ تو خارجیہ نے کہا تیرے بھائی فرعون کے وزراء تو تیرے وزیروں سے اچھے تھے۔ اے حجاج فرعون نے موسیٰ علیہ السّلام کے قتل کے بارے میں مشورہ لیا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیدے اور یہ تمہیں مشورہ دیتے ہیں مجھے فوری طور پر قتل کرنے کا، تو حجاج ہنسا اور اس کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

البارّ بامّہ

والدہ کیساتھ اچھا سلوک کرنیوالا

وكان حيوة بن شريح، يقعد للناس فتقول له أُمّهٗ، قُم يا حيوة الق الشعير للدجاج فيقوم۔

لغوی تحقیق البار: مطیع، نیک شعار۔ حیوۃ بن شریح ابن صفوان بن مالک ابوزرعہ مشہور زاہد و عابد، فقیہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ امام احمد ابن معین، ابن یونس وغیرہ نے آپ کو ثقہ راوی کہا ہے۔ ابن وضاح نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ مجھے قرضہ کے بوجھ سے سبکدوش کر دے اس نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ اگر تو قرضہ سے چھٹکارا چاہتا ہے تو حیوۃ ابن شریح کے پاس جا وہ تیرے لئے دعا کرے گا۔ یہ شخص بروز جمعہ عصر کے بعد اسکندریہ آیا اور آپ کے پاس قیام پذیر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کے اردگرد جو کنکریاں وغیرہ تھیں سب اشرفیوں میں تبدیل ہو گئیں۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور جتنا تجھ پر قرض ہے اتنی ہی اشرفیاں اٹھالے۔ وہ شخص کہتا ہے میں نے تین سو اشرفیاں لے لیں اور قرض سے بری ہو گیا۔ شعیر: جو۔ دجاج: مرغی۔

توضیح حیوۃ بن شریح لوگوں کیلئے بیٹھے ہوئے تھے تو ان سے انکی والدہ کہتی تھیں کہ اٹھ جاؤ اے حیوۃ! مرغی کو جو ڈالدو، تو آپ اٹھ جاتے تھے۔

تعظيمُ الصّحبةِ النبويّة

صحبت نبوی کی تعظیم

قالَ: خرج عمرُ بن الخطاب رضی الله عنه ويدُهُ علٰى المعلى ابن الجارود العبدی فلقيتهُ امرأة من قريش فقالت لهُ: ياعمرُ فوقف لها فقالت، كنّا نعرفك مدةً عميرًا، ثم صرتَ من بعد عميرٍ عمر، ثم صرتَ من بعد عمر امير المؤمنين، فاتق الله يا ابن الخطاب وانظر فی امور الناس فانهُ من خاف الوعيدَ قرب عليه البعيد ومن خاف الموتَ خشي الفوتَ، فقال المعلى ايهًا يا امة الله فقد ابكيتِ امير المؤمنين فقال لهُ عمر: اسكُتْ أتدرى من هٰذه؟ هٰذه خولةُ بنت حكيم التی سمع اللهُ قولها من سمائهِ فعمر احرٰى ان يسمعَ قولها ويقتدى به:

لغوی تحقیق

عُمیر- تصغیر عمر- خولہ بنت حکیم بن امیہ، ام شریک مشہور صحابیہ ہیں رضی اللہ عنہا- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے عقد میں تھیں- بہت پارسا، عابدہ، زاہدہ بی بی تھیں- آپ کا شمار ان صحابیات میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی ذات کے متعلق تمام اختیار حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو سونپ دیئے تھے-

توضیح

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نکلے اور آپ کا ہاتھ معلٰی بن جارود عبدی کے کندھے پر تھا- ایک قریشی عورت ملی اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمر! حضرت عمر رضی اللہ عنہ رک گئے- وہ کہنے لگی ہم تمہیں ایک زمانہ تک عمیر جانتے رہے- پھر تم عمیر کے بعد عمر ہو گئے پھر تم عمر کے بعد امیر المؤمنین ہو گئے، تو اے خطاب کے صاحبزادے اللہ سے ڈرو اور لوگوں کے معاملہ میں غور و فکر کرو- چونکہ جو وعید سے ڈریگا اس پر بعید قریب ہو جاتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے وہ فوت سے ڈرتا ہے- تو معلٰی نے کہا اے اللہ کی بندی تو نے امیر المؤمنین کو رلا یا- تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو خاموش رہ، تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے یہ خولہ بنت حکیم ہے کہ جس کی بات کو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے سنی تھی- تو عمر زیادہ لائق ہے کہ اس کی بات سنے اور اسکی پیروی کرے-

ثمرةُ السَّبِّ

گالم گلوچ کا نتیجہ

قالَ رَجُلٌ لابی بکر رضی الله عنه لَاَسُبَّنَّكَ سَبًّا يدخُلُ القبرَ معك قالَ معكَ

يَدْخل لامعي وَقيل لعمرو بن عبيد: لقد وقع فيك اليوم ابو ايوب السجستاني حتی رحمنك قال اياه فارحموا وشتم رجلُ الشعبي فقال له: ان كنت صادقًا فغفر الله لي وان كنت كاذبًا فغفر الله لك ۞

لغوی تحقیق ثمرۃ: پھل، نتیجہ۔ السّب: گالی۔ سب (ن) سَبًّا: سخت گالی دینا۔ عمرو بن عبید۔ قبیلہ تمیم سے ہے، بصرہ کا رہنے والا تھا اور معتزلی تھا۔

توضیح ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا میں تجھے ایسی گالی دوں گا جو تیرے ساتھ قبر میں بھی جائے گی۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تیرے ساتھ جائے گی میرے ساتھ نہیں۔ اور عمرو ابن عبید سے کہا گیا کہ تیرے بارے میں آج ابوایوب سجستانی نے ایسی بات کہی کہ ہم کو آپ پر رحم آگیا۔ عمرو نے کہا اس پر رحم کھاؤ۔ اور ایک شخص نے امام شعبیؒ کو گالی دی تو امام شعبیؒ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالےٰ میری مغفرت فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالےٰ تیری مغفرت فرمائے۔

الحسود لا يرضى بشيء

حاسد کسی بھی چیز سے راضی نہیں ہوتا

قال الاصمعي كان رجلٌ من اهل البصرة بذيًّا شريرًا، يُؤذي جيرانه ويشتم اعراضهم فاتاه رجلٌ فوعظه، فقال له مابال جيرانك؟ يشكونك، قال انهم يحسدوني، قال له على اي شئ يحسدونك؟ قال: على الصلب، قال: وكيف ذاك؟ قال اقبل معي، فاقبل معه الى جيرانه فقعد متحازنًا فقالوا له: مالك؟ قال: طرق الليلة كتابُ معاوية ان اُصلَبَ انا ومالك بن المنذر وفلان وفلان، فذكر رجالًا من اشراف اهل البصرة فوثبوا عليه وقالوا يا عدو الله انت تصلب مع هؤلاء ولا كرامة لك فالتفت الى الرجل فقال: اما تراهم قد حسدوني على الصلب فكيف لو كان خيرًا؟

لغوی تحقیق الحسود: وہ شخص جسکی طبیعت میں حسد گھر کر گیا ہو۔ ج حُسُد۔ بذیا: گستاخ، گالی گلوچ بکنے والا، فحش گو۔ بذأ (ف) بذی (س) بذو (ک) بذاءۃ: فحش گو ہونا۔ اعراض۔ جمع عرض: اچھی عادت، آبرو، باعث فخر و عزت۔ الصلب: سولی پر چڑھانا۔ متحازن۔ اسم فاعل ہے تحازن: اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرنا۔

توضیح اصمعی نے بیان کیا کہ ایک شخص بصرہ کا بہت ہی بدگو اور شریر تھا، اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتا تھا اور ان کی عزت پامال کرتا تھا، تو ایک شخص نے آکر اسے نصیحت کی اور کہا تمہارے پڑوسی تمہاری شکایت کیوں کرتے ہیں۔ اس نے کہا وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں اس نے کہا کس چیز پر، تو اس نے کہا سولی دیئے جانے پر، کہا یہ کیسے۔ اس نے کہا: چلو میرے ساتھ، تو وہ اس کے ساتھ اس کے پڑوسی کے پاس گیا اور غمگین بیٹھ گیا۔ تو پڑوسیوں نے اس سے کہا تجھے کیا ہوگیا رات میں میرے سولی دیئے جانے کے بارے میں حضرت معاویہؓ کا خط آیا ہے اور مالک ابن نذر کے سولی دیئے جانے کا اور فلاں کا اور فلاں کا، اس نے بصرہ کے چند اشراف کا ذکر کیا تو سب لوگ اس پر کود پڑے اور کہنے لگے اے اللہ کے دشمن تو ان کے ساتھ سولی دیا جائیگا اور تیرے اندر کوئی شرافت نہیں ہے۔ تب اس شخص کیطرف متوجہ ہوا پھر اس نے کہا کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ میرے سولی دیئے جانے پر حسد کر رہے ہیں تو کیا حال ہوتا اگر کوئی اچھا کام ہوتا۔

حُبُّ الجهاد في سبيل الله تعالىٰ

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا شوق

عَنْ أَشياخٍ مِن بني سلمةَ أنّ عمرو بن الجموحِ كان رجلاً اعرج شديد العرج وكان له بنون اربعة مثل اسد يشهدون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم المشاهدَ فلما كان يوم احد ارادوا احبسه، وقالوا له، ان الله قد عذرك فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان بني يريدون أن يحبسوني عن هذا الوجه والخروج معك فيه فوالله اني لارجوان اطأ بعرجتي هذه في الجنة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انت فقد عذرك الله فلا جهاد عليك وقال لبنيه: ما عليكم أن لا تمنعوه لعل الله ان يرزقه الشهادة فخرج معه، فقتل يوم احد۔

لغوی تحقیق العرج، لنگڑاپن۔ بنون ۔ جمع ابن، لڑکا۔ المشاہد: میدانِ جنگ۔ الوجہ: بزرگی و مرتبت۔ اطأ۔ وطئا: پیر سے روندنا۔

توضیح ابن سلمہ کے شیوخ سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ ابن جموح ایک بہت لنگڑے شخص تھے اور ان کے چاروں لڑکے شیر کیطرح تھے، وہ حضورؐ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتے تھے جب احد کا دن آیا تو انھوں نے حضرت عمرو بن جموح کو روکنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور بنایا ہے تو وہ حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لڑکے مجھے اس عظیم مرتبہ سے روکنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور

آپؐ کے ساتھ جنگ احد کیلئے جانے سے روکنا چاہتے ہیں۔ قسم خدا کی میری تمنا ہے کہ میں جنت میں اپنے اس لنگڑے پن کے ساتھ چلوں پھروں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ رہی تمہاری بات تو تم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے معذور قرار دیا تو تم پر جہاد ضروری نہیں ہے، اور ان کے لڑکوں سے فرمایا تمہیں ان کو روکنا نہیں چاہئے شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب کرے۔ تو وہ آپ کے ساتھ نکلے اور جنگ احد میں شہید ہوگئے۔

العقوق

والدین کی نافرمانی

عن عبد الله بن ابی اوفٰی قال جاء رجلٌ الی النبی صلی الله علیہ وسلم فقال یارسول الله! ان ھٰھنا غلاما قد احتُضِرَ فیقال لہ، قل لا الٰہ الا الله فلا یستطیع ان یقولھا قال الیس کان یقولھا فی حیٰوتہ قالوا: بلٰی قال فما منعہ منھا عند موتہ؟ فنھض النبی صلی الله علیہ وسلم ونھضنا معہ حتی اتی الغلام فقال یا غلامُ! قل لا الٰہ الا الله قال: لا استطیع ان اقولھا قالَ وَ لِمَ قالَ، لعقوق والدتی قال: احی حیۃ؟ قال: نعمْ قال: ارسلوا الیھا فجاءتہُ فقالَ لھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم: ابنك ھو؟ قالت نعم، قال، ارأیت لو انّ نارًا اُجِّجتْ فقیل لك ان لم تشفعی فیہ قذفناہ فی ھٰذہ النار فقالت: اذًا کنتُ اشفعُ لہ قال: فاشھدی الله وَاشھدینا بانّكِ رضیتِ عنہ، فقالت، قد رضیتُ عَنْ ابنی، قالَ: یا غلامُ! قُل لا الٰہ الا الله فقال: لا الٰہ الا الله، فقالَ رسول الله صلی الله علیہ وسلم الحمد لله الذی انقذہٗ مِنَ النارِ۔

لغوی تحقیق

العقوق: ماں باپ کی نافرمانی۔ عاق۔ معاقۃ: مخالفت کرنا۔ عبداللہ بن ابی اوفٰی۔ علقمہ بن حارث اسلمی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، اور صحابی زادے بھی ہیں۔ غزوۂ حنین، فتح خیبر، حدیبیہ، بیعت الرضوان وغیرہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد کوفہ میں اقامت اختیار کرلی تھی۔ آپ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ کوفہ کے رہنے والے صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں ہوئی ہے۔ احتضر المریض: مرنے کے قریب ہونا۔ اجّجت۔ اجج النار: بھڑکانا۔ قذفناہ (ض) قذفًا: پھینکنا، ڈالنا۔ انقذہٗ، نقذ (ن) نقذًا: نجات دینا۔

توضیح

حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ یہاں ایک لڑکا قریب المرگ ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو وہ پڑھ نہیں سکتا تو آپ نے فرمایا کیا زندگی میں نہیں پڑھتا تھا تو لوگوں نے فرمایا ہاں پڑھتا تھا

19/2

آپ نے فرمایا اب موت کے وقت کس چیز نے اسے پڑھنے سے روک دیا، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نوجوان کے پاس تشریف لا کر فرمایا کہ اے لڑکے لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا حضورؐ نے فرمایا کیوں ؟ تو اس نے کہا والدہ کی نافرمانی کی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہیں ؟ اس نے کہا ہاں ! تو حضورؐ نے فرمایا کہ اسے آدمی بھیجکر بلالو۔ جب وہ آئی تو حضورؐ نے فرمایا۔ یہ تمہارا لڑکا ہے تو اس نے کہا ہاں، تو حضورؐ نے فرمایا کیا تم مناسب سمجھتی ہو کہ آگ دہکا دی جائے پھر تجھ سے یہ کہا جائے کہ اگر تو نے اس کے بارے میں سفارش نہیں کی تو ہم اسے آگ میں ڈالدیں گے۔ تو اس عورت نے کہا تب تو میں اس کیلئے سفارش کروں گی۔ آپ نے فرمایا تو اللہ کو اور مجھے گواہ بنالے کہ تو اس سے خوش ہے تو اس نے کہا میں اپنے لڑکے سے خوش ہوں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے لڑکے کہو لا الہ الا اللہ تو اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچایا میری وجہ سے۔

ختامہٗ مسک

اس کا خاتمہ مشک کے مانند ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (۱) ما تعدون الصرعۃ فیکم ؟ قالوا الذی لا یصرعہ الرجال، قال: لا ولکنہ الذی یملک نفسہٗ عند الغضب (۲) لا یدخل الجنۃ الجوّاظ ولا الجعظری (۳) الرجل علیٰ دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل ؛

لغوی تحقیق

ختام، ہر وہ چیز جسے مہر بند کیا جائے۔ ج ختم۔ الصرعۃ: پہلوان، بہت بچھاڑنے والا۔ جوّاظ: متکبر، اجڈ۔ الجعظری: بدخصلت، بدخلق۔

توضیح

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم اپنے درمیان پہلوان کس کو سمجھتے ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص پہلوان ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔ اور حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت میں نہیں جائے گا کوئی متکبر اور بدخلق۔ اور حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر شخص دیکھ لے اس کو جس سے وہ دوستی کر رہا ہے۔

(۴) من اشر الناس ذو الوجہین الذی یأتی ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ (۵) انّ من اربی

الربی الاستطالۃُ فی عرض مسلم بغیر حقٍّ (۶) ایاکم وَ الحسدَ فان الحسدَ یاکُلُ الحسناتِ کمَا تاکل النارُ الحطبَ (۷) کبرت خیانۃً ان تحدثَ اخاکَ حدیثاً ھو لکَ بہٖ مُصَدِّق وَانت لہٗ بہٖ کاذبٌ (۸) ویلٌ للذی یُحدِّث فیکذب لیضحک بہ القوم وَیلٌ لہٗ وَیلٌ لہٗ (۹) قال اذا وعَدَ الرجلُ اخاہ ومن نیتہٖ ان یفی لہٗ فلم یَفِ ولم یجئ للمیعاد فلا اثمَ علیہ (۱۰) اذا تثاءَبَ احدُکُمْ فلیمسك علیٰ فیہِ فانَّ الشیطان یدخل (۱۱) خمسٌ تجبُ للمُسْلِمِ علیٰ اخیہِ رَدُّ السَّلَامِ وتشمیتُ العاطِسِ وَاجابۃُ الدعوۃ وَعیادۃ المریض وَاتباعُ الجنازۃ

لغوی تحقیق

ذوالوجہین: دو رُخا، دو غلا۔ ربیٰ: زیادتی، سود۔ الاستطالۃ: بدنامی کی شہرت دینا۔ الحطب: لکڑی۔ ویل: ہلاکت، بربادی۔ یفی (ض) وفاء بالعہد: وعدہ پورا کرنا۔ اثم: گناہ۔ تثاءب: جمائی لینا۔ تشمیت: چھینک کا جواب دینا۔

توضیح

لوگوں میں سب سے بدترین وہ دو رُخا شخص ہے کہ جوان کے پاس آئے اس چہرے کے ساتھ اور دوسروں کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔ اور سب سے بڑا سود ناحق مسلمانوں کی عزت میں بدگوئی کرنا ہے۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسد سے بچو چونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو وہ تمہاری تصدیق بھی کر رہا ہے اس بات میں اور حقیقت یہ ہے کہ تم اس کے سامنے اس بات میں جھوٹے ہو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے بربادی ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگ اس کی بات سے ہنسیں اس کیلئے بربادی ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور نبھانے کی نیت ہو پھر نبھا نہ سکا اور وقت متعین پر وہ نہ آسکا تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو وہ اپنے منہ کو بند کرلے چونکہ شیطان داخل ہوتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ پانچ چیزیں ایک مسلمان کیلئے ضروری ہیں۔ اس کے بھائی کے سلام کا جواب دینا، اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا، اور دعوت قبول کرنا، اور بیمار کی بیمار پرسی کرنا، اور جنازے کے پیچھے چلنا۔

(۱۲) مَن باتَ علیٰ ظھرِ بیتٍ لیسَ علیہِ حِجَارٌ فقد برئت منہ الذمّۃ (۱۳) قال: مَنِ استعاذَ باللہ فاعیذُوہ ومَن سألکم بوجہِ اللہِ فاعطوہُ ؕ

توضیح

جو شخص ایسے گھر کی چھت پر سوئے جس پر چہار دیواری نہیں ہے تو اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔ اور حضورؐ کا ارشاد ہے فرمایا جو اللہ کا واسطہ دیکر پناہ چاہے تو تم اسے پناہ دے دو اور جو تم

سے اللہ کے واسطے سوال کرے تو تم اسے دیدو۔

(۱۴) وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَاتَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَفَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَمْرٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (۱۵) مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّمْثُلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (۱۶) لَاتَتْرُکُوا النَّارَ فِی بُیُوْتِکُمْ حِیْنَ تَنَامُوْنَ (۱۷) اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ بَدَأَ ھُمْ بِالسَّلَامِ (۱۸) اَلْاَیْمَنَ فَالْاَیْمَنَ (۱۹) اَکْرِمُوا الْخُبْزَ۔ (۲۰) اَلصَّبْرُ رِضًا (۲۱) اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ (۲۲) اَلْفَخِذُ عَوْرَۃٌ (۲۳) لَاتَتَمَنَّوا الْمَوْتَ (۲۴) اَلْزِمْ بَیْتَکَ (۲۵) اَلْعِدَۃُ دَیْنٌ (۲۶) اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (۲۷) قَیِّدْ وَتَوَکَّلْ (۲۸) یَدُ اللّٰہِ مَعَ الْجَمَاعَۃِ (۲۹) اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (۳۰) اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی (۳۱) لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ یَلِجِ النَّارَ (۳۲) مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَیْرِ اللّٰہِ اَوْ اَرَادَ بِہٖ غَیْرَ اللّٰہِ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

لغوی تحقیق

یمثل (ک، ن) مُثُولاً بین یدی فلاں: کسی کے روبرو کھڑا ہونا۔ فلیتبوأ۔ تبوأ المکان: مسکن بنانا۔ مقعد: بیٹھنے کی جگہ۔ ج مقاعد۔ جنۃ: ڈھال۔ الفخذ: زانو۔ العدۃ: وعدہ۔ یلج۔ ولوجا: داخل ہونا۔

توضیح

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم مومن نہیں ہوگے اور تم مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت نہ ہو کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں کہ جب تم اسے کروگے تو آپس میں محبت پیدا ہوجائے گی، تم آپس میں سلام کو رواج دو۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں بت کیطرح تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں سوتے وقت آگ نہ چھوڑا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کرے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شروع دائیں سے کیا جائے پھر دائیں سے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں سوتے وقت آگ نہ چھوڑا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے زیادہ قریب لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کرے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شروع دائیں سے کیا جائے پھر بائیں سے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ صبر رضاءِ الٰہی کا باعث ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ران ستر عورت ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ موت کی تمنا نہ کیا کرو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وعدہ قرض ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ باندھ دو (جانور کو) اور توکل کرو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے متعلق جھوٹ نہ کہو جو میرے خلاف جھوٹ بولے گا جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی علم غیر اللہ کی خاطر سیکھا یا اس سے غیر اللہ کو مقصد بنایا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالے۔

(۳۳) مَنْ خرج فے طلب العِلْمِ فهو فی سَبِیْلِ اللّٰہِ حتیٰ یرجعَ (۳۴) بین الکفرِ والایمانِ ترك الصَّلٰوۃ (۳۵) لا یؤمِنُ اَحَدُکُم حتیٰ یحبَ لاخیه ما یحبّ لنفسه (۳۶) لیسَ الغنی عَنْ کثرۃ العرضِ ولکن الغنیٰ غنی النفس (۳۷) نعمتانِ مغبونٌ فیهما کثیر من الناسِ الصحۃُ والفراغ (۳۸) مَنْ اَهانَ سُلطانَ اللّٰہ فی الارضِ اَهانهُ اللّٰہ (۳۹) الدال علی الخیرِ کفاعله (۴۰) کان رسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیه وسلّم یقول اللّٰهمّ بردّ قلبی بالثلج والبردِ والماء البارد اللّٰهمّ نقِّ قلبی من الخطایا کما نقیتَ الثوب الابیضَ مِنَ الدنس ؛

لغوی تحقیق العرض : سامان۔ مغبون : دھوکہ دیا ہوا۔ الثلج : برف۔ الدنس : میل کچیل۔

توضیح جو شخص طلب علم کیلئے نکلا تو وہ لوٹنے تک اللہ کے راستہ میں ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کے چھوڑنے کا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ مالداری سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل مالداری تو دل کی مالداری ہے۔

دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ گھاٹے میں ہیں۔ ایک صحت، دوسری فرصت۔ جس نے اللہ کے بادشاہ کی اہانت کی زمین میں تو اللہ اس کی اہانت کرے گا۔ بھلائی کی رہنمائی کرنے والا اس کو کرنیوالے کیطرح ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے دل کو برف، اولے، ٹھنڈے پانی کے ذریعہ ٹھنڈا کردے۔ اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے صاف کردے جس طرح سفید کپڑے کو تو گندگی سے صاف کردیتا ہے۔

اللّٰهمّ اغفر لکاتبه ولوالدیه ولمن سعٰی فیه

الباب الثانی فی النظم

الشیخ عمر بن الوردی رحمہ اللہ تعالیٰ

اتق اللہ فتقوی اللہ ما	جاورت قلب امرئ الا وصل
لیس من یقطع طرقا بطلاً	انما من یتقی اللہ البطل
صدق الشرع ولا ترکن الی	رجل یرصد فی اللیل زحل
حارت الافکار فی قدرۃ من	قد ھدانا سبلنا عز وجل
کتب الموت علی الخلق فکم	فل من جیش وافنی عن دول
این نمرود وکنعان ومن	ملک الارض وولی وعزل
این عاد این فرعون ومن	رفع الاھرام من یسمع یخل
این من سادوا وشادوا وبنوا	ھلک الکل ولم تغن الحیل
این ارباب الحجا اھل التقی	این اھل العلم والقوم الاول
سیعید اللہ کلاً منھم	وسیجزی فاعلا ما قد فعل

لغوی تحقیق

البطل: پہلوان، بہادر۔ ج ابطال۔ لا ترکن (ن،س)، رکونا الیہ: متوجہ ہونا، بھروسہ کرنا۔ یرصد (ن) رصدًا: تاک میں بیٹھنا۔ زحل۔ ایک سیارہ ہے۔ حارت (س) حیرًا، حیرۃً: حیران ہونا۔ فل، فلا۔ القوم: ہزیمت دینا۔ دول۔ جمع دولۃ۔ الاہرام۔ جمع ہرم: مخروطی شکل کی عمارت جس کی کرسی مثلث یا مربع یا بہت اضلاع والی ہو۔ اسی سے اہرام مصر ہے جو بادشاہوں کے دفن کرنے کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔ یہ بے انتہا مضبوط اور سنگین عمارتیں ہیں۔ علامہ ابوالفرج جوزی نے کتاب سلوۃ الاحزان میں لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی اونچائی چار سو ہاتھ ہے جو رخام اور مرمر سے بنائی گئی ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ یہ ہم نے اپنے بل بوتے پر بنائی ہے۔ سو جس شخص کو اپنی قوت کا دعویٰ ہو وہ ان کو توڑ کر ہی دکھلا دے۔ حالانکہ بنانے کی نسبت توڑنا آسان ہے۔ ابن المنادی

کہتے ہیں کہ ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ لوگوں نے کئی مرتبہ پوری دنیا کی آمدنی کا اندازہ لگایا لیکن یہی ظاہر ہوا کہ ان عمارتوں کے ڈھانے میں پوری دنیا کی آمدنی بھی ناکافی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مامون الرشید مصر پہونچا تو اس نے ایک ہرم میں سوراخ کرنیکا حکم کیا۔ بڑی مشکل اور بے انتہا مال صرف کرنیکے بعد سوراخ کیا گیا دیکھا تو اس کے اندر بہت بڑی مسافت ہے جس کو طے کرنا مشکل ہے۔ نیز اس کے منہ پر ایک مکان دیکھا جس کے ہر ضلع کی مقدار آٹھ ہاتھ تھی اور اس کے درمیان ایک نہایت مضبوط حوض تھا۔ یہ دیکھ کر مامون الرشید باقی اہرام کے کھدوانے سے قاصر رہ گیا۔ روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ہرمس اول اخنوخ یعنی حضرت ادریسؑ نے ستاروں کے حالات سے وقوع طوفان پر استدلال کیا اور اہرام کی تعمیر کا حکم کیا تھا، مدتِ تعمیر کل چھ ماہ تھی اور اس کے اندر مکتوب تھا کہ ہمارے بعد میں آنیوالوں سے کہو کہ کوئی ان کو چھ سو سال میں ہی منہدم کر دکھلائے حالانکہ بنانیکے مقابلہ میں گرانا سہل تر ہے۔ اہرام کی بابت اقبالؔ نے کہا تھا ؎

اہرام کی عظمت سے نگوں سارے ہیں افلاک ؎ کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

توضیح

ساد وا، سیدودۃ، سیادۃ: شریف ہونا۔ ساد (ض) سیدًا البناء: عمارت کو اونچی کرنا۔ الحجار: عقل۔ ج احجار۔ اللہ سے ڈرو تو اللہ کا تقوی نہیں متصل ہوا کسی سے مگر وہ پہونچ گیا۔ وہ شخص جو رہزنی کرے ہیرو اور بہادر نہیں ہے، بہادر تو وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔ شریعت کی بات مانو اور اس شخص کیطرف مائل نہ ہو جو زحل کے گھات میں لگے رات میں۔ افکار و خیالات سرگرداں ہیں اس ذات کی قدرت میں جس نے ہماری رہنمائی کی راستوں کی وہ باعزت اور جلیل الشان ہے، اس نے مخلوق پر موت کو لکھ دیا، تو کتنے ہیں ایسے لشکر جن کو شکست دیدی، اور کتنی حکومتوں کو فنا کر دیا، کہاں ہیں نمرود، کنعان وغیرہ اور وہ لوگ جو زمین پر حکومت کرتے تھے اور دوسروں کو حاکم بناتے تھے۔ کہاں ہے عاد اور کہاں ہے فرعون اور وہ لوگ جنھوں نے اہرام مصر کو بلند کیا، جو سنتا ہے وہ خیال کرتا ہے، کہاں ہیں وہ جنھوں نے سرداری حاصل کی تھی اور مضبوط عمارت بنائی، تمام ہلاک ہوگئے اور تدبیریں کام نہیں آئیں، کہاں ہیں اربابِ عقل اور اصحابِ تقویٰ، کہاں ہیں اہلِ علم اور پہلے لوگ۔ بہت جلد اللہ تعالےٰ ان میں سے ہر ایک کو لوٹائیگا۔ اور ہر شخص کو جو کیا ہے اسی کا بدلہ دیگا۔

الشیخ تقی الدین ابو بکر علی الحموی

شیخ تقی الدین ابو بکر علی حموی

مَنْ عرف اللہ ازال التھمۃ
وقال کُلُّ فعلہ للحکمۃ

من انکر القضاء فھو مشرک
ان القضاء بالعباد املک

ونحن لانشرك باللہ ولا
نقنط من رحمتہ اذ نبتلی

عارٌ علینا وقبیحٌ ذکرٍ
ان نجعل الکفر مکان الشکر

وَلیسَ فی العَالمِ ظلمٌ جَار ۔۔۔ اذ کان مایجری بامرِ الباری
وَاسعدُ العالمِ عند اللّٰہ ۔۔۔ مَنْ سَاعد الناس بفضل الجاہ
وَمن اغاث البائسَ الملہوفا ۔۔۔ اغاثہ اللّٰہَ اِذا اُخیفا
انّ العظیمَ یدفع العظیم ۔۔۔ کمَا الجسیم یحمل الجسیم
فان من خلائق الکرام ۔۔۔ رحمۃَ ذی البلاءِ والاسقام
وَانّ من شرائط العلوّ ۔۔۔ العطفَ فی البؤس علی العدوّ
قد قضتِ العقول ان الشفقۃ ۔۔۔ علی العدوّ والصدیق صَدَقۃ
وَقد علمتَ واللبیب یعلمُ ۔۔۔ بالطبع لا یُرحَم من لا یَرحم
فالمَرءِ لایدری متی یمتحنُ ۔۔۔ فانہٗ فی دھرہٖ مرتھن
وَان نجا الیومَ فما ینجو غدا ۔۔۔ لا یأمن الآفات الّا ذو الرّدٰی
لاتغترر بالحفظ والسلامۃ ۔۔۔ فانما الحیٰوۃ کالمدامۃ
وَان مَن خصَّ اللئیمَ بالندیٰ ۔۔۔ وَجَدتہٗ کمن یُرَبّی اسدًا
ولیسَ فی طبع اللئیم شکرٗ ۔۔۔ وَلیس فی اصل الدنی نصرٗ
وَان من الزمۃٗ وکلّفہٗ ۔۔۔ ضدّ الذی فی طبعہٖ ما انصفہ

لغوی تحقیق

لاتقنط (س) قنطا (ن،ض) قنوطا (ک) قناطۃً : نا امید ہونا۔ صفت قانط، قنوط۔ الکفر: ناشکری۔ اغاث، اغاثۃً : مدد کرنا۔ البائس : سخت حاجتمند۔ الملہوف : غمزدہ جس کا مال برباد ہوگیا ہو۔ فریاد کرنیوالا، مظلوم۔ اسقام۔ ج سقم : بیماری۔ لاتغترر۔ اغترارًا : دھوکہ کھانا۔ المدامۃ : شراب۔ الدنی : کمینہ۔

توضیح

وہ شخص جس نے اللہ کو پہچانا وہ الزام کو ختم کر دیگا اور کہے گا کہ ہر فعل اس حکمت پر مبنی ہے جس نے قضا کا انکار کیا وہ مشرک ہے۔ بیشک قضا بندوں پر حاوی ہے۔ اور ہم اللہ کا شرک نہیں کرتے اور اس کی رحمت سے مصیبت کے وقت نا امید نہیں ہوتے، ہمارے اوپر عار ہے اور بہت برا ذکر ہے کہ ہم کفر کو شرک کی جگہ رکھیں، اور دنیا میں ظلم کا سلسلہ جاری نہیں ہے، چونکہ جو ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ نیک لوگوں کے نزدیک وہ شخص ہے جو لوگوں کی عزت کے ذریعہ مدد چاہے اور جو محتاج ومظلوم کی فریاد رسی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جب خوف کا دن ہوگا۔ بیشک بڑا آدمی بڑی مصیبت کو دفع کرتا ہے جیسا کہ قوی قوی کو اٹھالیتا ہے، چونکہ شریف آدمیوں کی عادت میں سے ہے کہ مصیبت زدہ پر رحم کرنا۔ اور بے شک بلند ہمتی کی شرطوں میں سے ہے ضرورت اور تنگی کے وقت دشمن پر کرم کرنا، عقلوں کا فیصلہ ہے کہ دشمن پر شفقت کرنا اور دشمنوں پر صدقہ ہے، اور تم جانتے ہو کہ عقلمند فطری طور پر جانتا ہے کہ جو رحم

نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، آدمی کو معلوم نہیں کہ اسے کب آزمایا جائے گا۔ چونکہ آدمی اپنے زمانہ میں مرہون ہے۔ اگر آج بچ گیا تو وہ کل نہیں بچے گا، آفات سے مامون و مطمئن نہیں ہوتا، مگر ہلاک ہونیوالا۔ حفظ و سلامتی سے دھوکہ نہ کھا، چونکہ زندگی شراب کے مانند ہے، اور جو شخص لئیم کو سخاوت کے ساتھ مخصوص کرے تم اسے دیکھو گے کہ وہ شیر کی پرورش کر رہا ہے۔ اور کمینہ کے مزاج میں شکر کا جذبہ نہیں ہوتا اور کمینہ کی ذات میں مدد کا جذبہ نہیں ہوتا، اور جس نے ان پر لازم کیا اور اس کو مکلف کیا اس چیز کے خلاف جو اس کی طبیعت میں ہے اس نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

ولبعضهم

يا رب خذ بيدي ما قد دفعت له	فلست منه على ورد ولا صدر
الامر ما انت رائيه و عامله	وقد عتبت ولا عتب على القدر
من يكشف السوء الا انت بارئنا	ومن يزيل لصفو حالة الكدر

توضیح اے ہمارے پروردگار میرے ہاتھ کو پکڑ لیجئے اس مصیبت میں جس میں دھکیل دیا گیا میں۔ میرے پاس اس کے سلسلہ میں کوئی حیلہ اور تدبیر نہیں ہے۔ امر وہ ہے کہ تو اس کا دیکھنے والا ہے اور اس کا کرنیوالا ہے، اور میں مبتلاء عتاب ہوں اور تقدیر پر نہیں ہوں کون ہے جو برائی کا انکشاف کرے مگر آپ اے ہمارے خالق، اور کون بدتر حالت کو بہتر حالت سے بدل سکتا ہے۔

لبعض الاکابر

بعض اکابر کے اشعار

جميع الكتب يدرك من قرأها	ملال او فتور او سآمه
سوى هذا الكتاب فان فيه	بدائع لا تمل الى القيامه

لغوی تحقیق سآمۃ: ملول ہونا، اکتا جانا۔ بدائع۔ جمع بدیعۃ: انوکھی چیز

توضیح تمام کتابیں ان کے پڑھنے والوں کو تکان، سستی اور اکتاہٹ پکڑ لیتی ہے اس کتاب عزیز کے علاوہ چونکہ اس میں ایسی انوکھی باتیں ہیں کہ تو قیامت تک نہیں اکتائے گا۔

مدح النبیّ المختار

نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف

نور الدین ابو الحسن علی بن احمد

فؤاد بایدی النائبات مصاب — وَجفن لفیض الدمع فیہ مصاب
تناءت دیارٌ قد الفت وَجیرۃٌ — فھل لی الیٰ عھد الوصال ایاب
وَفارقتُ اوطانی ولم ابلغ المُنیٰ — ودون مرادی البحرُ و ھضاب
مضٰی زمنی والشیبُ حل بمفرقی — وَ ابعد شئی اَنْ یُرَدّ شباب
اذا مرّ عمرُ المرءِ لیس براجع — وَانْ حَلّ شیبٌ لم یُفِدہٗ خضاب
فحلّ حمام الشیب فی فرق لِمّتی — وقد طار عنھا للشباب غراب
وَکم عظۃٍ لی فی الزمانِ واھلہٖ — وبینَ فوادی و القبول حجاب
فدع شھوات النفس عنک بمعزل — فعذبُ اللیالی مقتضاہ عذاب
اُطھّرُ اثوابی وقلبی مُدَنس — وَازعم صدقاً والمقال کذاب
وَاخشی سھامَ الموت تفجأ غفلۃً — وَمَا سارَ بی نحو الرّسول رکاب
وقلبی معمورٌ بحُبّ مُحَمّدٍ — فمالِیَ فی غیر الحجاز طلاب
یحِنُّ الیٰ اوطانہٖ کل مسلمٍ — فقُدّس منھا منزل وَجناب
فاسعدُ ایامی اذا قیل ھٰذہٖ — مَنازلُ من وادی الحمیٰ قباب
فجسمی فی مصرٍ وروحی بطیبۃٍ — فللروح عن جسمی ھنالک مناب
علیٰ مثل ھٰذا العجز والعمرُ منقضٍ — تشقّ قلوبٌ لا تشقّ ثیاب
وَارجو ثواباً بامتداحی محمّداً — وَمَا کلُّ مُثنٍ فی الزمان یثاب
بہٖ اُخمِدت من قبل نیرانُ فارسٍ — وَحُقّق من ظبی الفلاۃِ خطاب
وَکم قد سُقی من کفہٖ الجیش فارتووا — وَکم قد شفی منہ العیونَ رضاب
فلم تُلھِہٖ دنیاہ عَنْ خوف رَبّہٖ — وَلَا شغلتہ عن رضاہ کعاب
محمّدٌ المختار اعلی الوریٰ ندی — وَاکرمُ مبعوثٍ اَتاہُ کتاب
الیک رسُول اللہ اُنھی مدائحی — وَان رجائی راحۃ وَثواب
اذا قیل مَن تعنی بمدحک کلہ — فانتَ اذا خبرتُ عنہ جواب

فليتك تحلو والحيوة مريرة	وليتك ترضى والانام غضاب
فانت اجل العالمين مكانة	واكرم مدفون حواه تراب

لغوی تحقیق

فؤاد: دل۔ ج افئدہ۔ النائبات۔ ج نائبۃ: حادثہ، مصیبت۔ مصائب: مصیبت کا مارا ہوا، بدبخت۔ جفن: پلک۔ ج اجفان۔ مصاب۔ مصدر میمی بمعنی جاری ہونا۔ تنائت۔ بمعنی تباعدت: دور ہونا۔ الفت۔ الفۃ، مانوس ہونا۔ جیرۃ۔ جمع جار: پڑوسی۔ ایاب: واپس ہونا۔ اوطان۔ ج وطن۔ المنیٰ۔ ج منیۃ: مراد۔ آرزو۔ ہضاب۔ ج ہضبۃ: زمین پر پھیلا ہوا پہاڑ۔ مفرق: مانگ۔ ج مفارق۔ لمۃ: بالوں کی زلف جو کانوں کی لو سے بڑھی ہوئی ہو۔ ج لمم، لمام۔ مدنس: میلا کچیلا۔ سہام۔ ج سہم: تیر۔ فجاءۃ: ناگاہ آجانا۔ طلاب۔ مطالبہ۔ یحن۔ حنینا: مشتاق ہونا۔ قباب۔ ج قبۃ۔ الفلاۃ: جنگل۔ ارتووا: تروتازہ ہونا۔ سیراب ہونا۔ رضاب: چوسا ہوا تھوک۔ کعاب: ابھری ہوئی پستان والی لڑکی۔ مریرۃ بمعنی تلخ۔ غضاب۔ جمع غضبان۔ مدفون: دفن کیا ہوا

توضیح

دل مصائب کے قبضہ کرنے کی وجہ سے تکلیف محسوس کر رہا ہے، اور آنکھیں آنسو کے بہانے کے لئے ان میں بہنے کی جگہ ہے۔ گھر دور ہو گئے جن سے الفت پیدا ہو چکی تھی اور تعلق تو کیا میرے لئے وصال کے زمانہ تک لوٹنے کی گنجائش ہے۔ اور میں اپنے وطن سے جدا ہو چکا ہوں اور اپنی تمنا حاصل نہیں کر سکا اور میرے مقصد کے درمیان سمندر اور پہاڑ ہیں۔ میرا زمانہ چلا گیا اور بڑھاپا میرے سر پر اتر گیا اور سب سے زیادہ بعید جوانی کا لوٹنا ہے۔ آدمی کی گذری ہوئی عمر لوٹتی نہیں ہے، اور بڑھاپا اگر اتر جائے تو اس کو خضاب کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ تو بڑھاپے کا کبوتر اتر گیا میرے لمبے لمبے بالوں میں اور اس سے جوانی کا کوا اڑ گیا۔ اور بہت سی نصیحتیں ہیں میرے لئے زمانہ اور اہل زمانہ میں۔ اور میرے دل اور قبول کے درمیان ایک پردہ ہے تو چھوڑ دے شہوات نفسانی کو اپنے آپ سے الگ چونکہ راتوں کی مٹھاس کا تقاضہ عذاب ہے۔ میں اپنے کپڑوں کو صاف کر رہا ہوں باوجودیکہ میرا دل میلا ہے اور میں سچ سمجھ رہا ہوں حالانکہ بات جھوٹ ہے۔ اور میں موت کے تیروں سے خوف کر رہا ہوں کہ وہ اچانک نشانہ بنالے اور نہیں لے چلیں مجھ کو حضورؐ کیطرف سواریاں۔ میرا دل معمور رہے محمدؐ کی محبت سے تو میرے لئے حجاز کے علاوہ اور کوئی مطلب کی بات نہیں ہے۔ اس کے وطن کیطرف ہر شخص مائل ہے چونکہ وہاں تو گھر اور صحن مقدس ہیں تو میرا زمانہ سعادت وہ ہے جو کہا جائے گا کہ یہ مدینہ طیبہ کے گھر ہیں اور گنبد خضراء ہے۔ تو میرا جسم مصر میں ہے اور میری روح مدینہ طیبہ میں ہے تو میری روح کے لئے میرے جسم کے بدلے میں وہیں ٹھکانہ ہے۔ اس عاجزی کے مثل پر اور درانحالیکہ عمر ختم ہو رہی ہے دل پھٹے جا رہے ہیں نہ کہ کپڑے۔ اور میں حضورؐ کی مدح سرائی کے ذریعہ ثواب کی امید رکھتا ہوں اور زمانہ میں ہر تعریف کرنیوالے کو بدلہ نہیں دیا جاتا۔ اس کے ذریعہ اس سے پہلے فارس کی آگ بجھادی گئی اور جنگل کے ہرنوں سے

بات چیت ہوئی۔ اور بہت سی دفعہ آپ کے دستِ مبارک سے بہت سے لشکر کو پانی پلایا گیا تو وہ سیراب ہوگئے۔ اور بہت سی دفعہ آنکھیں آپ کے لعابِ دہن سے شفاء یاب ہوگئیں۔ تو آپ کو دنیا نے غافل نہیں کیا خوفِ خداوندی سے اور نہ رضاءِ الٰہی سے دوشیزہ عورتوں نے باز رکھا۔ محمد اللہ کے برگزیدہ بندے اور مخلوق میں سخاوت کے اعتبار سے سب سے بڑھے ہوئے اور ہر نبی سے زیادہ اشرف ہیں جنھیں کتاب ملی۔ آپ ہی کی بارگاہ میں اے اللہ کے رسول تعریفیں پہونچا رہا ہوں اور مجھے امید ہے راحت وثواب کی۔ جب کہا جائے گا کہ تو اپنی تمام تعریفات سے کون سی ذات مراد لے رہا ہے تو آپ ہی جواب ہیں۔ پس کاش آپ شیریں رہیں درانحالیکہ زندگی تلخ ہو اور کاش کہ آپ راضی رہیں باوجودیکہ لوگ ناراض ہوں۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ مرتبہ والے اور مدفونین میں سب سے زیادہ صاحبِ کرامت ہیں جن کو مٹی نے گھیر لیا ہے۔

وقال حسان یمدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حسانؓ کے آنحضورؐ کے حق میں مدحیہ اشعار

وَاَحْسَنُ منكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي	وَاَحسَن منك لم تلدِ النساءُ
خُلِقتَ مبرَّأً من كُلِّ عَيب	كأنك قد خُلقتَ كما تشاءُ

توضیح اور آپ سے بہتر میری آنکھوں نے دیکھا نہیں، اور نہ آپ سے بہتر عورتوں نے جنا۔ آپ ہر عیب سے پاک وصاف کر کے پیدا کئے گئے، گویا کہ آپ جس طرح چاہتے تھے اسی طرح پیدا کئے گئے۔

ولبعضهم

المُرتمى فى دجىً و المبتلى بعمىً	والملتظى بصدىً والمحتوى دينًا
ياتون سُدّتَه من كل ناحيةٍ	ويستفيدون من نعمائه عينًا

لغوی تحقیق المرتمی۔ ارتماء سے مفعول ہے: پھینکا جانا۔ دجیٰ: تاریکی۔ الملتظی۔ التظاء سے مفعول ہے: بھڑکنا۔ صدیٰ: پیاس۔ المحتوی۔ احتواء: اکٹھا کرنا۔ سدۃ: چوکھٹ۔ عین: آنکھ، آفتاب، چشمہ، نقدی (سونا چاندی) گھٹنہ۔

توضیح تاریکی میں پڑے ہوئے اندھاپن میں گرفتار اور پیاس کی آگ میں جلے ہوئے اور قرض میں پھنسے ہوئے۔ ہر چہار جانب سے آتے ہیں سب آپ کی چوکھٹ پر اور آپ کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

الاقتداء بالنبیّ (فداہ ابی وامی)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدار، میرے والدین آپ پر قربان ہوں

ابو حیّان

تمنیتُ انی لا اُعدُّ من الاحیا — اَمَا انہٗ لولا ثلٰثٌ اُحِبُّھا

تکفّرُ لی ذنبًا وتنجح لی سَعیًا — فمنھا رجائیْ اَنْ افوزَ بتوبۃٍ

لئیم فلا امشی الی بابہٖ مشیًا — ومنھن صونی النفس عن کلّ جاھلٍ

نسُوا سنۃ المختار واتبعوا الرأیا — ومنھن اخذی بالحدیث اذا الوریٰ

بشخصٍ؟ لقد بدلت بالرشد الغیا — اَتترکُ نصًّا للرسول وتقتدی

توضیح اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو مجھے پسندیدہ ہیں تو میں تمنا کرتا کہ زندوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ ان تین چیزوں میں سے ایک تمنا یہ ہے کہ میں توبہ کرکے کامیاب ہوجاؤں کہ جو میرے گناہوں کو مٹادے اور میری مدد کرے نیک کام کرنے میں۔ اور انھیں میں سے میرا اپنے آپ کو ہر جاہل کمینہ سے محفوظ رکھنا ہے کہ میں اس کے دروازے تک بالکل نہ جاؤں۔ اور ان میں سے میرا اختیار کرنا ہے حدیث پاک کو ایسی حالت میں کہ لوگوں نے برگزیدہ نبی کی سنت کو بھلادیا ہے اور وہ رائے کی اتباع کرنے لگے۔ کیا تو آنحضور کی حدیث کو چھوڑ کر کسی اور آدمی کی اقتدار کرتا ہے۔ یقیناً تم نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں لے لیا۔

الرّضاء بالقضاء

فیصلۂ خداوندی پر خوش رہنا

لبعضھم

یقولون لی صبرًا وانی لصابرٌ — علیٰ نائبات الدھر وھی فواجعٌ

سَاَصبر حتیٰ یقضی اللّٰہ مَا قضیٰ — وان انا لم اصبر فمَا انا صانعٌ

توضیح وہ مجھ سے صبر کیلئے کہہ رہے ہیں حالانکہ میں زمانے کے خطرناک مصائب پر صبر کرنیوالا ہوں۔ میں یقیناً صبر کرتا رہوں گا یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اس چیز کا فیصلہ کردے جو اس نے تقدیر میں لکھا ہے اور اگر میں صبر نہیں کرسکا تو میں کوئی کام نہیں کرسکتا۔

الشکر وقال اٰخر

اذا کان شکری نعمۃ اللّٰہ نعمۃً ... علیّ لہٗ فی مثلہا یجب الشکر
فلیس بلوغ الشکر الا بفضلہٖ ... وان طالت الایام واتصل الصبر

توضیح جب اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا انعام ہے تو اس جیسے میں شکریہ ادا کرنا میرے لئے واجب ہے، تو شکریہ کا ادا کرنا اس کے فضل وکرم کے بغیر نہیں ہوسکتا اگرچہ زمانہ طویل ہوجائے اور صبر دائمی طور پر رہے۔

ابن نباتہ

لم یبق جودک شیئاً اُؤمّلہٗ ... ترکتنی اصحب الدنیا بلا اٰمل

توضیح تیرے جود وسخا نے نہیں باقی چھوڑی میرے لئے کچھ قابلِ تمناشی، تم نے مجھے چھوڑا اس حال میں کہ میں دنیا میں بغیر کسی امید کے رہتا۔

ولہٗ

لنا ملکٌ قد قاسمتنا ھباتہٗ ... فنثر العطا منہ ونظم الثنا منا
یذکّرنا اخبار معنٍ بجودہٖ ... فننشی لہٗ لفظاً ویُنشی لنا معنًا

توضیح ہمارا بادشاہ ایسا ہے کہ اس نے ہمیں تقسیم کردی اپنی بخششیں، تو عطیہ بکھیرنا اس کی جانب سے اور تعریف کے لئے الفاظ پرونا ہماری جانب سے۔ ہمیں وہ اپنی سخاوت کے ذریعہ مانگ کی باتیں یاد دلاتا ہے تو ہم اس کے لئے الفاظ تیار کرتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے سخاوت کا منظر پیش کرتا ہے۔

الدنیا ابن جبیش

قالوا اتصبر عن الدنیا الدنیۃ اِذ ... کن عبدھا واصطبر للذل واحتمل

لَا بُدَّ مِنْ اَحَدِ الصَّبْرَیْنِ قلتُ نعم	الصَّبر عنها بعون اللّٰہِ اوفق لِی

لغوی تحقیق تصبّر: تکلف کے ساتھ صبر ظاہر کرنا۔ علیہ: صبر کرنا۔ الدنیّۃ: رذیل، گھٹیا، کمینہ۔ ذلّ: ذلت وخواری۔

توضیح لوگوں نے کہا تو اس کمینی دنیا کو چھوڑ دے یا اس کا غلام ہو جا اور ذلت پر صبر کرتے رہو اور برداشت کرتے رہو۔ دونوں صبروں میں سے ایک تو ضروری ہے۔ تو میں نے کہا کہ دنیا کو چھوڑ دینا اللہ کے فضل سے میرے لئے زیادہ مناسب ہے۔

ابو محمد القرطبی

لعمرك ما الدنیا وسرعۃ سیرها	لسکانها الا طریق مجاز
حقیقتها ان المجاز بغیرها	ولکنهم قد اوسعوا بمجاز

توضیح تیری زندگی کی قسم دنیا اور اس کی تیز رفتاری اس کے باشندوں کے لئے نہیں ہے مگر ایک گذرنے کی جگہ۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مجاز کا وجود بغیر حقیقت کے ہے لیکن انھوں نے مجاز میں وسعت پیدا کی۔

ولہ

لعَمْرُكَ ما حصلت علی خطیر	من الدنیا ولا ادرکت شیئاً
وَهَا انا خارجٌ منها سلیبًا	اُقلّبُ نادمًا کلتا یدیّا
وابکی ثم اعلمُ ان مبکا	یَ لا یجدی فامسح مقلتیّا
ولم اجزع لهول الموت لکن	بکیتُ لقلّۃ الباکی علیّا
وانّ الدهر لم یعلم مکانی	ولا عرفت بنوه ما لدیّا
زمانٌ سوف اُنشر فیه نشرًا	اذا انا بالحمام طویتُ طیّا
اُسَرُّ بانّنی ساعیشُ میتًا	بہ ویسوءُ نی ان متّ حیّا

لغوی تحقیق خطیر: عظیم۔ ج خُطُر۔ خطر (ک)، خطرًا: بلند مرتبہ ہونا۔ سلیب: عقل یا حال، کھویا ہوا۔ لا یجدی۔ لا ینفع: بے سود۔

توضیح تیری زندگی کی قسم تونے دنیا کے کسی بڑے حصے کو نہ حاصل کیا اور نہ تمہیں تھوڑا سا حصہ ملا اور آگاہ رہو کہ میں دنیا سے جارہا ہوں خالی ہاتھ ندامت کے ساتھ دونوں ہاتھ ملتے ہوئے۔ اور میں رورہا ہوں پھر جانتا ہوں کہ میرا رونا مفید نہیں ہے۔ تو میں اپنی آنکھوں کو پوچھ رہا ہوں اور میں گھبراتا نہیں موت کے خوف سے، لیکن میں رورہا ہوں مجھ پر رونیوالوں کی کمی کیوجہ سے زمانہ نے میری حیثیت نہیں پہچانی۔ اور نہ اہل زمانہ نے میرے پاس موجود جوہر کو دیکھا اس زمانہ کا انتظار کرو کہ میں جس میں خوب اشاعت کروں گا اپنے کمالات کو جبکہ میں موت سے اپنی کتاب کو لپیٹ لوں گا۔ مجھے خوشی ہے اس بات پر کہ میں مردہ ہونیکے بعد بھی زندہ رہوں گا، اور میرے لئے یہ چیز باعثِ غم ہے کہ میں زندہ ہونے کی حالت میں مردہ رہوں۔

الاضبط

قد یجمع المالَ غیرُ آکلہٖ ۔۔۔ وَیاکلُ المالَ غیرُ من جمعہٗ
ویقطع الثوبَ غیرُ لابسہٖ ۔۔۔ وَیلبَسُ الثوبَ غیرُ من قطعہٗ

توضیح کبھی مال کو جمع کرنیوالا اس کو استعمال کرنیوالے کے علاوہ ہوتے ہیں اور مال کو جمع کرنیوالے کے علاوہ کھاتا ہے۔ اور کپڑے کو تیار کرتا ہے اس کو پہننے والے کے علاوہ اور کپڑے کو وہ شخص پہنتا ہے جس نے اس کو تیار نہیں کیا۔

زیاد بن زید

ھَل الدّھرُ وَالایامُ الاکماتریٰ ۔۔۔ رَزِیّۃُ مالٍ اَوفراقُ حبیبٍ

توضیح زمانہ اور یہ ایام نہیں ہیں مگر اسی طرح، جس طرح کہ تم دیکھ رہے ہو یعنی مالی تنگی یا احباب کی جدائی۔

الاخطل

النّاسُ ھَمُّھُمُ الحیٰوۃُ وَلا اریٰ ۔۔۔ طولَ الحیٰوۃِ یزید غیرَ خبالِ
وَ اذا افتقرتَ الی الذخائرِ لم تجد ۔۔۔ ذُخرًا یکونُ کصالحِ الاعمالِ

توضیح لوگوں کو فکر زندگی کی ہے اور میں درازیٔ عمر کو خیالات کے اضافہ کرنیوالے کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔ اور جب

تجھے ذخیرہ کی ضرورت ہو تو نہیں ملے گا تمہیں وہ ذخیرہ جو ہو نیک اعمال کی طرح۔

الامام الشافعیؒ

اِنّ للّٰہِ عباداً فُطَنا	طلّقوا الدنیا وخافوا الفتنا
نظرُوا فیھا فلمّا علِمُوا	انھا لیستْ لِحَیٍّ وَطَنا
جَعَلوھا لجّۃً واتخذوا	صالِحَ الاعمالِ فیھا سُفُنا

توضیح بیشک اللہ کے وہ سمجھدار بندے ہیں جنھوں نے دنیا کو ترک کردیا اور اس کے فتنوں سے ڈرے۔ جب انھوں نے دنیا میں غور و فکر کے بعد یہ سمجھا کہ دنیا زندوں کیلئے رہنے کی جگہ نہیں ہے تو اس کو انھوں نے ایک بھنور قرار دیا اور اس میں نیک اعمال کو کشتیاں بنائیں۔

ولبعض الزھّادِ

دنیا تخادِعُنی کاَ	نّی لستُ اَعرِفُ حالَھا
مدّتْ اِلیَّ یمینَھا	فقطعتُھا وَ شمالَھا
منعَ الالٰہُ حرامَھا	وَاَنا اجتنبتُ حلالَھا
وَرَأیتُھا محتاجۃً	فوھبتُ جُملتَھا لھا

توضیح دنیا مجھے دھوکہ دیتی ہے جیسا کہ میں اس کی حالت جانتا ہی نہیں۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ میری جانب بڑھایا تو میں نے اسے کاٹ دیا اور اس کا بایاں ہاتھ بھی۔ اللہ نے اس کی حرام چیزوں سے روکا اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی بچتا رہتا ہوں۔ اور میں نے اسے محتاج دیکھا تو میں نے اس کا سارا اسی کو ہبہ کر دیا۔

التھامی

حکم المنیۃ فی البریۃ جارِ	مَا ھٰذہٖ الدنیا بدارِ قرارِ
وَمکلّفُ الایامِ ضدّ طباعِھا	متطلّب فی الماءِ جذوۃَ نارِ
جُبلتْ علیٰ کدرٍ وانت تریدھا	صفواً من الاقذاءِ وَالاقذارِ
وَاذا رجوتَ المستحیلَ فانّما	تبنی الرجاءَ علیٰ شفیرٍ ھارِ
فالعیشُ نومٌ وَالمنیۃُ یقظۃٌ	وَالمرءُ بینھما خیالٌ سارِ

لغوی تحقیق المنیۃ: موت۔ البریۃ: مخلوق۔ جذوۃ: چنگاری۔ کدر: تیرگی۔ اقذار۔ جمع قذی: خس وخاشاک اقذار۔ جمع قذر، گندگی، نجاست، پلیدی۔ شفیر: ہونٹ، ہر چیز کا کنارہ۔ ہار۔ بمعنی ہائر۔ ہار (ن) ہورًا۔ البناء: منہدم، شکستہ وویران ہونا۔

توضیح موت کی حکومت ساری مخلوق پر حاوی ہے۔ یہ دنیا کسی کی قرارگاہ نہیں۔ زمانہ کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا گویا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔ اس کی تو تخلیق ہی تیرگی پر ہے۔ اور تو اس کو صاف کرنا چاہتا ہے ناپاکی اور گندگیوں سے اور جب تو نے ایک محال چیز کی امید کی تو تو امید کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ اس کنارے پر جو گرنیوالا ہے۔ تو زندگی نیند ہے اور موت بیداری ہے اور آدمی ان دونوں کے درمیان ایک خیال کیطرح ہے جو گذرنے والا ہے اور رات میں چلنے والا ہے۔

انقلاب الزمان ابوحیّان

اری الدھر سادبہ الارذلون	کالسیل یطفو علیہ الغثاء
ومات الکرام وفات المدیح	فلم یبق للقول الا رثاء

لغوی تحقیق ساد (ن) سوددًا: شریف ہونا۔ سیل: سیلاب۔ یطفو (ن) طفوًا: پانی پر آجانا، اور تہ نشین نہ ہونا۔ الغثاء: کوڑا کرکٹ جو سیلاب کی جھاگ سے ملا ہوا ہو۔

توضیح میں زمانہ کو دیکھ رہا ہوں کہ سردار ہو گئے زمانہ میں رذیل لوگ مثل سیلاب کے کہ اس کے اوپر جھاگ سے ملا ہوا کوڑا کرکٹ آجاتا ہے اور شریف لوگ مرگئے اور تعریف ختم ہوگئی تو قول کیلئے باقی نہیں رہا سوائے مرثیہ کے۔

ولبعضھم

ولا غرو بعدی ان یسوّد معشر	فیضحی لھم یومٌ ولیس لھم امس
کذالک نجوم الدھر تبدو زواھرًا	اذا ما توارت فی مغاربھا الشمس

لغوی تحقیق غرو: تعجب۔ یسوّد: سردار بنانا۔ معشر: جماعت، گروہ۔ زواہر۔ جمع زاہرۃ: چمکدار۔ توارت۔ توارئا: چھپا ہوا ہونا۔

توضیح اور میرے بعد تعجب نہیں ہے کہ ایک ایسی قوم کو سردار بنایا جائے کہ زمانۂ حاضر ان کیلئے مفید ثابت ہو۔ درانحالیکہ ان کیلئے ماضی مفید نہیں تھا۔ اسی طرح زمانہ کے ستارے ظاہر ہوتے ہیں

چمکتے ہوئے جبکہ سورج چھپ جاتا ہے ان کے مغرب کی جانب۔

وللہ درّ القائل لافضَّ فوہٗ

اور اللہ ہی کیلئے کہنے والے کی خوبی ہے نہ گرے اسکے منہ کے دانت

وَاخوانٍ تخذ تہم دروعًا	فکانوھا ولکن للاعادی
وَخلتہم سہامًا صائباتٍ	فکانوھا ولکن فی فؤادی
وَقالوا قد صفت منّا قلوبٌ	لقد صدقوا ولکن من ودادی

لغوی تحقیق دَرّ: بھلائی۔ لافضّ۔ فض (ن) فضًّا، اللہ فاہ: دانتوں کو گرا دینا۔ اور اسی سے ہے لافض فوک۔ اس شخص کیلئے جو عمدہ گفتگو کرے۔ دعا ہے کہ تمہارے دانت نہ گرائے جائیں۔ اخوان۔ جمع اخ: بھائی۔ دروع۔ جمع درع: زرہ۔ اعادی۔ جمع عدو: دشمن۔ سہام۔ جمع سہم: تیر۔ صائبات: نشانہ پر لگنے والے۔ فؤاد: دل۔ صفت (ن) صفوًا: صاف ہونا۔ وداد: محبت۔

توضیح اور کچھ بھائی ایسے ہیں کہ جن کو میں نے ڈھال بنایا اور وہ تھے بھی ڈھال ہی یعنی دشمنوں کیلئے۔ اور میں نے ان کو نشانہ پر لگنے والے تیر خیال کیا اور تھے بھی وہ اسی طرح لیکن میرے دل پر۔ اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل صاف ہو چکے ہیں انھوں نے سچ کہا لیکن میری محبت سے۔

معن بن اوس

اُعلّمہ الرمایۃ کلَّ یومٍ	فلمّا اشتدّ ساعدہ رمانی

توضیح میں اسے ہر روز تیر اندازی سکھاتا رہا لیکن جب اس کا بازو مضبوط ہو گیا تو اس نے مجھ پر تیر چلایا۔

ابو سعید المخزومی

وکم رأینا للدھر من اسدٍ	بالت علی راسہ ثعالبہٗ

توضیح اور ہم نے زمانہ میں بہت سے شیر دیکھے کہ ان کے سروں پر لومڑیوں نے پیشاب کیا ہے۔

ولابی الفتح علی بن محمد العتبی

اذا حیوانٌ کانَ طُعمۃَ ضدہٖ	توقاہ کالفار الذی یتقی الھرّا
وَلاشکّ انّ المرءَ طعمۃ دھرہٖ	فما بالہ یاویحہ یأمنُ الدھرا

لغوی تحقیق طعمۃ: خوراک۔ توقاہ: ڈرنا، پرہیز کرنا۔ الفار: چوہا۔ واحد فارۃ۔ الھر: بلی۔ ج ہررہ۔ مؤنث ہرۃ۔ ج ہرر۔ بقول بعض ہر کا استعمال مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے اور ہرۃ صرف مؤنث کیلئے مستعمل ہے۔

توضیح جب کوئی حیوان غذا بن جاتا ہے اپنی ضد کیلئے تو وہ اس سے بچتا ہے جس طرح کہ چوہا بلی سے ڈرتا ہے۔ اور یقیناً آدمی اپنے زمانہ کی خوراک ہے تو پھر اس کا کیا حال ہے افسوس ہے اس پر کہ وہ زمانہ سے مامون ہے۔

استنشد المتوکل ابا الحسن علی بن محمد بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین فقال انی لقلیل الروایۃ فی الشعر فقال لابد فانشدہ

متوکل نے شعر پڑھنے کی درخواست کی ابوالحسن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے تو انھوں نے جواباً فرمایا کہ میں شعر کی روایت بہت کم کرتا ہوں۔ متوکل نے کہا کہ پڑھنا تو ضروری ہے تو انھوں نے یہ اشعار سنائے

بَاتوا علیٰ قُللِ الاجْبال تحرسھم	غُلبُ الرجال فلم تنفعھم القُلل
وَاستنزلوا بعدعزٍّ عن معَاقلھم	وَاُودعُوا حفرًا یابئس مانزلوا
ناداھم صارخٌ من بعد مادُفنوا	این الاسرّۃُ وَالتیجانُ الحلل
این الوجوہ التی کانت منعمۃً	من دونھا تضرب الاستاد والکلل
فافصح القبرعنھم حین سائلھم	تلک الوجوہ علیھا الدود یقتتل
قد طال ما اکلوا دھرًا وَمَاشربوا	فاصبحوا بعد طول الاکل قد اُکلوا

لغوی تحقیق باتوا۔ بیتوتۃ: رات گذارنا۔ قُلل۔ جمع قلۃ: پہاڑ کی چوٹی۔ اجبال۔ جمع جبل: پہاڑ۔ عرس (ن، ض)، عرسًا: حفاظت کرنا، نگرانی کرنا۔ غلب۔ جمع اغلب: شیر، بہادر۔ معاقل:

جمع معقل۔ پناہ گاہ۔ حفر۔ جمع حفرۃ : گڑھا۔ صارخ : چیخنے والا۔ اسرۃ۔ ج سریر۔ تیجان۔ جمع تاج۔ حلل۔ ج حلۃ : جوڑا، پوشاک۔ استار۔ جمع ستر : پردہ۔ کلل۔ جمع کلۃ : مچھردانی۔ سیل بہم سختی میں مبتلا ہونا۔ الدود۔ جمع دودۃ : کیڑا

توضیح وہ راتوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے ان کی حفاظت کرتے رہے شیروں کیطرح لوگ لیکن انکو پہاڑوں کی چوٹیوں نے فائدہ نہیں پہونچایا۔ اور ان کو عزت کے بعد اتار دیا گیا ان کی جائے پناہ سے اور ان کو گڑھوں میں رکھ دیا گیا کیا ہی برے طریقہ سے اترے۔ ان کو آواز دی کسی چیخنے والے نے انکو دفنا دینے کے بعد کہ کہاں ہیں وہ تخت شاہی، تاج اور پوشاک۔ کہاں ہیں وہ چہرے جو نعمت کے اندر دبے ہوئے تھے جن پر پردے اور مچھردانی ڈالی جاتی تھیں۔ تو قبر نے جواب دیا ان کی طرف سے جب ان پر سختی کی گئی کہ یہ وہ چہرے ہیں جن پر کیڑے لڑ رہے ہیں۔ وہ زمانے میں بہت دنوں تک مستی سے کھاتے پیتے رہے، اب مدتِ اکل کے طویل ہونیکے بعد وہ اس طرح ہوگئے کہ انھیں نگل لیا گیا۔

ابو العتاھیۃ

وَلقد سَألتُ الدارَعَنْ اخبارھم	فتبتسمتْ عَجَبًا وَلَمْ تُبْدِ
حتیٰ مررتُ علی الکنیف فقال لی	اَمْوالھم وَنوالھم عندی

لغوی تحقیق لم تبد : جواب نہیں دیا۔ الکنیف : بیت الخلاء، پاخانہ۔ اموال۔ جمع مال۔ نوال : عطیہ، دادودہش۔

توضیح میں نے گھروں سے ان کے حالات پوچھے تو وہ تعجب سے مسکرانے لگے اور ان گھروں نے جواب دیا نہیں۔ یہاں تک کہ میں بیت الخلاء سے گذرا تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان کے مال اور ان کے عطایا میرے پاس ہیں۔

وقال بعضھم واجاد

ان اللیالی للانام مطیۃ	تطوی وتنشر بینھما الاعمار
فقصارھن مع الھموم طویلۃٌ	وطوالھن مع السرّ ورقصار

توضیح یہ دن رات لوگوں کیلئے سواری ہے جن کے درمیان عمریں کھولی اور لپیٹی جاتی ہیں۔ تو ان راتوں کا چھوٹی ہونا غموں کی حالت میں بہت طویل ہے، اور ان راتوں کا خوشی کی حالت میں طویل ہونے میں بھی چھوٹی ہونے کی طرح ہے۔

علو الهمة

بلند ہمتی

القاضی هبة الله بن سنا الملك رحمه الله تعالى

سوای یخاف الدهر ویرهب الردی ... وَغیری یهوی ان یکونَ مخلَّدا

وَلکنني لا ارهب الدهر ان سطا ... وَلا احذرُ الموت الزوام اذا غدا

وَلو مَدَّ نحوی حَادث الدهر طرفهٗ ... لحَدَّثتُ نفسی ان امُدَّ لهٗ یدا

توقدُ عزمٍ یترك المَاء جمرةً ... وَحیلةُ حلمٍ تترك السیف مبردا

وَاظمأُ ان ابدیٰ لی المَاء منّهٗ ... وَلو کانَ لی نهر المجرّة مورِدا

ولو کانَ ادراك الهدی بتذلّل ... رَأیتُ الهدیٰ ان لا امیل الی الهدیٰ

وقدمًا بغیری اصبح الدهر اشیبًا ... وبی بل بفضلی اصبح الدهر امردا

وَانك عبدی یا زمان وَانني ... علی الکُرہ منی ان اُری لك سیدا

وَما انا راضٍ انني واطئُ الثریٰ ... ولی همّة لا ترتضی الافق مُقعدا

ولو عَلِمَتْ زهرُ النجوم مکانی ... لخرّتْ جمیعًا نحو وجهی سُجّدا

وَبذلُ نوالی زاد حتّے لقد غدا ... من الغیظ منه ساکن البحر یزبدا

ولی قلم فی انمُلی ان هززتهٗ ... فلمّا ضرّنی ان لا اهُزَّ المهندا

اذا جالَ فوق الطرس وقع صریره ... فان صلیل المشرفی لهٗ صدیٰ

لغوی تحقیق

الردی: ہلاکت۔ یہویٰ۔ ہوًا: آرزو کرنا، چاہنا۔ سطا۔ سطوۃ۔ علیہ: حملہ کرنا۔ الزّوَام: مکروہ۔ طرف: نظر۔ جمرۃ: چنگاری۔ مبرَد: سوہان۔ اظمأ۔ ظماءً: پیاسا ہونا۔ المجرۃ: کہکشاں۔ قدمًا: پرانا زمانہ۔ اشیب: سفید سر والا، بوڑھا۔ امرد: بے ریش نوجوان۔ واطئ۔ وطی برجلہ: روندنا۔ الثریٰ: نمناک مٹی۔ زہر النجوم۔ اضافت صفت الی الموصوف کے قبیل سے ہے: چمکدار ستارے۔ خرّت (ن، ض) ساجدًا: سجدہ میں گر پڑنا۔ مُزبد: جھاگ پھینکنے والا سمندر۔ انمل: انگلی کے پور۔ ہززتہٗ۔ ہزا: حرکت دینا۔ المہند: ہندوستانی تلوار۔ جالَ (ن) جولانًا: گھومنا۔ الطرس: صحیفہ جس کو مٹا کر دوبارہ لکھا جائے۔ ج اطراس۔ صریر: لکھتے وقت قلم کی آواز۔ صلیل: تلوار کی جھنکار۔ صدیٰ: گونج۔

توضیح

میرے علاوہ زمانہ سے ڈرتے ہیں اور ہلاکت کا خوف کرتے ہیں۔ اور میرے علاوہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیشہ رہیں۔ لیکن میں زمانہ سے ڈرنیوالا نہیں اگر وہ حملہ کرے اور میں موت سے ڈرنیوالا

نہیں جب کہ وہ آجائے۔ اس کی سختی سے اگر میری جانب زمانے کے حوادث اپنی نظر اٹھا کر دیکھیں تو دل میں سوچتا ہوں کہ اس کے لئے ہاتھ بڑھا دوں۔ ارادہ کا بھڑکنا پانی کو چنگاری بنا دیتا ہے اور بردباری کی تدبیر تلوار کو سوہان بنا دیتی ہے۔ اور میں پیاسا رہوں گا اگر پانی میرے لئے اپنا احسان ظاہر کرے اگرچہ میرے لئے کہکشاں کی نہر گھاٹ بن جائے۔ اگر ہدایت کا پانا ذلت کے ساتھ ہو تو میں ہدایت کو سمجھوں گا کہ میں ہدایت کیطرف مائل نہ ہوں۔ اور قدیم زمانہ میں زمانہ بوڑھا ہو گیا تھا میرے علاوہ کی وجہ سے اور میری وجہ سے بلکہ میرے فضل و کمال کیوجہ سے اب زمانہ جوان ہو گیا ہے اور تو اسے زمانہ میرا غلام ہے اور میں اپنی ناگواری کیوجہ سے تیرے لئے اپنے آپ کو آقا سمجھتا ہوں۔ اور میں خوش نہیں ہوں کہ نمناک مٹی کو روندوں اور میرے لئے تو ایک ایسا حوصلہ ہے کہ افق کو بھی بیٹھنے کی جگہ بنانے پر راضی نہیں۔ اور اگر یہ چمکتے ستارے میرے رتبہ کو جان لیتے تو وہ سب میرے سامنے سجدہ میں گر جاتے۔ اور میری بخششوں کا خرچ اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ غصہ کی وجہ سے پرسکون دریا بھی جھاگ پھینکنے والا ہو گیا۔ اور میری انگلیوں میں ایسا قلم ہے کہ اگر میں اسے حرکت دوں تو مجھے ضرر نہیں پہنچائیگا کہ میں ہندی تلوار کو حرکت نہ دوں۔ جب اس کی سرسراہٹ کی آواز صحیفہ کے اوپر گھومتی ہے تو مشرفی تلوار کی جھنکار بھی اس کے سامنے ایک گونج کیطرح ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اصونُ عرضی بمالٍ لا اُدنّسُہٗ	لا بارک اللہ بعد العرض فی المال
احتالُ للمالِ ان اودیٰ فاکسبہ	ولستُ للعرضِ ان اودیٰ بمحتالِ

لغوی تحقیق اصونُ (ن) صونًا: بچانا، حفاظت کرنا۔ عِرض: آبرو۔ عزت۔ لا اُدنّسُہٗ: عیب دار نہیں بناتا۔ اودیٰ۔ ایداءً: ہلاک کرنا۔

توضیح میں اپنی عزت کو مال کے ذریعہ محفوظ کر لیتا ہوں میں اسے عیب دار نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ مال میں برکت نہ دے عزت کے ختم ہونیکے بعد۔ میں مال کیلئے حیلہ کرتا ہوں اگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے تو پھر میں کما لیتا ہوں۔ اور میں عزت بڑھانے کے لئے حیلہ نہیں کرتا اگر وہ ختم ہو جائے۔

ابو ذؤیب الھذلی

وتجلّدی للشامتین اریھم	انی لریب الدھر لا اتضعضع
واذا المنیّۃ انشبتْ اظفارھا	الفیتَ کلّ تمیمۃٍ لا تنفع
والنفسُ راغبۃٌ اذا رغبتھا	واذا تُرَدُّ الیٰ قلیلٍ تقنع

لغوی تحقیق تجلد: صبر و استقلال ظاہر کرنا۔ تضعضع: عاجزی کرنا۔ انشبت: چمٹانا۔ چسپاں کرنا۔ اظفار۔ جمع ظفر: ناخن۔ تمیمۃ: تعویذ۔ تقنع: قناعت کرنا۔ صبر کرنا۔

توضیح اور میرا صبر و استقلال ظاہر کرنا دشمنوں کے سامنے اس لئے ہوتا ہے کہ میں انھیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں حوادث زمانہ کے سامنے جھکنے والا نہیں۔ اور جب موت اپنے ناخن گاڑ دے گی تو تو ہر تعویذ کو غیر مفید پائے گا۔ اور نفس مائل ہوتا ہے جب تو اس کو مائل کرے اور جب تھوڑی چیز کی جانب اسے لوٹا دیا جاتا ہے تو وہ قناعت کرتا ہے۔

بشار بن برد

اذا کنت فی کل الامور معاتبا	صدیقک لم تلق الذی لاتعاتبہٗ
فعش واحدا او صل اخاک فانہٗ	مقارف ذنب مرۃً و مجانبہٗ
اذا انت لم تشرب مرارًا علی القذی	ظمئت و ای الناس تصفو مشاربہٗ

توضیح جب تو ہر کام میں اپنے دوست کو عتاب کرتا رہے تو تو کوئی شخص نہیں پائیگا کہ اس پر عتاب نہ کرے تو تو تنہا رہ یا اپنے بھائی سے اچھا سلوک کر چونکہ وہ ایک مرتبہ غلطی کرتا ہے اور دوسری دفعہ نہیں کرتا۔ جب تو کئی بار نہیں پئے گا تنکا ہونے پر تو تو پیاسہ رہے گا اور کس شخص کا پانی صاف ہوگا۔

ابو الفرج الببّغا

مَا الذُّلُّ اِلاَّ تحمّلُ المِنَنْ	فکُنْ عزیزًا اِن شئتَ اَوْ فھُن

لغوی تحقیق ذل: ذلت۔ المنن۔ جمع منۃ: احسان۔ ھن۔ امر حاضر ہے۔ ہان (ن) ھونًا: ذلیل و خوار ہونا۔

توضیح نہیں ہے ذلت مگر احسانوں کا ٹھکانہ، تو اگر چاہے تو باعزت رہ یا پھر ذلیل و حقیر رہ۔

ابو الحسن الموسوی النقیب

اِشترِ العزَّ بمابیعَ فمَا العِزُّ بغالٍ	بالقصار البیض ان شئتَ او السمر الطوال
لیسَ بالمغبونِ عقلاً مشترٍ عزًّا بمالٍ	انما یُذخر المال لحاجات الرجال

والفتیٰ من جعل الاقوال اثمان المعالی

لغوی تحقیق غالٍ: مہنگی، قیمت۔ القصار۔ جمع قصیر: چھوٹی۔ البیض۔ جمع ابیض۔ مراد چمکتی ہوئی تلواریں۔ السمر۔ جمع اسمر: نیزہ۔ المغبون: دھوکا دیا ہوا۔ ثمان۔ جمع ثمن: قیمت۔

توضیح تو عزت کو خریدلے جتنے میں بیچی جائے چونکہ عزت مہنگی نہیں ہوتی اگر چلے ہے تو۔ تو چھوٹی چھوٹی چمکدار تلواروں کے ذریعہ یا لمبے لمبے نیزوں کے ذریعہ عقلاً غبن میں مبتلا نہیں ہوتا مال کے ذریعہ عزت کو خریدنیوالا چونکہ مال کو لوگوں کی ضروریات ہی کیلئے جمع کیا جاتا ہے۔ اور جوان وہی شخص ہے جس نے بالوں کو مراتبِ عالیہ کی قیمت بنالی۔

ابو الفتح علی بن محمد البستی

اذا مرّ بی یومٌ ولم اتخذ یدًا	وَ لَمْ استفد علما فماذاک من عمری

توضیح جب کوئی دن مجھ پر گذرے اور میں مرتبہ اور علم حاصل نہ کروں تو وہ میری عمر نہیں ہے۔

وقال اٰخر

کَمْ مِنْ اَخٍ لکَ لم یَلِدْہ ابوکا	وَ اَخٍ ابوکَ ابوہ قد یجفوکا
صافِ الکرام اذا اردت اخاءھم	وَ اعلم بانّ اخا الحفاظ اخوکا
والناسُ ما استغنیتَ کنتَ اخاھم	وَ اذا افتقرتَ الیھم رفضوکا

لغوی تحقیق یجفو (ن) جفوًا: بدکرداری سے پیش آنا۔ اخا الحفاظ: خود دار۔ رفضوا۔ (ن) رفضًا: چھوڑنا۔

توضیح بہت سے تیرے بھائی ہیں کہ جو تیرے باپ سے پیدا نہیں، اور بہت سے بھائی ہیں کہ تیرا باپ ان کا باپ ہے۔ وہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے تو شریفوں سے خلوص کے ساتھ مل اگر تو ان سے اخوت چاہتا ہے۔ اور جان لے کہ خوددار شخص تیرا بھائی ہے اور لوگ جب تک تو مستغنی ہے تو ان کا بھائی ہے۔ اور جب تو ان کا محتاج ہوجائے تو وہ تجھے چھوڑ دیں گے۔

لبعضھم

اذا انت لم تعرف لنفسک حقھا	ھَوَانًا بھا کانتْ علی الناس اھونا

نفسك اكرمها وان ضاق مسكن	عليك بها فاطلب لنفسك مسكنا
وَاياك والسكنىٰ بدارِ مذلة	تعدّ مسيئا بعد ماكنت محسنا

توضیح جب تو خود اپنا حق نہ پہچانے اپنے آپ کو حقیر سمجھ کر تو لوگوں کیلئے اور زیادہ ذلیل ہو جائے گا۔ تو تو اپنے نفس کا اکرام کر اگرچہ رہنے کی جگہ تنگ ہو۔ تیرے لئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ تو اپنے لئے رہنے کی جگہ تلاش کر۔ اور تو بچتا رہ رسوا کرنے والے گھر میں رہنے سے۔ چونکہ تو برا سمجھا جائے گا اچھا ہونے کے باوجود۔

عبد المطّلب جدّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم

لنا نفوسٌ لنيل المجد عاشقة	ولو تسلت اسلناها على الاسل
لاينزل المجد الّا فى منازلنا	كالنوم ليس له مأوى سوى المقل

لغوی تحقیق المجد: بزرگی۔ تسلت۔ تسليا: تسلی کا اظہار کرنا۔ مراد بھول جانا۔ منازل۔ جمع منزل: رہنے کی جگہ۔ الاسل: تلوار، چھری۔ المقل۔ جمع مقلۃ: آنکھ۔

توضیح ہمارے لئے ایسے نفوس ہیں جو بزرگی حاصل کرنیکے لئے عاشق ہیں، اور اگر وہ بھلا دیتے تو ہم ان کو بہادیتے نیزوں پر۔ بزرگی نہیں اترتی ہے مگر ہمارے گھروں میں جس طرح نیند کیلئے کوئی ٹھکانہ آنکھوں کے سوا نہیں ہے۔

الشبلی

يعز على حاسدى اننى	اذا اطرق الخطب لم اخرق
وَانى طودٌ اذا صادمت	رياح الحوادث لم يغلق

لغوی تحقیق حاسد: حسد کرنیوالا۔ اطرق۔ اطراق: چپ ہونا۔ لم اخرق (س) خرقًا: ڈرنا شرم سے دہشت زدہ ہونا۔ طود: پہاڑ۔

توضیح میرے حاسد کے لئے یہ بڑی مشکل چیز ہے کہ میں مصائب کے آنے پر ڈرتا نہیں ہوں اور میں ایک پہاڑ ہوں جب حوادث زمانہ کی ہوائیں ٹکراتی ہیں تو وہ پہاڑ ٹوٹتا نہیں۔

السّعیُ ابورکوۃ

عَلَی المَرْءِ اَنْ یَسْعٰی لِمَا فِیْهِ نَفعُهٗ	وَلَیْسَ عَلَیْهِ اَنْ یُسَاعِدَهُ الدَّهْرُ

توضیح آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے مفید چیزوں کے حاصل کرنے میں کوشش کرے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ زمانہ اس کی موافقت کرے۔

الکاتب ابوبکر

سابغی المجد فی شرق وغرب	فماساء الفتٰی دون اغتراب
فان بلغت ماموّلا فاقی،	جهدت ولم اقصر فی الطلاب
وان انا لم افز بمراد سعیی	فکم من حسرة تحت التراب

لغوی تحقیق سابغی (ض)، بغاءً: طلب کرنا۔ اغتراب: وطن سے جدا ہونا۔ ماموّل: مطلوب۔ جهدت (ف) جهدًا: کوشش کرنا۔ طلاب: طلب کرنا۔

توضیح میں مشرق ومغرب میں عنقریب بزرگی تلاش کروں گا، چونکہ جوان کیلئے وطن سے الگ ہونے کے سوا کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے۔ تو اگر میں اپنے مقصد کو پہنچ جاؤں (تو پھر بہت اچھا) چونکہ میں نے کوشش کی اور تلاش میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اگر میں اپنی کوشش کے باوجود مقصد میں کامیاب نہیں ہوا تو پھر بہت سی حسرتیں مٹی کے نیچے ہیں۔

ابومحمّد القاسم بن فتح

ایام عمرك تذهب	وجمیعُ سَعیك یکتب
ثم الشهید علیك منك	فاین این المهرب

توضیح تیری عمر کے دن ختم ہو رہے ہیں اور تیری ساری کوششیں لکھی جارہی ہیں پھر تیرے خلاف تیرا ہی ایک گواہ ہوگا پھر کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔

الشیخ صفی الدین رحمه الله تعالیٰ

من کان یعلم ان الشہد مطلبہ　　فلا یخاف للدغ النحل من الم

توضیح جس شخص کو یہ معلوم ہے کہ اس کا مقصد شہد ہے، تو وہ شہد کی مکھیوں کے ڈنک مارنے کی تکلیف سے نہیں ڈرتا۔

وقال ابن رشیق

یُعطی الفتیٰ فینال فی دعۃٍ　　ما لم ینل بالکد والتعب
فاطلب لنفسک فضل راحتہا　　اذ لم تنت الاشیاء بالطلب
ان کان لا رزق بلا سبب　　فرجاء ربک اعظم السبب

لغوی تحقیق یعطی۔ اعطاء: دینا۔ الفتیٰ: نوجوان۔ ج فتیان۔ دعۃ: راحت۔ اس کے ابتداء میں واؤ حذف کر دیا گیا ہے۔ کد و تعب: مشقت۔ رجاء: امید۔

توضیح جوان کو روزی دی جاتی ہے تو وہ راحت میں ایسی چیز پالیتا ہے جسے مشقت میں نہیں پاتا۔ تو اپنے نفس کیلئے مزید راحت طلب کر چونکہ اشیاء کا مدار طلب پر نہیں ہے۔ اگر رزق کا ملنا بلا کسب نہیں ہوتا تو اپنے رب سے امید رکھنا سب سے بڑا سبب ہے۔

سمعت المولی السید حسین احمد المدنی ینشد ہذین البیتین

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو یہ دو اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے

ان الذی انت ترجوہ وتأملہ　　من البریۃ مسکین بن مسکین
فاسترزق اللہ مما فی خزائنہ　　فانما الامرُ بین الکاف والنونِ

توضیح بیشک وہ جس پر تو امید کر رہا ہے اور آسرا کئے ہوئے ہے مخلوق میں سے وہ تو فقیر کا بیٹا فقیر ہے تو تو اللہ سے اس کے خزانہ میں سے روزی مانگ لے چونکہ معاملہ کاف اور نون کے درمیان ہے (یعنی لفظ کُن کے ذریعہ سارا معاملہ حل ہو جاتا ہے)

وایضاً

جنونٌ منک ان السعی رزق　　ویُرزق فی غشاوتہ جنین
جری قلمُ القضاء بما یکونُ　　فسیان التحرک والسکون

توضیح تیرا پاگل پن ہے کہ کوشش پر ہی مدار روزی کا ہے حالانکہ ماں کے پیٹ میں بچہ کو روزی دیجاتی ہے۔ فیصلۂ خداوندی کا قلم چل چکا ہے جو ہونیوالا ہے تو حرکت وسکون برابر ہیں۔

الاغتراب (وطن سے دوری) — ابو العرب

الام اتباعی بالامانی الکواذب	وھذا طریق المجد بادی المذاھب
اھم ولی عزمان عزم مشرق	وآخر یثنی ھمتی للمغارب
ولابدّ لی ان اسئل العیس حاجۃ	تشق علی اخفافھا والغوارب
اذا کان اصلی من تراب فکلھا	بلادی وکل العالمین اقاربی

لغوی تحقیق اغتراب: وطن سے جدا ہونا۔ الآم۔ الی حرفِ جار ہے اور م استفہامیہ اس کے آخر میں الف محذوف ہے۔ امانی۔ جمع امنیۃ: خواہش۔ کواذب۔ جمع کاذبۃ۔ بادی۔ بدا یبدأ: ظاہر ہونا۔ اھم۔ ہم یہم سے مضارع متکلم ہے بمعنی قصد کرنا۔ یثنی (ض) ثنیا: پھرانا۔ العیس: بھورے رنگ کا اونٹ۔ اخفاف۔ جمع خف: اونٹ کی ٹاپ۔ الغوارب۔ جمع غارب: پیٹھ اور گردن یا کوہان اور گردن کے درمیان کا حصہ۔

توضیح کب تک میرا اتباع کرتا رہے گا جھوٹی آرزوں کا اور یہ بزرگی کا راستہ ظاہری مذہب والوں کیلئے ہے۔ میں ارادہ کرتا ہوں اور میرے دو پختہ ارادے ہیں۔ ایک ارادہ مشرق کا ہے اور دوسرا ارادہ میری ہمت کو موڑ دیتا ہے مغرب کیطرف۔ اور میرے لئے ضروری ہے کہ میں سوال کروں سفید اونٹوں پر ایسی حاجت کا کہ جوان کے پیروں اور کاندھوں پر شاق ہو۔ جب میری پیدائش مٹی سے ہے تو تمام میرا ملک ہے اور تمام جہان کے لوگ میرے رشتہ دار ہیں۔

فخر الدین الورکانی

الاحابنا انما حیاتی بعدکم	فموت واما مشربی فمنغض
واسعد شیٔ فی قلبی لانہ	لدیکم وجسمی بالبعاد مخصص

توضیح اے دوست میری زندگی تمہارے بعد موت ہے اور میری خوش عیشی مکدر ہے۔ اور مجھ میں بہتر میرا دل ہے چونکہ وہ تمہارے پاس ہے اور میرا جسم دوری کے ساتھ مخصوص ہے۔

النابغۃ الجعدی

اذا المرء لم يطلب معاشا لنفسه ... شكى الفقر او لام الصديق فاكثرا
فسر في بلاد الله والتمس الغنى ... تعيش ذا يسار او تموت فتعذرا

توضیح جب آدمی اپنے لئے معاش تلاش نہ کرے تو وہ فقر کی شکایت یا دوست کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ تو تو اللہ کے ملکوں میں چل اور مالداری تلاش کر تو تو زندہ رہے گا مالدار یا مریگا تو معذور سمجھا جائیگا۔

ابو العتاھیۃ

شيئان لو بكت الدماء عليهما ... عيناي حتى تؤذنا بذهاب
لم ابلغ المعشار من حقيهما ... فقد الشباب وفرقة الاحباب

توضیح دو چیزیں اگر میری آنکھیں ان پر خون کے آنسو بہائیں یہانتک کہ انھیں ختم ہونے کی اطلاع دیدی جائے تو میں ان دونوں کے حق کے دسویں حصے کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک جوانی کے ختم ہونے دوسرے دوست کی جدائی۔

وَلآخر

شخوص الفتى عن منزل الضيم واجب ... وان كان فيه اهله والاقارب
وللحر اهل ان نأى عنه اهله ... وجانب عز ان نأى عنه جانب
ومن يرض دار الضيم دارا لنفسه ... فذلك في دعوى التوكل كاذب

توضیح جوان کا کوچ کرنا ظلم کی جگہ سے واجب ہے اگرچہ وہاں اس کے گھروالے اور رشتہ دار ہوں اور شریف آدمی کیلئے بہت سے اہل وعیال ہیں اگر اس کے اہل وعیال دور ہو جائیں۔ اور عزت کا ایک کنارا موجود ہے اگر اس سے ایک کنارہ دور ہو جائے۔ اور جو شخص راضی ہو ظلم کے گھر کو اپنا گھر بنانے پر تو وہ توکل کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

وقال بعضهم

أحباب قلبي هل سواكم لعلتي ... طبيب بداء العاشقين خبير
واني لمستغن عن الكون دونكم ... واما اليكم ساديٌ ففقير
فجودوا ابوصلٍ فالزمان مفرق ... واكثر عمر العاشقين قصير

لغوی تحقیق احیباب - تصغیر احباب منادیٰ ہے - دآء: بیماری - مستغن: بے پرواہ - الکون: عالم جو دوا - امر حاضر ہے -

توضیح اے میرے جگری دوستو! کیا تمہارے سوا میری بیماری کیلئے کوئی معالج ہے جو عاشقوں کی بیماری سے باخبر ہو - میں مستغنی ہوں سارے عالم سے تمہارے بغیر اور اے میرے بزرگو! میں تمہارا محتاج ہوں تو تم عطا کر دینا وصل چونکہ زمانہ فرقت پیدا کرنیوالا ہے اور عاشقوں کی دراز عمر بھی کم ہو جاتی ہے -

لیس الغنیٰ من العقل لبعضھم

مالداری عقل کی وجہ سے نہیں ہوتی

الرزق یخطی باب عاقل قومہ	و یبیت بوّابا بباب الاحمق

توضیح روزی خطا کرتی ہے اپنی قوم کے عقلمندوں کے دروازے سے - اور بیوقوفوں کے دروازوں پر دربان کیطرح گذارتی ہے -

وقال رجل من بنی قریع

بنو قریع کے ایک شخص نے کہا

متیٰ یری الناس الغنیّ وجارہٗ	فقیرٌ یقولوا عاجز وجلید
ولیس الغنیٰ والفقر من حیلۃ الغنی	ولکن احاظ قسمت وجدود

لغوی تحقیق جلید: مضبوط - احاظ - جمع حظوۃ (خلاف قیاس) حصہ یا حظی کی جمع ہے - جدود - جمع جد بمعنیٰ نصیب -

توضیح جب لوگ مالداری دیکھتے ہیں درانحالیکہ ان کا پڑوسی فقیر ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ عاجز ہے اور ہم قوی ہیں - حالانکہ مالداری اور عزت آدمی کے حیلہ سے نہیں ہے بلکہ قسمتیں اور نصیبیں ہیں جو تقسیم کر دیئے گئے -

المشورۃ قال الشاعر

الرأی کاللیل مسودٌ جوانبہٗ	واللیل لا ینجلی الا باصباح
فاضمم مصابیح آراء الرجال الی	مصباح رأیك تزدد ضوء مصباح

لغوی تحقیق مسود: سیاہ۔ لاینجلی۔ انجلاء: روشن ہونا۔ اضمم: (ن) ضمًّا: ملانا۔ مصابیح ج مصباح: چراغ۔ ضوء: روشنی۔

توضیح رائے رات کیطرح ہے اس کے چہار جانب تاریک ہیں۔ اور رات روشن نہیں ہوتی مگر چراغ جلانے سے۔ تو، تو اپنی رائے کے چراغ کے ساتھ دوسرے لوگوں کی رائے کے چراغوں کو ملانے تاکہ چراغ کی روشنی میں اضافہ ہو جائے۔

ولبعضهم

اقرن برایك رای غیرك واستشر	فالحق لایخفى على اثنین
فالمرء مرآة تریه وجهه	ویرى قفاه بجمع مرآتین

لغوی تحقیق اقرن۔ امر حاضر ہے۔ قرن (ض) قرنًا: ملانا۔ مرآة: آئینہ۔ قفا: گدی۔

توضیح تو اپنی رائے سے اوروں کی رائے کو ملالے اور مشورہ کرلے۔ چونکہ حق دو شخص پر چھپا نہیں رہتا۔ تو آدمی آئینہ کیطرح ہے جو اس کے چہرہ کو دکھاتا ہے اور اس کی گدی بھی نظر آجاتی ہے دو آئینوں کے ذریعہ۔

العبرة للعمل لا للقول
عمل کا اعتبار ہے نہ کہ قول کا

لبعضهم

یقول لی السجان وهو یقودنی	الی السجن: لا تفزع فما بك من باس

توضیح مجھ سے جیل والا کہتا ہے جیل کی جانب مجھے لیجاتے ہوئے کہ تو گھبرا مت کیونکہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

ضیاع العمل
عمل کی بربادی

صالح بن عبد القدوس

وان عناء ان تفهم جاهلا	فیحسب جهلا انه منك افهم
متى یبلغ البنیان یومًا تمامه	اذا كنت تبنیه وغیرك یهدم

لغوی تحقیق عناء: مصیبت، مشقت۔ بنیان: عمارت۔ یهدم: ڈھانا، گرانا۔

توضیح اور بڑی پریشانی یہ ہے کہ تو کسی جاہل کو سمجھائے وہ نادانی کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ وہ تجھ سے بھی زیادہ سمجھدار ہے۔ کب وہ عمارت پوری ہوگی جب کہ تو اسے تیار کرتا رہے اور دوسرے لوگ گراتے رہیں۔

ولہ ایضاً

لاتجد بالعطاء فی غیر حق	لیس فی منع ذی الحق بخل
انما الجود ان تجود علی من	ھو للجود منك والبذل اھل

توضیح عطا کرنے کے ذریعہ سخاوت کا مظاہرہ نہ کرنا حق جگہ پر کہ نہیں ہے غیر مستحق کو نہ دینے میں بخل سخاوت تو یہ ہے کہ تو اس شخص کو عطا پیش کرے جو تیری سخاوت اور عطا یا کا مستحق ہے۔

اَلْمُرُّ لَكَ وَالْحُلْوُ لِغَيْرِكَ

تیرے لئے تلخی اور تیرے علاوہ کیلئے شیرینی

لبعضھم

یا ضمر اخبرنی ولست بکاذب	واخوك نافعك الذی لایکذب
أمن السویۃ أن اذا استغنیتم	وأمنتم فانا البعید الاجنب
واذا الشدائد بالشدائد مرۃ	اشجتکم فانا الحبیب الاقرب
ولجندب سھل البلاد وعذبھا	ولی الملاح وحزنھن المجدب
واذا تکون کریھۃ أدعی لھا	واذا یحاس الحیس یدعی جندب
ھذا العمر کم الصغار بعینہ	لا أم لی ان کان ذاك ولا اب
عجبا لتلك قضیۃ واقامتی	فیکم علی تلك القضیۃ اعجب

لغوی تحقیق المر: تلخ، کڑوا۔ الحلو: میٹھا۔ ضمر۔ ایک شخص کا نام ہے۔ اشجتکم۔ اشجاءٌ: رنجیدہ کرنا۔ جندب۔ ایک شخص کا نام ہے۔ الملاح: شوریلی زمین۔ حزن: سخت زمین۔ المجدب: بنجر زمین۔ حاس۔ الحیس (ض) حیس ایک قسم کا کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے۔ الصغار: ذلت و رسوائی۔

توضیح اے ضمر! تو مجھے بتا اور میں جھوٹا نہیں ہوں، اور تمہارا بھائی مجھے نفع پہنچانے والا شخص ہے جو جھوٹ نہ بولے کیا یہ انصاف ہے کہ جب تم مستغنی اور مامون ہو جاتے ہو تو میں دور کا آدمی اور اجنبی ہو جاتا ہوں۔ اور جب سختیوں پر سختیاں بیک وقت آکر تمہیں غمگین کر دیتی ہیں تو میں دوست اور عزیب ہو جاتا ہوں۔ اور جندب کیلئے نرم اور ہموار زمین ہے اور میرے لئے شوریلی، سخت اور بنجر زمین ہے۔ جب مصیبت آتی ہے تو میں اس کے لئے بلایا جاتا ہوں اور جب حیس نامی حلوہ پکایا جاتا ہے تو جندب کو بلایا جاتا ہے۔

21/2

یہ تمہاری زندگی کی قسم مکمل رسوائی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو نہ میری ماں رہے اور نہ میرا باپ رہے۔ اس مسئلہ پر تعجب ہے اور اس معاملہ کے باوجود میرا تمہارے ساتھ رہنا بہت زیادہ تعجب کی چیز ہے۔

رِفعۃ الارذال سیما اھلاکھم

ذلیل لوگوں کا بلند ہونا انکی ہلاکت کی علامت ہے۔

اذا ما اراد اللّٰہُ اھلاکَ نملۃٍ	سَمَتْ بجناحیھا الی الجوِّ تصعدُ

لغوی تحقیق رفعۃ ، اونچائی ، بلندی ۔ ارذال ۔ جمع رذیل ، ذلیل و خوار ۔ سیما : علامت ۔ نملۃ ، چیونٹی۔ ج ۔ انملۃ ۔ سمت (ن) ، سموا : بلند ہونا۔

توضیح جب اللہ تعالیٰ کسی چیونٹی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ چیونٹی اپنے پروں کے ذریعہ فضا کی جانب بلند ہو کر چڑھنے لگتی ہے۔

الفخرُ بالآباءِ — وَقالَ آخرُ

اپنے باپ دادا پر فخر کرنا

ایھا الفاخرُ جھلاً بالحسب	انما الناسُ لاُمٍّ وَلاب
انما الفخر بعقلٍ راجحٍ	وَباخلاقٍ حسانٍ وادب
ذاکَ من قد فاخر الناسُ بہٖ	فاقَ من فاخر منھم وَغلب

توضیح اے وہ شخص جو جہالت کی وجہ سے حسب و نسب پر فخر کرنے والا ہے۔ تمام لوگ ایک ہی ماں اور باپ کے ہیں۔ فخر تو عقل سلیم، اخلاقِ فاضلہ اور ادب کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں کہ لوگوں نے ان پر فخر کیا اور ان میں سے جس نے فخر کیا وہ فائق اور غالب رہا۔

وقالَ الحکیمُ بن قنبر

لاخیرَ فیمَن لہٗ اصلٌ بلا ادب	حتّٰی یکونَ علٰی مَا نابہٖ حدبًا
کم رَاَینا من اخی عیٍّ وَطمطمۃٍ	فدمٍ لدی القوم معروف اذا انتسبا
فی بیتِ مکرمۃٍ آباءُہٗ نجبٌ	کانوا الرؤسَ فاضحیٰ بعدھم ذنبا

لغوی تحقیق نابۃ (ن) نوبۃ۔ امر: پیش آنا۔ حدب: کبڑاپن۔ راع (ن) روغا۔ منہ: گھبرانا۔ عیّ: مصیبت زدہ، لا علاج۔ الطمطمۃ: عجمی زبان میں بات چیت کرنا۔ فدم (ک) فدامۃ: بیوقوف ہونا، بات چیت میں قاصر ہونا۔ نجب۔ جمع نجیب: شریف۔

توضیح ان میں بھلائی نہیں ہے جن کی اصل بغیر ادب کے ہو، یہانتک کہ ہو جائے وہ کبڑا۔ پیش آنے والی مصیبتوں کی بناء پر بہت سے عجمی زبان میں بات کرنیوالے اور درماندہ بھائیوں میں سے مجھے پسندیدہ معلوم ہوئے جو قوم کے نزدیک معروف النسب تھے۔ عزت والے گھر میں کہ ان کے آباء واجداد شریف تھے وہ سردار تھے پھر ہو گئے ان کے بعد تابع۔

وقال اٰخر	
اَبوکَ ابو حُرٍّ واُمُّکَ حُرَّۃٌ	وَقَدْ یَلِدُ الحُرَّانِ غیرَ نجیبٍ

توضیح تیرا باپ شریف ہے اور تیری ماں بھی شریف ہے۔ اور کبھی دو شریف آدمی ایک غیر شریف آدمی کو جن دیتے ہیں۔

اطیبُ الحالات (بہترین حالت)	ولاٰخر
اَلَا لیتنی ما کنتُ یوماً معظماً	ولا عرفوا شخصی ولا علموا قصری
اُکلّفُ فی حالِ المشیبِ بمثلِ ما	تحملتہ والغصن فی ورق نضر
فما عاش فی الایام فی حر عیشۃٍ	سوی رجلٍ ناءٍ عن النھی والامر

توضیح کاش میں کسی دن صاحب عظمت نہ ہوتا، اور نہ لوگ میری شخصیت کو پہچانتے اور نہ وہ میرا گھر جانتے میں بڑھاپے کی حالت میں ان چیزوں کے کرنیکا مکلف کیا جاتا ہوں کہ میں نے ان چیزوں کو اٹھایا اس حال میں کہ شاخ تر و تازہ پتیوں میں تھی۔ تو نہیں رہا زمانے میں خوش گوار زندگی کے اندر اس شخص کے سوا جو امر و نہی سے دور ہے۔

لمؤلف الکتاب غفر اللہ لہٗ

مؤلف کتاب کے چند اشعار اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

اَبیاتٌ اَنشدتُھا فی (نادیۃ الادب) المتعلقۃ بدار العلوم الدیوبند یۃ حِیْنَ اُمِرْوا باجازۃ قول الشاعر

یہ چند اشعار ہیں جن کو میں نے دار العلوم دیوبند کی مجلس ادب میں سنائے تھے جبکہ شاعر کے شعر تمتع من الخ پر گرہ کا حکم دیا گیا تھا۔

تمتّعْ مِنْ شمیم عرارِ نجدٍ ۔۔۔ فما بعدَ العشیّةِ مِنْ عرارِ

الامُ علیٰ التجنب و التخلّی ۔۔۔ فقلتُ اُجیبھم ھٰذا اشعاری

لقد طوّفتُ فی الآفاق دھرًا ۔۔۔ وَجبتُ الفقرَ وَالبید الصحاری

وَجرّبتُ البلادَ ومَنْ علیھا ۔۔۔ وَمیّزتُ الصغارَ من الکبارِ

فانی لم اجد احدًا نصوحًا ۔۔۔ بقینی من وقوعی فی عوارٍ

وَلا یغتابنی ان غبت عنہ ۔۔۔ وَلا یوذی اذا ھو فی جواری

رَأیتھم عدوّی فی البلایا ۔۔۔ وَاحبابی اذا انا ذو یسارٍ

ولکنّ الکتابَ کتاب علمٍ ۔۔۔ سَمیری فی اللیالی والنھارٍ

یُوامینی اذا ھجمتْ ھمومی ۔۔۔ ویُونسنی اذا انا فی الدمارِ

خلیلی فی الھواجس وَالرزایا ۔۔۔ انیسی مونسی حامی الذمارِ

طریفی تالدی وولی امری ۔۔۔ احبُّ ذخائری ولَذا اضماری

یُدافع عسکرَ الاحزان عنی ۔۔۔ وَیھدأنی اذا انا فی السّھارِ

بہ سکری اذا ما شئتُ خمرًا ۔۔۔ وَمنہ افاقتی وبہ خماری

فھلّا ایھا اللوّامُ لُمتم ۔۔۔ خلیّ القلب من قطف الثمارِ

ثمار فنون علم باجتھادٍ ۔۔۔ وَتقریب لما یدریہ داری

خمولی اطیب الحالات عندی ۔۔۔ وَاعزازی لدیھم فیہ عارٍ

لغوی تحقیق شمیم: بہترین خوشبو۔ عرار: ایک خوشبودار پھل جس کا نام گاؤچشم ہے۔ تجنب وتخلی: خلوت گزینی۔ جبت (ن) جوبًا: طے کرنا۔ بیدا: صحاری، جنگل۔ نصوح: نصیحت کرنے والا۔ عوار: عیب، کپڑے کی پھٹن۔ سمیر: رات کا قصہ کہنے والا۔ دمار: ہلاک ہونا۔ ھواجس: جمع ہاجس: وسوسہ۔ رزایا: جمع رزیۃ: مصیبت۔ حامی الذمار: نگہداشت کرنیوالا، محافظ۔ طریف: جدید مال، تالد: قدیم مال۔ ضمار: غیر متوقع مال۔ یھدأ (ف) ہدأ: بچہ کو سلانے کیلئے تھپکی دینا۔ لوام: جمع لائم: ملامت کرنیوالا۔ قطف الثمار: پھل چننا۔

توضیح نجد کے پھول سونگھ کر نفع حاصل کرلے چونکہ شام کے بعد پھول کا وجود نہ ہوگا۔

مجھے علیحدگی اور خلوت اختیار کرنے پر ملامت کیا جاتا ہے، تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ یہ میرا اشعار ہے۔ میں نے اطراف عالم میں زمانہ تک چکر کاٹا اور بیابان اور جنگلات طے کئے۔ اور میں نے شہروں اور وہاں کے باشندوں کا تجربہ کیا، اور میں نے چھوٹوں کو بڑوں سے الگ کیا تو میں نے کسی کو خیر خواہ نہیں پایا۔

جو مجھے بچائے عیب میں مبتلا ہونے سے۔ اور میری غیبت نہ کرے اگر میں اس کے پاس سے غائب ہو جاؤں اور وہ مجھے نہ ستائے جب وہ میرے پڑوس میں رہے۔ میں نے انھیں اپنا دشمن ہی پایا اپنی مصیبتوں میں۔ اور انھیں دوست دیکھا جب میں مالدار رہتا ہوں۔ لیکن علم والی کتاب میرا ساتھی ہے رات، اور دن۔ جب مجھ پر غموں کا انبار لگ جاتا ہے تو وہ میری غمخواری کرتی ہے اور جب میں ہلاکت میں پڑتا ہوں تو وہ تسلی دیتی ہے۔ میرا دوست ہے وہ وساوس اور مصیبتوں میں۔ میرا غمخوار اور ضروریات کی نگہداشت کرنیوالا ہے۔ میرا نیا اور پرانا سرمایہ ہے اور میرے معاملہ کا منتظم ہے، سب سے بہترین ذخیرہ ہے اور غیر متوقع مال ہے مجھ سے غموں کے لشکر کا دفعیہ کرتی ہے اور مجھے تھپکی دے کر سلاتی ہے۔ جب میں بیداری میں رہتا ہوں اس کے ذریعہ مجھے نشہ حاصل ہوتا ہے۔ جب میں شراب چاہتا ہوں اور اسی کے ذریعہ میں ہوش میں آتا ہوں اور اسی کے ذریعہ میرا خمار ہے۔ تو اے ملامت کرنے والو تم نے کیوں ملامت نہیں کی اس شخص کو جو بے فکرہ ہے پھلوں کے توڑنے سے یعنی کوشش کے ذریعہ مختلف علوم کے پھل توڑنے سے اور دوڑ دھوپ کے ذریعہ بوجہ اس کے کہ جانتے ہیں اسے اہل علم۔ اپنی بدنامی میرے نزدیک سب سے بہتر حالت ہے اور لوگوں کی نظر میں میرا اعزاز و اکرام باعثِ ننگ و عار ہے۔

یزید بن محمد المھلبی

وَمَنْ ذا الذی تُرجیٰ سجایاہ کلّھا	کفی المرء نبلاً اَنْ تُعَدَّ معایبہ

توضیح اور کون شخص ہے کہ اس کی ساری عادات پسندیدہ ہوں، آدمی کے لئے شرافت کے اعتبار سے یہی کافی ہے کہ اس کے عیوب کو شمار کیا جائے۔

الفقیہ الباھر

زبردست فقیہ

اذا کنت اعلم علماً یقیناً	بان جمیع حیاتی کساعۃ
فلم لا اکون ضنیناً بھا	واجعلھا فی صلاح وطاعۃ

توضیح جب میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری پوری زندگی ایک لمحہ کیطرح ہے تو میں اس پر بخل کرنے والا کیوں نہ بنوں۔ اور میں اسے عبادت اور نیکی میں کیوں نہ لگاؤں۔

ولبعضھم	لا تکن سکراناً کلک الناس	ولا حنظلاً تذاق فتزطی

توضیح نہ تو بالکل سکر ہی بن جا کہ لوگ تجھے کھا جائیں ۔ اور نہ بالکل ایلوا ہی بن جا کہ تجھے چکھ کر پھینک دیا جائے۔

المدائح

مدحیہ اشعار

وللمؤلف غفرلہ فی مدح دار العلوم الدیوبندیۃ

یہ اشعار حضرت مؤلف کے ہیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے دار العلوم دیوبند کی تعریف میں

دار العلوم بفیضہا المدرار
فاقت ضیاءَ الشمس نصف نہار

باق علیٰ مرّ الزمان لاہلہ
من فیضہا الہطّال بحرٌ جار

من جاءَ یستسقی بحارَ فیوضہا
یُسقٰی بہا عللاً بفتح الباری

زادت علیٰ شمس السماءِ وبدرہا
نوراً فلیس معارضٌ وَمُبار

عادت تضیئُ ولیلہا کنہارہا
وَتمیز الابرارَ من فجار

تدعوا الی غفران ربّ غافر
وَتصیر ترساً من عذاب النار

شہدت ملٰئکۃ الالٰہ بفضلہا
وَدعت لہا الحیتانُ تحت بحار

روضٌ حکت جنات عدن تحتہا
الانہار للاخیار وَالاشرار

ریّا قرنفلہا یفوق ہبُوبہا
ہبّ النسائم اول الابکار

وتضوّع الاکوان من فوحاتہا
فکأنّہا زہر مِنَ الازہار

یُحیی الاراضیَ کلہا تہتانہا
کانت سہولا اَوْ من الاوعار

ان زُرتہا مازرت الاروضۃ
اُنفا من القراٰن وَالآثار

یُتلیٰ کتاب اللہ فیہا دائماً
وحدیث احمد سیّد الابرار

ان زرتہا مازرت الارایۃ
الاسلام والایمان للزوّار

ان زرتہا مازرت الامعدنا
للعلم علم نبینا المختار

شاہدتہا فرأیتہا مملوءۃ
من طائع خاشٍ من القہّار

ان زرتہا ما زرت الآمزنۃ
اجَرت علَی الاوعار من انہار

ان زرتہا ما زرت الاکوکباً
یہدی الیَ الجنات للاخیار

فاغفر الٰہی من بناہا مخلصًا
تاسیسُہا کبناء بیت الباری

وَمُدرسُوهَا کلهم الّا انا — مثلَ النجوم هدايةً للسارى
شبّانها شبّانُ زهدٍ والتقیٰ — وَشيوخها غرٌّ منَ الانوار
وَالعلم علمُ الدين دين محمدٍ — مقصودهُمْ بالليل اونهار
فيهَا رجَالٌ ليسَ تلهيهم تجارةٌ — وَلَا بيعٌ عن الاستغفار
ذكرالاله طعامهم وَشرابهم — يتضوّعونَ لكثرة الاذكار
جَافت جنوبهم المضاجع ليلهم — وَتراهم يبكونَ بالاسحار
طمعًا الیٰ رضوان ربهم وخوفًا — من عذاب القادر الجبّار
مثواهم حجراتهم لكنهُم — يسعونَ مَهمَا قيل من انصارى
شهدَت بفضلهم النجوم علی السماء — ما ان لهم من عائب اوزار
قصرت مدائحُ السُن عن فضلهم — وَحسودهم مُستكثرٌ اخبارى
وَلهُم فضائل لا تُعدّ وكيف لا — بذلوا انفوسهم التقاء البارى
يارَبّ اصلح حالنا ومآلنا — وَامحق بسيفك صولة الكفار
انزل بهم من كلّ شرٍّ شرَّةً — وَاخذ لهمْ خذلانَ ذی الاوزار
اَوقد لهُمْ نارًا تحرّقُ كلّهم — وَتحيطهم كاحاطة التيّار
وَامح الذنوب صغيرها وكبيرها — ممّا جناها العبد يا ستّار
وَارحم الٰهی العبد اعزاز علی — حمّال ذنب حاملَ الاوزار
وَتزَوّدی حبُّ النبی محمّدٌ — وَرجاءُ ربٍّ قادرٍ غفّار

لغوی تحقیق

مدرارًا: بہت بہنے والا - ہطّال: بڑی بوندوں والی مسلسل بارش - علّل: دوبارہ پینا - مُبار: مقابل - ترس: ڈھال - ج اتراس - حیتان - جمع حوت: مچھلی - روض - جمع روضۃ: باغ - ریّا: بہترین خوشبو - قرنفل: لونگ - ہبوب: ہوا کا چلنا - تضوّع المسک: خوشبو مہکنا - زہر - ج ازہار: کلی - ادعار - جمع دعر: سخت زمین - الف: ہرا بھرا زمین کا حصہ جس کو کسی جانور نے نہ چرا ہو - مزحۃ: پانی سے بھرا ہوا بادل کا ٹکڑا - شبان - جمع شاب: جوان - جافت - مجافاۃ: دور رہنا - مضاجع - جمع مضجع: سونے کی جگہ - مثویٰ: ٹھکانا - زار - اسم فاعل ہے - زری (ض) علیہ: عیب لگانا - صولۃ: دبدبہ - اوزار - جمع وزر: گناہ - تیار: سمندر کی موج -

توضیح

دارالعلوم دیوبند اپنے بہنے والے فیض کی وجہ سے دوپہر کے سورج کی روشنی پر بھی بڑھ گیا - باقی ہے زمانہ کے گذرنے تک زمانہ والوں کیلئے اس کے فیضِ عام کا بہتا دریا - جو شخص اس کے فیوض کے دریاؤں سے سیراب ہونے کیلئے آتا ہے تو اس کو خوب اچھی طرح اللہ کے فضل سے سیراب کر دیا جاتا ہے وہ

چاند اور سورج سے بھی روشنی میں بڑھ گیا ہے، اس کا نہ کوئی مدمقابل ہے اور نہ کوئی نظیر ہے۔ وہ بہت زیادہ روشنی ہے اس کی رات بھی دن ہی کیطرح ہے۔ وہ نیکوں کو بدکاروں سے الگ کرلیتا ہے مغفرت کرنیوالے رب کی مغفرت کی جانب بلاتا ہے اور وہ عذاب جہنم کیلئے ڈھال بنتا ہے۔ خدا کے فرشتوں نے اس کے فضیلت کی گواہی دی اور دریاؤں کی مچھلیاں اس کیلئے دعا کرتی ہیں۔ وہ ایک ایسا باغ ہے جو بہشت کے باغوں کے مشابہ ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اچھوں کیلئے اور بروں کیلئے اس کے پھولوں کی خوشبو کا پھیلنا سویرے چلنے والی باد نسیم پر بھی فائق ہے۔ تمام جہاں اس کی خوشبوؤں سے معطر ہے۔ تو گویا یہ ایک پھول ہے پھولوں میں سے ساری زمینوں کو زندہ کردیتی ہے۔ اس کی لگاتار بارش چاہے وہ نرم زمین ہو یا بنجر اگر تو اس کی زیارت کریگا تو نہیں زیارت کرے گا مگر ایسے باغ کی جو سرسبز شاداب ہے۔ قرآن وحدیث سے جہاں ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت اور حضورؐ کی حدیث پڑھی جاتی ہے۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو گویا تم نے ایک اسلام اور ایمان کی نشانی کی زیارت کرنیوالوں کے لئے۔ اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو نہیں زیارت کرے گا مگر علم کے مخزن یعنی آنحضورؐ کے علم کے مخزن کی زیارت کرے گا۔ میں نے اسے دیکھا تو لبریز دیکھا اطاعت کرنیوالے اور خوف کرنے والا تمہارا ذات سے۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو نہیں زیارت کی مگر اس بارش کی کہ جس نے بنجر زمینوں پر نہریں بہادیں۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو نہیں زیارت کی مگر ایک ایسے ستارہ کی جو نیک لوگوں کے لئے جنت کا راستہ دکھاتا ہے۔ تو اے میرے معبود اس کی مغفرت فرما جس نے اس کی بنیاد رکھی اخلاص کے ساتھ اس کی بنیاد بیت اللہ کی بنیاد کیطرح ہے۔ اور اس کے مدرسین میرے علاوہ سارے کے سارے ستاروں کیطرح ہیں چلنے والوں کی رہنمائی کیلئے۔ اس کے جوان زہد وتقویٰ کے جوان ہیں اور اس کے بوڑھے انوار ربانی کیوجہ سے روشن ہیں اور علم دین محمدی کا علم ہے۔ رات دن وہی ان کا مقصد ہے وہاں ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور بیع ان کو استغفار سے غافل نہیں کرتی۔ اللہ کا ذکر ان کا کھانا اور پینا ہے اور وہ کثرتِ ذکر کیوجہ سے مہکتے رہتے ہیں۔ اور تم سحر میں ان کو روتے ہوئے دیکھو گے رضاءِ الٰہی کی توقع پر اور قادر جبار کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ ان کا ٹھکانہ ان کے کمرے ہیں لیکن وہ دوڑ پڑتے ہیں جب کہا جاتا ہے کہ کون ہیں میرے مددگار۔ ان کے فضیلت کی گواہی دی آسمان پر ستاروں نے ان کو کوئی عیب لگانے والا اور نقص پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ زبان کی تعریفیں ان کی فضیلت کو بیان کرنے سے قاصر ہیں اور ان کے حاسد میری بات کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے بے شمار فضائل ہیں۔ اور کیسے نہیں ہوں گے جبکہ انھوں نے اپنی جانیں خرچ کیں تقوائے باری میں۔ اے اللہ ہمارے حال کو درست فرما اور ہمارے انجام کو، اور اپنی تلوار کے ذریعہ کفار کے محلہ کو نیست ونابود کردے۔ ان پر اپنا ہر قسم کا شر نازل فرما اور انکو گنہگاروں کیطرح رسوا کرنے کیلئے آگ سلگادے جو تمام کو جلا ڈالے اور ان کو گھیر لے سمندر کی لہر کیطرح۔ اور اے ستار جو بندہ نے چھوٹے اور بڑے گناہ کئے ہیں سب کو معاف کردے۔ اور اے معبود! اپنے بندہ اعزاز علی پر رحم کر جو گنہگار اور قصوروار ہے۔ اور میرا توشہ حضورؐ کی محبت ہے اور رب قادر غفار کی رحمت کی توقع ہے۔

ولبعضهم

یا ایها الملك الرفیع جنابهٗ ۔۔۔ لم یلف فی کل الوری لك ثانٍ
ظلٌ لرب العرش انت وظاهرٌ ۔۔۔ ان لا یکونَ لواحدٍ ظلانِ

توضیح اے بلند و بالا بادشاہ تیرا ثانی نہیں پایا جاتا ہے ساری مخلوق میں۔ تو مالکِ عرش کا سایہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک آدمی کے دو سائے نہیں ہوتے۔

ولبعضهم

وَالنجم تستصغرُ الابصارُ طلعتهٗ ۔۔۔ وَالذنب للعین لا للنجم فی الصغرِ

توضیح ستارہ نظروں میں چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن قصور آنکھ کا ہے نہ کہ ستارے کا چھوٹا دیکھنے میں۔

لمؤلفه غفرلهٗ

یہ حضرت مؤلف کا قصیدہ ہے اللہ ان کی مغفرت فرمائے

فی مَدح من عمّ جودہٗ کمَا عم فضل وجودہٗ، وسبٰی احسَانهُ العمیم وَبرّہ الکریم اکناف العالم من سهول المعمور ونجودہٗ، المستغنی عن التلقیب والتکنیه والغانی عن التوصیف والتسمیۃ اعنی الملك الجلیل الشهم النبیل عثمان علی خان سُلطان الدولۃ الاٰصفیه لازال جودہ ینزل الرعَایا من الامن فی حصن حصین ویستخلص الدعاء لدولته الغراء من الاٰفاق فلا احد الا وهو من المخلصین خلد اللّٰه ملکهٗ وسلطنتهٗ وعظّم نصرته۔ اٰمین

توضیح اس شخص کی تعریف میں جس کی سخاوت عام ہے جس طرح کہ عام ہے اس کا ذاتی فضل اور حلقہ بگوش بنا رکھا ہے اس کے عام احسان نے اور اس کی بے حد نیکیوں نے تمام اطراف عالم کو جو آباد علاقے ہیں اور غیر آباد جو مستغنی ہیں القاب اور تعریف وغیرہ سے میں مراد لیتا ہوں جلیل القدر بادشاہ تیز طبع شخص شریف النسب عثمان علی خاں دولتِ آصفیہ کے سلطان خدا کرے کہ ہمیشہ ان کی سخاوت عوام کو اتارتی رہے محفوظ قلعہ میں

اطمینان کے ساتھ اور خالص دعائیں ہوتی رہیں اس کی تابناک حکومت کے لئے اطراف عالم سے تو کوئی نہ ہو مگر یہ کہ وہ مخلصین میں سے ہو اللہ تعالیٰ ہمیشہ رکھے ان کے ملک اور سلطنت کو اور ان کی خوب مدد کرے۔ آمین۔

عثمانُ عثمانُ قد ضَاءت بہ الدّنیٰ — کلا وربّی اضاءَ الارضُ وَالزمنُ
زال المخاوف والاھوال من وکن — وَعمّھا الروح والریحان والامنُ
عثمان مأدٰی لقوم مالھم سکن — وَملجا لغریب مَالہٗ وَطنُ
غوث الارامل اذا باتت تشھرھا — الصروف من دھرھا والذل والفتن
مَن فی العوالم مارتبہٗ دولتہ — ومن علی الارض ما فی عنقہ مننُ
فھٰذہ الدولۃ الغراء مَاطرَۃ — علی البریۃ جوادا مالہ ثمنُ
حلوٌّ لمحتبط شوسٌ لمضطغن — ولیس یرضیٰ بمایلقی بہ دَرَنُ
شعائرُ الدین فے ایامہ عظمتُ — ومن طغیٰ وبغیٰ فی عہدہ وھنوا
اذا استغاثك یا عثمان مختبط — لبّاہ جودك لامنٌّ ولامِحَنُ
ضعفی القلوب اذا قویتھم شجعوا — فرسانُ خیلٍ اذا ما رعتھم جبنوا
انت الملاذُ لقوم قد اتوك علی — انضاء فقر وجدب للّھیٰ اذنوا
احییتَ کل ملوك الارض قاطبۃً — جوداً وعدلا فما ماتوا ولادفنوا
فلا تخف مکرحسّادٍ اذا مکروا — فلیس یأکل الا اھلہٗ الضغنُ
اعلیتَ دین رسولٍ فاق من سَبقوا — وَقد تزری علی من بالعلیٰ قمِنُ
یبیتُ عثمان مولاھم اذا رقدوا — یرعیٰ رعَایاہ لا نوم وَلا وسنُ
ید عوالوریٰ لملیكٍ عادلٍ یقظٍ — قومٌ اذا اغتربوا فی ظلہ قطنوا
اظلك اللہ فی اظلال رأفتہ — کمَا ترکتھم فے دھرھم آمنوا
وخلّد اللہ ملکًا انت مالکہٗ — یا من عزائمہ فی الدھر لاتھنُ
وَمن یعادیك یا عثمانُ من سفہٍ — فی الھم والغمّ والاحزان مرتھَنُ
اعزّك اللہُ من بین الملوك کما — اعززت ما نطق القرآن وَالسننُ

لغوی تحقیق

غوثؔ : مدد۔ اراملؔ۔ جمع ارمل : فقیر و مسکین۔ مننؔ۔ جمع منۃؔ : احسان۔ ماطرۃؔ : برسنے والی۔ مختبطؔ : سائل بلا وسیلہ۔ شوسؔ۔ ج اشوس : غصہ یا گھمنڈ کی بناء پر ترچھی نظر سے دیکھنے والا۔ بہادر مصطغن : کینہ رکھنے والا۔ درنؔ : میل کچیل۔ وھنواؔ (ض، س، ک) لاغر و کمزور ہونا۔ ملاذؔ : جائے پناہ۔ انضاؔء۔ جمع نضو۔

کمزور جانور۔ لہی ۔ جمع لہوۃ : پیستے ہوئے چکی میں ایک مرتبہ جتنی مقدار میں اناج ڈالا جائے ۔ لپ بھر مال ۔ ضغن: کینہ تزری: عیب لگانا۔ قمن: لائق۔ وسن ، غنودگی، اونگھ۔ قطنوا(ن) مقیم ہونا، اقامت پزیر ہونا۔

توضیح صرف عثمان ہی کی وجہ سے دکن منور ہوگیا، ہرگز نہیں قسم ہے میرے رب کی بلکہ سارا جہان اور پوری روئے زمین منور ہوگئی دکن سے خوف و خطرے دور ہوگئے اور وہاں امن و امان راحت و آرام عدل و انصاف چھاگیا۔ عثمان ان قوموں کیلئے جائے پناہ ہے جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور غریبوں کیلئے ملجا ہے جن کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، بیوہ عورتوں کا مددگار ہے جبکہ ان کو بیدار کر رکھا ہو زمانے کے حوادث نے ذلت نے اور فتنوں نے زمانہ میں کون ہے کہ نہیں پرورش کی ہو اس کی دولت نے اور زمانے پر کون ہے کہ جس کے گردن پر احسان نہیں ہے تو یہ حکومت عزّا بارش برسانیوالی ہے اپنے مخلوق پر جس کی کوئی قیمت نہیں دی جاسکتی۔ سائل بے وسیلہ کے لئے بیٹھا ہے اور کینہ والوں کے لئے بہت ہی غضبناک ہے۔ اور وہ راضی نہیں ہوتا ان چیزوں سے کہ جن کے ذریعہ میل کچیل حاصل کریں۔ دین کے شعائر اس کے زمانہ میں فروغ پائے، اور جس نے سرکشی اور بغاوت کی اس کے زمانے میں وہ کمزور ہوگئے۔ جب تم سے فریاد چاہتا ہے اے عثمان سائل بے وسیلہ تو تیری سخاوت لبیک کہتی ہے بغیر احسان جتائے اور مشقت کے جب تم نے کمزوردلوں کو قوت بخشی تو وہ بہادر ہوگئے۔ اور شہسواروں کو جب تو نے مرعوب کیا تو وہ بزدل ہوگئے تو ان لوگوں کی جائے پناہ ہے کہ جو آئے تیرے پاس فقروفاقہ کی لاغر سواریوں پر۔ تم نے روئے زمین کے تمام بادشاہوں کو زندہ کردیا عدل و انصاف کی وجہ سے تو وہ نہ مرے نہ دفن ہوئے۔ تو حاسدوں کے مکر وفریب سے خوف نہ کر چونکہ حسد والے ہی کو حسد کھاتا ہے۔ تو نے حضور کے دین کو بلند کیا جو پہلے انبیاء پر فائق ہیں اور مستحق مراتب عالیہ کو وسیع کردیا گیا ہے۔ ان کا آقا عثمان نگہبانی کرتا ہے جب لوگ سوجاتے ہیں۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ غنودگی طاری ہوتی ہے۔ سارے لوگ دعا کرتے ہیں عادل اور بیدار بادشاہ کے لئے۔ لوگ جب پردیسی ہوجاتے ہیں تو اس کے سایہ میں ٹھہرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تجھے سایہ عطا کرے اپنی خالص رحمت کا جس طرح تم نے لوگوں کو زمانہ میں مطمئن چھوڑا اور اللہ تعالےٰ اس ملک کو ہمیشہ رکھے جس کا تو مالک ہے۔ اے اے وہ شخص کہ زمانہ میں جس کے ارادے کمزور نہیں ہوئے۔ اور اے عثمان جو تم سے بیوقوفی کی وجہ سے دشمنی کریگا وہ غم، رنج اور حزن میں مبتلا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ تم کو بادشاہوں کے درمیان اس طرح عزت بخشے جیسے کہ تم نے قرآن و حدیث کے احکام کو عزت بخشی۔

الھجاء	ولبعضھم

ابوجعفر رجلٌ عالمٌ	بما یُصلحُ المعدۃ الفاسدۃ
تخوّف تخمۃ اضیافہ	فعوّدھم اکلۃ واحدۃ

توضیح ابو جعفر ایک ایسا شخص ہے جو فاسد معدہ کو درست کرنا جانتا ہے وہ اپنے مہمانوں کی بدہضمی سے ڈرتا ہے اسی بناء پر ان کو ایک لقمہ کا عادی بنا دیا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

رَغِیفُ اَبِی عَلِیٍّ حَلَّ خَوفًا ۔۔۔ مِنَ الاَضیَافِ مَنزِلَۃَ السِّمَاکِ

اِذَا کَسَرُوا رَغِیفَ اَبِی عَلِیٍّ ۔۔۔ بَکَی یَبکِی بُکَاءً فَهُوَ بَاکٍ

توضیح ابو علی کی روٹی مہمانوں کے ڈر سے سماک ستاروں کی جگہ اتر گئی ہے۔ جب مہمان ابو علی کی روٹی کو توڑتے ہیں تو وہ رونا روتا ہے اور روتا ہی رہتا ہے۔

ابنُ بَسَّام

اَتَانَا بِخُبزٍ لَہٗ یَابِسٍ ۔۔۔ کَمِثلِ الدَّرَاهِمِ فِی خِلقَتِہٖ

اِذَا مَا تَنَفَّستَ عِندَ الخِوَانِ ۔۔۔ تَطَایَرَ فِی البَیتِ مِن خِیفَتِہٖ

توضیح آیا وہ ہمارے پاس اپنی خشک روٹی لیکر جو مثل درہم کے تھی اپنی خلقت کے اعتبار سے۔ اگر تو سانس لے دستر خوان کے پاس تو وہ گھر میں اس کے ڈر سے اڑتی پھرتی ہے۔

وَقَالَ عَبَّاسُ الخَیَّاطُ

رَغِیفَۃُ النَّجمِ لِمَن رَامَہٗ ۔۔۔ یُرٰی وَلَا یَطمَعُ فِی لَمسِہٖ

کَاَنَّہٗ فِی جَوفِ مِرْاٰتِہٖ ۔۔۔ یَبدُو وَلَا یَطمَعُ فِی جَسِّہٖ

وَفَلسُہُ الاَمسُ الَّذِی قَد مَضٰی ۔۔۔ بَدَا مَسَہٗ اَوجَدُ مِن فَلسِہٖ

توضیح جو شخص نجم کے پاس آئے تو وہ صرف روٹی کو دیکھتا ہی رہے اسے چھونے کا ارادہ نہ کرے۔ گویا اسکی روٹی اس کے آئینہ کے اندر ہے جو ظاہر ہوتی ہے اور اس کو چھویا نہیں جاتا۔ اور اس کے پیسے کل

گذشتہ کیطرح ہیں بلکہ اس کا کل گذشتہ اس کے پیسے کے مقابلہ میں پایا جانا زیادہ آسان ہے۔

ولبعضهم

لاتعذلوني ان هجرت طعامه	خوفاً على نفسي من المأكول
فمتى اكلت قتلته من بخله	ومتى قتلت قتلت بالمقتول

توضیح تم مجھے ملامت نہ کرو اگر میں نے اس کا کھانا چھوڑ دیا اپنے آپ پر اندیشہ کرتے ہوئے کھانے کی وجہ سے۔ چونکہ اگر میں کھاؤں گا تو گویا میں اسے قتل کر دوں گا اس کے بخل کی وجہ سے اور جب میں قتل کروں گا تو پھر میں بھی قتل کیا جاؤں گا مقتول کے بدلے میں۔

التهنئة بالعيد السعيد

عید سعید پر مبارکبادی

للاستاذ الفاضل العلامة المفتي محمد كفاية الله الدهلوي (حين كان مسجونا في الملتان) الى مركز دائرة المروة وانسان ناظرة الفتوة، صاحب الرأي المتين للشيخ ميجر فضل الدين مدير السجن المركزي الجديد بملتان.

حضرت الاستاذ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے یہ اشعار ہیں جبکہ وہ ملتان کی جیل میں تھے جو انھوں نے بھیجے تھے شرافت و مروت کے مرکز اور بزرگی کی آنکھ کی پتلی اور صاحب اصابت رائے جناب شیخ میجر فضل الدین جو ملتان کیلئے نئے مرکزی جیل کے نگراں تھے۔

أهنيك، يا من فاز بالخير وارتوى	بكأس دهاق من مكارم واشتفى
أهنيك يا من صاد انبذة الورى	باخلاقك الزهراء طيبة الشذى
اهنيك يا من فاق بالفضل الندى	على كل من اعطى وانفق ما حوى
بعيد اذا وافى اتى بمسرة،	تدب الى اعماق افئدة الورى
أهنئكم بالعيد والعيد معجب	لحر كريم فاز بالعيش والمنى
يعود لكم عوداً احميداً امبار كا	عليكم وفيكم جالباً لكم الهنا
يعود اليكم مثل حب يزوركم	فيأتي بما يأتي الحبيب اذا اتى
يعود الى ما تشتهيه وترتضي	من العمر بالخيرات والرشد والهدى
يزور المحبون الاحبة بكرة	ويلتذ كل بالعناق وباللقا

اذا العید یأتی المرء والمرء محتظ ... باھلٍ ومغنیً اورث اللطف والھنا

ولکنہ ان حل والسجن مؤصدٌ ... علی المرء لم یورث سوی الحزن والشجی

وکم بین حرٍّ اذ یُناغی غزالۃً ... وبین المعانی محنۃ السجن والعنا

وکم بین حرٍ قرّ عیناہ بالھویٰ ... وبین اسیر یصطلی ضرمۃ النویٰ

ولکننا قومٌ نلاعب بالظبیٰ ... ونقلی ظباءً اذ تداعت الی الولیٰ

ونحن کرامٌ نملک الخیر فی الندیٰ ... ونحن لیوثٌ نخسم الشر فی الوغیٰ

ابینا اباء اللیث ذُلّ تعبّدٍ ... فلا سُبّۃ احزی من الذل للعدیٰ

حُبسنا وَ اُوذینا بغیر جریمۃٍ ... فما ذنبنا الا الدفاع عن الحِمیٰ

وان غاشمٌ عدّ الدفاع جریمۃً ... فانا نری ھذاک من سود والقنیٰ

وان خاننا الدھر الغشوم فلا تکن ... یدُ الخوُون واقفٌ حقا اذا انجلیٰ

فانت کریم ابن الکریم ولم نجد ... کریمًا معینا للذی جار واعتدیٰ

نری الاسر للحر الوفی کرامۃً ... وان کان رجزًا للمواقع فی الخنا

وما السجن للمظلوم الاعطیۃً ... یمُنّ بھا المولیٰ علی عبدٍ اصطفیٰ

فیارب تثبیتا وَصبرًا علی البلا ... ویارب عونًا وَ انتصارًا من العدیٰ

وبورکت فضل الدین وازددت رفعۃً ... وَوُفّقت بالطاعات والخیر والتقیٰ

لیھنک عید الفطر ھذا وَ بعدہٗ ... تمتّعت بالاعیاد ما شرق الذکا

لغوی تحقیق

اہنیک ۔تہنیۃً : مبارکباد پیش کرنا۔ ارتوا ۔ ارتواءً : سیراب ہونا ۔ کاس دہاق : لبریز جام ۔ اشتفیٰ : شفا پانا ۔ شذیٰ : بو کی شدت ۔ تدبّ ۔ السقم : بیماری کا بدن میں سرایت کرنا ۔ اعماق ۔ جمع عمق : گہرائی ۔ الہنا : خوشی ، مسرت ۔ العناق : معانقہ ۔ محتظ : نصیب والا ۔ مغنیً : گھر ۔ السجن : قید خانہ ۔ موصد ۔ اوصد الباب : دروازہ بند کرنا ۔ شجیً : وہ ہڈی جو حلق میں اٹک جائے ۔ مراد رنج و غم ۔ یناغی ۔ مناغاۃ الرجل : مقابلہ کرنا ، قریب ہونا ۔ معانی ۔ اسم فاعل ہے ۔ معاناۃ : دشواری برداشت کرنا ۔ یصطلی ۔ اصطلاءً : آگ تاپنا ۔ ضرمۃ : چنگاری ۔ نویٰ : فراق ، بعد ۔ ظبیٰ ۔ جمع ظبۃ : تلوار وغیرہ کی دھار ۔ نقلی ۔ قلاءً : عداوت رکھنا ۔ ظباءً ۔ جمع ظبی : ہرن نر مادہ ۔ لیوث ۔ جمع لیث : شیر ۔ نخسم (ض) حسمًا : جڑ سے کاٹنا ۔ وغیٰ : جنگ ، شور ۔ سبّۃ : گالی ، عار ۔ عدیٰ ۔ جمع عدو : دشمن ۔ غشوم : ظالم ۔ خوون : خیانت کرنیوالا ۔ جار ۔ جورًا : ظلم کرنا ۔ رجز : عذاب ۔ الخنا : بدکلامی ۔

توضیح

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اے وہ شخص کہ جس نے بھلائی حاصل کی اور وہ جو سیراب ہوئے مکارم سے لبریز پیالہ کے ذریعہ اور جس نے شفا پائی ۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اے وہ شخص کہ جس نے اپنے

اپنے اخلاقِ حسنہ کے ذریعہ اور پاکیزہ عادات کے ذریعہ مخلوق کے دلوں کو شکار کرلیا میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اے وہ شخص کہ جو سخاوت اور فضل وکمال کے ذریعہ فائق ہوگئے ہر اس شخص پر کہ جس نے عطا کیا اور خرچ کیا اس مال کو جس پر وہ حادی تھا عید پر کہ جب وہ آتی ہے تو ایسی خوشی لے کر آتی ہے کہ جو لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں سرایت کرنیوالی ہو، میں تم کو عید پر مبارکباد دیتا ہوں اور عید خوش کرنیوالی ہے ہر اس آزاد شخص کو جو کامیاب ہو خوش عیشی اور آرزوؤں کے ذریعہ۔ عید آپ کے سامنے لوٹ کر آئے بار بار قابلِ تعریف اور بابرکت ہو کر اور تمہارے لئے کھینچ کر لائے خوشی ومسرت کو، تمہارے پاس لوٹ کر آئے اس محبوب کیطرح جو تمہاری زیارت کیلئے آئے، پھر وہ اس چیز کو لیکر آئے جسے لیکر آتا ہے محبوب جب وہ آتا ہے وہ اس چیز کو لیکر آئے جسے تم چاہتے ہو جس سے تم راضی ہوتے ہو۔ یعنی خیر وصلاح اور رشد وہدایت لیکر آئے۔ احباء ایک دوسرے سے صبح ہی صبح ملتے ہیں اور ہر ایک ملاقات کے ذریعہ اور معانقہ کے ذریعہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ جب عید آدمی کے پاس آتی ہے درانحالیکہ آدمی خوش قسمت ہوتا ہے اپنے اہل وعیال کے ذریعہ اور گھر کے ذریعہ تو وہ لطف ومسرت محسوس کرتے ہیں، لیکن اگر عید آجائے اس حال میں کہ آدمی پر جیل مسلط ہو تو وہ رنج وغم کے علاوہ اور کوئی چیز پیدا نہیں کرتی۔ اور بہت سے آزاد شخص کے درمیان فرقِ عظیم ہے کہ جب وہ قریب ہوتا ہے اپنے اہل وعیال سے اور اس شخص کے درمیان جو جیل کی تکلیف جھیلنے والا ہے اور بہت بڑا فرق ہے اس شریف آدمی کے درمیان کہ جس کی آنکھیں آرزوؤں کیوجہ سے ٹھنڈی ہوں اور اس قیدی کے درمیان جو جدائی کی چنگاری میں جل رہا ہو۔ لیکن ہم وہ لوگ ہیں کہ تلوار کی دھار سے کھیلتے ہیں اور بغض رکھتے ہیں ہر نیوں سے جبکہ وہ سستی کی دعوت دیں اور ہم شریف آدمی ہیں کہ سخاوت میں خیر کے مالک ہوتے ہیں کہ جو شر کو جڑ سے ختم کرتے ہیں ہم شیر کیطرح انکار کردیتے ہیں غلامی کی ذلت کا چونکہ کوئی گالی زیادہ اسرار کن نہیں ہے۔ دشمنوں کیلئے غلام بن کر ذلت اٹھانے سے ہم قید کئے گئے اور بلاقصور تکلیف دیئے گئے ہمارا کوئی قصور نہیں ہے مگر قابلِ حفاظت چیز کی حفاظت کرنا۔ اگر ظالم دفاع کو جرم شمار کرے لیکن ہم اس کو سرداری سمجھتے ہیں اور اگر ظالم زمانہ ھمارے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے تو خیانت کرنیوالے کا ساتھ نہ دے تو حق سے واقف ہو جائے گا جب وہ آشکارا ہو جائے گا تو کریم ابن کریم ہے۔ اور ہم نہیں پاتے کسی شریف آدمی کو جو معاون ہو اس شخص کا جو ظلم وستم ڈھائے۔ ہم قید کو شریف آدمی کیلئے عزت سمجھتے ہیں اگرچہ یہ قید برے لوگوں کے لئے سزا ہے اور مظلوم کے لئے قید تو عطیہ ہے کہ مولیٰ جس کے ذریعہ احسان کرے اپنے پسندیدہ غلام پر۔ تو اے اللہ ہمیں مصیبت پر صابر اور ثابت قدم رکھ۔ اور اے اللہ دشمنوں کے مقابلہ میں ھماری نصرت و مدد فرما۔ اور آپ کے دین فضل میں برکت ہو اور آپ کا مقام اونچا ہو اور عبادت ونیکی اور تقویٰ کی آپ کو توفیق ہو۔

آپ کو یہ عید الفطر مبارک اور اس کے بعد بھی عید سے فائدہ اٹھاتے رہیں جب تک کہ سورج طلوع ہوتا رہے۔

****

مدح المذموم (بری چیز کی تعریف)

حسن الجهل
جہالت کی خوبی

لئن كنتُ محتاجاً الى الحلم انني
وما كنت ارضى الجهل خدناً وصاحبا
فان قال قومٌ ان فيه سماجةً
ولي فرسٌ للحلم بالحلم ملجم
فمن شاء تقويمي فاني مقومٌ

وقال آخر
اور دوسرے نے کہا

الى الجهل في بعض الاحايين احوج
ولكنني ارضى به حين احوج
فقد صدقوا والذل بالحر اسمج
ولي فرس للجهل بالجهل مسرج
ومن شاء تعويجي فاني معوّجٌ

لغوی تحقیق: الحلم: عقل وجانکاری۔ احايين۔ جمع احيان۔ وقت۔ خدن: دوست، ساتھی۔ ج۔ اخدان۔ سماجۃ: قباحت۔ ملجم۔ الجم الدابۃ: لگام ڈالنا۔

توضیح: اگر میں حلم و بردباری کا محتاج ہوں تو کبھی کبھی جہالت کا بھی زیادہ محتاج ہوتا ہوں۔ اور میں جہالت سے راضی نہیں ہوں دوست اور ساتھی ہونے کے اعتبار سے بلکہ میں اس سے راضی ہوتا ہوں جب میں محتاج ہوتا ہوں۔ اگر لوگ کہیں کہ اس میں خرابی ہے تو وہ سچ کہتے ہیں لیکن شریف آدمی کیلئے ذلت اور زیادہ قبیح ہے۔ میرے پاس ایک عقل کا گھوڑا ہے عقل کی لگام لگائی گئی ہے اور ایک جہالت کا گھوڑا ہے جس پر جہالت کی زین کسی ہوئی ہے۔ تو جو شخص مجھے سیدھا دیکھنا چاہتا ہے تو میں سیدھا ہوں اور جو میری کجی کو دیکھنا چاہتا ہے تو میں ٹیڑھا ہوں۔

مدح الشيب
بڑھاپے کی تعریف

مسلم بن الوليد

الشيب كرهٌ وكره ان يفارقني
اعجب بشئٍ على البغضاء مودودُ

توضیح: بڑھاپا ناپسندیدہ ہے اور اس کا الگ ہونا بھی ناپسند ہے۔ تو ایسی چیز پر تعجب کر جو دشمنی کے باوجود محبوب ہے۔

ابو الفتح البستي

یاشیبتی ! دُومی ولاتترحّلی	وَتیقّنی انی بوصلك مُولعُ
قد کنتُ اجزعُ من حلولك مرۃً	فالاٰنَ مِن خوف ارتحالك اجزعُ

توضیح اے بڑھاپا تو ہمیشہ رہ اور کوچ نہ کر اور تو یقین کر کہ تجھ سے ملنے پر فریفتہ ہوں میں۔ ایک مرتبہ تیرے آنے پر گھبراتا تھا لیکن اب تیرے کوچ کرنے کے اندیشہ سے گھبراتا ہوں۔

اٰخَر

فاما المشیب فصُبحٌ بَدَا	وَامّا الشباب فلیلٌ افل
سقی اللّٰہ ھٰذا وھٰذا معًا	فنعمَ المُوَلّی ونعمَ البدل

توضیح بڑھاپا تو ایک صبح ہے جو ظاہر ہو چکی اور جوانی ایک رات کیطرح ہے کہ جو غروب ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کو سیراب کرے ایک ساتھ، تو جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے والا ہے وہ بھی بہتر ہے اور اس کا بدل بھی بہتر ہے۔

ابوالفتح کشاجم

تفکّرت فی شیب الفتی وشبابہ	فایقنت ان الحق للشیب واجب
یصاحبنی شرخ الشباب فینقضی	وشیبی لی حتی الممات مصاحب

توضیح میں نے غور کیا آدمی کے بڑھاپے اور جوانی میں تو میں نے یہ یقین کر لیا کہ بڑھاپے کا حق ضروری ہے میرے ساتھ جوانی کا آغاز رہتا ہے پھر ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاپا مرنے تک میرے ساتھ رہے گا۔

ابوعبداللہ الاسباطی

لَا یُرعك المشیب یَا ابنۃ عبداللّٰہ	فالشیب زینۃ ووقار
انما تحسنُ الریاض اذا ما	ضحکت فی ظلالھا الانوار

لغوی تحقیق راعک۔ روعًا: پریشان کردینا، خوفزدہ کردینا۔ ظلال۔ جمع ظل، سایہ۔ الانوار۔ ج نور، شگوفہ، کلی۔

توضیح اے عبداللہ کی بیٹی! تجھے گھبراہٹ میں نہ مبتلا کرے بڑھاپا چونکہ بڑھاپا زینت ہے اور وقار ہے تم باغوں کو اچھا سمجھتے ہو جبکہ اس کے سایہ میں کلیاں ہنسنے لگیں (یعنی کھل جائیں)

زیاد بن زید

وَلَا اَتَمَنَّى الشَّرَّ وَالشَّرُّ تَارِكِي	وَلٰكِن مَتَى اُحْمَلْ عَلَى الشَّرِّ اَرْكَب

توضیح اور میں شر کی تمنا نہیں کرتا درانحالیکہ شر مجھے چھوڑنیوالا ہوتا ہے لیکن جب میں شر پر مجبور کیا جاتا ہوں تو سوار ہو جاتا ہوں۔

وقال آخر

تحامق مع الحمقی اذا ما لقیتھم	ولاقھم بالجھل فعل ذوی الجھل
وخلط اذا لاقیت یوما مخلطا	یخلط فی قول صحیح وفی الھزل
فانی رأیت المرء یشقی بعقلہ	کما کان قبل الیوم یسعد بالعقل

توضیح تو احمقوں کے ساتھ احمق بن جا جب ان سے ملاقات ہو، اور تو ان سے جہالت کے ساتھ مل جا جاہلوں کے فعل کیطرح۔ اور تو ملا دے جبکہ کسی دن تو ملاقات کرے ایسے شخص سے جو صحیح بات میں اور مذاق میں خلط ملط کرے۔ چونکہ میں نے دیکھا ہے آدمی کو کہ وہ بدبخت ہوتا ہے اپنی عقل کے باوجود جبکہ وہ آج سے پہلے خوش قسمت تھا عقل کے ذریعہ۔

الجبن لبعضھم

(بزدلی)

قامت تشجعنی ھند فقلت لھا	ان الشجاعۃ مقرون بھا العطب
لا والذی منع الابصار رویتہ	ما یشتھی الموت عندی من لہ ارب
للحرب قوم اضل اللہ سعیھم	اذا دعتھم الی نیرانھا وثبوا
ولست منھم ولا اھوی فعالھم	لا القتل یعجبنی منھم ولا سلب

لغوی تحقیق الجبن: بزدلی۔ تشجعنی: ہمت دلانا۔ العطب: ہلاکت، بربادی۔ ارب: عقل۔ نیران۔ ج نار: آگ۔ سلب: مقتول کا مال واسباب جو چھین لیا جائے۔

توضیح مجھے ہندہ ہمت دلاتی ہے تو میں نے اس سے کہا کہ ہمت کے ساتھ ہلاکت لگی ہوئی ہے۔ قسم ہے اس ذات

کی کر روک دیا آنکھوں کو اس کے دیدار نے میرے نزدیک موت کی تمنا نہیں کرتا وہ شخص جس کیلئے عقل ہو لڑائی کیلئے وہ لوگ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنکی کوشش کو ناکام کیا جب لڑائی نے ان کو اپنی آگ کی طرف بلایا تو وہ کود پڑے تو میں انھیں میں سے ہوں اور نہ میں ان کے کردار کو پسند کرتا ہوں نہ ان کا قتل کیا جانا مجھے پسند ہے نہ ان کا مال واسباب۔

ذمُّ الحسدِ حسد کی برائی	ذمُّ المذموم مذموم چیز کی برائی

حکی عن بعضھم انہ قال تتبعتُ ما عرفتہ من دواوین الشعراء قدیمھم ومحدثھم فوجدتُ ابا تمامٍ منفرداً بمعنی قولہ۔

طُوِیَت اتاح لھا لسانَ حسُود للحاسد النعمیٰ علی المحسُود	وَاِذا اراد اللہُ نشرَ فضیلۃٍ لولا التخوّف للعواقب لم یزل

توضیح بعض ادباء سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں قدیم اور جدید شعراء کے جن دیوانوں سے واقف ہوں اس میں تتبع وتلاش کیا تو میں نے ابو تمام کو اس کے اس شعر میں منفرد پایا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی لپیٹی ہوئی فضیلت کو کھولنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حاسدوں کی زبان کو ذریعہ بنا دیتے ہیں۔ اگر انجام کار کا خوف نہ ہوتا تو حاسدوں کو محسود کے مقابلہ میں ہمیشہ نعمت حاصل رہتی۔

تفکّروا فی احسنِ من بین ھذہ الابیات

ان اشعار میں سے سب سے بہترین شعر میں غور وفکر کرو

النّابغۃُ الذبیانی

بھنّ فلولٌ من قراعِ الکتائبِ	وَلا عیبَ فیھم غیرانّ سیوفھم

توضیح اور ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں ہے کہ ان کی تلواروں میں دندانے پڑے ہوئے ہیں لشکروں کو مار دھاڑ کی وجہ سے۔

ولبعضهم

وَلَا عَيبَ فيكم غيرانّ ضيوفكم	تُعَابُ بنسيانِ الاَحبّةِ والوطن

اور تم میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اسکے کہ تمہارے مہمانوں کو عیب لگایا جاتا ہے احباب اور وطن کے بھول جانیکا۔

الشيخ صفى الدين الحلى

لَاعَيبَ فيهم سوى ان النزيلَ بهم	يسلو عَن الاهل وَالاوطان وَالحشم

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ انکا مہمان اہل و عیال، وطن اور حشم و خدم کو فراموش کر جاتا ہے۔

لبعضهم (لم اطلع على اسمه)

لَاعَيبَ فيهم سوى ان لاترى لهم	ضيفاً يجوعُ وَلَاجاراً ابهتضم

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نہیں دیکھو گے ان کے مہمان کو کہ وہ بھوکا ہو اور پڑوسی کو کہ وہ مظلوم ہو۔

عدم الاكتراث بما تفوه به الناس

لوگوں کے بولنے پر توجہ نہ دینا

لبعضهم

وَمَا احَدٌ من السُن الناس سالما
فان كان مقداما يقولون اهوج
وان كان سكيتاً يقولون ابكم
وَان كان صوّاما وبالليل قائما
فلاتكترث بالناس فى المدح والثنا

وَلو انه ذالك النبىُّ المُطهرَ
وَان كان مفضالاً يقولون مبذر
وَان كان منطيقا يقولون مهذر
يقولون زوّار يريرائى ويمكر
وَلَاتخش غيرَ اللهِ وَاللهُ اكبرُ

لغوی تحقیق اکتراث: رغبت کرنا، پرواکرنا۔ تفوہ بہ: بولنا۔ الشُن۔ جمع لسان، زبان۔ مقدام: بہت بڑھ کے کام کرنیوالا، بہت پیش قدمی کرنیوالا۔ اہوج: لمبا احمق، بیوقوف۔ مفضال: بہت سخاوت کرنیوالا۔ فیاض۔ مبذر: فضول خرچی کرنیوالا، بکواس کرنیوالا۔ سکیت: بہت خاموش۔ ابکم: گونگا۔ مہذر: بک بک کرنے والا۔ فضول باتیں کرنے والا، بکواس کرنیوالا۔ زوار: بہت بڑا ظالم، پاپی۔

توضیح اور کوئی محفوظ نہیں ہے لوگوں کی زبانوں سے اگرچہ وہ نبی پاک کی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔ تو اگر کوئی بہت زیادہ اقدام کرنیوالا ہوتا ہے تو کہتے ہیں لوگ کہ یہ لمبا بیوقوف ہے۔ اور اگر کوئی فیاض شخص ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فضول خرچی کرنیوالا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ چپ رہتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ گونگا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ بولنے والا ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بہت بکو ہے۔ اور اگر کوئی خوب روزہ رکھنے والا اور رات میں نماز پڑھنے والا ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹا ریا کار مکار ہے۔ لہٰذا تم لوگوں کی پروانہ کرو متعریف اور برائی میں۔ اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے۔

وقال الشاعر

اِن عَابَ نَاسٌ عَلٰی مَقَامِی	فلیس بی قولھم یضیرُ
قد قیل ان القرآن سحرٌ	وما یقول الرسول زورٌ

توضیح اگر لوگ میری باتوں میں کوئی عیب نکالیں تو انکی بات میرے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ یقیناً کہا گیا ہے کہ قرآن جادو ہے اور جو رسول کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ (نستغفر اللہ)

کتمان الاسرار
راز کا چھپانا

لبعضھم

اذا المرءُ افشیٰ سِرَّہٗ بلسانہٖ	ولام علیہ غیرہٗ فھو احمقُ
اذا ضاق صدرُ المرءِ من سِرِّ نفسہٖ	فصدرُ الذی یستودعُ السرَّ اضیقُ

توضیح جب آدمی اپنا بھید خود اپنی زبان سے ظاہر کردے اور پھر اس پر دوسرے ملامت کریں تو وہ بہت بڑا بیوقوف ہے۔ جب آدمی کا سینہ اپنے راز کو چھپانے سے تنگ ہے تو جس آدمی کے پاس راز کو بطور امانت رکھا جاتا ہے اس کا سینہ اور بھی زیادہ تنگ ہے۔

الشدائدُ (پریشانیاں)

عبداللہ بن عتبۃ المھبّی

کُلُّ المصائب قد تمرّ علی الفتیٰ	فتھون غیر شماتۃ الاعداء

آدمی پر ہر قسم کی پریشانیاں گذرتی ہیں وہ سب آسان ہی ہوجاتی ہیں دشمنوں کی خوشی کے علاوہ۔

العباس بن الاحنف

صِرتُ کأنی ذُبالۃ نُصِبَتْ	تضیئُ لِلناسِ وَھِیَ تحترِقُ

میں ہوگیا گویا کہ میں چراغ کی بتی ہوں کہ اسے لوگوں کی روشنی کیلئے رکھدیا گیا ہے اور وہ خود جلتی رہتی ہے۔

ولہ ایضاً

کفٰی حزناً انّ التباعدَ بیننا	وَقدْ جمعتنا وَالاحبّۃَ دارُ

ہمارے درمیان کی دوری غم کے لئے کافی ہے اس حال میں کہ ہم کو اور احباب کو ایک گھر نے جمع کررکھا ہے۔

اللجلاجُ الحارثی

اذا ما اھان امرُؤٌ نفسہٗ	فلا اکرمَ اللہُ مَن مُکرِمہٗ

جب آدمی خود اپنی اہانت کرے تو اللہ تعالےٰ اسکی عزت کرنیوالے کی بھی عزت نہیں رکھے گا۔

وقال آخرُ

صَبرتُ علیٰ مَالو تحمّلَ بعضہٗ	جبالُ شراۃٍ اَصبحتْ تتصدّعُ
مَلکتُ دموعَ العینِ حتیٰ رددتُھا	الیٰ بَاطنٍ فالعین فی القلب تدمعُ

توضیح میں نے اتنا صبر کیا ایسی ایسی مصیبتوں پر کہ اگر ان میں سے کچھ کو بھی شراۃ نامی جگہ کے پہاڑ اٹھالیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ میں نے آنکھوں کے آنسوؤں پر قابو پالیا۔ یہاں تک کہ انکو باطن ہی کی طرف لوٹادیا چنانچہ آنکھ دل ہی دل میں آنسو بہارہی ہے۔

وقال الفقیہ الحافظ ابو محمد بن حزمٍ

لا یشمتنّ حاسد ان نکبۃٌ عرضت	فالدھر لیس علیٰ حالٍ بمُترکٍ
فالحرّ کالتبر یُلقیٰ تحت منخفضٍ	طوراً وطوراً تُریٰ تاجاً علیٰ ملکٍ

توضیح حاسدوں کو خوش نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی مصیبت پیش آجائے کیونکہ زمانہ ایک حالت پر چھوڑنیوالا نہیں ہے۔ تو شریف آدمی کی مثال سونے کیطرح ہے کہ کبھی اسے دھونکنی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اور کبھی بادشاہوں کے سر پر تاج دکھائی دیتا ہے۔

حُسنُ المُخاصَمَۃِ (اخلاق کی خوبی) ابنُ جابر

انْ شئتَ اَنْ تجدَ العدوَّ وقدْ غدَا	لکَ صاحبًا یُولی الجمیلَ ویُحسِنُ
فاعمَلْ کمَا قالَ الخبیرُ بخلقہٖ	فی قولہٖ اِدفع بالّتی ھیَ اَحسَنُ

توضیح اگر تو چاہتا ہے کہ دشمن کو اس طرح پائے کہ وہ تیرا ساتھی بن جائے جو حسن سلوک اور اچھا معاملہ کرنیوالا ہو۔ تو تو وہ کام کر جس کا حکم خداوند قدوس نے اپنے بندوں کو دیا ہے اس ارشاد میں کہ ایسے طریقہ سے تم دفاع کرو جو بہت ہی بہتر ہو۔

قلّۃ مالٍ (مال کی کمی) لبعضِھم

النفسُ ملاٰی مِنَ المعالی	وَالکیسُ صفرُ الجنانِ خالِ
فلیتَ مالی کمثلِ فضلی	ولیتَ فضلی کمثلِ مالی

توضیح بلند مراتب سے نفس لبریز ہے اور تھیلی بالکل خالی ہے۔ تو کاش میرا مال میرے فضل کیطرح ہوتا اور میرا فضل میرے مال کیطرح ہوتا۔

وَقالَ بعضھم

دَعِ الاَیّامَ تفعلُ مَا تشاءُ	وَطِبْ نفسًا اذا نزلَ البلاءُ
وَلاتجزعْ لحادثۃِ اللیالی	فمَا لحوادثِ الدنیا بقاءُ
اذا ماکنتَ ذاقلبٍ قنوعٍ	فانتَ ومالکُ الدنیا سواءُ

زمانہ کو چھوڑ دے جو چاہے وہ کرے، تو ہشاش بشاش رہ جب مصیبت نازل ہو۔ اور زمانہ کے حادثہ پر گھبراہٹ

محسوس نہ کر کیونکہ دنیا کے حادثوں کے لئے دوام نہیں ہے۔ اگر تو قانع دل کا مالک ہوگا تو تو اور دنیا کا مالک دونوں برابر نہیں۔

ابو اسحٰق الصابی

الضبُّ وَالنون قد یُرجیٰ لقاءُ هما	وَلیس یُرجیٰ التقاءُ اللُّبِّ والذهبِ

لغوی تحقیق ضب: گوہ۔ ج اضب۔ نون: مچھلی۔ ج نینان، انوان۔ یرجیٰ۔ ارجاء: امید کرنا۔ لب: عقل۔ ج الباب۔ ذہب: سونا۔

توضیح گوہ اور مچھلی ان دونوں کے ملنے کی تو امید کی جاسکتی ہے لیکن عقل اور سونے کے ملنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔

قَالَ مَالِكُ بن حَرِيم الهمدانی

اُنبئتُ وَالاَیَّامُ ذاتُ تجارِبٍ	وَتُبدِی لَكَ الایامُ مالستَ تعلمُ
باَنَّ ثراءَ المالِ ینفعُ رَبَّہٗ	وَیُثنِی علیہِ الحمدُ وهو مُذمّمُ
وَاَنَّ قلیلَ المالِ للمرءِ مُفسِدٌ	یحزّ کما حُزَّ القطیعُ المُحرّمُ
یَریٰ درجاتِ المجدِ لایستطیعها	وَیقعدُ وسطَ القومِ لایتکلّمُ

لغوی تحقیق ثراء: کثرت مال۔ ینفع۔ نفعا (ف) نفع دینا۔ یحز (ن) حزا: کاٹنا۔ القطیع: چمڑا۔ المحرم۔ مراد اس سے مردار کا چمڑا ہے۔

توضیح مجھے خبر دی گئی ہے اور زمانہ تجربہ کار ہے، اور زمانہ تمہارے سامنے ایسی چیزیں ظاہر کرتا ہے جو تو نہیں جانتا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ مال کی کثرت صاحب مال کو نفع دیتی ہے اور اس کی تعریف کراتی ہے اگرچہ وہ برا ہو۔ اور مال کی کثرت آدمی کے لئے فساد کا ذریعہ ہے، اسے کاٹ دیا جاتا ہے جس طرح کچا چمڑا کاٹ دیا جاتا ہے۔ وہ بزرگی کے مراتب دیکھتا ہے اس کو پا نہیں سکتا اور قوم کے درمیان بیٹھ کر بات نہیں کرسکتا۔

الشکوی الی الاصدقاء — دوستوں سے گلہ — وَقَالَ بعضهم

یَاغَائبِین تعلّلنا بغیبتهم	بطیبِ دهرٍ وَلاوَ اللهِ لم یطب
ذکرتُ وَالکاسُ فی کفّی لیالیکم	فالکاسُ فی راحۃٍ والقلبُ فی تعب

توضیح اے دور جانیوالے ہم غافل ہو گئے ان کے دور ہونیکی بناء پر زمانے کی خوشگواری کیوجہ سے لیکن زمانہ خوشگوار نہیں ہوسکا۔ میں نے یاد کیا اس حال میں کہ پیالہ میرے ہاتھ میں ہے، تمہاری راتوں کو میں نے یاد کیا تو جام ہاتھ میں ہے اور دل بے چینی میں۔

كتب ابو دلف الى ابن طاهر يعاتبه

ابودلف نے ابن طاہر کے پاس ڈانٹتے ہوئے لکھا

اخاءكم كالورد ليس بدائم	ولا خير فيمن لا يدوم له عهد
وعهدي لكم كالآس حسنا وبهجة	له ورق خضر اذا فني الورد

لغوی تحقیق اخاء۔ مصدر ہے، دوست یا بھائی بننا۔ الورد، گلاب۔ آس۔ ایک درخت ہے جو ریحان کے نام سے مشہور ہے۔ بہجۃ: چمک دمک۔ ورق: پتا۔ ج اوراق۔ خضر: سبز۔

توضیح تمہاری دوستی گلاب کے پھول کی طرح ہے جو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوتا ہے اور اس چیز میں بھلائی نہیں ہوتی کہ جس میں زمانے کا دوام نہ ہو۔ اور تم سے میری دوستی ریحان کیطرح ہے رونق اور حسن میں اس کے ہرے پتے میں جبکہ گلاب نیست و نابود ہو چکا ہوتا ہے۔

فاجابه ابن طاهر

تو ابوطاہر نے ابوردیف کو جواب میں لکھا

اشبهت عهد الورد فيما تذمه	وهل زهرة الا وسيده الورد
اخاءكم كالآس مر مذاقه	وليس له في الريح قبل ولا بعد

توضیح تو نے تشبیہ دی ہے گلاب کے پھول کو کہ جس میں تو اسکی مذمت کر رہا تھا، حالانکہ کوئی پھول نہیں ہے کہ جس کا سردار گلاب نہ ہو۔ تمہاری دوستی ریحان کیطرح ہے جو کہ بدمزہ ہوتا ہے اور اس میں خوشبو نہیں ہوتی نہ پہلے اور نہ بعد میں۔

للامام زين العابدين رضي الله عنه

اذا ابليت بعيرة فاصبر لها	صبر الكريم فان ذلك احزم
لا تشكون الى الخلائق انما	تشكو الرحيم الى الذي لا يرحم

توضیح جب تو کسی حیرانی میں مبتلا ہو جائے تو اس پر صبر کرنا شریف آدمی کیطرح، چونکہ اس طرح صبر کرنا بڑی عقلمندی ہے۔ لوگوں سے گلہ نہ کرو کیونکہ تو رحیم کی شکایت اس سے کریگا کہ جو رحم نہیں کرسکتا۔

النَّاسُ علٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ
لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر ہوتے ہیں

اذا کان ربُّ البیتِ بالدفِ مولعًا
فشیمۃ اھل البیتِ کلُّھم رقص

جب گھروالا ہی ڈھول پر فریفتہ ہو تو تمام گھروالوں کی عادت ناچنے کی ہوگی۔

لَابُدَّ للملك مِنَ الاعطاءِ
بادشاہوں کیلئے بخشش ضروری ہے۔

اذا لم یَکن ملك ذاھبۃٍ
فدعہ فدَولتہٗ ذاھبۃٌ

جب بادشاہ ہدیہ دینے والا ہو تو اسے چھوڑ دے کہ اس کی دولت ختم ہونیوالی ہے۔

الظرافۃُ
خوش طبعی — ابن تمیم رحمہ اللہ تعالٰی

قالوا أراك كل وقت
تھیم بالشرب والغناء
فقلت انی فتی قنوع
اعیش بالماءِ والھوٰی

توضیح لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہر وقت گانے اور پینے میں سرگرداں دیکھتے ہیں، تو میں نے کہا کہ میں قناعت کرنے والا شخص ہوں پانی اور ہوا پر بھی گذر بسر کرلیتا ہوں۔

حسن الاستیذانِ
اجازت چاہنے کا عمدہ طریقہ — ولبعضھم

یا معدن الفضل وطود السخا
لا زلت من بحر السخا تغترف
عبدك بالباب فقل منعمًا
یدخل او یصیر او ینصرف

توضیح اے فضل وکمال کی کان اور سخاوت کا پہاڑ تو سخاوت کے ذریعے سے ہمیشہ چلو بھرتا رہا ہے۔ تیرا غلام دروازے پر ہے تو تو مرحبا کہہ وہ داخل ہوگا یا صبر کرے گا یا لوٹ جائے گا۔

الشیبُ بڑھاپا ولاٰخرَ

ولی حظٌّ وللایّام حظٌّ — وبینھما مخالفۃ المداد
فاکتبہ سوادٌ فی بیاض — وتکتبہ بیاضاً فی سواد

میری اور زمانے کی تحریر الگ ہے۔ ان دونوں میں فرق روشنائی کا ہے۔ میں سفید کاغذ میں لکھتا ہوں اور تو سیاہ میں سفید لکھتا ہے۔

ولبعضھم

وَلمّا رأیت الشیبَ ایقنتُ انّہٗ — نذیرٌ لجسمی بانھدام بنائہٖ
اذا ابیضّ مخضرّ النبات فانّہٗ — دلیلٌ علی استحصادہٖ وفنائہٖ

توضیح جب میں نے بڑھاپے کو دیکھا تو مجھے یقین ہوگیا کہ وہ میرے جسم کو اس کی عمارت کے گرنے پر ڈرا رہا ہے چونکہ جب سفید ہو جائے سبز گھاس تو وہ اس کے کٹنے اور ختم ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

وقالَ الولیدُ بن حزمٍ

ثلاثٌ وستونَ قد جزتھا — فما ذا تؤمّل او تنتظر
وحلّ علیکَ نذیر المشیب — فما ترعوی او فما تزدجر
تمرّ لیالیک مرًّا حثیثًا — وانتَ علی ما اری مستمرّ
فلو کنتَ تعقلُ ما ینقضی — من العمر لاعتضتَ خیرًا بشرّ
فما لکَ لاتستعدّ اذنْ — لدار المقام ودار المقرّ
اترغبُ عن فجاءۃ المنون — وتعلم ان لیس منھا مفرّ
فامّا الی جنّۃ ازلفتْ — وامّا الی سقرٍ تستعرّ

لغوی تحقیق جزت (ن) جوزا: گذر جانا۔ تومل: امید کرنا۔ خشیت: تیزرو۔ منون: مرگ۔ مفر: جائے فرار۔ ازلفت (ن) زلفا: نزدیک ہونا۔ تستعر النار: بھڑکنا۔

توضیح تو ترسٹھ سال کی عمر سے بھی آگے بڑھ گیا تو تو کس چیز کی امید اور انتظار میں ہے۔ اور تیرے پاس بڑھاپے کا پیغام آچکا ہے تو تو نہیں رکتا اور نہیں باز آتا ــــ تیرے دن اور رات تیزی سے گذر رہے ہیں اور تو اپنی حالت پر برقرار ہے جیساکہ میں دیکھ رہا ہوں اگر تو اپنی عمر میں سے ختم شدہ حصہ کو سمجھتا ہے تو پھر برائی کے بدلہ میں بھلائی کرے گا۔ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ اب تو آخرت کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیا تو اچانک موت کے آنے سے اعراض کرتا ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ اس سے بھاگنا ممکن نہیں تو تو یا تو قریب کردہ جنت میں جائیگا یا بھڑکتی ہوئی جہنم میں جائیگا۔

وَقَالَ اٰخَرُ

سَأَلْتُ مِنَ الْاَطِبَّاءِ ذَاتَ یَوْمٍ ــــ خَبِیْرًا مِمَّ شَیْبِیْ قَالَ بَلْغَمْ
فَقُلْتُ لَہٗ عَلٰی عَیْنِ احْتِشَامٍ ــــ لَقَدْ اَخْطَأْتَ فِیْمَا قُلْتَ بَلْ غَمْ

توضیح میں نے ایک دن ماہر طبیب سے پوچھا کس بنا پر میرا یہ بڑھاپا ہے اس نے کہا بلغم سے۔ تو میں نے اس سے بلا جھجک یہ کہا کہ تم نے غلط کہا بلکہ اس کا سبب غم ہے۔

ذمۃ

قُلْتُ وَقَدْ رَاَعَہَا مَشِیْبِیْ ــــ کُنْتَ ابْنَ عَمٍّ فَصِرْتَ عَمًّا
وَاسْتَہْزَأَتْ بِیْ فَقُلْتُ اَیْضًا ــــ قَدْ کُنْتِ بِنْتًا فَصِرْتِ اُمًّا

توضیح ایک عورت نے کہا میرے بڑھاپے سے ڈر کر تو میرا چچازاد بھائی تھا، اب تو خود میرا چچا ہوگیا۔ اس نے مجھ سے مذاق کیا تو میں نے بھی کہا کہ تو لڑکی تھی اب ماں بن گئی۔

النظر فی العواقب | انجام میں غور وفکر | لابی عمران موسیٰ بن عمران

لَا تَبْكِ ثَوْبَكَ اِنْ اَبْلَیْتَ جِدَّتَہٗ ــــ وَابْكِ الَّذِیْ اَبْلَتِ الْاَیَّامُ مِنْ بَدَنِكَ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مُخْتَالًا بِجِدَّتِہٖ ــــ فَرُبَّمَا كَانَ ھٰذَا الثَّوْبُ مِنْ كَفَنِكَ
وَلَا تَعِفْہُ اِذَا اَبْصَرْتَہٗ دَنِسًا ــــ فَاِنَّمَا اكْتَسَبَ الْاَوْسَاخَ مِنْ دَنَسِكَ

توضیح تو اپنے کپڑے پر مت رو اگر پرانا ہوگیا ہے، تو اس پر رو کہ زمانہ کے گذرنے نے تیرے جسم کو پرانا بنا دیا۔ تو غرور نہ کر کپڑے کے نئے ہونے پر کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی کپڑا تیرا کفن بنے۔ اور منہ نہ بسور اس کپڑے کو میلا دیکھ کر کیونکہ اس نے تیرے ہی میل کو جذب کرلیا ہے۔

ابو وهب القرطبی

تنام وقد اعد لك السهاد	وتوقن بالرحيل وليس زاد
وتصبح مثل ما تمسي مضيعا	كأنك لست تدري ما المراد
اتطمع ان تفوز غدا هنيئا	ولم يك منك في الدنيا اجتهاد
اذا فرطت في تقديم زرع	فكيف يكون من عدم حصاد

لغوی تحقیق سہاد: بے خوابی۔ زاد: توشہ، سفر خرچ۔ فرطت: کوتاہی، لاپرواہی۔ حصاد: درانتی سے کھیتی کاٹنا۔

توضیح تو سوتا ہے حالانکہ تیرے لئے بے خوابی تیار کی گئی ہے۔ تجھے کوچ کرنے پر یقین ہے حالانکہ توشہ نہیں ہے۔ تو صبح کیطرح شام کو بھی ضائع کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے مقصد سے واقف ہی نہیں۔ اب تو یہ چاہتا ہے کہ تو کل کامیاب ہو جائے آخرت میں حالانکہ دنیا میں تیری جانب سے کوشش نہیں ہے۔ جب تو نے پہلے کھیتی بونے میں کوتاہی کی تو پھر بغیر بوئے کاٹنا کیسے ممکن ہے۔

علی بن الجهم

سر من عاش ماله فاذا	حاسبه الله سره الاعدام

آدمی کو زندگی میں مال ہی مسرت بخشتا ہے لیکن اللہ تعالٰی جب حساب لیں گے تو غربت ہی خوش کرے گی۔

شهاب الدين الاندلسي

يا من يجلد للزمان	اما زمانك منك اجلد
سلط نهاك على هواك	وغد يومك ليس من غد
ان الحيوة مزارع	فازرع بما قد شئت تحصد
والناس لا يبقى سوى	آثارهم والعين تفقد
او ما سمعت بمن مضى	هذا يذم وذاك يحمد

یصلح وان افسدتہ یفسد	المال ان اصلحتہ

توضیح اے وہ شخص جو قوت ظاہر کرتا ہے زمانہ کے مقابلہ میں آگاہ ہو جائے تیرا زمانہ تجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ اپنی عقل کو غالب رکھ اپنی خواہشات پر اور یہ سمجھ لے کہ تیرا آج کا دن کل سے متعلق نہیں ہے۔ زندگی کھیتی ہے تو تو وہی چیز بو جس کو تو کاٹنا چاہتا ہے۔ لوگ باقی نہیں رہیں گے کچھ ان کے آثار رہ جائیں گے اور ذات مفقود ہو جائے گی۔ کیا تو نے گذرے ہوئے کے متعلق یہ نہیں سنا کہ ایک کی مذمت دوسرے کی تعریف کی جاتی ہے۔ مال کو تم اگر ٹھیک کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہو جائے گا اور اگر خراب کروگے تو خراب ہو جائے گا۔

الشیخ بہاء الدین العاملی

هداك الله من هذا التوانی	الا یا خائضا بحر الامانی
فمهلا ایها المغرور مهلا	اضعت العمر عصیانا وجهلا
وفی ثوب العمی والغی رافل	مضی عهد الشباب وانت غافل
وفی وقت الغنائم انت نائم	الی کم کالبهائم انت هائم
ونفسك لم تزل ابدا جموحا	وطرفك لایری الا طموحا
فویلك یوم یوخذ بالنواصی	وقلبك لایفیق عن المعاصی

لغوی تحقیق خائض۔ خاض (ن)، خوضا، داخل ہونا۔ امانی۔ ج امنیۃ: تمنا، خواہش، آرزو۔ التوانی: کاہلی، سستی، فتور۔ الغی، گمراہی۔ رافل۔ رفل (ن)، رفلا، دامن گھسیٹتے ہوئے نازوانداز سے چلنا۔ ہائم، سرگرداں، پریشان، حیران۔ غنائم۔ ج غنیمۃ۔ طرف: آنکھ۔ طموحا۔ طمح (ف) طمحا بصرہ: نظر اٹھانا۔ جموحا (ف) الفرس: سرکشی کرنا، سوار کے بس میں نہ آنا۔ نواصی۔ جمع ناصیۃ، پیشانی۔

توضیح اے وہ شخص جو آرزوؤں کے درمیان میں گھسا ہوا ہے تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اس سستی سے بچائے۔ تو نے اپنی عمر کو جہالت اور معصیت میں ضائع کیا تو باز آ جا اے مغرور شخص باز آ جا۔ جوانی ختم ہو گئی تیری غفلت کی حالت میں اور گمراہی اور اندھاپن کے لباس میں تو اکڑتا پھر رہا ہے۔ تو چوپایوں کیطرح کب تک سرگرداں رہے گا اور غنیمت کے وقت میں کب تک سویا ہوا رہے گا۔ تیری نگاہ ہمیشہ کو اوپر اٹھی رہی اور تیرا نفس ہمیشہ سرکش رہا اور تیرا دل کبھی ہوش میں نہیں آتا گناہوں سے تو جس دن پیشانیاں پکڑی جائینگی اس دن تیرے لئے ہلاکت ہے۔

وقال آخر

ولا دار الفناء لنا بدار	وما اهل الحیوۃ لنا باهل
سیاخذها المعیر من المعار	وما اموالنا الا عوار

توضیح اور یہ دنیا والے ہمارے نہیں ہیں اور یہ دنیائے فانی ہمارا گھر نہیں ہے۔ ہمارے پاس موجودہ مال بطور عاریت ہے جسے عاریت پر دینے والا لے گا۔

لابی الطیب المتنبی

الظلم من شیم النفوس فان تجد	ذا عفۃ فلعلۃ لا یظلم
ومن البلیۃ عذل من لا یرعوی	عن جھلہ وخطاب من لا یفھم
والذل یظھر فی الذلیل مودۃ	واود منہ لمن یود الارقم
ومن العداوۃ ما ینالک نفعہ	ومن الصداقۃ ما یضر ویؤلم

لغوی تحقیق شیم۔ جمع شیمۃ: خصلت، عفت، پارسائی، پرہیزگاری، پاکدامنی۔ البلیۃ: مصیبت۔ عذل ؑ (ن ض) عذلا: ملامت کرنا۔ لا یرعوی۔ ارعواء: رجوع کرنا۔ الارقم: کوڑیالا سانپ۔

توضیح ظلم تو نفس کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر کسی پرہیزگار کو دیکھتے ہو تو وہ کسی خاص وجہ سے ظلم نہیں کرتا۔ اور اس شخص کو ملامت کرنا کہ جو اپنی جہالت سے باز نہ آئے یہ ایک مصیبت ہے اور اس شخص کو سمجھانا جو نہ سمجھے یہ بھی مصیبت ہے۔ عار اور ذلت ذلیل شخص میں دوستی ظاہر کراتی ہے اور اس سے زیادہ قابل محبت ہے کالا سانپ۔ اور بعض دشمنی ایسی ہے کہ جس کا نفع تجھے کچھ نہ کچھ پہونچتا ہے اور بعض دوستی ایسی ہے جو مضر اور اذیت دہ ہے۔

انی اصاحب حلمی وھو بی کرم	ولا اصاحب حلمی وھو بی جبن
ولا اقیم علی مال اذل بہ	ولا الذ بما عرضی بہ درن

میں اپنی بربادی کو اس وقت تک ساتھ رکھتا ہوں جبکہ وہ مجھے عزت بخشے اور میں بردباری کا ساتھ نہیں دیتا کہ جب وہ مجھے بزدل بنادے۔ میں ایسے مال پر قائم نہیں جس کی وجہ سے میں ذلیل ہوتا ہوں اور میں اس چیز سے لذت محسوس نہیں کرتا جس سے میری عزت ختم ہو۔

من اقتضی بسوی الھندی حاجتہ	اجاب کل سؤال عن ھل بلم

جو شخص اپنی ضرورت ہندی تلوار کے بغیر طلب کرے گا تو ہر سائل کو جواب نفی میں دے گا۔

وما کل ھاو للجمیل بفاعل	ولا کل فعال لہ بمتمم

جو شخص نیک کام کا ارادہ کرنے والا ہو اس کا کرنے والا ہر ایک نہیں ہوتا اور اس کام کو ہر شخص مکمل نہیں کرسکتا۔

ذُو العقلِ یشقٰی فی النعیم بعقلہٖ — وَاَخُو الجہالۃِ فی الشقاوۃ ینعَمُ
وَالھمُّ یخترم الجسیم نحافۃً — وَیشیب ناصیۃَ الصبی وَیھرمُ
فلا غبرت بی ساعۃ لا تعزّنی — ولا صحبتنی مہجۃ تقبل الظلما

عقلمند ناز و نعمت میں رہتا ہے اپنی عقل کی وجہ سے، اور جاہل بدبختی کے اندر آرام سے رہتا ہے۔ اور غم موٹے تازے آدمی کو کمزوری کی وجہ سے ہلاک کر دیتا ہے اور بچے کی پیشانی کو سفید بنا دیتا ہے اور بوڑھا بنا دیتا ہے۔ تو مجھ پر ایسا وقت نہ آئے کہ جو مجھے عزت نہ بخشے اور ایسی جان میرے ساتھ نہ رہے کہ جو ظلم قبول کرے۔

سِوَیٰ وَجعِ الحُسّادِ دَاوِ فانّہٗ — اِذا حلَّ فی قلبٍ فلیس یحُولُ
وَلا تطمعنّ فی حاسدٍ فی مَوَدّۃٍ — وَاِن کنتَ تبدیہا لہٗ وَتُنیلُ
یھُونُ علینا اَن تُصابَ جُسومُنا — وَتَسلَمُ اعراضٌ لنا وَعُقولُ

حاسدوں کے درد کے علاوہ کا علاج کر، چونکہ جب وہ دل میں اتر جاتا ہے تو پھر ختم نہیں ہوتا۔ اور حاسدوں کے سلسلہ میں حرص نہ کر محبت کی اگرچہ تو اس محبت کو اس کے سامنے ظاہر کرتا ہے اور اس کو عطیہ دے۔ ہمارے لئے یہ آسان ہے کہ ہمارے جسموں کو چوٹیں آئیں لیکن ہماری عزت اور عقل محفوظ رہنی چاہئے۔

وَمَنْ کانَ عزمی بینَ جنبیہِ حثّہٗ — وَخیّلَ طولَ الارض فی عینہٖ شبرا
اِذا اعتادَ الفتیٰ خوضَ المنایا — فاھونُ ما یَمُرُّ بہٖ الوحولُ
رَمانی الدھرُ بالاَرزاءِ حتّٰی — فؤادی فی غشاءٍ مِن نبالٍ
فصِرتُ اِذا اصابتنی سِھامٌ — تکسّرتِ النصالُ علی النصالِ

اور جو شخص کہ میرا عزم مصمم اس کے پہلوؤں میں ہوگا تو وہ اسے ابھارے گا اور بنا دیگا زمین کے طول کو اس کی آنکھ میں ایک بالشت۔ جب کوئی جوان لوگوں میں گھسنے کا عادی ہو تو اس کے لئے کیچڑ سے گذرنا بہت آسان ہے۔ زمانہ نے مجھ پر مصیبتوں کے تیر مارے یہاں تک کہ میرا دل تیروں کے پردے میں ہے۔ تو ایسا میں ہوگیا جب مجھے تیر لگتے تھے کہ تیروں کی بھالیں آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ جاتی تھیں۔

لیس الجمالُ لوجہٍ صحّ مَارنہٗ — انف العزیز بقطع العز یجتدعُ
من کان فوق محل الشمس موضعہٗ — فلیس یرفعہٗ شیٔ ولا یضعُ

ان السلاح جمیع الناس تحملہ — ولیس کل ذوات المخلب السبع

اذا رأیت نیوب اللیث بارزۃ — فلا تظنن ان اللیث یبتسم

ان کان سرکم ما قال حاسدنا — فما لجرح اذا ارضاکم الم

اذا ترحلت عن قوم وقد قدروا — ان لا تفارقھم فالراحلون ھم

شر البلاد بلاد لا صدیق بہ — وشر ما یکسب الانسان ما یصم

لغوی تحقیق مارن: ناک کا نرم حصہ۔ ج موارن۔ یجتدع: کان ناک کاٹ جانا۔ المخلب: پنجہ، چنگل۔ ج مخالب نیوب۔ ج ناب: کچلی کے دانت۔ بارزہ: ظاھر۔ جرح: زخم۔ الم: تکلیف۔ یصم: عیب لگانا۔

توضیح اس چہرے کی خوبصورتی کوئی خوبصورتی نہیں ہے جس کی ناک صحیح سالم ہو۔ باعزت شخص کی ناک کٹ جاتی ہے بے عزتی سے۔ جو شخص کہ اس کا ٹھکانا سورج کی جگہ سے اوپر ہو تو اسے کوئی چیز نہ بلند کرسکتی ہے اور نہ پست کرسکتی ہے۔ تمام لوگ ہتھیار اٹھاتے ہیں لیکن ہر پنجہ والا درندہ نہیں ہوتا۔ جب تو شیر کے دانتوں کو کھلے ہوئے دیکھے تو یہ گمان نہ کر کہ شیر مسکرا رہا ہے۔ اگر تم کو ہمارے حاسدوں کی باتوں سے خوشی ہوتی ہے تو اس زخم پر ہمیں کوئی درد معلوم نہیں ہوتا جس نے تمہیں خوش کیا ہے۔ جب تو کسی قوم کے پاس سے کوچ کرے درانحالیکہ ان کو تیری عدم جدائی کی قدرت تھی تو کوچ کرنیوالے وہی لوگ ہیں۔ وہ شہر بہت برا شہر ہے جہاں کوئی دوست نہ ہو۔ اور بدترین کمائی انسان کی وہ ہے جو اسے عیب لگائے۔

لا تشکون الی خلق فتشمتھم — شکوی الجریح الی العقبان والرخم

تو مخلوق سے گلہ کرکے ان کو خوش نہ کر جیسا کہ مجروح آدمی گلہ کرتا ہے کوؤں اور مردار خور پرندوں سے۔

دیوان الحماسۃ — قال حاتم

وعاذلۃ قامت علیّ تلومنی — کانی اذا اعطیت مالی اضیمھا

اعاذل ان الجود لیس بمھلکی — ولا مخلد النفس الشحیحۃ لومھا

وتذکر اخلاق الفتی وعظامہ — مغیبۃ فی اللحد بال رمیمھا

لغوی تحقیق عاذلۃ: ملامت کرنیوالی۔ اضیم (ض) ضیما: ستم ڈھانا۔ اعاذل۔ ہمزہ ندائیہ ہے اور عاذل مرخم ہے۔ شحیحۃ: کنجوس، بخیل۔ عظام۔ جمع عظم ہڈی۔ بال پرانا۔ رمیم: بوسیدہ۔

23/2

توضیح بہت سی ملامت کرنیوالی عورتیں اس طرح ملامت کرنے لگیں گویا کہ جب میں اپنا مال دیتا ہوں تو اس پر ظلم کرتا ہوں۔ اے ملامت کرنیوالو اگر بخشش مجھے ہلاک نہیں کریگی اور بخیل طبیعت کو اس کا بخل ہمیشہ نہیں رکھ سکتا اور سخی شخص کے اخلاق فاضل کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے درانحالیکہ اس کی ہڈیاں قبر میں پرانی اور ریزہ ریزہ ہوجاتی ہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الفزاريين

الا يكن عظمى طويلاً فانّنى	له بالخصال الصالحات وصول
ولا خير فى حسن الجسوم ونبلها	اذا لم يزن حسن الجسوم عقول
اذا كنت فى القوم الطوال علوتهم	بعارفة حتى يقال طويل
وكم قد رأينا من فروع كثيرة	تموت اذا لم يحيهن اصول
ولم ار كالمعروف اما مذاقه	فحلو واما وجهه فجميل

لغوی تحقیق وصول۔ واصل کا مبالغہ ہے۔ جسوم۔ جمع جسم۔ نبل۔ کمال۔ لم یزن۔ بروزن لم یعد۔ بمعنیٰ ہموار ہونا، برابر ہونا۔ اور بروزن لم یبع، خوبصورت ہونا۔

توضیح اگر میری ہڈی لمبی نہیں ہے لیکن اس تک اچھی عادت کے ذریعہ پہنچنا ممکن ہے اور جسموں کی خوبصورتی اور اس کی خوبی میں کوئی خیر نہیں ہے جب تک یہ خوبصورتی موافق نہ ہو عقلوں کے۔ جب میں قوم میں عمدہ ہوتا ہوں تو ان پر احسان کے ذریعہ غالب ہوجاتا ہوں یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ میں عمدہ ہوں۔ ہم نے بہت بار بہت سی شاخیں دیکھی ہیں کہ وہ مردہ ہوجاتی ہیں جب انھیں انکی جڑیں زندہ نہیں رکھتیں۔ میں نے نیکی کیطرح کوئی چیز نہیں دیکھی اس کا ذائقہ شیریں ہے اور اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔

وَقَالَ محمّد بن بشر

مَاذَا يُكلّفُ الروحاتِ والدُّلجا	اَلبَرُّ طوراً وطوراً تركَبُ اللُّججا
كَم مِن فَتىً قصُرَت فى الرِّزقِ خُطوتُهُ	اَلفيتَهُ بِسِهَامِ الرِّزقِ قد فَلجا
اِنَّ الامورَ اذا انسدَّت مسالكُها	فَالصَّبرُ يفتقُ منها كُلَّ مَا ارتتجا
لاتيأسنَّ وان طالت مُطالبَةٌ	اِذا استعنتَ بِصَبرٍ اَن ترىٰ فَرَجا
اَخلِق بذِى الصبرِ اَن يحظىٰ بحاجتهِ	وَمُدمِنِ القَرعِ للابوابِ اَن يلجا

قَدِّرْ لِرِجْلِكَ قَبْلَ الْخَطْوِ مَوْضِعَهَا ۔ فَمَنْ عَلَا زَلَقًا عَنْ غِرَّةٍ زَلَجَا
وَلَا يَغُرَّنَّكَ صَفْوٌ أَنْتَ شَارِبُهُ ۔ فَرُبَّمَا كَانَ بِالتَّكْدِيرِ مُمْتَزِجَا

لغوی تحقیق الروحات۔ جمع روحۃ: شام کے وقت آنا یا جانا۔ دُلَج۔ جمع دلجۃ: رات کے آخری حصہ کا وقت۔ البر: خشکی طور: باری۔ ج اطوار۔ لُجَج۔ جمع لجۃ: پانی کا بڑا حصہ۔ خطوۃ: چلنے کے وقت دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ۔ عوام اسے فشخہ کہتے ہیں، مسافت۔ ج خُطیٰ۔ سہام۔ ج سہم: حصہ۔ فلج (ن، ض) فلجا القوم: کامیاب ہونا۔ انسدت۔ انسدادًا: بند ہونا۔ مسالک۔ جمع مسلک: راستہ۔ یفتق۔ فتقًا: پھاڑنا، کھولنا۔ ارتج۔ رتج (ن) رتجا۔ الباب: دراوزہ بند کرنا۔ لاتیأسن۔ الیأس: ناامید ہونا۔ فرج: کشادگی۔ اخلق۔ صیغہ تعجب ہے۔ یخلی۔ خطیًا: کامیاب ہونا۔ مدمن۔ اسم فاعل ہے۔ ادمن: ہمیشہ کرنا۔ قرع: دروازہ کھٹکھٹانا۔ الخطو: قدم رکھنا۔ علا (ن) علوًا: بلند ہونا۔ زلق: پھسلن کی جگہ۔ غرۃ: غفلت۔ زلج (س) زلوجا: پھسلنا۔ صفو: صاف پانی۔ تکدیر: میلا پانی۔ ممتزج: مخلوط۔

توضیح کون سی چیز مکلف بناتی ہے شام کے وقت اور رات کے وقت کبھی خشکی میں سفر کا اور کبھی گہرے دریا کا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ روزی کے سلسلہ میں ان کا قدم کوتاہ ہے تو دیکھے گا کہ وہ روزی کے حصہ میں ناکام ہیں۔ جب معاملات کے راستے بند ہو جاتے ہیں تو صبر بند دروازہ کو کھول دیتا ہے۔ تو مایوس نہ ہو اگرچہ ضرورت بہت زیادہ ہو۔ جب تو صبر سے مدد چاہے گا تو تو کشادگی دیکھ لے گا۔ بہت زیادہ مناسب ہے صابر شخص کے کہ وہ اپنی ضرورت میں کامیاب ہو جائے اور ہمیشہ دروازوں کو کھٹکھٹانے والا داخل ہونے کے بہت مناسب ہے۔ تو قدم رکھنے سے پہلے اس کی جگہ متعین کرلے چونکہ جو شخص غفلت سے پھسلنے کی جگہ چڑھے گا تو وہ پھسل جائے گا۔ اور جس صاف پانی کو تو پی رہا ہے وہ تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے چونکہ بسا اوقات مکدر کرنیوالی چیز سے ملا ہوا ہوتا ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

وَأُعْرِضُ عَنْ مَطَاعِمَ قَدْ أَرَاهَا ۔ فَأَتْرُكُهَا وَفِي بَطْنِي انْطِوَاءُ
فَلَا وَأَبِيكَ مَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ ۔ وَلَا الدُّنْيَا إِذَا ذَهَبَ الْحَيَاءُ
يَعِيشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْيَى بِخَيْرٍ ۔ وَيَبْقَى الْعُودُ مَا بَقِيَ اللِّحَاءُ

لغوی تحقیق مطاعم۔ جمع مطعم: خوراک۔ اترک۔ (ن) ترکا: چھوڑ دینا۔ بطن: پیٹ۔ ج بطون۔ انطواء: لپٹنا۔ العود: لکڑی۔ لحاء: چھال۔

توضیح اور میں ان کے کھانوں سے اعراض کرتا ہوں کہ جن کو میں کھانے میں عار دیکھتا ہوں انھیں میں چھوڑ دیتا ہوں درانحالیکہ میرے پیٹ میں آنتیں پیچ و تاب کھاتی ہیں۔ تیرے باپ کی قسم زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے جب دنیا میں حیا ختم ہو جائے۔ آدمی جبتک حیاء رکھتا ہے خیر کی زندگی گذارتا ہے اور تر لکڑی باقی رہتی ہے جب تک کہ اس کا چھلکا باقی رہے۔

وقال المؤمل بن امیل المحاربی

وَكم من لئيمٍ وَدَّ انی شتمته
وللكف عن شتم اللئيم تكرّمًا

وان كان شتمی فيه صاب وعلقم
اضرُّ لهٗ من شتمه حين يشتم

اور بہت سے کمینے مجھ سے دوستی رکھتے ہیں کہ میں ان کو گالی دوں، اگرچہ میرا گالی دینا ان کے حق میں صاب اور علقم کی طرح تلخ ہو۔ اور براو کرم کمینہ کو گالی دینے سے رکنا یہ اس کے لئے زیادہ مضر ہے گالی دینے کے مقابلہ میں جب اسے گالی دی جائے۔

نادرۃ

صديق الصديق فی الدنيا قليل
لحاجته يودّك كل شخص
صديقك من اذا ما انت منه

فمن لك ان ظفرت بذاك مرلك
وذاك اذا اقتضاها منك ملك
طلبت الروح بالتمليك ملك

سچے دوست دنیا میں بہت کم ہیں، تیرے لئے کون ذمہ دار ہوگا اگر تو اس کے ذریعہ کامیابی چاہتا ہے۔ اپنی ضرورت کی بنا پر ہر شخص تجھ سے دوستی کرتا ہے اور جب وہ تجھ سے اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے تو وہ تجھ سے کٹنے لگتا ہے۔ تیرا سچا دوست وہی ہے کہ جب تو اسے جان مانگے تو وہ تجھے اپنی جان کا بھی مالک بنا دے۔

التودیع — رخصتی — ابو اسحٰق ابراھیم

عليكم سلام الله انی راحلٌ
فان نحن عشنا فهو يجمع بيننا

وَعيناى من خوف التفرق تدمعُ
وَان نحن متنا فالقيامة تجمعُ

تم پر اللہ کی سلامتی ہو، میں چل رہا ہوں۔ میری آنکھیں جدائی کے خوف سے آنسو بہا رہی ہیں۔ اگر ہم زندہ رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی ملاقات کرا ہی دے گا، اور اگر ہم مر گئے تو پھر قیامت میں ملاقات ہوگی۔

القاضی محی الدین عبد الظاهر رحمه الله تعالیٰ

يا سيدی ان جرىٰ من مدمعی دومی
لا تخشرون قود يقتصُّ منك به

للعين وَالقلب مسفوحٌ ومسفوك
فالعين جارية والقلب مملوك

توضیح اے میرے آقا اگر میری آنکھ سے پہلے آنسو اور میرے دل سے بہنے والا خون جاری ہے تو قصاص سے نہ ڈر کہ تجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا، چونکہ آنکھ تو باندی ہے اور دل غلام ہے۔

جمال الدین نباتہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

بروحی جیرۃ ابقوا دموعی	وقد رحلوا بقلبی واصطباری
کانا للمجاورۃ اقتسمنا	فقلبی جارھم والدمع جاری

میری جان ان پڑوسیوں پر قربان ہو کہ جنھوں نے میرے آنسو چھوڑ دیئے میرا دل اور میرا صبر لے کر چلے گئے۔ گویا کہ ہم نے پڑوسی کے لئے اپنا اپنا حصہ تقسیم کرلیا، میرا دل ان کا پڑوسی اور آنسو میرا پڑوسی۔

وقال بعضھم

رحلوا فافنیت الدموع تحرقا	من بعدھم وعجبت اذ انا باق
وھمت ان العود یقطر ماءہ	عند الوقود لفرقۃ الاوراق

وہ کوچ کر گئے تو میں نے آنسو ختم کر دیئے ان کی جدائی پر جلنے کی وجہ سے اور مجھے تعجب ہے کہ میں باقی ہوں۔ میں جان گیا کہ لکڑی سے جو پانی ٹپکتا ہے جلتے وقت وہ پتوں کی جدائیگی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

الموت | ابن ابی زمنین

الموت فی کل حین ینشر الکفنا	ونحن فی غفلۃ عما یراد بنا
لا تطمئن الی الدنیا و بھجتھا	وان توشحت من اثوابنا الحسنا
این الاحبۃ والجیران؟ ما فعلوا؟	این الذین ھم کانوا لنا سکنا
سقاھم الموت کاسا غیر صافیۃ	فصیرتھم لاطباق الثری رھنا

موت ہر گھڑی کفن کھولتی ہے اور ہم اس معاملہ سے غفلت میں ہیں جس کا ہمارے ساتھ ارادہ کیا جا رہا ہے۔ تو دنیا اور اس کی رونق سے مطمئن نہ ہو اگرچہ اس کے خوبصورت کپڑوں سے مزین ہو جائے۔ کہاں ہیں احباب اور پڑوسی انھوں نے کیا کیا اور وہ لوگ کہاں گئے جو ہمارے لئے سکون کا ذریعہ تھے۔ انھیں موت نے ایک گندہ پیالہ پلایا، پھر انھیں مٹی کے منطبق ہونے کے لئے مرہون بنا دیا۔

أبو العتاهية

تعلقت بآمال طوال أي آمال — فأقبلت على الدهر ملحا أي إقبال
أيا هذا تجهز لفراق الأهل والمال — فلا بد من الموت على حال من الحال

میں بہت سی طویل آرزوں کے ساتھ لپٹا رہا، پھر میں نے زمانے کی جانب مکمل توجہ کی اصرار کرتے ہوئے۔ اے وہ شخص تو اہل وعیال اور مال کی جدائیگی کی تیاری کر چونکہ ہر حال میں موت کو آنا ہے۔

ولبعضهم

إذا قل مال المرء قل بهاؤه — وضاقت عليه أرضه وسماؤه
وأصبح لا يدري وإن كان حازما — أقدامه خير له أم وراءه
وإن غاب لم يشتق إليه خليله — وإن عاش لم يسرر صديقا لقاؤه
والموت خير لامرئ ذي خصاصة — من العيش في ذل كثير عناؤه

جب آدمی کا مال کم ہو جاتا ہے تو اس کی عزت بھی کم ہو جاتی ہے، اور اس پر اس کی زمین اور اس کا آسمان تنگ ہو جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ جانتا ہی نہیں باوجود عقلمند ہونیکے تو اس کے لئے آئندہ آنیوالا زمانہ بہتر ہے یا پچھلا زمانہ۔ اگر وہ غائب ہو جاتا ہے تو اس کا دوست اس کا مشتاق نہیں ہوتا، اور اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اس سے ملاقات کرنا دوست کو خوش نہیں کرتا۔ اور موت ہی بہتر ہے ایسے ننگے بھوکے شخص کے لئے اس زندگی سے جو ذلت کی ہو اور بہت زیادہ مشقت کی ہو۔

الرثاء — مرثیہ

وللمؤلف (غفر الله له) في رثاء المولى الهمام الحبر العلام مولانا الحاج الحافظ محمد أحمد ناظم دار العلوم الديوبندية ومديرها وقد مات (قدس الله سره) غريبا وكان ارتحل لبعض حوائج دار العلوم المذكورة فمرض في (حيدر آباد) فتعجل في العود إلى وطنه ولبى داعي الموت ولم يفز بالوصول إلى الوطن۔

نعى الناعون شيخا ذا احتفاظ — جليلا ماجدا بالفضل أحرى
نبيلا فاضلا شهما ذكيا — مطيعا ربه نهيا وأمرا

سُلالۃُ قاسم الخیرات ندبًا وَفِیًّا جائزًا اَجرًا وذُخرًا
صَبورًا فی المَصائب وَالرزایا وَفی السَّرّآءِ کان یَزیدُ شکرًا
لعطشی العلم کالعسل المُصفّٰی وللعُلمآءِ کان لجلّ بحرًا
وَاعتق علمہٗ اُسرَاءَ جهلٍ سبیٰ احسانُہٗ عبدًا وحُرًّا
شهیدًا مات مغتربًا غریبًا فکُلّهمُ بحورِ الدّمع اجریٰ
فکم مِنْ اَعیُنٍ قد بیضتها دُموعٌ قد جَرت بیضًا وحمرًا
فقدنا قاسم الخیراتِ علمًا وَزُهدًا ثم تقویً ثم فقرًا
وَکُنّا آملین بان نَراہُ یُخجّلُ وجهُہٗ شمسًا وبدرًا
وَیُسمعنا درود نظامِ ملک سمیّ خلیفتین اضاءَ دهرًا
ملیکٍ عادلٍ یقظٍ اَبیٍّ خبعثنۃٍ شجیع فاقَ عصرًا
لہٗ جودٌ حکاہ الغیث طورًا اذا استمطرتہٗ والبحرُ اُخریٰ
یُحبُّ الناس ماشاؤا ولٰکن لہٗ تلکَ ببُیضِ المَجد مُغریٰ
وَلٰکنّا سَمِعنا انّ قدرًا من اللّٰه العظیم لسدّ مجریٰ
وَلبّٰی داعیَ اللّٰه الذی لا مَرَدَّ لہٗ وَان خدعًا ومکرًا
لہٗ خُلدٌ وللخُدّ ام حزنٌ رَأینا مَوتَہٗ خیرًا وشرًّا
فیا مَن همُّہٗ دارالعلوم الّتی اَجرَبتها بحرًا وَنهرًا
سعیتَ لما بناہُ ابوک سعیًا فحزت الاجر ثم حویتَ برًّا
وَلم ندفنک کلّا بل دفنّا علومَ هُدیً فدفنک ما امرّا
حییتَ مجدًا وبقیت فردًا وَقد ترّبتَ شرکًا ثم کفرًا
بعُدتَ عن الذی مافیہ نصٌّ وعمّا جاءَ ما فارقتَ شبرًا
وَقد اجریتَ بحرَ الدمع منّا وَقد اَودعتَ فی الاکبادِ جمرًا
بقیناها ئمین بلا انیس کانا المَجد خلًّا وَخمرًا
تعزّینا اِذا خطبٌ دَهانا بفقدک قد فقدنا الاٰن صبرًا
تَداوَینا اِذا جئناکَ مرضٰی حیاریٰ فی المَسائِلِ مثل سکریٰ
فیُعطِی رَبُّنا جنّاتِ عدنٍ لاحمد فائقَ الاقران طُرًّا
وَقدّس سِرَّہٗ مِن فضلِ ربٍّ رؤفٍ وَاسعٍ للعَبدِ سِترًا
الٰهی فاسق من انهارِ خلدٍ دفینَ اللحد احمد حاز قدرًا

وَعفوا عَنْ ذنوبٍ قد جَناهَا	وَصفحًا عنهُ جاهرًا واسرًا
وَابق حَبيبَ رَحمٰنٍ قرُونًا	وَقرنًا بعدهَا وهَلمّ جرًّا

لغوی تحقیق

الرثاء: میت پر رونا اور خوبیاں شمار کرنا۔ نعی. ینعی نعیًا موت کی خبر دینا۔ احرٰی: لائق۔ نبیل: نجیب شریف۔ شہم: تیز خاطر۔ سلالۃ: خلاصہ۔ نسل، ولد۔ ندب: فضائل کیطرف آگے بڑھنے والا۔ دانا۔ وفی: کثیر الوفاء۔ حائز: جامع۔ رزایا۔ جمع رزیۃ: مصیبت۔ عطشی۔ جمع عطشان: پیاسا۔ اسرٰی۔ جمع اسیر: قیدی۔ خبعثۃ: شیر مغری۔ اسم مفعول اغرٰی۔ الرجل بکذا: ابھارنا۔ خدع: دھوکہ دینا۔ حزت۔ حوزًا (ن) اکٹھا کرنا۔ ترب: مٹی ڈالنا۔ شبرًا: بالشت۔ اکباد۔ جمع کبد: جگر۔ جمرًا: چنگاری۔ ہائم: حیران۔ انیس: غمخوار۔ خل: سرکہ۔ تعزینا۔ تعزیۃ: تسلی دینا۔ خطب: امر عظیم۔ دہا۔ (ف) دہیًا: آفت ومصیبت پہونچنا۔ حیارٰی۔ جمع حیران۔ سکرٰی۔ جمع سکران۔ بے ہوش۔ جنی (ض) جنایۃ گناہ کرنا۔

توضیح

مؤلف کے یہ اشعار ہیں (اللہ تعالےٰ انکی مغفرت فرمائے) عالیجناب ماہر فن حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ محمد احمد ناظم ومہتمم دار العلوم دیوبند کے مرثیہ میں۔ حضرت کا انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ انکی قبر کو پاکیزہ بنائے پردیس میں۔ دار العلوم کی کسی ضرورت کی بناء پر سفر میں تشریف لے گئے تھے، حیدرآباد میں بیمار ہوئے، انھوں نے اپنے گھر جلدی لوٹنا چاہا لیکن راستے میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور گھر نہ پہونچ سکے۔

خبر دینے والوں نے ایک ایسے شیخ کے وفات کی خبر دی کہ جو خوددار، جلیل القدر شریف فضل کے زیادہ لائق ماہر فاضل ذکی اور تیز خاطر اور اپنے رب کے امر ونہی کے فرمانبردار تھے، حضرت قاسم الخیرات کے صاحبزادے تھے، دانا باوفا نیکی وثواب اور ذخیرۂ آخرت جمع کرنیوالے تھے، بلاد مصیبت میں بہت زیادہ صبر کرنے والے اور مسرت میں بہت زیادہ شکر کرنے والے تھے۔ علم کے پیاسوں کے لئے عسل مصفی کیطرح تھے، اور علماء کے لئے بہت بڑے سمندر تھے جن کے علم نے جہالت کے قیدیوں کو آزاد کیا اور جن کے احسان عمیم نے غلام اور آزاد سب کو قیدی بنایا۔ وہ شہید ہیں سفر کی حالت میں انتقال ہوا، سبھوں نے آنسوؤں کے دریا بہا لئے۔ بہت سی آنکھیں ہیں کہ جنکو آنسوؤں نے سفید بنا دیا کہ جو سفید اور خون آلود تھے۔ ہم نے قاسم الخیرات کے مشابہ ہستی کو گم کر دیا ہے۔ حالانکہ ہمیں امید تھی کہ ہم انکو اس طرح دیکھیں گے کہ اپنے چہرۂ انور سے چاند اور سورج کو شرمندہ کریں گے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہم نام شاہ نظام الملک کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائیں گے جس نے زمانہ کو روشن کر دیا ہے۔ وہ ایسے بادشاہ ہیں کہ جو منصف، بیدار مغز، خوددار مرد، شیر بہادر اور زمانے پر فائق ہیں۔ انکی ایسی سخاوت ہے کہ جب تو اس سے بارش طلب کرے تو بارش آسمان سے ہوتی تھی اور کبھی سمندر سے۔ لوگ جو چاہیں پسند کرلیں لیکن ان کے لئے ایسا دل ہے کہ جو بزرگی کے خوبصورت چہروں پر فریفتہ ہے۔ پریشانی اور آسانی ہر حال میں لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کا حکم تری اور خشکی ہر جگہ چلتا ہے۔ انکی ذات سے علوم دینیہ کو ترقی ملی ہے اسی لئے نظام الملک کہا جاتا ہے مگر ہمیں یہ سننے میں آیا ہے کہ اللہ کے فیصلہ نے انکی راہ بند کر دی ہے۔ اور انھوں نے اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہا جسے کوئی رد نہیں کر سکتا گرچہ وہ مکر وفریب سے کام لے۔ ان کے واسطے خلد بریں ہے اور خادموں کے واسطے رنج و

غم ہے۔ پس انکا انتقال کرنا خوشی کا ذریعہ بھی ہے اور غم کا بھی ذریعہ ہے۔ تو اے وہ ذات کہ جس کا ایک مقصد صرف دار العلوم ہے جس کو آپ نے نہر اور دریا کیطرح بہایا ہے، جس کی آپکے والد محترم نے بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے واسطے آپ نے بیحد کوشش کی اور اس کے صلہ میں آپ کے لئے اجر و ثواب اکٹھا ہوگا۔ ہم نے آپ کو دفن نہیں کیا بلکہ علوم ہدایت کی مجسم شخصیت کو دفن کیا تو آپ کا دفن کرنا بڑا ہی ناگواری کا ذریعہ ہے۔ آپنے مجدد کیطرح زندگی گذار دی اور یکتا کیطرح زندہ رہے اور شرک و کفر کو مٹی میں ملا دیا۔ جس مسئلہ میں شارع سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی اس سے آپ الگ رہے، اور جس میں نص موجود ہے اس سے آپ ایک بالشت بھی دور نہیں ہوئے۔ آپ نے ہمارے آنسوؤں کے سمندر بہلائے اور دلوں میں آگ کی چنگاری لگائی۔ ہم بلا غمخوار کے حیران و پریشان رہ گئے گویا ہم کو سرکہ اور مشروب کچھ بھی نہیں ملتا۔ جب ہمیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی تھی تو آپ اطمینان دلاتے تھے۔ آپ کے فوت ہونے سے ہمارا صبر بھی ختم ہوگیا۔ جب ہم کسی مسئلہ میں الجھ کر آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے تو آپ ہمارا علاج فرما دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شیخ احمد کو جنات عدن عطا کرے۔ وہ اپنے معاصرین پر فائق تھے۔ مہربان اور ستار رب کے فضل و کرم سے آپ کا وطن صاف ہو۔ یا الٰہی شیخ احمد کی قبر مبارک کو جو با عزت اور باوقار ہے سیراب فرما بہشت کی نہر سے۔ اور ان کے علانیہ و خفیہ گناہوں کو معاف کردے اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو ہمیشہ قائم رکھے۔

وللشریف الرضی یرثی ابا اسحاق الصابی

اور شریف رضی کے یہ اشعار ہیں جو انھوں نے ابو اسحٰق صابی کے مرثیہ میں کہا تھا

اعلمتَ مَنْ حَمَلوا علی الاعواد ... ارأیت کیف خبا ضیاء النادی

جَبَلٌ ھویٰ لو خرّ فی البحر اغتدی ... من وقعہ متتابع الازباد

ماکنت اعلم قبل حطّك فی الثریٰ ... ان الثریٰ یعلو علی الاطواد

قدکنتُ اھویٰ ان اشاطرك الردیٰ ... لکن اراد اللہ غیر مرادی

انّ الدموع علیك غیر بخیلة ... والقلب بالسلوان غیر جوادی

سوّدت ما بین الفضاء وناظری ... وغسلت من عینیّ کل سواد

ریّ الخدود من المدامع شاھد ... ان القلوب من الغلیل صوادی

لك فی الحشا قبر وان لم تاوہ ... ومن الدموع روائح وغوادی

ضاقت علی الارض بعدك کلھا ... وترکت اضیقھا علی بلادی

لغوی تحقیق

اعواد۔ جمع عود، لکڑی۔ خبا (ن) خبوا: بدل جانا۔ نادی: مجلس۔ ھویٰ (ض) ھویا: اوپر سے نیچے گرنا۔ خر۔ خرورا: گرجانا۔ ازباد۔ جمع زبد: جھاگ۔ حط: اوپر سے نیچے گرنا۔ اطواد۔ جمع طود: پہاڑ۔

اہوی (س)، ہوی: محبت کرنا۔ اشاطر۔ مشاطرۃ، نصف نصف تقسیم کرنا۔ الردی، ہلاکت۔ سلوان: ایک قسم کا مہرہ جس کو تعویذ کے طور پر یا نظر بد سے حفاظت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ری: سیرابی۔ خدود۔ جمع خد، رخسار۔ مدامع۔ جمع مدمع، آنسو بہنے کی جگہ۔ غلیل، پیاسا۔ صواد۔ جمع صاد۔ صدی (س) صدیًا: سخت پیاسا ہونا۔ حشا: پیٹ کے اندر کی چیز، کلیجہ، تلی، اوجھڑی وغیرہ۔ ج احشاء۔ روائح۔ جمع رائحۃ، شام کے وقت کی بارش یا بادل۔ غواد۔ جمع غادیۃ۔ صبح کے وقت کی بارش یا بادل۔

توضیح کیا تجھے معلوم ہے کہ کس کو لوگوں نے لکڑیوں (مسہری) پر اٹھایا۔ کیا تم نے دیکھا کہ مجلس کی روشنی ہلکی پڑگئی۔ ایک پہاڑ گرا اگر وہ سمندر میں گرتا تو اس کے گرنے کی وجہ سے مسلسل دریا جھاگ پھینکتا۔ تمہارے مٹی میں جانے سے قبل مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ مٹی پہاڑوں پر غالب آتی ہے۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ تم سے ہلاکت تقسیم کرلوں لیکن اللہ نے میرے مقصد کے علاوہ ہی چاہا۔ آنسو تم پر بخیل نہیں ہیں اور دل تسلی دینے میں سخی نہیں ہے تو نے فضا اور میری نظر کے درمیان کے حصہ کو تاریک بنادیا اور تو نے میری آنکھوں کی سیاہی کو دھو ڈالا۔ رخساروں کا آنسوؤں سے سیراب ہونا شاہد ہے کہ دل بے حد پیاسے ہیں تیرے لئے۔ اور دلوں میں تمہاری قبر ہے اگرچہ تم وہاں نہیں ٹھہرے اور آنسو خوب بہہ رہے ہیں۔ تمہارے بعد مجھ پر زمین تنگ ہوگئی اور تم نے مجھ پر میرے ملک کو بہت ہی تنگ بنا کر چھوڑا۔

المُناجاة

للمولى الاديب حبيبُ الرّحمٰن العُثمانى الدّيوبندى (ملأ الله مضجعهٗ نورًا ورحمةً) حين اشتدّ به داؤه العقام

یہ مناجات حضرت مولانا ادیبِ وقت حبیبُ الرحمٰن صاحب عثمانیؒ دیوبندی کی ہے (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور اور اپنی رحمت سے بھر دے) جبکہ ان کا لا علاج مرض بہت بڑھ چکا تھا۔

اتاكَ الٰهى خَائفٌ متضرعٌ ۔۔۔ بشيئٍ كثيرِ القلب ولهانَ مُوجعًا

ومعترفٌ انى خلطتُ بصالحٍ ۔۔۔ ذنوبًا هوت منها الجبال تصدّعًا

اتيتكَ لا ارجُو سواكَ ولا ارىٰ ۔۔۔ لنفسى منحازًا ولا متفزّعًا

اتيتكَ والرغبات شوقًا تقودنى ۔۔۔ ورهبة اعمالى تزيد تسكّعًا

ولطفك فى صلب الحدود احاطنى ۔۔۔ ولطفكَ ربّانى جنينا ومرضعًا

ولى بعد هٰذا وُصلة ووسيلة ۔۔۔ باكرم خلق الله اتقىٰ واورعا

نبىّ الهدىٰ عمّ الورىٰ بذل جوده ۔۔۔ شفيعًا لاهل الارض طرًّا مشفّعًا

وَكانت عجوزٌ اذ تجيءُ لحاجةٍ ... يقوم لها حينًا لتقضي فترجعا

وَاحيٰى من العذراء في كن بيتها ... واوفي ذمامًا ثم اقوى وَاشجعا

وَكان صبورًا اللاذى متحملا ... وَعبدًا شكورًا داعبًا متضرعًا

وَسيمًا جميلًا باسطًا متهللًا ... مهيبًا جليلًا ثم اخشى وَاخشعا

اذا اشتد هولٌ والنبيون كلهم ... بنفسي نفسي يلفظون مُرَجّعًا

يقوم فتاتي اُمّة بعد امة ... اليه وَترجوان يغيث ويشفعا

فما زال يدعو رَبّهٗ وهو ساجدٌ ... بادعيةٍ حتى يقال فيرفعا

الٰهي سقامُ الجسم اوهن بنيتي ... وصيرني ملقىً ضعيفًا مضعضعا

وَصرت كفرخ لا يطيقُ نهوضَهٗ ... وَلا يتقوّٰى اَنْ يطيرَ ويسرعا

تعاوِدُني الاسقام بدءً وعودة ... وَتعركني الاوجاع عُركًا مفجعًا

وَاني سقيمٌ فاعف عني وعافني ... وَهب لي شفاءً ليس يبقي توجعا

وَهَبْ لي قلبًا قانتًا متذللا ... حزينًا كئيبًا خاشعًا متخشعًا

الٰهي وَادخل في حشايَ وَاضلعي ... بشاشة ايمانٍ فتخشىٰ تورّعا

وَلستُ باعمالي اُرجّي كرامتي ... وَلا لِيَ ان ارجو وان اتوقعا

وَلكنك التواب والعبد مذنب ... وَانت كريم للخلاص موقعا

الٰهي رجائي فوق ذنبي وانني ... لاعلم ان العفو ينجي المروّعا

وَعفوك شمس لا يقوم لها الدجىٰ ... وَذنبي ظلامٌ ينجلي متقشعا

وَتلك مُنىٰ قلبي ولي بغيتي التي ... اذا نلتُها حازت لي الفوز اجمعا

الٰهي بجاه المصطفٰى فاقض حاجتي ... بفضلك يا رحمٰن يا سامع الدعا

لغوی تحقیق داء: بیماری۔ عقام: لاعلاج بیماری۔ بئیس: بتلا سختی۔ ولہان: پریشان۔ موجع: دردمند۔ تضرع: پھٹنا۔ منحر: جائے انصراف۔ رہبۃ: ڈر۔ تسلع: پریشان ہونا۔ جنین: بچہ جو ابھی رحم مادر میں ہو ج اجنۃ۔ عذراء: کنواری۔ کن: پردہ۔ بنیۃ: ڈھانچہ۔ فرخ: چڑیا کا بچہ۔ نہوض: اٹھنا۔ تحرک۔ (ن) عرکًا الادیم: چمڑے کو ملنا۔ مروّع۔ اسم مفعول ہے۔ ترویع: ڈرانا۔ بغیۃ: مطلوب۔

توضیح یاالٰہی آیا ہے آپ کے پاس ایک خوفزدہ گریہ وزاری کرنیوالا، پریشانیوں میں بتلا شکستہ دل اور حیران وپریشان اور دردمند بندہ۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے نیکیوں کے ساتھ ایسے گناہوں کو ملایا ہے کہ جن کی بناء پر پہاڑ بھی پھٹ کر گرنے والے ہوں۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا

ہوں اور اپنے لئے کوئی جائے پناہ مجھے نظر نہیں آتی اور نہ کوئی بھاگنے کی جگہ۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے کھینچ کر لایا ہے آپ کی عطا کے شوق نے اور میری بد اعمالی حیرانی میں اضافہ کر رہی ہے۔ اور آپکی عنایت آباء واجداد کی پشت میں مجھے محیط تھی اور آپکی مہربانی نے رحم مادر میں اور دودھ پینے کی حالت میں میری پرورش کی۔ اور میرے لئے اس کے بعد تعلق اور وسیلہ ہے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سخی پرہیز گار اور متقی شخص یعنی نبی ہدایت سے کہ جن کی سخاوت تمام لوگوں کو محیط ہے اور جو تمام روئے زمین والوں کیلئے شفاعت کرنیوالے اور مقبول الشفاعت ہیں۔ اور جب کوئی بڑھیا آتی تھی کسی ضرورت کے لئے تو آپ اس کی ضرورت پوری ہونے اور لوٹنے تک کھڑے رہتے تھے۔ اور ایسی ہستی ہے کہ جوان کنواری عورتوں سے بھی زیادہ باحیا جو گھر کے پردہ میں رہنے والی ہیں جو ایفاء عہد میں کامل ترین پھر سب سے زیادہ قوی اور بہادر تھے۔ اور مصیبتوں کے برداشت کرنے میں سب سے بڑے صابر اور شکر گذار بندہ اور جان قربان کرنے والے اور گریہ وزاری کرنے والے حسین وخوبصورت کشادہ ہاتھ والے چمکتے چہرہ والے بارعب اور جلیل القدر اور اللہ سے بہت ہی ڈرنیوالے تھے۔ جب خوف بڑھ جائیگا اور تمام انبیاء نفسی نفسی بار بار زبان سے کہتے ہوں گے تو آپ کھڑے ہوں گے پھر ایک امت کے بعد دوسری امت آپ کے پاس شفاعت اور مدد کی امید لیکر آئے گی۔ تو آپ اپنے رب کے سجدہ کی حالت میں دعا کرتے رہیں گے (ایسی دعائیں جو ثناء پر مشتمل ہوں گی) یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ سر اٹھائیے! تو آپ سر اٹھائیں گے، فرمائیں گے یا الٰہی جسمانی امراض نے میرے ڈھانچہ کو کمزور بنادیا ہے اور مجھے بہت ہی زیادہ دبلا اور کمزور بناڈالا ہے۔ اور میں پرندہ کے بچہ کی طرح ہوگیا ہوں کہ جو اٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا اور اڑنے اور تیزی سے بھاگنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ میرے پاس بار بار آتے ہیں امراض لوٹ کر اور درد وتکلیف نے مجھے مسل کے رکھدیا ہے۔ اور میں بیمار ہوں لہٰذا میری غلطیاں معاف کردے اور عافیت دے اور شفاء عطا فرما کہ جو درد باقی نہ چھوڑے۔ اور مجھے جھکنے والا اور عاجزی اور انکساری والا غمگین کبیدہ خاطر خشوع کرنیوالا اور خوف والا دل عطا فرما۔ یا الٰہی تو میرے دل اور پسلیوں میں ایمان کی بشاشت عطا فرما تاکہ میرا دل بھر جائے پرہیز گاری سے۔ اور میں اپنے اعمال کے ذریعہ اپنا اعزاز نہیں چاہتا اور نہ میرے لئے یہ گنجائش ہی ہے کہ میں امید کروں اور توقع قائم کروں۔ لیکن آپ توبہ قبول کرنیوالے ہیں اور یہ بندہ گنہگار ہے اور آپ سخی ہیں نجات کی توقع دلانے والے ہیں۔ اے میرے معبود میری امید میرے گناہوں سے اوپر ہے اور میں جانتا ہوں کہ معاف کردینا یہ بجھادے گا خوف ودہشت والے کو۔ اور آپ کا عفو ایک سورج ہے کہ جس کے مقابلہ میں تاریکی ٹھہر نہیں سکتی اور میرا گناہ ایسی تاریکی ہے کہ جو چھٹ جائے گی اس آفتاب کی وجہ سے۔ اور یہی میرے دل کی خواہش ہے اور یہی میرا مطلوب ہے اگر میں نے انھیں حاصل کرلیا تو تمام کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ اے رب خداوند قدوس! حضورؐ کے طفیل سے میری ضرورت پوری فرما اپنے فضل وکرم سے، اے بہت زیادہ رحم کرنے والے اور اے دعاؤں کے سننے والے۔ (آمین)

تمام شد

قدیمی کتب خانہ۔ آرام باغ۔ کراچی۱

فیض سبحانی

شرح اردو

حسامی

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی
استاذِ حدیث و تفسیر دارالعلوم ، دیوبند

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی نمبر ۱

عربی بولئے

عام عربی بول چال، عصری لب و لہجہ اور جدید الفاظ و اصطلاحات و
تعبیرات پر ایک جامع بے نظیر کتاب جس کے پڑھنے سے طلبہ
کو روزمرہ کے استعمال کے ضروری جملے ذہن نشین ہو جاتے ہیں

تكلموا بالعربية

مؤلفہ

ندیم الواجدی

قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ کراچی